(موسوعة الفتاوی الکبری)

# جامع الفتاوی مدلل

ستّر سے زائد کتبِ فتاوی و کتبِ فقہ و مسائل سے عطر کشید
ایک جامع علمی، فقہی، تحقیقی عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا
قرآن کریم واحایث شریفہ وآثار صحابہ کی روشنی میں

## جلد سادس

| کتاب الطہارۃ (حصہ سادس) |
| --- |
| ابواب الطہارۃ |
| جانوروں کے جھوٹے کا بیان |
| حیض، نفاس واستحاضہ |
| معذور کے احکام |

**جمع وترتیب وبیان دلائل**


## مولانا مفتی عبدالرحمٰن کوثر مدنی حفظہ اللہ

ابن مفسر قرآن مفتی اعظم عالم ربّانی حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری مہاجر مدنی رحمہ اللہ



معہد الترمذی ایچی سن سوسائٹی رائیونڈ روڈ لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : جامع الفتاوی (مدلّل)

جمع وترتیب وبیان دلائل : **المحقق الدکتور المفتی عبد الرحمن الکوثر المدنی حفظه الله**

جلد : سادس

محتویات : حیض، نفاس، استحاضہ اور معذور وغیرہ کے احکام

صفحات : ۴۷۲

تعداد : ۱۰۰۰

سن طباعت : ۱۴۳۸ھ

تنسیق : مولانا حماد الرحمن الحجازی حفظہ اللہ ورعاہ

## ملنے کے پتے

* دار التصنیف والتحقیق والافتاء، معہد الترمذی، 49/B ایچ سن سوسائٹی، رائیونڈ روڈ، لاہور

* ادارہ اسلامیات، انارکلی، لاہور

* مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

* کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال ۲، کراچی

* جناب حاجی محمد طیب صاحب، جامعہ خاتم النّبیین، ماڈل کالونی، کراچی : ۰۲۱۳۴۴۹۲۳۸۶

* میمن اسلامک بک سیلز، دکان نمبر ۲۹ نایاب جامع مسجد ڈاک خانہ لیاقت آباد، کراچی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

# جامع الفتاوی مدلل

## جلد سادس

**قال الله تبارك وتعالى في كتابه العزيز:**

﴿ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا۟ فِى ٱلدِّينِ ﴾

(التوبة: ١٢٢)

﴿ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِى ٱلنِّسَآءِ ۖ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ﴾--- الخ

(النساء: ١٢٧)

﴿ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ ٱللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِى ٱلْكَلَٰلَةِ ﴾--- الخ

(النساء: ١٧٦)

﴿ يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَٰقِيتُ لِلنَّاسِ وَٱلْحَجِّ ﴾

(البقرة: ١٨٩)

﴿ فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴾

(الأنبياء: ٧)

﴿ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى ٱلرَّسُولِ وَإِلَىٰٓ أُو۟لِى ٱلْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ ٱلَّذِينَ يَسْتَنۢبِطُونَهُۥ مِنْهُمْ ۗ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُۥ لَٱتَّبَعْتُمُ ٱلشَّيْطَٰنَ إِلَّا قَلِيلًا ﴾ (النساء: ٨٣)

**وقال رسول** ﷺ

(مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِى الدِّينِ)

# مُقَدِّمَة

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله،لا قوة إلابالله، وماتوفيقي إلابالله، عليه توكلت وإليه أنيب، وإياه أستعين. أما بعد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامع الفتاوی مدلل کی چھٹی جلد بھی زیور طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے، اور بھی کئی جلدیں تقریباً تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بھی جلد طبع ہو کر منظر عام پر آجائیں گی۔ تقریباً پچاسی جلدوں کے مسائل کی جمع وترتیب کا کام مکمل ہو چکا ہے، دلائل کا کام ابھی باقی ہے جو بفضل اللہ تعالیٰ جاری وساری ہے، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ دلائل کا کام مکمل ہو کر یہ موسوعہ فقہیہ سو جلدوں سے متجاوز ہوگا۔ بندہ کے دل میں یہ تڑپ تھی اور ہے کہ مسائل فقہیہ کو اصل مراجع یعنی کتاب وسنت سے مدلل کیا جائے جس کی طرف بہت سے حضرات کی توجہ نہیں رہی۔ یہ تڑپ بھی اللہ تعالیٰ ہی نے دل میں ڈالی اور اس کی تکمیل کی توفیق بھی انہیں کی طرف سے ہے،

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قارئین کرام سے اس عظیم علمی، فقہی، تحقیقی موسوعہ کی تکمیل اور قبولیت کیلئے دعا کی التماس ہے۔ اللہ جل شانہ اپنی بارگاہ عالی میں بندہ کی اس متواضع خدمت کو قبول فرما کر ذریعہ نجات وباعث رفع درجات بنادیں۔

إنه تعالى ذوالفضل العظيم، وصلى اللّٰهُ على سيدنا ونبينا وشفيعنا ومولانا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين. كتبه العبد الفقير إلى اللّٰهُ الغني الحميد

عبدالرحمٰن کوثر مدنی

عفا اللّٰهُ عنه وعافاه وجعل آخرته خيرا من أولاه وجعل خيرأيامه يوم يلقاه

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اُمت اسلامیہ پر مفتیانِ کرام کا بہت بڑا احسان ہے کہ تغیر زمانہ کے سبب روز نئے سے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن وسنت سے اخذ کر کے پیش کرتے ہیں جو ان حضرات کے فتاوی کی شکل میں موجود ہے۔ چونکہ ان فتاوی کی ایک بہت بڑی تعداد ہے لہٰذا اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ ان فتاویٰ کا ایک عطر کشید مجموعہ تیار کیا جائے تاکہ اکابرین کے علوم وفتاویٰ اور تحقیقات سے استفادہ آسان ہو سکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے مخدوم و محترم مفتی مدینہ منورہ حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی دامت برکاتہم العالیۃ کو جنہوں نے فتاویٰ کے مجموعوں کو یکجا کر کے مکررات حذف کئے اور ہر فتویٰ کے اصل مستدل کے لیے حاشیہ میں قرآن و حدیث ،اقوال صحابہ وتابعین اور اقوال محدثین کو ذکر کرنے کا اہتمام کیا۔فتاویٰ کا یہ عظیم الشان مجموعہ انشاء اللہ ۱۰۰/ سے زائد جلدوں میں تقریباً ۶۰،۰۰۰/ صفحات پر مشتمل ہوگا، چھٹی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے جو ''مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید'' اور ''مشتے نمونہ از خروارے'' کا مصداق ہے۔

آخر میں دعاء ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت موصوف کے حق میں ،ان کے معاونین مفتیان کرام اور اس کی طباعت و نشر واشاعت وغیرہ میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کے حق میں اس کو ذخیرۂ آخرت بنائے اور شرف قبول عطافرمائے۔ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!

وصلى اللّٰهُ تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، برحمتك يا أرحم الراحمين

احقر العباد سید عبد العظیم ترمذی کان اللہ لہ

معہد الترمذی لاہور پاکستان

۲۴/رجب، ۱۴۳۸ھ

# تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد زکریا صاحب مدظلہ رئیس دار الافتاء، جامعہ اشرفیہ، لاہور

الحمد لله وحده و الصلوة والسلام على من لا نبي بعده. أما بعد !خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین متین کی خدمت کے لئے چن کر " إِن تَنصُرُواْ ٱللَّهَ يَنصُرۡكُمۡ " اور " ثُمَّ أَوۡرَثۡنَا ٱلۡكِتَٰبَ ٱلَّذِينَ ٱصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَاۖ " کا مصداق بنایا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اِنہیں خوش نصیب لوگوں میں سے ہمارے مخدوم ومکرم حضرت مولانا مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدنی مدظلہ بھی ہیں، کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بزرگان کے فتاویٰ جات کو مدلل اور محقق کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔ حضرت کا یہ کارنامہ یقینی طور پر تاریخ کے اوراق میں ان شاء اللہ العزیز سنہری الفاظ میں لکھا جائیگا۔ بندۂ ناچیز نے حضرت کی تالیف لطیف "جامع الفتاویٰ" کی چھٹی جلد کا چیدہ چیدہ مقامات سے مطالعہ کیا الحمد للہ نہایت مدلل پایا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت کی اس کتاب سے ہر دار الافتاء کو اور تمام مفتیانِ کرام و متخصصین حضرات کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونا چاہئے۔ کیوں کہ حضرت نے جن کتبِ معتبرہ کے حوالہ جات نقل کیے ہیں وہ یقینا مسائل کے اندر جان پیدا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت کی مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت نصیب فرماتے ہوئے پایۂ تکمیل تک پہنچائے: ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین بود

بندہ کے لئے یہ سعادت مندی ہے کہ سن ۱۹۹۵ء میں اللہ تعالیٰ نے حضرت کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی بلند شہریؒ کے گھر میں ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کی توفیق نصیب فرمائی۔ باقی حضرت کی یہ کتاب محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ جیسا کہ شیخ سعدیؒ نے فرمایا: مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

محمد زکریا

دارالافتاء، جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۲ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ / ۱۱ جنوری ۲۰۱۷ء

# حرفِ تشکر

بندے سے اللہ تعالیٰ کے راضی ہونے کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دین کی کسی نہ کسی خدمت کے لئے قبول فرمالیتے ہیں۔ قرآن و سنت سے قواعد کا اخذ و استنباط دین کے شعبوں میں سے ایک اہم شعبہ ہے، فقہائے اِسلام نے اپنی زندگیاں اس کام کے لئے وقف کر کے امت مسلمہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ چنانچہ فقہاء نے ان مسائل کا بھی استنباط کیا ہے کہ جو ان کے زمانہ میں پیش آمدہ نہیں تھے لیکن ان کا وقوع متوقع تھا۔ آج فقہائے امصار کے فتاویٰ ہزاروں مستنبط مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ عصرِ حاضر کے مفتیانِ کرام کا اولین مرجع یہی کتبِ فتاویٰ ہیں کہ جن میں پھیلی ہوئی فقہی جزئیات سے وہ پیش آمدہ مسئلہ کا حل تلاش کرتے ہیں۔ تحقیق کے طلبہ سے یہ بات کسی طور مخفی نہیں کہ کتبِ فتاویٰ کے اصل مصادر قرآن و سنت، کتبِ فقہ اور دیگر کتبِ فتاویٰ ہیں اور محقق کی اوّلیں کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ کتبِ فتاویٰ کی ہر جزئی کو مصادرِ اصلیہ یا اُمہات المصادر میں تلاش کرے، بظاہر یہ بات بڑی آسان معلوم ہوتی ہے لیکن اس کام کی مشکلات سے اس میدان کے رجال ہی بخوبی واقف ہیں۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر مفتی عبد الرحمٰن کوثر مدظلہ کو اپنی شایانِ شان اجر عطا فرمائیں کہ حضرت نہ صرف یہ کہ کتبِ فتاویٰ سے مسائل کو موضوعات کے اعتبار سے یکجا کر رہے ہیں بلکہ ہر مسئلے کی قرآن و سنت اور کتبِ فقہ میں سے بھی صرف مصادرِ اصلیہ سے تخریج کر رہے ہیں۔ الحمد للہ اس "جامع الفتاویٰ" کی چھٹی جلد اس وقت زیرِ نظر ہے۔ کتاب کے سرسری مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ: ایں سعادت بزورِ بازو نیست

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو عوام و خواص کے لئے نافع بنانے کے ساتھ اس کتاب کی تیاری میں مصروفِ عمل ہر فرد کی اُخروی نجات کا ذریعہ بنائیں۔ آمین بحرمة النبي الكريم. والسلام

فقیر احمد علی عفی عنہ

خادم الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

خطیب گرینڈ جامع مسجد، بحریہ ٹاؤن، لاہور

# فہرست

## جانوروں کے جھوٹے کا بیان

جھوٹے کی تعریف ..... ۲۲
بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں ..... ۲۶
بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اسکے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے۔ تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قابل تحسین ہے۔ ..... ۳۱
مشرکین کے جھوٹے سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں؟ ..... ۳۶
نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے ..... ۳۶
چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ ..... ۳۷
منہ کی رال کا حکم ..... ۳۸
میت کا لعاب ناپاک ہے ..... ۴۰
جنب کا پسینہ ناپاک نہیں ہے ..... ۴۰
جنبی کا جھوٹا کھانے سے غسل واجب نہیں ہوتا ..... ۴۲
گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں؟ ..... ۴۳
شرابی کے پسینہ کا حکم ..... ۴۳
گھوڑے کا پسینہ پاک ہے ..... ۴۵
پالتو جانوروں کا جھوٹا ..... ۴۸
پانی میں مرغی منہ ڈال دے ..... ۵۵
کوّے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے ..... ۵۷
بِلّی، چوہے، کوّے وغیرہ کے جھوٹے کا حکم ..... ۶۰
بلی کا کسی برتن وغیرہ میں پاؤں ڈالنے کا حکم ..... ۶۱
بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا ..... ۶۲
کتے کا لعاب ناپاک ہے ..... ۶۳
نشاستہ گندم میں کتا منہ ڈال دے تو اس کی طہارت کا طریقہ ..... ۶۴

پالتو کتے کا پالنا کیسا ہے، اس کا منہ لگا ہوا کھانا و پانی پاک ہے یا ناپاک؟ ..... ٦٥
لٹکی ہوئی سویاں جس میں سے کتے نے کھالیا اس کا حکم ..... ٦٦
کتا اگر چار روٹیوں میں سے دو لے کر چلا جائے، باقی دو روٹیوں میں کتے کا منہ لگنے کے نشانات نہیں ہیں، تو ان کا کھانا جائز ہے ... ٦٧
کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ..... ٦٨
گندم وغیرہ کو خنزیر کا لعاب لگنا ..... ٦٩
ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟ ..... ٧٠
ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والے پانی کا حکم؟ مچھلی کا پِتّہ پاک ہے یا نہیں؟ ..... ٧١

## حیض کے احکام

حیض کی تعریف ..... ٧٤
حیض کی تکلیف پر اجر و ثواب ملے گا؟ ..... ٧٦
حیض و نفاس کا فطری نظام ..... ٧٧
خون کے حیض ہونے کے شرائط ..... ٨٣
١- حیض آنے کی عمر: ..... ٨٣
٢- حیض کی مدت: ..... ٨٤
٣- کامل طہر کا وقفہ: ..... ٨٥
تمام عمر خون نہ آنے کی تین صورتیں ہیں: ..... ٩٠
حیض کی ابتدا ..... ٩٤
عورت آئسہ کب ہوتی ہے؟ ..... ٩٥
حیض کے مسائل ..... ٩٧
حیض کی اقل مدت ..... ٩٧
اگر دس دن سے زیادہ خون آئے ..... ١٠٤
معمول سے کم یا زیادہ ماہواری ..... ١٠٥
حیض کا بے وقت آنا ..... ١٠٦
"بلوغت کے بعد صرف ڈیڑھ دن خون آیا" ایسی خاتون کی ماہواری کا حکم ..... ١٠٧

حیض کا خون بند ہو جانے کے بعد پھر نظر آئے ..... ١٠٨
عورت کے حق میں ایک دن چوبیس گھنٹہ کا ہے اور سات دن کے اندر رک رک کر خون آنے کا حکم ..... ١٠٩
غسل کے بعد خون آئے ..... ١١٠
حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہو گا؟ ..... ١١١
ولادت کے بعد تین ماہ تک خون آیا تو ایام نفاس اور حیض کا حکم ..... ١١٢
طہر پندرہ روز سے کم نہیں ہوتا اگرچہ کمی قلیل بھی ہو ..... ١١٤
حکم اُس خون کا جو اقل طہر سے پہلے شروع ہو کر اقل طہر کے بعد تک جاری رہے ..... ١١٥
عادت سے پہلے ماہواری آنے کا حکم ..... ١١٦
حیض کے رنگ ..... ١١٨
دوران حیض ہر رنگ کا پانی حیض ہے ..... ١١٨
ماہواری کے بعد سفیدی کا حکم ..... ١١٩
زمانہ حیض میں مٹیالا خون ..... ١٢٠
مدتِ حیض میں سبز خون کا حکم ..... ١٢١
ایام عادت کے بعد آنے والے گدلے یا مٹیالے خون کا حکم ..... ١٢٢
زعفرانی رنگ کا دھبہ حیض شمار نہ ہو گا جبکہ ایام عادت کے علاوہ میں نظر آئے ..... ١٢٦
حیض کی عادت سے متعلق مسائل ..... ١٢٨
اسقاط کے بعد خون حیض ہے یا نہیں؟ ..... ١٢٩
جس عورت کو ایام حیض کی عدد اور تاریخ دونوں یا تاریخ یاد نہ ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟ ..... ١٣٠
ایام عادت بھولنے والی حائضہ کا حکم ..... ١٣٣
طہر متخلل کے بارے میں احناف کے چند اقوال ..... ١٣٥
پہلا قول ..... ١٣٥
اگر تین دن کے بعد وقفہ وقفہ سے خون آئے؟ ..... ١٣٨
طہر متخلل کا مسئلہ ..... ١٣٩
دوسرا قول ..... ١٤٠

(طہر متخلل اگر تین دن سے کم ہو تو طہر شمار نہیں ہو گا) ..... ١٤٠
اس قول پر طہر متخلل کے مسائل ..... ١٤١
تیسرا قول ..... ١٤٤
اس قول پر طہر متخلل کا مسئلہ ..... ١٤٥
چوتھا قول ..... ١٤٥
(طہر متخلل پندرہ دن سے کم ہو تو وہ دم جاری کے حکم میں ہوتا ہے) ..... ١٤٥
ان مذکورہ اقوال میں سے کونسے قول پر فتوی دیا جائے گا؟ ..... ١٤٦
احکام حیض: ..... ١٤٦
حیض سے پاکی کب شمار ہوتی ہے؟ ..... ١٤٦
خون بند ہونے پر نماز اور روزہ فرض ہونے کی تفصیل ..... ١٤٩
دم حیض اگر دس روز سے بڑھ جائے تو نماز کا حکم ..... ١٥٣
نماز کے آخری وقت میں اگر عورت کو حیض شروع ہو اور عورت نماز نہیں پڑھ سکی تو اس کا کیا حکم ہے؟ ..... ١٥٩
خون دو دن بعد رک جائے اور معلوم نہیں کہ دوبارہ آئے گا یا نہیں تو نماز روزہ کا کیا کرے؟ ..... ١٦٠
اگر حیض کا خون تین دن یا اس سے زیادہ گزرنے کے بعد رکتا ہے لیکن عادت سے پہلے تو نماز کس طرح پڑھے؟ ..... ١٦١
حیض کا خون اپنی عادت پر یا اس سے زیادہ پر رک جائے تو نماز کس طرح پڑھے؟ ..... ١٦٢
حیض کا خون پورے دس دن پر رک جائے تو نماز کس طرح ادا کرے؟ ..... ١٦٢
تین دنوں کے بعد خون نہ آئے ..... ١٦٣
اُس عورت کا حکم جس کا خون تین روز سے کم میں منقطع ہو جائے ..... ١٦٤
ایک دن خون آتا ہے اور ایک دن رک جاتا ہے دس دن تک یہی حال رہتا ہے وہ روزہ اور نماز کس طرح ادا کرے گی؟ .... ١٦٤
طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے تو نماز اور روزے کا حکم ..... ١٦٥
طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے دس دن سے کم حیض آنے کی صورت میں ..... ١٦٨
دوران حمل آنے والے خون اور اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازوں کا حکم ..... ١٧٣
حائضہ پاک ہو جائے تو اس کے روزہ کا حکم ..... ١٧٤
حالتِ حیض میں تلاوۃ قران اور اذکار کے احکام حالتِ حیض میں آیتِ کریمہ کی تلاوت ..... ١٧٤

حالتِ حیض میں زبانی تلاوت ..... ۱۷۸
ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں ..... ۱۸۰
حالتِ حیض میں تفسیر پڑھنے اور چھونے کا حکم؟ ..... ۱۸۲
حیض کی حالت میں قرآن کی تدریس ..... ۱۸۳
لڑکی حافظہ ہوتے ہوئے بالغہ ہو جائے آموختہ یاد رہے اس کی کوئی صورت ہے؟ ..... ۱۸۵
حائضہ و جنبی کے لئے تلاوت و کتابتِ قرآن کا حکم ..... ۱۸۶
ایام کی حالت میں ترجمہ قرآن مجید کا مطالعہ ..... ۱۹۰
حالتِ حیض میں دینی رسائل کا مطالعہ ..... ۱۹۱
ناپاکی کی حالت میں دینی کتابوں کو ہاتھ لگانا ..... ۱۹۲
حائضہ کے آیت سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب ..... ۱۹۲
حالت حیض میں سجدہ تلاوت واجب نہیں ..... ۱۹۳
حائضہ اذان کا جواب دے یا نہیں؟ ..... ۱۹۳
حالتِ حیض و نفاس میں حدیث شریف پڑھنے کا حکم ..... ۱۹۵
ماہواری کے دوران فضائل اعمال پڑھنا ..... ۱۹۷
ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے! ..... ۱۹۸
عورت حالت حیض و نفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ ..... ۱۹۸
حالت حیض و نفاس میں وظائف و دعائیں پڑھنے سے متعلق ایک سوال اور امداد الفتاوی سے اس کا مفصل و مدلل جواب .. ۱۹۹
حیض و نفاس کی حالت میں بعض سورتیں جن میں دعاء کے معانی ہیں پڑھنے کا حکم ..... ۲۰۲
ماہواری کے دنوں میں خون رکنے کا حکم اور اس وقت میں اعمال کرنا کیسا ہے؟ ..... ۲۰۳
حائضہ عورتوں کا اوقات نماز میں ذکر و اذکار کا معمول بنانا مستحب ہے ..... ۲۰۴
معاشرت حائضہ ..... ۲۰۸
حیض و نفاس والی عورت، کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے ..... ۲۰۸
حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کیسا ہے؟ ..... ۲۰۹
متبرک چیزوں کو ناپاکی کی حالت میں کھانا ..... ۲۱۰

حالتِ حیض میں وطی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور ایسی حرکت کرنے والے پر توبہ واستغفار لازم ہے ..... ٢١٠
حائضہ سے صحبت کرنے سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب ..... ٢١٨
حیض کے ایام میں بیوی سے وطی کرنے کے بعد کیا دو غسل ضروری ہیں یا ایک ہی کافی ہے؟ ..... ٢٢٠
حالت حیض میں غلبۂ شہوت کی بنا پر وطی کا حکم ..... ٢٢٢
حالت حیض میں فوق الازار بیوی سے استمتاع کا حکم ..... ٢٢٣
ناف سے لے کر گھٹنہ تک بغیر حائل کے حائضہ سے استمتاع جائز نہیں ..... ٢٢٣
حائضہ سے انتفاع کی صورت ..... ٢٢٦
بوقت ضرورت مباشرت حائضہ اور غلبۂ شہوت میں استمناء ..... ٢٢٦
حائضہ کے ساتھ مضاجعت ..... ٢٢٨
مباشرت از حائضہ ..... ٢٢٨
حالت حیض میں بیوی کے عضو مخصوص کو دیکھنا اور چھونا ..... ٢٣٠
شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا اور عورت کو بھی اپنے حائضہ ہونے کا احساس نہ ہو سکا ..... ٢٣١
اگر مرد نے لاعلمی میں حالت حیض میں عورت سے وطی کرلی اور عورت کو اپنے بارے میں معلوم تھا کہ وہ حیض میں ہے ٢٣٢
ہمبستری کے بعد حیض آجائے تو پاک ہو کر غسل کرے ..... ٢٣٣
ایام عادت سے پہلے اگر خون ٹھہر جائے تو احتیاطاً غسل کر کے نماز، روزہ تو ادا کرے گی لیکن جماع جائز نہیں ..... ٢٣٣
ایام عادت سے زیادہ خون آئے تو بیوی سے قربت کرنے کا حکم ..... ٢٣٤
حیض بند ہونے سے کتنی دیر بعد ہمبستری جائز ہے؟ ..... ٢٣٥
اسقاط حمل کے بعد حیض یا استحاضہ کا حکم ..... ٢٣٩
کیا حائضہ میت کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟ ..... ٢٤٢
کیا حائضہ میت کو غسل دے سکتی ہے؟ ..... ٢٤٤
حائضہ کا زمانہ حیض کے کپڑوں میں نماز ادا کرنا ..... ٢٤٤
حائضہ سے طواف وداع ساقط ہے ..... ٢٤٥
حائضہ مسجد کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے سکتی ہے ..... ٢٤٦
حائضہ مناسک حج سارے ادا کرے گی سوائے بیت اللہ کے طواف کے ..... ٢٤٦

حائضہ کا احرام باندھنا ..... ٢٤٦
حائضہ کا معتکف کے سر میں کنگھی کرنا ..... ٢٤٧
حائضہ کا خضاب لگانا ..... ٢٤٨
حائضہ اور نفساء کے ساتھ کھانا، پینا اور لیٹنا ..... ٢٤٨
حیض کی حالت میں مسجد سے گزرنا ..... ٢٤٩
حیض کی حالت میں عید گاہ کی طرف جانا ..... ٢٥٠
ایام حیض میں استعمال ہونے والے کپڑوں کا حکم ..... ٢٥١
حیض ونفاس کی حالت میں غسل ..... ٢٥٣
وہ احکام جو حیض کے ساتھ خاص ہیں ..... ٢٥٤
حیض ونفاس کے مشترک احکام ..... ٢٥٨
حیض کی بندش اور مانع حمل دوائیاں استعمال کرنے کی صورت میں ایام طہر کا حکم ..... ٢٧٤
حیض بند کرنے کیلئے علاج کرنا جائز ہے ..... ٢٧٥
گولیاں کھا کر ماہواری کا خون بند کرنے سے متعلق ایک اور سوال کا مفصل جواب ..... ٢٧٨
بلوغ کو روکنے کیلئے مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کا حکم ..... ٢٨٠
دوا کے استعمال سے ایام عادت بگڑنے کا حکم ..... ٢٨٠
"کاپر ٹی" لگانے پر ایام حیض بڑھ جائیں ..... ٢٨١
لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے ..... ٢٨٢
لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے ..... ٢٨٣

## متفرقات

جنبی اور حائضہ تسمیہ پڑھ سکتے ہیں ..... ٢٨٧
دس دن سے زیادہ مختلف رنگوں کا خون آئے تو اس میں طہارت ونماز کا حکم ..... ٢٨٧

# نفاس کے احکام

نفاس کی تعریف ..... ۲۸۹
نفاس کا بیان ..... ۲۸۹
جمے ہوئے خون کے بعد جو خون آئے اُس کا حکم ..... ۲۹۰
مدت نفاس میں جس رنگ کا بھی خون آئے وہ نفاس ہو گا ..... ۲۹۰
اکثر مدت نفاس گزرنے کے بعد فرج سے پانی نکلے تو یہ نفاس شمار ہو گا یا نہیں؟ ..... ۲۹۱
چالیس ۴۰ دن بعد خون آیا ایک ہفتہ پاک رہی پھر خون آ گیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا۔ ..... ۲۹۲
مکمل نفاس کے گیارہ دن بعد آنے والے خون کا حکم ..... ۲۹۴
چند دن نفاس کا خون آیا پھر بند ہو گیا پھر تھوڑے دن آ کر بند ہو گیا تو کتنے ایام نفاس کے شمار ہوں گے ..... ۲۹۵
مدتِ نفاس کی ابتداء اور اخیر میں دس دس دن خون آیا تو کتنا نفاس ہو گا؟ ..... ۲۹۶
عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے! ..... ۲۹۷
بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آ گیا، کیا حکم ہو گا ..... ۳۰۰
جس عورت کے پہلا بچّہ پیدا ہو اُس کے پاک ہونے میں چالیس روز کا انتظار نہیں ..... ۳۰۱
چالیس روز ختم ہونے سے پہلے نفاس بند ہو جائے؟ ..... ۳۰۲
چالیس دن سے کم مدت میں نفاس پاک ہو جائے تو نماز روزہ دونوں لازم ہیں ..... ۳۰۳
دم نفاس دس بیس روز کے بعد بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟ ..... ۳۰۴
بذریعہ آپریشن ولادت ہو تو بعد میں آنے والے خون کا حکم ..... ۳۰۵
بچہ کی ولادت پر نفاس نہیں آیا ..... ۳۰۶
ولادت کے بعد تین ماہ تک خون آیا تو ایام نفاس اور حیض کا حکم ..... ۳۰۸
اسقاط یا صفائی رحم کے بعد کا خون حیض ہو گا یا استحاضہ یا نفاس؟ ..... ۳۰۹
تین ماہ کا حمل ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم ..... ۳۱۱
اسقاط حمل کے احکام متعلقہ نفاس و نماز روزہ وغیرہ ..... ۳۱۳
چار ماہ کا حمل ساقط ہوا اور دوسرا بچہ پیٹ میں ہے تو آنے والے خون کا حکم ..... ۳۱۴
جس عورت کے چھ مہینے سے کم مدت میں دو بچے پیدا ہوئے اس کے نفاس کا حکم ..... ۳۱۵

نفاس والی عورت کی عادت مختلف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ ..... ٣١٨
نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں؟ ..... ٣١٩
معتادہ کا خون نفاس میں عادت سے تجاوز کر جائے تو کیا حکم ہے؟ ..... ٣٢٠
مسئلۂ نفاس کی ایک صورت ..... ٣٢٣
مسئلہ نفاس کی ایک صورت کے متعلق استفتاء کا جواب ..... ٣٢٣
حیض و نفاس والی عورت کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے ..... ٣٢٦
نفساء کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا اور اسکے ہاتھ کے دھلے ہوئے کپڑے ..... ٣٢٧
مدت نفاس میں استحاضہ کا آنا ..... ٣٢٨
ولادت کے بعد کب تک نماز معاف ہے؟ ..... ٣٢٩
نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے ..... ٣٣٠
حالت نفاس میں اگر جماع کر لیا تو اس کی تلافی کیسے کرے؟ ..... ٣٣١
بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے ..... ٣٣٢
حالت حمل میں وطی ..... ٣٣٣
جن ایام میں زن و شوہر کا تعلق جائز نہیں ..... ٣٣٤
نفاس کے چالیس دن مکمل ہوتے ہی حیض آسکتا ہے یا نہیں؟ ..... ٣٣٥
طہر متخلل ..... ٣٣٦
ولادت کے بعد غسل اور نماز ..... ٣٣٧
حیض و نفاس کی حالت میں غسل ..... ٣٣٨
مدت نفاس میں عورت کے گھر سے باہر نکلنے کا حکم ..... ٣٣٩
نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنا ..... ٣٤٠
**نفاس کے چند احکام** ..... ٣٤٢
حیض و نفاس کے مشترک احکام ..... ٣٤٤

# استحاضہ کے احکام

استحاضہ کی تعریف اور صورتیں..... ٣٤٦
استحاضہ کا حکم ..... ٣٤٩
تین دن سے کم خون آنا حیض شمار نہیں ہو گا بلکہ وہ استحاضہ ہے ..... ٣٥٠
پہلے پانچ دن خون آتا تھا اب ایک رات آکر بند ہو جاتا ہے تو کیا حکم ہے ..... ٣٥١
تین دن ماہواری آکر دس دن کے بعد پھر آنے والے خون کا حکم ..... ٣٥٢
عادت والی عورت کو کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آئے تو کیا کرے؟ ..... ٣٥٣
استحاضہ والی عورت کن تاریخوں کو طہر شمار کرے؟..... ٣٥٤
طہر کا مطلب کیا ہے اور اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہو گا؟..... ٣٥٦
ولادت سے قبل خروج ماء کا حکم ..... ٣٥٧
دورانِ حمل آنے والے خون کا حکم ..... ٣٥٨
دم نفاس اگر چالیس روز سے بڑھ جائے ..... ٣٦١
مستحاضہ پر استنجاء لازم ہے یا نہیں؟..... ٣٦١
مستحاضہ کے کپڑوں اور بدن کی پاکی کا حکم..... ٣٦٣
کافی عرصہ کے بعد خون کا قطرہ دیکھنے پر ماہواری کا حکم..... ٣٦٦

# معذور و بیمار کے احکام

معذور شرعی کی تعریف کیا ہے؟..... ٣٦٧
معذور کی شرائط..... ٣٧٣
معذور کا شرعی حکم ..... ٣٧٥
حکم معذور میں دخول معلوم کرنے کا آسان طریقہ..... ٣٧٧
انسان کب معذور بنتا ہے اور کس وقت معذور نہیں رہتا اور اس کے شرعی احکام کیا ہیں؟ ..... ٣٨١
معذور کے متعلق مزید تفصیل..... ٣٨٤
اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک ہی وقت میں ایک ہی وضو کرنا پڑیگا..... ٣٩٢

ان اعذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے؟ ..... ۳۹۴
ناسور والا معذور ہے یا نہیں؟ ..... ۳۹۵
خروج ریح اس قدر ہے کہ وضو کی مہلت نہیں ملتی تو کس طرح نماز پڑھے اور اس وضو سے نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں ۳۹۶
انفلات ریح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ..... ۳۹۷
آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ہلنے کی اجازت نہیں دیتے ..... ۳۹۹
آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز ادا کرنے سے متعلق ایک اور سوال اور اس کا جواب ..... ۴۰۲
تقاطر بول کا حکم ..... ۴۰۳
پیشاب کے بعد قطرہ آنے سے وضو کا حکم ..... ۴۰۶
قطرہ کے مریض کے لیے نماز پڑھنے کا آسان طریقہ ..... ۴۰۷
آپریشن کے بعد پیشاب کے قطرات کا آنا ..... ۴۰۹
معذور کی وضو کی ایک صورت کا حکم ..... ۴۱۱
بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کرے؟ ..... ۴۱۳
قطرہ آنے کے بعد کیا عضو کا دھونا لازم ہے! ..... ۴۱۵
احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور وہ تر ہو جائے تو کیا حکم ہے ..... ۴۱۷
پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا یقین ہو تو ڈھیلہ سے استنجاء ضروری ہے ..... ۴۱۹
اگر قطرہ آنے کا احتمال ہو تو کیا کرے! ..... ۴۲۰
کیا کثیر الاحتلام معذور ہے ..... ۴۲۲
جس کی منی برابر نکلتی رہتی ہو اس کا حکم ..... ۴۲۴
تقاطر مذی ہو تو وہ معذور ہے ..... ۴۲۵
سیلانُ الرحم کا حکم ..... ۴۲۶
مرض سیلان میں حفاظت وضو کی مفید تدبیر ..... ۴۲۸
معذور کی نماز کا حکم اور کپڑوں کے پاک کرنے کا طریقہ ..... ۴۲۹
بواسیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟ ..... ۴۳۳
مریض جریان سے متعلق سوال اور اس کا جواب ..... ۴۳۴

مریض کے ناپاک کپڑے بدلنا مشکل ہو تو ویسے ہی نماز پڑھے ..... ۴۳۵
معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے؟ ..... ۴۳۶
حکم نماز برائے مریض کہ معذور باشد از تطہیر لباس وبدن ..... ۴۳۷
معذور کے وضو کا حکم وطریقہ ..... ۴۳۹
معذور شخص بلا وضو نماز پڑھنا چاہے ..... ۴۴۰
معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟ ..... ۴۴۱
معذور کے لئے وضو باقی رہنے کا حکم اور یہ کہ اسی وضو سے ادا وقضاء نماز پڑھ سکتا ہے ..... ۴۴۲
نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے؟ ..... ۴۴۲
معذور کے لئے آخر وقت میں نماز ادا کرنے کا حکم ..... ۴۴۳
معذور کا وضو کب تک رہتا ہے؟ ..... ۴۴۳
معذور اشراق کے وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے ..... ۴۴۴
طہارت وغیرہ سے معذور شخص کے وضو اور نماز کا حکم ..... ۴۴۵
بیس رکعت تک جس کا وضو رہے وہ معذور نہیں ہے ..... ۴۴۷
معذور کے وضو اور نماز سے متعلق سوال اور اس کا جواب ..... ۴۴۹
معذورین کے لئے مختصر ترین نماز ..... ۴۵۰
معذور کی نماز وامامت ..... ۴۵۱
نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے بالکل منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے؟ ..... ۴۵۳
سجدہ کرنے سے اگر خون نکلے تو کیا ایسا شخص معذور ہے؟ ..... ۴۵۴
مرض کی وجہ سے زخم لگوایا اور نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے؟ ..... ۴۵۵
اگر صاحب عذر کسی تدبیر اور علاج سے اس عذر کا انقطاع کر دے تو وہ معذور رہے گا یا نہیں؟ ..... ۴۵۶
زخم سے مواد رستا رہتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ ..... ۴۵۶
غسل جمعہ کے بجائے معذور یا غیر معذور تیمم کر لے تو مؤدی بالسنۃ ہو گا یا نہیں؟ ..... ۴۵۷
جنبی غسل سے معذور ہے نہ وضو سے پس وہ نماز وضو سے پڑھے یا تیمم سے ..... ۴۵۹
مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ ..... ۴۵۹

جس کا کان بہتا ہو اس کے وضو اور نماز کا حکم ..... ۴۶۱
پانی پیر پر مضر ہو تو مسح کی صورت ..... ۴۶۱
مقطوع الیدین کیسے استنجاء ووضو کرے؟ ..... ۴۶۲
معذور وضو کرانے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے ..... ۴۶۴
بوقت معذوری بائیں ہاتھ سے وضو میں کام لینا ..... ۴۶۵
حکم استنجاء ووضو مریض رعشہ جو وضو اور استنجے پر قادر نہ ہو ..... ۴۶۵
وضو پر قدرت نہ رکھنے والا تیمم سے نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ ..... ۴۶۹
مفلوج جو وضو اور تیمم پر قادر نہ ہو، کے وضو کا حکم ..... ۴۷۰
جو عورت غسل سے معذور ہو اس سے مباشرت کرنا ..... ۴۷۱

# جانوروں کے جھوٹے کا بیان

## جھوٹے کی تعریف

۱۔ جو پانی برتن یا حوض میں پینے کے بعد باقی رہ جائے اس کو جھوٹا پانی کہتے ہیں اور اسی طرح کھانے والے کے آگے کا بچا ہوا کھانا جھوٹا کھانا کہلاتا ہے(۱)۔ (کبیری والبحر الرائق وشامی ملخصًا)

## پس جانورں کے جھوٹے کی چار قسمیں ہیں:

۱۔ جس کا بلا کراہت پاک ہونا متفق علیہ ہے جیسا کہ آدمی اور حلال جانوروں کا جھوٹا(۲)

---

(١)السؤر لغة: بقية الشيء، وجمعه أسآر، وأسأر منه شيئا أبقى، وفي الحديث إذا شربتم فأسئروا أي أبقوا شيئا من الشراب في قعر الإناء، وفي حديث الفضل بن عباس ما كنت أوثر على سؤرك أحدا . ورجل سأر أي يبقي في الإناء من الشراب.ويقال: سأر فلان من طعامه وشرابه سؤرا وذلك إذا أبقى بقية. وبقية كل شيء سؤره .والسؤر في الاصطلاح هو: فضلة الشرب وبقية الماء التي يبقيها الشارب في الإناء، أو في الحوض، ثم استعير لبقية الطعام أو غيره. قال النووي رَحِمَهُ ٱللَّهُ:ومراد الفقهاء بقولهم: سؤر الحيوان طاهر أو نجس: لعابه ورطوبة فمه.(الموسوعة الفقهية الكويتية ج٢٤ص١٠٠)

(٢) ذهب الحنفية إلى تقسيم الأسآر إلى أربعة أنواع:

**النوع الأول**: سور متفق على طهارته وهو سؤر الآدمي بجميع أحواله مسلما كان أو كافرا، صغيرا كان أو كبيرا، ذكرا أو أنثى، طاهرا أو جنبا أو حائضا أو نفساء. وقد أتي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بلبن فشرب بعضه وناول الباقي أعرابيا كان على يمينه فشرب، ثم ناوله أبا بكر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ فشرب، وقال: الأيمن فالأيمن حديث: " الأيمن فالأيمن ". أخرجه البخاري من ☜

**٢۔ جس کی نجاست وطہارت میں اختلاف ہے جیسے خنزیر اور کتا اور چوپایہ درندے(٣)**

**٣۔ مکروہ جیسے بلی کا جھوٹا(٤)**

---

حديث أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في فيشرب ولأن سؤر الآدمي متحلب من لحمه، ولحمه طاهر، فكان سؤره طاهرا، إلا في حال شرب الخمر فيكون سؤره نجسا لنجاسة فمه بالخمر.ومن النوع الأول المتفق على طهارته سؤر ما يؤكل لحمه من الأنعام والطيور إلا الجلالة والدجاجة المخلاة، لما روي أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ توضأ بسؤر بعير أو شاة ولأن سؤره متولد من لحمه ولحمه طاهر.(الموسوعة الفقية الكويتية ج٢٤ص ١٠١،١٠٠)

سؤر الآدمي طاهر ويدخل في هذا الجنب والحائض والنفساء والكافر إلا سؤر شارب الخمر ومن دمي فوه إذا شرب على فور ذلك فإنه نجس وإن ابتلع ريقه مرارا طهر فمه على الصحيح كذا في السراج الوهاج (الهندية ج١ص٢٣)

(٣) (وسؤر الكلب نجس) ش: وقال مالك وداود: طاهر، وإن ولغ في لبن أو سمن فلا بأس بأكله. (البنايةشرح الهداية ج١ص٤٦٩) (وسؤر الخنزير نجس) ش: خلافا لمالك وداود، فإنه عندهما طاهر، ولكنهما ألحقاه بالكلب في العدد مع كونه تعبدا عندهما.

(البناية شرح الهداية ج١ص٤٧٦ملخصاً)

وذهب المالكية إلى عدم نجاسة سؤر الخنزير وذلك لطهارة لعابه عندهم، وقد ثبت غسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب تعبدا فلا يدخل فيه الخنزير، وفي قول آخر للمالكية:يندب الغسل.

(الموسوعة الفقهية الكويتية ٢٠/ ٣٥)

(٤)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: يغسل الإناء إذا ولغ فيه الكلب سبع مرات: أولاهن أو أخراهن بالتراب،**وإذا ولغت فيه الهرة غسل مرة**.هذا حديث حسن

☜

صحيح.وهو قول الشافعي، وأحمد، وإسحاق.(سنن الترمذي رقم ٩١ج١/ ١٥٠)

وعن داود بن صالح بن دينار التمار، عن أمه، أن مولاتها أرسلتها بهريسة إلى عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فوجدتها تصلي، فأشارت إلي أن ضعيها، فجاءت هرة، فأكلت منها، فلما انصرفت أكلت من حيث أكلت الهرة، فقالت: إن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «إنها ليست بنجس إنما هي من الطوافين عليكم» وقد رأيت رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يتوضأ بفضلها. ووهوحديث صحيح.(سنن أبي داود رقم الحديث ٧٦ج١/ ٢٠)

وعن كبشة ابنة كعب بن مالك، وكانت تحت ابن أبي قتادة ، " أن أبا قتادة أمرها فسكبت له وضوءا، فجاءت هرة فشربت منه، فأصغى لها الإناء فشربت، قالت كبشة: فرآني أنظر إليه ، فقال: أتعجبين يا ابنة أخي؟ قالت: قلت: نعم، قال: إن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: **إنها ليست بنجس إنها من الطوافين عليكم والطوافات "، قال محمد رَحِمَهُ اللَّهُ: لا بأس بأن يتوضأ بفضل سؤر الهرة، وغيره أحب إلينا منه**، وهو قول أبي حنيفة رَحِمَهُ اللَّهُ.

(مؤطا الإمام محمد رقم الحديث ٩٠ص: ٥٤)

وكراهةسؤر الهرة يروى عن ابن عمر وسعيد بن المسيب والحسن وابن سيرين وعطاء ومجاهد ويحيى بن سعيد وابن أبي ليلى رضي اللَّهُ عنهم (البناية ١/ ٤٨٦)

**والمعنى في كراهة سؤر الهرة من وجهين:**

**أحدهما ما ذكره الطحاوي**: وهو أن الهرة نجسة لنجاسة لحمها، وسؤرها نجس مختلط بلعابها المتولد من لحمها النجس، ولكن سقطت نجاسة سؤرها اتفاقا، لعلة الطواف المنصوصة في قوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إنما هي من الطوافين عليكم أو الطوافات. حيث إنها تدخل المضائق وتعلو الغرف فيتعذر صون الأواني منها.ولما سقط حكم النجاسة من سؤرها لضرورة الطواف بقيت الكراهة لعدم تحاميها النجاسة ولإمكان التحرز عنها في الجملة.

☜

۴۔ مشکوک جیسے گدھے اور خچر کا جھوٹا (بدائع ومراقی الفلاح وعنایہ وکبیری تصرفاً) بعض مشائخ رحمہم اللہ نے جھوٹے کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں چار قسمیں تو یہی ہیں جو بیان ہو چکی ہیں۔ اور پانچویں قسم جھوٹا نجس متفق علیہ بتائی ہے اور وہ خنزیر کا جھوٹا بتایا ہے(۵) حالانکہ ایسا نہیں ہے اس لئے کہ خنزیر کے جھوٹے پانی میں بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف ہے جیسا کہ کتے کے جھوٹے کے بارے میں اختلاف ہے اور ان کے نزدیک ان دونوں کا اور چوپایہ درندوں کا جھوٹا پاک ہے(٦) پس صحیح یہ ہے کہ جھوٹے

---

**والثاني**: ما ذكره الكرخي وهو أن الهرة ليست بنجسة ، وإلى هذا ذهب أبو يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ لأن النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نفى عنها النجاسة بقوله: إنها ليست بنجس. ولكن يكره سؤرها لتوهم أخذها الفأرة فصار فمها كيد المستيقظ من نومه. فلو أكلت الفأرة ثم شربت الماء قال أبو حنيفة: إن شربته على الفور تنجس الماء، وإن مكثت ساعة ولحست فمها ثم شربت فلا يتنجس بل يكره.

وقال أبو يوسف ومحمد: يتنجس الماء بناء على ما ذكراه في سؤر شارب الخمر، وهو أن صب الماء شرط في التطهير عند أبي يوسف ولم يوجد، وإن ما سوى الماء من المائعات ليس بطهور عند محمد. (الموسوعة الفقهية الكويتية ج٢٤ص١٠٢)

(٥)السؤر النجس المتفق على نجاسته في المذهب وهو سؤر الكلب والخنزير وسائر سباع البهائم. أما الخنزير فلأنه نجس العين لقوله تعالى: ﴿ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ ﴾ الأنعام: ١٤٥ الآية. ولعابه يتولد من لحمه النجس. وأما الكلب فلأن النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أمر بغسل الإناء من ولوغه سبع مرات، ولسانه يلاقي الماء أو ما يشربه من المائعات الأخرى دون الإناء فكان أولى بالنجاسة ولأنه يمكن الاحتراز عن سؤرهما (الموسوعة الفقهية الكويتية ج٢٤ص١٠٢)

(٦ ) (وسؤر الكلب نجس) ش: وقال مالك وداود: طاهر، وإن ولغ في لبن أو سمن فلا بأس بأكله. ونقل الطحاوي: وعن مالك رَحِمَهُ ٱللَّهُ في اختلاف العلماء أنه كان يرى الكلب من أهل ☜

پانی وغیرہ کی قسمیں چار ہی ہیں (بدائع) (ان سب کے احکام کی تفصیل آگے آتی ہے)

(مؤلف عمدۃ الفقہ)

ہر جاندار کا پسینہ اس کے جھوٹے کے ساتھ معتبر ہے (یعنی جھوٹے کے حکم میں ہے) (ہدایہ ومنیہ وفتاویٰ عالمگیری) کیونکہ لعاب اور پسینہ دونوں اس کے گوشت سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے ایک نے دوسرے کا حکم لیا ہے (ہدایہ والبحر الرائق) پس جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ پاک ہے اور جس کا جھوٹا نجس ہے اس کا پسینہ نجس ہے (مؤلف عمدۃ الفقہ)

## (۱) بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اس کے ساتھ کھانا محض اس وجہ سے کہ بھنگی ہے ناجائز نہیں

(۲) بھنگی سے مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

**سوال:** (۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟

(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔

(۲) سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک صاف کر لئے جائیں تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض

---

البيت (وسؤر الخنزير نجس) ش: خلافا لمالك وداود، فإنه عندهما طاهر، ولكنهما ألحقاه بالكلب في العدد مع كونه تعبدا عندهما (البناية شرح الهداية ج١ ص٤٦٩)

اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا (٧) کیونکہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کرالئے گئے ہیں رہی یہ بات کہ اس نے

---

(٧) سؤر الآدمي طاهر من المسلم والكافر والجنب والحائض ، أما المسلم فطهارته ظاهرة لأنه طاهر وما يتبق منه فهو طاهر وأما الجنب فعن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: لقيني رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا جنب، فأخذ بيدي، فمشيت معه حتى قعد، فانسللت، فأتيت الرحل، فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد، فقال: «أين كنت يا أبا هر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ»، فقلت له، فقال: «سبحان اللَّهِ يا أبا هر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إن المؤمن لا ينجس»(صحيح البخاري رقم٢٨٥ ج ١/ ٦٥)

ففي شرح السنة للبغوي :هذا حديث فيه جواز مصافحة الجنب ومخالطته، وهو قول عامة أهل العلم، واتفقوا على طهارة عرق الجنب والحائض.فعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت:«كان رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهِ يجنب، فيغتسل ثم يستدفئ بي قبل أن أغتسل»قال أبو عيسى: هذا حديث ليس بإسناده بأس، وهو قول أكثر أهل العلم.وكان ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يعرق في الثوب وهو جنب ثم يصلي فيه، وكذلك عرق الحائض طاهر عند أهل العلم.وقال ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: " أربع لا يجنبن: الإنسان، والثوب، والماء، والأرض " يريد: الإنسان لا يجنب بمماسة الجنب، ولا الثوب إذا لبسه الجنب، ولا الأرض إذا أفضى إليها الجنب، ولا الماء ينجس إذا غمس الجنب فيه يده. (شرح السنة للبغوي ٢/ ٣١)

وأما الكافرفقد كان الكفار يخالطون المسلمين وترد رسلهم ووفودهم على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويدخلون مسجده ، ولم يأمر بغسل شئ مما أصابته أبدانهم

عن الحسن، أن وفد ثقيف أتوا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فضربت لهم قبة في مؤخر المسجد لينظروا إلى صلاة المسلمين، وإلى ركوعهم وسجودهم، فقيل: يا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتنزلهم المسجد وهم مشركون؟ فقال: «إن الأرض لا تنجس، إنما ينجس ابن آدم»( المراسيل لأبي داود رقم الحديث١٧ ص: ٨٠)

☜

غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو تو پھر کوئی الزام اور اعتراض نہیں (۲) اور کوئی معقول وجہ نہ ہو تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہو گا(۸) مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہو گا[۳]

---

وأخرجه ابن ماجه في «سننه» بإسناد جيد، عن عطية بن [سفيان] حدثنا وفدنا الذين قدموا على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بإسلام ثقيف قال: «وقدموا عليه في رمضان، فضرب عليهم قبة في المسجد فلما أسلموا صاموا ما بقي عليهم من الشهر» (البدر المنير ٤/ ٢٠٨)

وعن جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: " كنا نغزو مع رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[فنصيب من آنية] المشركين وأسقيتهم فنستمتع بها، ولا يعيب ذلك عليهم "صحيح، رواه أبو داود.

(خلاصة الأحكام رقم الحديث ٧٥ج ١/ ٨٢)

وعن أسلم " أن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُتوضأ من ماء [نصرانية في جرة نصرانية " صحيح] رواه الشافعي والبيهقي بإسناد صحيح.(خلاصة الأحكام رقم الحديث ٧٦ج ١/ ٨٢)

وممن كان لا يرى بسؤر النصراني بأسا الأوزاعي والثوري والشافعي وأبو ثور وأصحاب الرأي وكل من نحفظ عنه من أهل العلم هذا مذهبه إلا أحمد وإسحاق فإنهما قالا: لا ندري ما سؤر المشرك. (الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف ١/ ٣١٣)

(٨)عن عبداللَّهِ بن مسعودرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إن أول ما دخل النقص على بني إسرائيل، كان الرجل يلقى الرجل، فيقول: يا هذا، اتقِ اللَّهَ ودع ما تصنع، فإنه لا يحل لك، ثم يلقاه من الغد، فلا يمنعه ذلك أن يكون أكيله وشريبه وقعيده، فلما فعلوا ذلك ضرب اللَّهُ قلوب بعضهم ببعض "، ثم قال: ﴿ لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۢ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ

☜

(۲) احاطہ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو تو نماز کی جگہ میں بھی اس سے جھاڑو دلوائی جاسکتی ہے کیونکہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے[٤][٩]

---

لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَواْ وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ ﴿٧٨﴾ ﴾ ( المائدة: ٧٨) ثم قال: «كلا واللّٰه لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر، ولتأخذن على يدي الظالم، ولتأطرنه على الحق أطرا، ولتقصرنه على الحق قصرا»( سنن أبي داود رقم الحديث ٤٣٣٦ج ٤/ ١٢١) وقال الترمذى: حديث حسن.

فإذا كان هذا النهي في مخالطة الفساق فكيف مع الكفار؟يكون أشد (مرتب عفاالله عنه)

عن أبي سعيدرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ أنه سمع رسول اللّٰه صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يقول: لا تصاحب إلا مؤمنا، ولا يأكل طعامك إلا تقي.وقال:هذا حديث حسن (سنن الترمذي رقم الحديث ٢٣٩٥ج ٤/ ١٧٨)

(۹)وأما قوله تعالى:﴿ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُواْ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ ﴾ التوبة: ٢٨ قوله تعالى إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ إطلاق اسم النجس على المشرك من جهة أن الشرك الذي يعتقده يجب اجتنابه كما يجب اجتناب النجاسات والأقذار فلذلك سماهم نجسا والنجاسة في الشرع تنصرف على وجهين أحدهما نجاسة الأعيان والآخر نجاسة الذنوب وكذلك الرجس والرجز ينصرف على هذين الوجهين في الشرع قاللّٰه تعالى ﴿ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ ﴾(المائدة: ٩٠ )وقال في وصف المنافقين :﴿ سَيَحْلِفُونَ بِٱللَّهِ لَكُمْ إِذَا ٱنقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُواْ عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُواْ عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ﴾( التوبة: ٩٥ )فسماهم رجسا كما سمى المشركين نجسا وقد أفاد قوله إنما المشركون نجس منعهم عن دخول المسجد إلا لعذر إذ كان ☜

علينا تطهير المساجد من الأنجاس وقوله تعالى: فَلَا يَقْرَبُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا هذا قد تنازع معناه أهل العلم فقال مالك والشافعي لا يدخل المشرك المسجد الحرام قال مالك ولا غيره من المساجد إلا لحاجة من نحو الذمي يدخل إلى الحاكم في المسجد للخصومة وقال الشافعي يدخل كل مسجد إلا المسجد الحرام خاصة وقال أصحابنا يجوز للذمي دخول سائر المساجد (احكام القرآن للجصاص ج٤ص٢٧٩)

أماالكافرفقد كان الكفار يخالطون المسلمين وترد رسلهم ووفودهم على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويدخلون مسجده ، ولم يأمر بغسل شئ مما أصابته أبدانهم.

عن الحسن، أن وفد ثقيف أتوا رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فضربت لهم قبة في مؤخر المسجد لينظروا إلى صلاة المسلمين، وإلى ركوعهم وسجودهم، فقيل:

يارسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أتنزلهم المسجد وهم مشركون؟ فقال: «إن الأرض لا تنجس، إنما ينجس ابن آدم»(المراسيل لأبي داودرقم الحديث١٧ ص: ٨٠)

وأخرجه ابن ماجه في «سننه» بإسناد جيد، عن عطية بن [سفيان] حدثنا وفدنا الذين قدموا على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بإسلام ثقيف قال: «وقدموا عليه في رمضان، فضرب عليهم قبة في المسجد فلما أسلموا صاموا ما بقي عليهم من الشهر» (البدر المنير ٤/ ٢٠٨)

عن سعيد بن أبي سعيد، أنه سمع أبا هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يقول: " بعث رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خيلا قبل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له: ثمامة بن أثال، فربطوه بسارية من سواري المسجد (صحيح البخاري ١/ ١٠١)

عن شريك بن عبداللَّهُ بن أبي نمرأنه سمع أنس بن مالك يقول: دخل رجل على جمل، فأناخه في المسجد، ثم عقله، فقال: أيكم محمد؟ ورسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ متكئ بين ظهرانيهم، فقلنا له:

☜

[١]فسؤر آدمی مطلقاً ولو جنباً أو كافراً - طاهر (الدرالمختار ١/ ٢٢٢ ط سعيد)

[٢]وفی التفاريق لا بأس بأن يضيف كافراً لقرابة أو لحاجة ( عالمگيريه' الباب الرابع عشر فی أهل الذمه والأحكام التی تعود إليهم ٥/ ٣٤٧ ط ماجديه كوئٹه )

[٣] إن ابتلی به المسلم مرة أو مر تين فلا بأس به وأما الدوام عليه فيكره كذا فی المحيط ( عالمگرية : ٥/ ٣٤٧ ط ماجديه كوئٹه)

[٤]لا بأس بدخول أهل الذمة المسجد الحرام و سائر المساجد وهو الصحيح(عالمگيرية : ٥/ ٣٤٦)

(کفایت المفتی ج۲/۳۰۶)

## بھنگی کے ہاتھ پاک ہوں تو اسکے ساتھ کھانا کھانا جائز ہے۔ تبلیغی مقصد کے پیش نظر یہ عمل قابل تحسین ہے۔

**سوال:** اگر کوئی شخص خاکروب (بھنگی غیر مسلم) کے ہاتھ دھلوا کر اور خوب صاف کر کے اس کے ساتھ کھانا کھائے تو جائز ہے؟ سوال مذکور کی صورت اس وجہ سے پیش آئی کہ مولانا عطاءاللہ شاہ بخاری

---

هذا الأبيض المتكئ، فقال له الرجل: يا ابن عبد المطلب، فقال له النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قد أجبتك" فقال له الرجل: يا محمد، إني سائلك .. وساق الحديث (سنن أبي داود ١/ ٣٦١)

عن الحسن " أن وفد ثقيف لما قدموا على رسول اللهﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضرب لهم قبة في المسجد، فقالوا: يا رسول اللهﷺ قوم أنجاس. فقال رسول اللهﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إنه ليس على الأرض من أنجاس الناس شيء إنما أنجاس الناس على أنفسهم» (شرح معاني الآثار ١/ ١٣)

فالأفضل منع الكفار من دخول المساجد خروجاً من الخلاف إلا لحكمة الدعوة إلى الإسلام

(مرتب جامع الفتاوی عفاهاللہ عنه وعافاه)

نے مجلس احرار سنبھل کے ایک بیان میں اسلام کی رواداری غیر مذاہب کے لوگوں پر واضح کرتے ہوئے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک جگہ میں نے خود بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اس کے منہ کا آدھا کٹا ہوا آلو بھی میں نے کھالیا اب ایک صاحب نے شاہ صاحب موصوف کی تقلید میں ایک بھنگی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالیا ہے کچھ لوگ اس خیال پر چراغ پا ہو رہے ہیں براہ مہربانی اگر ممکن ہو تو دو چار دلیل بھی جواب کے ساتھ ارقام فرما کر ممنون فرمائیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اسلام کا مسلمہ اصول ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے اور انسان کا جھوٹا پاک ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر[١] اس اصول پر جب کہ کسی انسان کے ہاتھ پاک ہوں[٢] اور کھانا بھی حلال ہو[٣] برتن بھی پاک ہوں[٤] اور مسلمان اس کے ساتھ کھانا کھالے، تو اس میں کوئی اصولی غلطی نہیں ہے اور اگر کسی موقعہ پر اسلامی اصول کی حقیقت واضح کرنے کے لئے کوئی شخص یہ کام کرے تو وہ قابل تحسین ہے نہ کہ محل الزام[٥](١٠)

[١]فسؤر الآدمی مطلقاً ولو جنباً أو کافرا.....طاهر ( تنویر الأبصار و شرحه مع رد المحتار، مطلب فی السؤر ١/ ٢٢٢ ط سعید )

[٢]ولو أدخل الکفارأوالصبیان أیدیهم لا یتنجس إذا لم یکن علی أیدیهم نجاسة حقیقة.

(حلبی کبیر، فی احکام الحیاض ص ١٠٣ط سهیل اکید می لاهور )

[٣]لا بأس بطعام المجوس کله إلا الذبیحة فإن ذبیحتهم حرام.

(عالمگیریه، الباب الرابع عشر فی أهل الذمه الخ ٥/ ٣٤٧ ط ماجدیه، کوئٹه )

[٤]و یکره الأکل و الشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل ( أیضاً )

---

(١٠)لقد تقدم دلیله.

[٥]وفی التفاریق : لا بأس بأن یضیف کافراً لقرابة أو لحاجة کذا فی التمر تاشی - ولا بأس بالذهاب إلی ضیافة أهل الذمة ( عالمگیریه' نفس المکان) إن فعل ذلک لیمیل قلبه إلی الاسلام فلا بأس به (عالمگیریه' الباب الرابع عشر فی أهل الذمه ٥/ ٣٤٨ ' ط ماجدیه' کوئٹه)(کفایت المفتی ج ۲/۳۰۷)

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

**آدمی کا جھوٹا بالاتفاق بلا کراہت پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے اس لئے کہ جھوٹے میں لعاب کا اعتبار کیا جاتا ہے جو اس میں مل جاتا ہے اور انسان کا لعاب پاک ہے کیونکہ وہ پاک گوشت سے پیدا ہوتا ہے(۱۱)(کبیری و مراقی الفلاح وغیرہما) اور انسان کا گوشت کھانا اس کے احترام واکرام کی وجہ سے ممنوع ہے اس کے نجس ہونے کی وجہ سے نہیں(۱۲) اس حکم میں جنبی اور پاک اور حیض ونفاس**

---

(١١)سور متفق علی طهارته وهو سؤر الآدمي بجمیع أحواله مسلما کان أو کافرا، صغیرا کان أو کبیرا، ذکرا أو أنثی، طاهرا أو جنبا حائضا أو نفساء أو نجسا. وقد أتي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بلبن فشرب بعضه وناول الباقي أعرابیا کان علی یمینه فشرب، ثم ناوله أبا بکر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فشرب، وقال: الأیمن فالأیمن حدیث: " الأیمن فالأیمن ". أخرجه البخاري (الفتح ١٠ / ٨٦ ، ط السلفیة) ، ومسلم (٣ / ١٦٠٣ ، ط الحلبي) من حدیث أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: کنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فیضع فاه علی موضع في فیشرب ولأن سؤر الآدمي متحلب من لحمه، ولحمه طاهر، فکان سؤره طاهرا، إلا في حال شرب الخمر فیکون سؤره نجسا لنجاسة فمه بالخمر.

(١٢) (قوله: وسؤر الآدمي والفرس وما یؤکل لحمه طاهر) أما الآدمي فلأن لعابه متولد من لحم طاهر، وإنما لا یؤکل لکرامته(البحر الرائق ج١ص١٣٣)

والی عورت، چھوٹا(١٣) اور بڑا مسلم و کافر، مذکر و مؤنث میں کوئی فرق نہیں ہے جبکہ اس کا منہ پاک ہو لیکن اگر کسی آدمی کا منہ ناپاک ہے تو اس کا جھوٹا نجس ہو جائے گا مثلاً اگر شراب پینے والا شخص شراب پی کر اسی وقت پانی پیئے تو اس کا جھوٹا ناپاک ہو جائے گا، یہ حکم اس کے گوشت کے نجس ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کے منہ کے نجس ہونے کی وجہ سے ہے جیسا کہ اگر کسی شخص کے منہ سے خون آتا ہو اور تھوک سرخ رنگ کا ہو جاتا ہو یا اس نے کوئی نجس چیز کھائی یا پی ہو یا اس کو منہ بھر کر قے ہوئی ہو تو اس کا جھوٹا بھی ناپاک ہو جائے گا(١٤) لیکن اگر وہ شخص اتنی دیر کے بعد پانی پیئے کہ کئی بار تھوک نگلنے سے اس کا منہ دُھل جائے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب

---

(١٣)أما الحائض فعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنها يؤتى بالإناء فأبدأ فأشرب وأنا حائض، ثم يأخذ الإناء فيضع فاه على موضع في، وآخذ العرق فأعضه، ثم يضع فاه على موضع في»( صحيح ابن خزيمةرقم ١١٠ج ١/ ٥٨ ) إسناده صحيح

وفيه دليل على أن سؤر الحائض ليس بنجس «إذ هو طاهر غير نجس، إذ لو كان سؤر حائض نجسا لما شربه النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ البتة(مرتب جامع الفتاوى عفا اللَّهُ عنه وعافاه)

(١٤) وصرحوا في باب الأنجاس أن نجاسة القيء مغلظة (البحر الرائق ١/ ٣٧)

ما جاء في القيء والحجامة والقلس والوضوء منها قال: وقال مالك: القيء قيآن أما ما يخرج بمنزلة الطعام فكان لا يرى ما أصاب الجسد من ذلك بنجس، وما تغير عن حال الطعام فأصاب جسده أو ثوبه غسله (المدونة ١/ ١٢٥)

پر صحیح قول کے بموجب وہ پانی ناپاک نہیں ہو گا(۱۵)(البحر الرائق و طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح و کبیری وغیرہاملتقطاً) پس اگر وہ چند بار اپنا تھوک نگل لے گا تو صحیح قول کی بموجب اس کا منہ پاک ہو جائے گا (فتاویٰ عالمگیری) میاں بیوی، آقا اور باندی اور محرم مرد و عورت کے علاوہ عورت کا جھوٹا اجنبی مرد کے لئے اور اجنبی مرد کا جھوٹا عورت کے لئے مکروہ ہے(۱٦)لیکن وہ ناپاک ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ لذت پانے کی وجہ سے ہے پس اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا جھوٹا ہے یالذت حاصل کرنے کیلئے نہ ہو تو مکروہ نہیں خصوصاً جبکہ جھوٹے سے نفرت کی جاتی ہو تو بدرجہ اولیٰ مکروہ نہیں ہے۔

(البحر الرائق و درالمختار و فتاویٰ شامی و فتاویٰ عالمگیری و طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح و غیرہاملتقطاً)

اور بہشتی زیور میں ہے:

آدمی کا جھوٹا پاک ہے، چاہے وہ کافر ہو یاناپاک ہو یا عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو۔ اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے، البتہ اگر اس کے منہ میں کوئی ناپاک چیز لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک

---

(۱۵)فسؤر الآدمي وما يؤكل لحمه ويدخل فيه الجنب والحائض والنفساء والكافر إلا سؤر شارب الخمر ومن دمي فاه إذا شرب على فورهما فإنه نجس فإن ابتلع ريقه مرارا طهر فمه على الصحيح. ( الجوهرة النيرة على مختصر القدوري ١/ ١٩)

(١٦)عن الحكم بن عمرو الغفاري: أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى أن يتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة، أو قال: بسؤرها.هذا حديث حسن، وأبو حاجب اسمه سوادة بن عاصم.وقال محمد بن بشار في حديثه: نهى رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يتوضأ الرجل بفضل طهور المرأة،ولم يشك فيه محمد بن بشار.(ترمذي ج١ص١٢٠)

يكره سؤرها للرجل كعكسه للاستلذاذ (الدر المختار ١/ ٢٢١)

وقال الرملي يجب تقييده بغير الزوجة والمحارم (رد المحتار٦/ ٤٢٦)

ہو جائے گا۔[ جیسے: کسی کے منہ کو خون لگا ہوا تھا یا کسی نے شراب پیتے ہی فوراً پانی پی لیا تو وہ پانی ناپاک ہو گیا اور اگر چند مرتبہ تھوک نگلنے کے بعد پانی پیا تو ناپاک نہیں ہو گا۔

## مشرکین کے جھوٹے سے وضو و غسل جائز ہے یا نہیں؟

**سوال:** اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہو جائے تو ان کے جھوٹے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ان کا جھوٹا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔(١٧)

(فتاوی دار العلوم دیوبند ج١/٣٢١)

## نجاست کا یقین یا ظن غالب نہ ہو تو کافر کا جھوٹا کھانا پینا جائز ہے

**سوال:** زید نے جان بوجھ کر کافر کا حقہ اپنا ہاتھ لگا کر پی لیا یہ فعل کیسا ہے؟ کافر و مشرک کا جھوٹا کھانا پینا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب کہ ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو تو اس صورت میں کوئی مواخذہ نہیں فی حد ذاتہ جائز ہے جب کہ نجاست کا ظن غالب نہ ہو[٦] محمد کفایت اللہ غفرلہ'

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (جواب دیگر) کافر کے ہاتھ سے تر اور سیال چیز لینا فی حد ذاتہ جائز ہے لیکن اگر کافر کی بے احتیاطی کی وجہ سے ملوث بالنجاستہ ہونے کا گمان ہو تو بچنا بہتر ہے اور غالب گمان ہو تو لینا ناجائز ہے اور پاک ہونے کا یقین ہو تو بلا کراہت جائز ہے[٧] کیونکہ انسان کا بدن فی نفسہ

---

(١٧) لقد تقدم دلیلها آنفاً.

اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک قرار دیا گیا ہے۔(١٨)

[٦]فسؤر الآدمی مطلقاً ولو جنبا أو کافراً ... طاهر(الدر المختار ١/ ٢٢٢)

[٧]ولو أدخل الکفار أو الصبیان أیدیهم لا یتنجس إذا لم یکن علی أیدیهم نجاسة حقیقة( حلبی کبیر فصل فی أحکام الحیاض-ص:١٠٣ ط سہیل اکیڈمی لاہور)

(کفایت المفتی ج٢/٣١٠)

## چمار کے گھر کا گھی استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

**سوال:** چمار کے گھر کا گھی خرید کر اگر استعمال کرلے جائز اور پاک ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** احتیاط یہ ہے کہ نہ خریدے۔ اگر خرید ااور استعمال کیا درست

---

(١٨)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لقيه في بعض طريق المدينة وهو جنب، فانخنست منه، فذهب فاغتسل ثم جاء، فقال: «أين كنت يا أبا هريرة» قال: كنت جنبا، فكرهت أن أجالسك وأنا على غير طهارة، فقال: «سبحان اللَّهِ ، إن المسلم لا ينجس» (صحيح البخاري ١/ ٦٥)وفی عمدة القاری تحت هذاالحدیث: بيان استنباط الأحكام الأول: وقد عقد الباب له، أن المؤمن لا ينجس وأنه طاهر سواء كان جنبا أو محدثا حيا أو ميتا، وكذا سؤره وعرقه ولعابه ودمعه وكذا الكافر في هذه الأحكام (عمدة القاري شرح صحيح البخاري ٣/ ٢٤٠)

(فقال: " سبحان اللَّهِ ") : تعجبا من عدم علم أبي هريرة المسألة ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾ التوبة: ٢٨ »بفتح الجيم أي:لا يصير عينه نجساوهذا غير مختص بالمؤمن بل الكافر كذلك، وأما قوله تعالى: ﴿ إِنَّمَا ٱلْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ ﴾[التوبة: ٢٨] فالنجاسة في اعتقاداتهم لا في أصل خلقتهم(المرقاة ٢/ ٤٣٤)

ہے۔ پاک ہی سمجھا جاتا ہے جب تک کوئی نجاست اس میں معلوم نہ ہو(١٩)-[١] فقط۔

[١]ولو شک فی نجاسة ماء أو ثوب الخ لم یعتبر (درمختار) التتارخانیة من شک فی إنائه أو ثوبه أو بدنه أضافة نجاسة أو لا فهو طاهر ما لم یستیقن الخ وکذا مایتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمین کالسمن والخبز والأطعمة والثیاب(ردالمحتارقبیل أبحاث الغسل ج١ ص١٤٠-ط-س-ج١ص١٥٠) ظفیر- **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٧٧-٢٧٨)**

## منہ کی رال کا حکم

**سوال:** سوتے وقت منہ سے رال جو بعض شخص کے جاری ہوتی ہے زید کہتا ہے کہ اس سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے لہٰذا کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ رال پاک ہے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا(٢٠)۔ (فتاوی رشیدیہ ص٢٨٨)

---

(١٩) یستنبط ذلك من أثر عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: كُلْ ما ألقى البحر وما صید منه صاده یهودي أو نصراني أو مجوسي(عمدة القاري ج٢١ص١٠٧)

(٢٠)(قوله: وسؤر الآدمي والفرس وما یؤكل لحمه طاهر) أما الآدمي فلأن لعابه متولد من لحم طاهر، وإنما لا یؤكل لكرامته ولا فرق بین الجنب والطاهر والحائض والنفساء والصغیر والكبیر والمسلم والكافر والذكر والأنثى كذا ذكر الزیلعي رَحِمَهُ اللَّهُ یعني أن الكل طاهر طهور من غیر كراهة( البحر الرائق ١/ ١٣٣)

قال النووي رَحِمَهُ اللَّهُ :واعلم أنه لا فرق في العرق واللعاب والمخاط والدمع بین الجنب والحائض والطاهر والمسلم والكافر (المجموع شرح المهذب ٢/ ٥٥٩)

☜

**اور فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:**

**منہ سے جو رال آتی ہے وہ پاک ہے**وماء فم الميت نجس بخلاف ماء فم النائم فإنه طاهر الخ-[١]

[١]الدر المختار على هامش ردالمحتارنواقض وضو ج ١ ص ١٢٨-ط-س-ج١ص١٣٨ قبيل مطلب فى حكم كىّ الحمصة لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم أو منبعثا من الجوف عند أبى حنيفة و محمد رحمة اللّٰه عليهما وعليه الفتوىٰ وأمالعاب الميت فقد قيل إنه نجس هكذا فى السراج الو هاج (عالمگيرى مصرى باب فى النجاسة فصل ثانى ج١ ص ٤٣-ط-ماجديه ج١ص٤٦)ظفير- **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۸۵)**

**اور نجم الفتاوی میں ہے:**

**سونے کی حالت میں جو منہ سے لعاب نکلتا ہے وہ پاک ہے، اگر وہ لعاب کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔**(٢١)

---

وقالت المالكية:أجمعوا على أن المؤمن الحي طاهر حتى الجنين يخرج وعليه رطوبة الفرج ولا يدخله الخلاف الذي في رطوبة الفرج، وأما الكافر فمذهبنا ومذهب الجمهور أنه كالمسلم في جميع ذلك . (شرح مختصر خليل للخرشي ١/ ٨٤)

(٢١)عن أبي هريرةرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ قال: لقيني رسول اللّٰهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ وأنا جنب، فأخذ بيدي، فمشيت معه حتى قعد، فانسللت، فأتيت الرحل، فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد، فقال: «أين كنت يا أبا هر»، فقلت له، فقال: «سبحانااللّٰه يا أبا هر إن المؤمن لا ينجس»

(صحيح البخاري ١/ ٦٥)

وفی الهندية(١/ ٤٦): لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم أومنبعثا من الجوف عند أبی حنيفة ومحمد رحمهما اللّٰہ وعليه الفتوىٰ-

وفی الدرالمختار مع رد المحتار(١/ ١٣٨): كماء فم النائم فانه طاهر مطلقا به يفتى-

وفی الشامية تحته(١/ ١٣٨): (قوله مطلقاً) سواء كان من الرأس أو من الجوف أصفرمنتناً أو لا-(نجم الفتاوی ج٢/١٢٢)

## میت کا لعاب ناپاک ہے

انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے[٢٢] بخلاف ماء فم الميت فانه نجس - (در مختار بيروت ١- ٢٣٩ هنديه ١-٤٦) (کتاب المسائل ج١/١٠٢)

## جنب کا پسینہ ناپاک نہیں ہے

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر جنب آدمی استنجا کر رہا ہو اور بدن پر

---

(٢٢)وعامة مشايخنا قالوا: إن بالموت يتنجس الميت لما فيه من الدم المسفوح كما يتنجس سائر الحيوانات التي لها دم سائل بالموت( بدائع الصنائع ج١ص٢٩٩)

واللعاب يتولد من اللحم فأخذ حكمه (مرتب جامع الفتاوٰی عفااللّٰہعنه وعافاه)

فإن قيل لو كان المنجس هو الدم يلزم أن يكون الدموي من الحيوان نجسا سواء كان قبل الحياة أو بعدها لأنه يشتمل على الدم في كلتا الحالتين قلنا الدم حال الحياة في معدنه والدم في معدنه لا يكون نجسا بخلاف الذي بعد الموت لأن الدماء بعد الموت تنصب عن مجاريها فلا تبقى في معادنها فيتنجس اللحم بتشربه إياها ولهذا لو قطعت العروق بعد الموت لا يسيل الدم منها(البحر الرائق ١/ ٩٤)

کوئی ظاہری پلیدی نہ ہو تو اس آدمی کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جنبی کا پسینہ پلید نہیں ہے(٢٣)، لہٰذا اس سے لباس ناپاک نہ ہو گا،

قال فی الدرالمختار فسؤر آدمی مطلقاً ولو جنبا أو کافراً وحکم عرق کسؤر[١]۔

[١](الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص١٦٣جلد١ مطلب فی السؤر)

**(فتاوی فریدیہ ج٢/١١٨-١١٩)**

**اور فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:**

جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا ہے۔[١]فقط۔

[١]وحکم عرق کسؤر (درمختار) فسؤر آدمی مطلقا ولو جنبا أو کافرا الخ طاهر (الدر المختار علی هامش ردالمحتارمطلب فی السؤر ج١ ص ٢٠٥-ط-س-ج١ص٢٢٢)ظفیر-

**(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٩٦-٢٩٧)**

**سوال:** نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس کو فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے پاک لکھا ہے(٢٤)۔[٥]فقط۔

---

(٢٣)تقدمت الأدلة علی ذلك قریبا فلیراجع إلیها.

(٢٤)وأما الجنب عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ قال: لقیني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأنا جنب، فأخذ بیدي، فمشیت معه حتی قعد، فانسللت، فأتیت الرحل، فاغتسلت ثم جئت وهو قاعد، فقال: «أین کنت یا أبا هر»، فقلت له، فقال: «سبحان اللہ یا أبا هر إن المؤمن لا ینجس»

(صحیح البخاري ١/ ٦٥)

☜

[٥]وحكم عرق كسؤر (درمختار) أي العرق من كل حيوان حكمه كسؤره لتولد كل منهما من اللحم ( ردالمحتارفصل فی البئر ج ١ ص ٢١٠-ط-س-ج١ص٢٢٨)فسؤر آدمی طاهر مطلقا ولو جنبا أو كافرا أو امرأة الخ طاهر (الدر المختار على هامش ردالمحتارمطلب فی السؤر ج ١ ص٢٠٥-ط-س-ج١ص٢٢٢)ظفير- **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٣١٦)**

**وضاحت:** نجس بدن سے جنبی مراد ہے ظاہری نجاست مراد نہیں۔(از مرتب عفا اللہ عنہ وعافاہ)

## جنبی کا جھوٹا کھانے سے غسل واجب نہیں ہوتا

**سوال:** جنبی کا جھوٹا حقہ پینے والوں پر غسل واجب ہوا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جن لوگوں نے ان کے ساتھ یا ان کا بچا ہوا کھایا پیا ان پر غسل واجب نہیں ہوا[١](٢٥) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]فسؤر آدمی مطلقاً ولوجنباً أوكافراً أو امرأة طاهر الخ، الدرالمختار على الشامی زكريا ص:٢٨١، ج:١، كتاب الطهارة، باب المياه، فصل في البئر، مطلب في السؤر- حلبی كبيری

---

وفيه جواز مصافحة الجنب ومخالطته، وهو قول عامة أهل العلم، واتفقوا على طهارة عرق الجنب والحائض.وعن عائشةرَضِيَٱللَّهُعَنْهَا قالت: «كان رسول ٱللَّهُصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ فيغتسل ثم يستدفئ بي قبل أن أغتسل»قال أبو عيسى: هذا حديث ليس بإسناده بأس، وهو قول أكثر أهل العلم. (شرح السنة للبغوي ٢/ ٣١)

(٢٥)عن عائشةرَضِيَٱللَّهُعَنْهَا قالت: «كان رسول ٱللَّهُصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ فيغتسل ثم يستدفئ بي قبل أن أغتسل»قال أبو عيسى: هذا حديث ليس بإسناده بأس، وهو قول أكثر أهل العلم.

(شرح السنة للبغوي ٢/ ٣١)

ص١٦٦ فصل فی الأسار، مطبوعه سهيل اكيدمی لاهور- عالمگيری ص٢٣ ج١ الفصل الثانی فيمالايجوز التوضؤ و مما يتصل بذالک مسائل، مطبوعه کوئٹہ

(فتاوی محمودیہ ج٨/١٨٧)

## گندے بچہ کا پسینہ پاک ہے یا نہیں؟

**سوال:** بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے اور اس میں رگڑتا ہے اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے۔ پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب کہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہو اور اس بچہ کو پسینہ آئے تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے(٢٦)۔ فقط۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٣٢٨-٣٢٩)

## شرابی کے پسینہ کا حکم

**سوال:** ہمارے ہاں ایک مولوی صاحب نے شرابی کے بارے میں کہا کہ کافر اور جنب کا پسینہ پاک ہے، لیکن شرابی کا پسینہ نجس ہے اسی طرح اسکے بدن کے اجزاء بھی نجس ہیں، اور اسی لئے شرابی کیلئے صاف حکم ہے کہ شرابی نماز نہ پڑھے، کیونکہ شرابی کی نماز مقبول نہیں، تو براہ مہربانی اس مسئلے کا حکم کیا ہے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** شرابی کا پسینہ نجس ہونا اور ناقض وضو ہونا مرجوح قول ہے اور

(٢٦)لأن النجاسة لم تسر إلى حامله بسبب المانع وهوالثوب (مرتب جامع الفتاوی)

شرابی کیلئے نماز نہ پڑھنے کا حکم غلط ہے(۲۷)،فلیراجع إلی ردالمحتار ص٦٤٠ جلد٥[١]۔فقط

[١]قال العلامه حصكفی رَحِمَهُ ٱللَّهُ: عرق مدمن الخمر خارج نجس... وكل خارج نجس ينقض الوضوء فينتج أن عرق مدمن الخمر ينقض الوضوء لكنه محتاج لإثبات الصغرىٰ... قلت قال شيخنا الرملی كيف يعول عليه وهو مع غرابته لا يشهد له رواية ولا دراية أما الأولىٰ فظاهر إذ لم يرو عن أحد ممن يعتمد عليه وأما الثانية فلعدم تسليم المقدمة الأولىٰ ويشهد لبطلانها مسئلة الجدی إذا غذی بلبن الخنزير فقد عللوا حل أكله بصيرورته مستهلكا لا يبقی له أثر فكذلک نقول فی عرق مدمن الخمر ويكفينا فی ضعفه غرابته - وقال ابن عابدين: قال الرملی أيضاً فی حاشية المنح وتقدم فی كتاب الأشربة عن المحقق ابن وهبان أنه لا تعويل ولا التفات إلی كل ماقاله صاحب القنية مخالف للقواعد ما لم يعضده نقل من غيره ولم ينقل عن أحد من علمائنا المتقدمين والمتأخرين أن عرق مدمن الخمر ناقض للوضوء- (الدرالمختار مع ردالمحتار ص٥١٦ جلد٥ مسائل شتىٰ قبيل كتاب الفرائض) **(فتاوی فریدیہ ج۲/۱۲۳)**

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

**اگر شراب پینے والی کی مونچھیں لمبی ہوں تو جب تک ان کو پانی سے نہ دھوئے اس کے پانی پینے سے وہ پانی نجس ہو جائے گا(۲۸) اگرچہ اس نے چند ساعت (کچھ دیر) کے بعد پانی پیا ہو(۲۹)**

---

(۲۷ )لأن شارب الخمر لا يخرج عن ملة الإسلام بسبب شرب الخمر بل يفسق ولا تسقط عنه الصلاة(مرتب جامع الفتاوي عفاﷲ عنه وعافاه)

(۲۸ ) لقوله تعالى﴿ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَٰنِ ﴾ المائدة: ۹۰

☜

(البحر الرائق وفتاویٰ عالمگیری) اس لئے کہ جب مونچھوں کے بال لمبے ہوں تو وہ صرف زبان پھیرنے سے پاک نہیں ہوتے(۳۰)(البحر الرائق)(کیونکہ زبان ان پر سب جگہ نہیں پہنچ سکتی اور منہ کا لعاب سب جگہ سے شراب کی ناپاکی کو نہیں دھو سکتا، شرابی کے جھوٹے سے ہر حال میں بچنا ہی چاہئے۔(مؤلف عمدۃ الفقہ)

## گھوڑے کا پسینہ پاک ہے

**سوال:** سنا ہے کہ گھوڑے کا پسینہ پاک ہے جبکہ گھوڑا اپنے پیشاب اور لید میں ہمیشہ رات کو لوٹتا ہے، اور اکثر دفعہ گھوڑوں کے بدن پر رنگ لید کا بھی لگ جاتا ہے، تو فرمایئے گھوڑے کا پسینہ اس حالت میں

---

قال علاء الدين تحت هذه الآية:المسألة الثانية: في الحكم بنجاسة الخمر. الخمر وما يلحق بها نجسة العين ويدل على نجاستها قوله تعالى: إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه والرجس في اللغة النجس والشيء المستقذر وقوله تعالى: فاجتنبوه فأمر باجتنابها فكانت نجسة العين ويدل على نجاستها أيضا أنها محرمة التناول لا للاحترام، ولأن الناس مشغوفون بها فينبغي أن يحكم بنجاستها تأكيدا للزجر عنها.

(لباب التأويل في معاني التنزيل ١/ ١٥٠)

(٢٩) إذا كان شارب شارب الخمر طويلا يتنجس الماء وإن شرب بعد ساعة. كذا في التتارخانية ناقلا عن الحجة.(الهندية ج١ص٢٣)

(٣٠) فإن كان شارب الشارب طويلا ينجس الماء، وإن شرب بعد ساعات لأن الشعر الطويل كما تنجس لا يطهر باللسان اهـ.وكأنه لأنه لا يتمكن اللسان من استيعابه بإصابة بله إياه بريقه ثم أخذ ما عليه من البلة النجسة مرة بعد أخرى (البحر الرائق ١/ ١٣٣)

کیسا ہے، پاک ہے یا ناپاک؟ دوسرے کوئی گھوڑے کو پاک کرنے کی غرض سے نہیں نہلا تا فقط وقت سفر کھریرا جس کو کھرا بھی کہتے ہیں، اس سے گھوڑے کے بدن کی میل مٹی اتاری اور اسباب کھینچا اور چل دیئے اب راستہ میں جو بارش آئی اور تمام گھوڑے کا بدن اور اسباب بھیگا اور چھینٹ گھوڑے کے بدن سے تڑخ کر زید پر آئی وہ پاک ہے یا ناپاک؟ آجکل برسات میں بڑی تکلیف رہتی ہے، جواب مفصل فرمادیں۔

(۲) کسی قسم کی چھینٹ گھوڑے کے کان میں اگر پڑ جائے ناپاک وہ کس طرح پاک ہو گی جبکہ گھوڑا ذرا چھینٹ پڑنے پر گردن ہلا کر اس کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے، اور کیونکہ قصداً کان میں پانی ڈالنے سے مرنے کا اندیشہ ہے گھوڑے کے، اسی غرض سے پانی ڈالنا ممکن نہیں کافی طریقہ سے کہ گھوڑا برداشت کرے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** کبیری شرح منیہ ص۱۸۷ میں ہے۔ وقد سئل أبونصر الدباس عمن يغسل الدابة فيصيبه من ذلک الماء الذی يسيل منها شئ أو يصيبه من عرقها شئ قال لا يضره قيل له وإن كانت أي و لو كانت قد تمر غت فی بولها و روثها قال إذا جف و تناثر و ذهب عينه لا يضره أيضا وهذا يناسب ما اختاره الفقيه أبواللیث ١ه، اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا وغیرہ جانور کا بدن اگر نجس ہو جائے تو خشک ہو کر کھریرا یا بدون کھریرا ہی وہ لید وغیرہ اتر جانے پر پاک ہو جاتا ہے، پس اس کے بعد اس کو پسینہ آئے یا بارش وغیرہ میں بھیگ جائے تو سوار کے کپڑے وغیرہ ناپاک نہ ہوں گے، اسی طرح کان میں جو نجاست لگ جائے اس کو دھونے کی ضرورت

نہیں، بلکہ خشک ہو کر اُتر جائے گی تو پاک ہو جائے گا(٣١)۔(امداد الاحکام ج١/٣٩٨)

## اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

اصح قول کے بموجب نر و مادہ گھوڑے کا جھوٹا بالا جماع بلا کراہت پاک ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ شامی و مراقی الفلاح ملتقطا)

پس امام ابو یوسف و امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے قول کے مطابق گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے کیونکہ اس کا گوشت پاک ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں دو روایتیں ہیں بلکہ محیط میں ان سے چار روایتیں منقول ہیں اور ظاہر الروایت میں اس کا جھوٹا اس کے گوشت کی طرح پاک ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے اور یہی ان کے مذہب کی صحیح روایت ہے اور اسی کو بعض مشائخ رحمۃ اللہ علیہم بلکہ تمام متاخرین نے اختیار کیا ہے اس لئے کہ گھوڑے کے گوشت کی کراہت ان کے نزدیک اس کے احترام کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ جہاد کے آلات میں سے ہے یہ کراہت اس کی نجاست کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے یہ کراہت اس کے جھوٹے پر اثر انداز نہ ہو گی اور یہی صحیح ہے(٣٢)۔(بدائع و بحر و فتاویٰ شامی و کبیری و فتح القدیر ملتقطاً)(٣٣)

---

(٣١) عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گھوڑے کو پاک کرنے کے لیے نہلانا ثابت نہیں۔ اسے بغیر نہلائے سوار ہونا متبادر ہے۔ لہذا اس سے مسئلہ بالا ثابت ہو گیا کہ گھوڑے کو نہلا کر سوار ہونے میں حرج ہے۔ جو کہ مدفوع ہے۔﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ الحج: ٧٨

(٣٢)وأما سؤر الفرس ففيه روايتان عن أبي حنيفة فظاهر الرواية عنه طهوريته من غير كراهة، وهو قولهما لأن كراهة لحمه عنده لاحترامه لأنه آلة الجهاد لا لنجاسة فلا يؤثر في كراهة سؤره، وهو الصحيح كذا في البدائع وغيره،(البحر الرائق ج١ص١٣٤)

ہر جاندار کا پسینہ اس کے جھوٹے کے ساتھ معتبر ہے (یعنی جھوٹے کے حکم میں ہے)

(ہدایہ ومنیۃ المصلی وفتاویٰ عالمگیری)

کیونکہ لعاب اور پسینہ دونوں اس کے گوشت سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے ایک نے دوسرے کا حکم لیا ہے

(ہدایہ وبحر)

پس جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ پاک ہے اور جس کا جھوٹا نجس ہے اس کا پسینہ نجس ہے۔(عمدۃ الفقہ)

## پالتو جانوروں کا جھوٹا

**مسئلہ :** حلال جانور، جیسے: بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ کا جھوٹا پاک ہے، اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔(٣٤)

---

(٣٣)عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «أنه كان لا يرى بأسا بسؤر الفرس» وعن إبراهيم قال: «لا بأس بسؤر الفرس والبعير والبقرة والشاة»و عن الحسن، وابن سيرين «أنهما لم يريا بأسا بسؤر الفرس» ( مصنف ابن أبي شيبة ١/ ٣٦)

قال محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال: " لا خير في سؤر البغل والحمار، ولا يتوضأ بسؤر البغل والحمار، ويتوضأ من سؤر الفرس، والبرذون والشاة والبعير، قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وبه نأخذ (الآثار لمحمد بن الحسن ١/ ١٣)

(٣٤)عن عكرمة رَحِمَهُ اللَّهُ قال:«كل دابة أكل لحمها فلا بأس بالوضوء من سؤرها»

(مصنف ابن أبي شيبة ١/ ٣٦)

☜

**مسئلہ: گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن ان کے جھوٹے سے وضو ہونے میں شک ہے(۳۵)،**

---

قال محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن حماد، عن إبراهيم، قال: " لا خير في سؤر البغل والحمار، ولا يتوضأ بسؤر البغل والحمار، ويتوضأ من سؤر الفرس، والبرذون والشاة والبعير، قال محمد: وهو قول أبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ وبه نأخذ (الآثار لمحمد بن الحسن ١/ ١٣)

(٣٥) وسبب الشك تعارض الأدلة في إباحته وحرمته أو اختلاف الصحابة رضي ﷺ عنهم في نجاسته وطهارته (الهداية في شرح بداية المبتدي ١/ ٢٦)

وعندنا مشكوك فيه غير متيقن بطهارته، ولا بنجاسته فإن ابن عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا كان يقول إنه رجس فيتعارض قوله، وقول ابن عباس رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا وكذلك الأخبار تعارضت في أكل لحمه فروي أن النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نهى عن أكل لحوم الحمر الأهلية يوم خيبر»، وروي أن أبجر بن غالب رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قال لم يبق لي من مالي إلا حميرات فقال صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كل من سمين مالك»، وكذلك اعتبار سؤره بعرقه يدل على طهارته، واعتباره بلبنه يدل على نجاسته، ولأن الأصل الذي أشار إليه رسول ﷺ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في الهرة موجود في الحمار لأنه يخالط الناس لكنه دون ما في الهرة فإنه لا يدخل المضايق فلوجود أصل البلوى لا نقول بنجاسته، ولكون البلوى فيه متقاعدا لا نقول بطهارته فيبقى مشكوكا فيه (المبسوط للسرخسي ١/ ٤٩)

والمشايخ قالوا المراد بالشك التوقف لتعارض الأدلة لا أن يعني بكونه مشكوكا الجهل بحكم الشرع لأن حكمه معلوم، وهو وجوب الاستعمال وانتفاء النجاسة وضم التيمم إليه، والقول بالتوقف عند تعارض الأدلة دليل العلم وغاية الورع وبيان التعارض على ما في المبسوط تعارض الأخبار في أكل لحمه، فإنه روي «أنه ، عليه الصلاة والسلام ، نهى عن أكل لحوم الحمر الأهلية يوم خيبر» وروى غالب بن أبجر قال لم يبق لي مال إلا حميرات فقال ، عليه السلام ، «كل من ☜

سمين مالك» قال شيخ الإسلام خواهر زاده في مبسوطه، وهذا لا يقوى لأن لحمه حرام بلا إشكال لأنه اجتمع المحرم والمبيح فغلب المحرم على المبيح كما لو أخبر عدل بأن هذا اللحم ذبيحة مجوسي والآخر أنه ذبيحة مسلم لا يحل أكله لغلبة الحرمة فكان لحمه حراما بلا إشكال، ولعابه متولد منه فيكون نجسا بلا إشكال وقيل سبب الإشكال اختلاف الصحابة، فإنه روي عن ابن عمر أنه كان يكره التوضؤ بسؤر الحمار والبغل وعن ابن عباس أنه قال الحمار: يعلف القت والتبن فسؤره طاهر قال شيخ الإسلام: وهذا لا يقوى أيضا لأن الاختلاف في طهارة الماء ونجاسته لا يوجب الإشكال كما في إناء أخبر عدل أنه طاهر وآخر أنه نجس فالماء لا يصير مشكلا، وقد استوى الخبران وبقي العبرة بالأصل، فكذا هاهنا، ولكن الأصح في التمسك أن دليل الشك هو التردد في الضرورة، فإن الحمار يربط في الدور والأفنية فيشرب من الأواني وللضرورة أثر في إسقاط النجاسة كما في الهرة والفأرة إلا أن الضرورة في الحمار دون الضرورة فيهما لدخولهما مضايق البيت بخلاف الحمار، ولو لم تكن الضرورة ثابتة أصلا كما في الكلب والسباع لوجب الحكم بالنجاسة بلا إشكال ولو كانت الضرورة مثل الضرورة فيهما لوجب الحكم بإسقاط النجاسة فلما ثبتت الضرورة من وجه دون وجه واستوى ما يوجب النجاسة والطهارة تساقطا للتعارض فوجب المصير إلى الأصل والأصل هاهنا شيئان الطهارة في جانب الماء والنجاسة في جانب اللعاب لأن لعابه نجس كما بينا وليس أحدهما بأولى من الآخر فبقي الأمر مشكلا نجسا من وجه طاهرا من وجه فكان الإشكال عند علمائنا بهذا الطريق لا للإشكال في لحمه ولا لاختلاف الصحابة في سؤره وبهذا التقرير يندفع كثير من الأسئلة منها أن المحرم والمبيح إذا اجتمعا يغلب المحرم احتياطا وجوابه أن القول بالاحتياط إنما يكون في ترجيح الحرمة في غير هذا الموضع أما هاهنا الاحتياط في إثبات الشك(البحر الرائق ١/ ١٤٠)

قال وسألت مالكا عن سؤر الحمار والبغل فقال: لا بأس به.قلت: أرأيت إن أصاب غيره؟

☜

لہٰذا اگر کہیں صرف گدھے یا خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے، چاہے وضو پہلے کرے یا تیمم، دونوں کا اختیار ہے۔[٣٦](بہشتی زیور ج ١/١٩١)

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

جھوٹا مشکوک پانی وہ ہے جس کے پاک کرنے والا ہونے میں شک یعنی توقف ہے اور وہ پالتو گدھے اور خچر کا جھوٹا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ پاک ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے اور شک اس میں ہے کہ وہ پاک کرنے والا ہے یا نہیں، پس اگر مشکوک پانی کے سوا اور پاک یا مکروہ پانی نہ ملے تو اس سے وضو کرے اور تیمم بھی کرے، ان دونوں کو جمع کرنا واجب ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہیں اور جائز و درست ہے کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہے مقدم کرے لیکن ہمارے فقہا کے نزدیک افضل یہ ہے کہ وضو اور غسل مقدم کرے پھر تیمم کرے[٣٧]۔ مشکوک یعنی گدھے و خچر کے جھوٹے پانی سے وضو کرنے میں نیت کے بارے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک فرض ہے

---

قال: هو وغيره سواء.قال: وقال مالك: لا بأس بعرق البرذون والبغل والحمار(المدونة ١/ ١١٥)

ومذهبنا أن سؤر الهرة طاهر غير مكروه وكذا سؤر جميع الحيوانات من الخيل والبغال والحمير والسباع والفار والحيات وسام أبرص وسائر الحيوان المأكول وغير المأكون فسؤر الجميع وعرقه طاهر غير مكروه إلا الكلب والخنزير( المجموع شرح المهذب ١/ ١٧٣)

سؤر جميع الحيوانات من الخيل والبغال والحمير والسباع المأكول لحمه وغير المأكول، طاهر، وهي الرواية الراجحة عند الحنابلة (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ١/ ٢٨٦)

(٣٦)وسؤر الحمار والبغل مشكوك فيهما فإن لم يجد غيرهما توضأ بهما وتيمم بأيهما بدأ جاز

(مختصر القدوري ص: ١٤)

(٣٧ ) لكن الأفضل تقديم الوضوء والاغتسال به عندنا (البحر الرائق ١/ ١٤٣)

بعض کے نزدیک نیت فرض نہیں ہے اور زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ نیت کرلے۔(٣٨)

(بحر و فتاویٰ عالمگیری و مراقی الفلاح والدر المختار و غیرہا ملتقطاً)

اور اس کے بعد جب پاک پانی مل جائے تو مشکوک و مکروہ پانی کا اثر زائل کرنے کیلئے اس سے ان اعضاء کو دھولے جن کو مشکوک و مکروہ پانی لگا ہے (مراقی الفلاح)

جنگلی گدھے کا گوشت کھانا حلال ہے پس اس کا جھوٹا مشکوک و مکروہ نہیں ہے، اگر خچر کی ماں گھوڑی یا گائے ہو تو اس کا گوشت مکروہ نہیں ہے اس لئے اس کا جھوٹا بھی مشکوک نہیں بلکہ پاک ہے کیونکہ ایسے مسائل میں اولاد ماں کے تابع ہوتی ہے(٣٩)(الدر المختار و فتاویٰ شامی تصرفاً)

اور مشکوک پانی کی صورت میں وضو اور تیمم کو جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کو جمع کرنا ایک نماز میں پایا جائے اگرچہ دونوں کو جمع کرنا ایک حالت میں نہ پایا جائے حتی کہ اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اس کو حدث ہو گیا یعنی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے تیمم کیا اور پھر وہی نماز پڑھی تو جائز ہے کیونکہ وضو اور تیمم کا جمع کرنا ایک ہی نماز کے حق میں پایا گیا اور یہی صحیح ہے (بحر و فتاویٰ شامی) اگرچہ اس نے ادائے واحد میں جمع نہیں کیا (غایۃ الاوطار عن الطحاوی)

اس لئے کہ ان دونوں میں ایک یعنی وضو یا تیمم اس کو پاک کرنے والا ہے نہ کہ دونوں پس اگر گدھے کا جھوٹا پانی پاک کرنے والا تھا تو اس وضو کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز صحیح ہو گئی اور تیمم سے پڑھی ہوئی نماز لغو

---

(٣٨) واختلف في النية بسؤر الحمار والأحوط أن ينوي (رد المحتار على الدر المختار ١/ ٢٢٧)

(٣٩) (وبغل) أمه حمارة فلو فرسا أو بقرة فطاهر كمتولد من حمار وحشي وبقرة، ولا عبرة بغلبة الشبه لتصريحهم بحل أكل ذئب ولدته شاة اعتبارا للأم، وجواز الأكل يستلزم طهارة السؤر كما لا يخفى (رد المحتار ١/ ٢٢٦)

ہو گئی اور اگر پانی پاک کرنے والا نہیں تھا بلکہ تیمم پاک کرنے والا تھا تو اس کے بر عکس تیمم والی نماز صحیح ہو گئی اور وضو والی نماز لغو ہو گئی(٤٠)۔ اور یہ جو اوپر کہا ہے کہ وضو سے نماز پڑھنے کے بعد اس کو حدث ہو گیا تو یہ قید ضروری نہیں ہے بلکہ اگر اس کو حدث نہیں ہوا اور اس نے تیمم کر کے دوبارہ وہی نماز پڑھی تب بھی بطریق اولیٰ اس کی نماز درست ہے اس لئے کہ اس کی دوسری نماز دونوں طہارتوں کے ساتھ ادا ہوئی ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ادائے واحد میں بھی وضو اور تیمم کا جمع ہونا اولیٰ ہے(٤١)۔

(فتاویٰ شامی ملخصًا و تمامہ فیہ و فی البحر)

اگر گدھے کا جھوٹا پانی اچھے پانی میں مل جائے تو جب تک یہ مشکوک پانی اچھے پانی پر غالب نہ آجائے اس سے وضو جائز ہے اس لئے کہ وہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مستعمل پانی کی طرح پاک ہے اور پاک کرنے

---

(٤٠) (قوله في صلاة واحدة إلخ) يعني أن الشرط أن لا تخلو الصلاة الواحدة عنهما وإن لم يوجد الجمع بينهما في حالة واحدة، حتى لو توضأ به وصلى ثم أحدث وتيمم وصلى تلك الصلاة جاز هو الصحيح لأن المطهر أحدهما لا المجموع، فإن كان السؤر صحت ولغت صلاة التيمم، أو التيمم فبالعكس(رد المحتار على الدر المختار ١/ ٢٢٧)

(٤١)وبه ظهر أن قول النهر فيما مر ثم أحدث غير قيد، نعم يفهم منه أنه لو لم يحدث يصح بالأولى لأن الصلاة الثانية تكون بالطهارتين.(رد المحتار على الدر المختار ١/ ٢٢٧)

(قوله: توضأ به وتيمم إن فقد ماء) أي توضأ بسؤرهما وتيمم إن لم يجد ماء مطلقا يعني يجمع بينهما والمراد بالجمع أن لا تخلو الصلاة الواحدة عنهما، وإن لم يوجد الجمع في حالة واحدة حتى لو توضأ بسؤر الحمار وصلى ثم أحدث وتيمم وصلى تلك الصلاة أيضا جاز لأنه جمع بين الوضوء والتيمم في حق صلاة واحدة وهو الصحيح(البحر الرائق ١/ ١٤٢)

والا نہیں ہے۔(٤٢)(بحر و فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ شامی)

اگر دونوں مساوی ہوں تب بھی وہ مشکوک کے حکم میں ہے اور اسے وضو اور تیمم دونوں کو جمع کرنا واجب ہے(٤٣)۔(بحر و فتاویٰ شامی)

---

(٤٢ ) (قوله اعتبر بالأجزاء) أي كالماء المستعمل عند محمد، فيجوز الوضوء بالماء ما لم يغلب عليه محيط، وكان الوجه أن يقول ما لم يساوه لما علمته في مسألة الفساقي بحر.

(رد المحتار على الدر المختار ١/ ٢٢٦)

وفي المحيط تفريعا على الشك في طهوريته أنه لو وقع في الماء يجوز التوضؤ به ما لم يغلب عليه لأنه طاهر غير طهور كالماء المستعمل عند محمد اهـ (البحر الرائق ١/ ١٤١)

(٤٣)وقال ابن كثير «في تفسيره» : وروى الإمام أحمد وأبو داود بإسنادين كل منهما على شرط مسلم،عن جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: «ذبحنا يوم خيبر الخيل والبغال والحمير، فنهانا رسول اللهﷺ عن البغال والحمر، ولم ينهنا عن الخيل» ، وهو دليل واضح على تحريم البغال، ويؤيده أنها متولدة عن الحمير وهي حرام قطعا لصحة النصوص بتحريمها.

(أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن ١/ ٥٢٥)

(والرابع مشكوك فيه وهو سؤر البغل والحمار ) لتعارض الأدلة ، فإن حرمة اللحم واللبن دليل النجاسة ، وطهارة العرق دليل الطهارة ، فإن النبي ﷺ كان يركب الحمار معروريا في حر الحجاز ويصيب العرق ثوبه ، وكان يصلي في ذلك الثوب . ومعنى الشك التوقف فيه فلا ينجس الطاهر ولا يطهر النجس (وعند عدم الماء يتوضأ به ويتيمم )احتياطا للخروج عن العهدة وأيهما قدّم جاز ، لأن المطهر منهما غير متيقن فلا فائدة في الترتيب.(الاختيار ١/ ١٩)

عن حمزة بن عبداللهؓ بن عتبة قال: كانت في النبي ﷺ خصال ليست في الجبارين. كان ☜

# پانی میں مرغی منہ ڈال دے

**سوال:** پینے یا پکوان کے پانی میں مرغی یا نجاست کھانے والا کوئی جانور منہ ڈال دے، تو کیا وہ پانی پاک رہے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال ہے، ان کا جھوٹا بھی پاک ہے، اگر کھلی ہوئی مرغی ہو جو نجاست وغیرہ بھی کھاتی رہتی ہو، تو اس کا جھوٹا بالکل ناپاک تو نہیں ہے، لیکن اس میں کراہت ہے، اگر دوسرا پاک صاف پانی ہو تو اس پانی سے احتیاط بہتر ہے، یہ حکم اس وقت ہے جب نجاست چونچ پر موجود نہ ہو، اگر چونچ میں یقینی طور پر نجاست لگی ہوئی ہو اور پانی کی کم مقدار میں چونچ ڈال دے تو پانی ناپاک ہو جائے گا، ہاں! مرغی بندھی ہوئی ہو، یا کسی اور وجہ سے یقین ہو کہ اس کی چونچ پر نجاست نہیں ہے، تو پھر اس کا جھوٹا مکروہ نہیں۔(٤٤)

---

لا يدعوه أحمر ولا أسود من الناس إلا أجابه. وكان ربما وجد تمرة ملقاة فيأخذها فيهوي بها إلى فيه وإنه ليخشى أن تكون من الصدقة. وكان يركب الحمار عريا ليس عليه شيء.

(طبقات ابن سعد١/ ٢٧٩)

وسؤر البغل مثل سؤر الحمار لأنه من نسل الحمار فيكون بمنزلته لأن أمه من الخيل وأباه من الحمير فكان كسؤر فرس خلط بسؤر حمار( الجوهرة النيرة ١/ ٢٠)

فإن قلت أين ذهب قولك الولد يتبع الأم في الحل والحرمة قلت ذلك إذا لم يغلب شبهه بالأب أما إذا غلب شبهه فلا اهـ. (البحر الرائق ١/ ١٤٢)

(٤٤)وسؤر الدجاجة المخلاة مكروه لأنها تخالط النجاسة ولو كانت محبوسة بحيث لا يصل منقارها إلى ما تحت قدميها لا يكره لوقوع الأمن عن المخالطة و كذا سؤر سباع الطير لأنها تأكل ☜

" حتى لو تيقن أنه لا نجاسة على منقارها لا يكره سؤرها "[١]

[١]مراقي الفلاح : ص: ١٩- (کتاب الفتاوی ج ۲/۷۷-۷۸)

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

آزاد پھرنے والی مرغی جو نجاست کھاتی ہے مستثنیٰ ہیں یعنی ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ (ان کے دودھ اور گوشت کا بھی یہی حکم ہے یعنی جو نجاست نہیں کھاتے ان کا دودھ و گوشت پاک ہے اور جو نجاست کھاتے ہیں ان کا دودھ و گوشت مکروہ ہے (انواع وغیرہ تصرفاً)

لیکن جس مرغی کو گھر میں بند رکھا جاتا ہو اور وہیں اس کی خوراک اس کو دی جاتی ہو تو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس کو نجاست نہیں ملے گی اس لئے وہ نجاست نہیں کھائے گی اور مرغی اپنی نجاست نہیں کھاتی بلکہ اس میں دانہ تلاش کرتی ہے اور مل جائے تو اس کو نکال کر کھالیتی ہے جیسا کہ اس کو فتح القدیر میں لکھا ہے اور اس کی تمام بحث بحر الرائق میں مذکور ہے (بحر و فتاویٰ شامی ملخصاً)

اور جن فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک وہ اپنی نجاست بھی کھاتی ہے ان کے نزدیک اگر مرغی کو گھر میں اس طرح بند رکھا جائے کہ اس کی چونچ اس کے پاؤں سے نیچے نہ پہنچے تو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں ہے اور اگر اس کی چونچ اس کے پاؤں تک پہنچتی ہے تو وہ آزاد مرغی کے حکم میں ہے۔

(ہدایہ و فتاویٰ شامی و بدائع و فتح القدیر ملتقطاً)

(اگر مرغی یا گائے وغیرہ نے نجاست کھائی اور اس کے بعد کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے اس کے منہ کی طہارت ہو جاتی ہو تو اس کا جھوٹا نجس (ناپاک) ہے۔ یہ حکم اس گندگی کھانے والے جانور کے

---

الميتات فأشبه المخلاة وعن أبي يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ تعالى أنها إذا كانت محبوسة ويعلم صاحبها أنه لا قذر على منقارها لا يكره واستحسن المشايخ هذه الرواية (الهداية ١/ ٢٦)

متعلق ہے جو صرف یا زیادہ تر گندگی ہی کھاتا ہو پس اس کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن اگر غذا مخلوط کھاتا ہو اور اس کی زیادہ تر خوراک پاک گھاس، دانہ وغیرہ ہو تو اس کے جھوٹے میں کوئی کراہت نہیں ہے جیسا کہ جوہرۃ النیرہ میں مذکور ہے۔ (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح) (٤٥)(عمدۃ الفقہ)

## کوّے یا مرغی نے دودھ یا پانی میں چونچ ڈال دی تو وہ پاک ہے

**سوال:** کوّے یا مرغی نے دودھ میں یا پانی کے پیالہ میں چونچ ڈال دی تو وہ دودھ اور پانی پاک ہے یا نہیں؟

---

(٤٥)عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:«أنه كان يحبس الدجاجة الجلالة ثلاثا»(مصنف ابن أبي شيبة ٥/ ١٤٨)

وعن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: «نهى رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن أكل الجلالة وألبانها»

(سنن أبي داود ج ٣ / ٣٥١رقم الحديث ٣٧٨٥)

كان ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يحبس الدجاج ثلاثاً (رواه ابن أبي شيبة بسند صحيح كما قال الحافظ في الفتح)

والجلالة: هي التي تأكل الجلة، وهي العذرة، وأصل الجلة: البعر، فكنى بها عن العذرة، يقال منه: خرج الإماء يجتللن: إذا خرجن يلتقطن البعرثم الحكم في الدابة التي تأكل العذرة أن ينظر فيها، فإن كانت تأكلها أحيانا، فليست بجلالة، ولا يحرم بذلك أكلها كالدجاج ونحوها، وإن كان غالب علفها منها حتى ظهر ذلك على لحمها ولبنها، فاختلف أهل العلم في أكلها، فذهب قوم إلى أنه لا يحل أكلها إلا أن تحبس أياما، وتعلف من غيرها حتى يطيب لحمها، فحينئذ يحل أكلها، وهو قول أصحاب الرأي، والشافعي، وأحمد.وروي في حديث أن البقر يعلف أربعين يوما، ثم يؤكل لحمها.وكان ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يحبس الدجاج ثلاثا.وكان الحسن لا يرى بأسا بأكل لحوم الجلالة وهو قول مالك.انتهى (شرح السنة للبغوي ١١/ ٢٥٣)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وہ دودھ اور پانی پاک ہے۔[١](٤٦)

[١]وسؤر هرة ود جاجة مخلاة الخ وسباع طير لم يعلم ربها طهارة منقارها وسوا كن بيوت طاهر للضرورة مكروه تنزيهاً فى الأصح إن وجد غيره وإلا لم يكره أصلا.

(الدر المختار ص ٢٠٦ ج١)ظفير (**فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٣٠١**)

**وضاحت:** کوّے کا جھوٹا پاک تو ہے۔ لیکن اس کا استعمال مکروہ ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

**(مرتب عفا اللہ عنہ وعافاہ)**

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

**شکاری پرندوں مثلاً شکرا، باز، شاہین وغیرہ کا جھوٹا مکروہ ہے جبکہ ان کے پالنے والوں کو ان کی چونچ کے پاک ہونے کا علم نہ ہو کیونکہ یہ پرندے چونچ سے پیتے ہیں اور وہ خشک پاک ہڈی ہے لیکن یہ غالب طور پر مردار خور ہیں اس لئے آزاد کوچہ گرد مرغی کی مانند ہوئے پس کراہت کا شبہ پیدا ہو گیا**

---

(٤٦) وأما سؤر سباع الطير كالبازي، والصقر، والشاهين، والعقاب، وما لا يؤكل لحمه من الطير في القياس نجس لأن ما لا يؤكل لحمه من سباع الطير معتبر بما لا يؤكل لحمه من سباع الوحش، ولكنا استحسنا فقلنا بأنه طاهر مكروه لأنها تشرب بمنقارها، ومنقارها عظم جاف بخلاف سباع الوحش فإنها تشرب بلسانها، ولسانها رطب بلعابها، ولأن في سؤر سباع الطير تتحقق البلوى فإنها تنقض من الهواء فلا يمكن صون الأواني عنها خصوصا في الصحاري بخلاف سباع الوحش (المبسوط للسرخسي ١/ ٥١)

بخلاف درندہ چوپایوں کے(٤٧) (بحر و ہدایہ والدر المختار و فتاویٰ شامی و فتاوٰی عالمگیری و کبیری ملتقطا) کیونکہ درندہ چوپائے اپنی زبان سے پانی پیتے ہیں اور ان کی زبان اس لعاب سے تر ہوتی ہے جو ان کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور وہ نجس ہے پس شکاری پرندوں اور درندہ چوپایوں کے جھوٹے کے حکم میں فرق ہے اور شکاری پرندوں کا جھوٹا نجس نہ ہونے اور صرف مکروہ ہونے کا حکم ضرورت اور عموم بلویٰ کی وجہ سے بھی ہے کہ یہ ہوا (فضا) سے نیچے آکر پانی پیتے ہیں اس لئے ان کے جھوٹے سے برتنوں کو محفوظ رکھنا ممکن نہیں ہے خاص طور پر میدانوں اور جنگلوں میں(٤٨) (البحر الرائق)

اور اگر ان کی چونچ کے پاک ہونے کا علم ہو تو کراہت جاتی رہے گی اس لئے کہ امام حسن رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اگر شکاری پرندہ مردار نہ کھاتا ہو جیسا کہ پالتو باز وغیرہ تو اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا مکروہ نہیں ہے اور مکروہ اس وقت ہے جبکہ وہ مردار کھاتا ہو اور امام

---

(٤٧) وسؤر سباع الطير مكروه وعن أبي يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ أنها إذا كانت محبوسة يعلم صاحبها أنه لا قذر على منقارها لا يكره واستحسن المشايخ هذه الرواية كذا في الهداية.

(٤٨)وجه الاستحسان ما ذكره في " المبسوط " و" المحيط " لأنها تشرب بمنقارها وهو عظم جاف بخلاف البهائم فإنها تشرب بلسانها وهو رطب لعابها، ولأن في سباع الطير ضرورة وعم بلوى فإنها تنقض من علو وهوي، ولا يمكن حول الأواني عنها لا سيما في البراري والصحاري فأشبهت الفأرة والحية، وعن أبي يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ أن ما يقع على الجيف منها فسؤره نجس لأن منقارها لا يخلو عن نجاسة في العادة والحية نجس والبازي والصقر ونحوهما إذا كانت تأكل اللحم الذي لا يكره، ذكره في " المحيط ".(البناية شرح الهدايةج١ص٤٨٨)

ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے(٤٩)(فتاویٰ شامی)

پس امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر شکاری پرندے محبوس (پالتو) ہوں اور ان کا مالک جانتا ہو کہ ان کی چونچ پر کوئی نجاست نہیں ہے تو اس کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا مکروہ نہیں ہے اور متأخرین مشائخ نے اس روایت کو مستحسن کہا ہے اور اس پر فتویٰ دیا ہے (بحر و ہدایہ و فتاویٰ عالمگیری)

اور اسی طرح جن پرندوں کا گوشت نہیں کھایا جاتا استحساناً ان کا جھوٹا پاک اور مکروہ ہے (فتاویٰ عالمگیری) کوے کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔

مطلق غیر مکروہ پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو کرنا مکروہ ہے اور اگر مطلق غیر مکروہ پانی موجود نہ ہو تو مکروہ نہیں(٥٠)(فتاویٰ عالمگیری و مراقی الفلاح)

اس لئے کہ مکروہ پانی بذات خود پاک ہے اور اس کے موجود ہوتے ہوئے صرف تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

## بلّی، چوہے، کوّے وغیرہ کے جھوٹے کا حکم

**سوال:** اگر کھانے میں دودھ میں بلّی یا چوہے یا کوّے نے منہ ڈال دیا تو کھانا درست ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ان چیزوں کا جھوٹا حرام اور نجس نہیں ہے اگر نہ کھائیں تو بہتر،

---

(٤٩)روى الحسن عن أبي حنيفة: إن كان هذا الطير لا يتناول الميتة مثل البازي الأهلي ونحوه لا يكره الوضوء وإنما يكره في الذي يتناول الميتة، وروي عن أبي يوسف أيضا مثله حلية.

(رد المحتار ١/ ٢٢٤)

(٥٠)الماء المكروه إذا توضأ به مع وجود الماء المطلق كان مكروها وعند عدمه لا يكون مكروها. كذا في الاختيار شرح المختار. (الفتاوى الهندية١/ ٢٤)

کھالیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم[۱] (فتاوی رشیدیہ ص ۲۸۹)

**مسئلہ:** جو چیزیں گھروں میں پائی جاتی ہیں، جیسے: سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

**مسئلہ:** اگر چوہا روٹی دانتوں سے کتر لے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ کر باقی کھائی جائے(۵۱)۔ (بہشتی زیور ج۱/۱۹۰-۱۹۱)

## بلی کا کسی برتن وغیرہ میں پاؤں ڈالنے کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے گھر میں ایک دن بالٹی میں دودھ رکھا ہوا تھا بلی نے پینے کی کوشش کی لیکن منہ دودھ تک نہیں پہنچ رہا تھا تو اس نے ایک تدبیر اختیار کی کہ اپنا پاؤں دودھ میں ڈبو کر اس کو چاٹ لیتی پھر دوبارہ داخل کر کے چاٹ لیتی اب اس دودھ کا کیا حکم ہوگا اس کو پینے یا کسی دوسرے استعمال میں لانا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** مذکورہ مسئلہ میں اگر کسی کو یقینی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ بلی کے منہ میں یا پاؤں پر ظاہری نجاست لگی ہوئی ہے، اور وہ اپنے پاؤں کو دودھ کی بالٹی میں ڈبو کر پھر اپنے پاؤں کو چاٹتی ہے تو اس سے بالٹی میں موجود دودھ سب نجس اور ناپاک ہو جاتا ہے، اُس کا استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر کسی کو نجاست کے بارے میں یقینی طور پر معلوم نہیں ہے، بلکہ شک ہو، اگر

---

(٥١)(وسواكن البيت كالحية والفأرة مكروه) والقياس أن يكون سؤرهما نجسا لنجاسة لحمها لكن سقطت نجاسة سؤرهما لعلة الطواف فبقيت كراهتهما كراهة تنزيه في الأصح وهذه العلة تجري في الهرة. (مجمع الأنهر ١/ ٣٦)

والهرة البرية سؤرها نجس لفقد علة الطواف فيها (مراقي الفلاح ص: ١٨)

اس دودھ کے مقابلے میں کوئی اور دودھ موجود ہو، تو اُس کا استعمال نہ کرنا افضل ہے۔ اگر کسی نے استعمال کر لیا تو یہ جائز ہے لیکن کراہت سے خالی نہیں ہے(٥٢)۔

لما فی الفقه الإسلامی وأدلته(١/ ٢٨٢): سؤر طاهر مكروه تنزيهاً استعماله مع وجود غيره- وهو سؤر الهرة والدجاجة المخلاة الخ- مالم تر النجاسة فی فمها، لأنها تلازم الطواف فی المنازل، أو للضرورة وعدم إمكان الاحتراز منها،وفيه أيضاً (١/ ٢٨٥): وسؤر ما يستعمل النجاسة: كالهرة والفأرة، فإن رئی فی أفواهها نجاسة كان كالماء الذی خالطته النجاسة، فإن تحقق طهارة أفواهها، فطاهر وإن لم يعلم فيغتفر ما يعسر التحرز عنه، لكنه مكروه، وفی تنجيس ما يتحرز منه قولان أرجحهما: القول بالطهارة-(نجم الفتاوی ج ٢/ ١٢٦-١٢٧)

## بندر کا پانی میں ڈبکی لگانا

اگر بندر وغیرہ نے پانی میں اتنی ڈبکی لگائی کہ اس کا لعاب پانی میں ملنے کا یقین ہو جائے تو پانی ناپاک ہو جائے

---

(٥٢)عن أبي الحوراء السعدي، قال: قلت للحسن بن علي: ما حفظت من رسول ﷺ ؟ قال: حفظت من رسول ﷺ :دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، فإن الصدق طمأنينة وَهَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ(سنن الترمذي رقم الحديث ٢٥١٨ج ٤/ ٢٤٩)

وعن النواس بن سمعان الأنصاري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: سألت رسول ﷺ، عن البر والإثم فقال: «البر حسن الخلق، والإثم ما حاك في صدرك، وكرهت أن يطلع عليه الناس»

(صحيح مسلم رقم الحديث ٢٥٥٣ج ٤ / ١٩٨٠)

ياوابصة استفت قلبك،واستفت نفسك " ثلاث مرات، " البر ما اطمأنت إليه النفس، والإثم ما حاك في النفس وتردد في الصدر وإن أفتاك الناس وأفتوك " (مسند أحمد ٢٩/ ٥٣٣)

گا: اس لئے کہ بندر کا شمار ان درندوں میں ہے جن کا جھوٹا ناپاک ہوتا ہے۔ والقسم الثانی سؤر نجس ...إلى قوله ...و القرد لتولد لعابها من لحمها وهو نجس (طحطاوی ١٨) و إن وصل لعاب الواقع إلى الماء أخذ الماء حكمه طهارة و نجاسةو كراهة [٥٣] (طحطاوی ٢٥) (کتاب المسائل ج١/٩٢)

## کتے کا لعاب ناپاک ہے

**سوال:** کتے کا تھوک اگر کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے اس کا دھونا واجب ہے یا نہیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** کتے کا لعاب نجاست غلیظہ ہے اگر مقدار درہم سے زیادہ کپڑے کو لگ جائے تو نماز کے لئے دھونا اس کا فرض ہے۔[١] [٥٤]

---

(٥٣) عن أبي ثعلبة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ «أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع» (صحيح البخاري رقم الحديث ٥٥٣٠ ج ٧ / ٩٦)

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال: «أكل كل ذي ناب من السباع حرام» (موطأ مالك رقم الحديث ١٨٢٢ ج ٣/ ٧١٠)

والنجس: عرق الكلب والخنزير وسباع البهائم، أما الكلب فلنجاسة سؤره لقول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طهور إناء أحدكم إذا ولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات فهذا الحديث يفيد النجاسة لأن الطهور مصدر بمعنى الطهارة فيستدعي سابقة التنجس أو الحدث، والثاني منتف، فتعين الأول، وأما الخنزير فلأنه نجس العين لقوله تعالى {فإنه رجس} وأما سباع البهائم فلأنه متولد من لحمها، ولحمها حرام نجس لما ورد أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نهى عن كل ذي ناب من السباع وعن كل ذي مخلب من الطير (الموسوعة الفقهية الكويتية ج٣٠ ص٦٢)

(٥٤) لقد تقدم دليله آنفا.

[١]والأصح أنه إن كان فمه مفتوحا لم يجز لأن لعابه يسيل فى فمه فينجس لو أكثر من قدر الدرهم ( ردالمحتارباب المياه ج١ ص ١٩٢-ط-س-ج١ص٢٠٨) وعفى الشارع عن قدر درهم و إن كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض.

(الدر المختار ط-س-ج١ص٣١٦)ظفير-(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٣٣٨-٣٣٩)

## نشاستہ گندم میں کتا منہ ڈال دے تو اس کی طہارت کا طریقہ

**سوال:** ایک واقعہ پیش آیا ہے اس کے متعلق تکلیف گوارا فرما کر شرعی حکم سے مطلع فرمایا جائے، ہر چند بہشتی زیور و دیگر رسائل فقہ میں دیکھا گیا، لیکن مخصوص جزئی نہیں ملی، واقعہ یہ ہے کہ ایک گھر میں نشاستہ گندم تیار کر کے رکھا تھا، اس کے اوپر پانی بھی تھا، انتظار تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد جب نشاستہ اچھی طرح بیٹھ جائے تو پانی نتھار دیا جائے کہ یکایک کتے نے اس پانی میں منہ ڈال دیا، اس وقت نشاستہ تہہ نشین تھا اور پانی اوپر آگیا تھا، اب اس نشاستہ کے متعلق کیا حکم ہے، یہ پاک ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر ہو سکتا ہے تو کس طرح؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** کم از کم تین دفعہ پاک پانی نشاستہ میں ملایا جائے اور جب وہ تہہ نشین ہو جائے تو، سارا پانی پھینک دیا جائے، سات بار کیا جائے تو اور اچھا ہے، اس طرح نشاستہ پاک ہو جائے گا(٥٥) قیاساً علی السمن والعسل-واللہ اعلم (امداد الاحکام ج١/٣٩٤-٣٩٥)

---

(٥٥)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليرقه ثم ليغسله سبع مرار» (صحيح مسلم ١/ ٢٣٤)

## پالتو کتے کا پالنا کیسا ہے، اس کا منہ لگا ہوا کھانا و پانی پاک ہے یا ناپاک؟

**سوال:** نمبر کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کتوں کا پالنا جس سے مقصد چور، ڈاکو سے حفاظت ہو جائز ہے یا نہیں؟ اور شوقیہ یا گھر کے چوکیدار کے تعاون کیلئے کتوں کا پالنا اور رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسے کتے جو لوگوں کو کبھی کبھی نقصان پہنچاتے ہیں، ان کو رکھنا اور کھانا دینا کیسا ہے۔ ہر ایک کا الگ الگ حکم دلیل سے لکھ دیں، اگر حوالہ دیں گے تو بڑی مہربانی ہو گی۔ نیز کتے نے اگر پانی وغیرہ میں منہ ڈال دے تو وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ ایسے پانی کا استعمال مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** معلوم ہونا چاہئے کہ احادیث میں کتوں کے بارے میں جو احکام آتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) لوگوں کو کاٹنے والے اور نقصان پہنچانے والے کتوں کو قتل کر دینا چاہئے۔ ان کو پالنے اور رکھنے میں گناہ ہے۔ پالنے والے کے ثواب میں ہر روز دو قیراط جو کہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے اجر کم ہو جاتا ہے۔ اور ایسے کتوں کے گھر میں رہنے سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے۔

(۲) کسی کو ضرورت اور حاجت نہیں ہے، پھر بھی شوقیہ ولایتی کتوں کو پالتا ہے، یہ بھی درست نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس میں گناہ ہے، اور پاکی و ناپاکی سے احتراز نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کا کتا ناپاک ہے، ان کے منہ کا لعاب ناپاک ہے۔ جس چیز میں منہ ڈالے گا وہ چیز اور برتن ناپاک ہو جاتا ہے۔ برتن کو پاک کرنے کیلئے اس کو کم از کم تین دفعہ دھونا ضروری ہو جاتا ہے، ورنہ پاک نہ ہو گا۔ جس کھانے میں کتے نے منہ ڈالا، وہ کھانا ناپاک ہو جاتا ہے۔

(۳) وہ کتے جو شکار کیلئے، یا کھیتوں کی حفاظت کیلئے، یا گھر کی حفاظت کیلئے، یا بکریاں وغیرہ جانوروں کی حفاظت کیلئے ہیں۔ ایسے کتوں کے بارے میں حدیثوں میں اجازت دی گئی ہے۔ البتہ ایسے کتوں کا لعاب بھی ناپاک ہے۔ ان کا گوشت، لعاب، اور منہ لگایا ہوا برتن یہ چیزیں ناپاک ہیں، ان سے احتراز

ضروری ہے۔ یہ تفصیل سب حدیث کی کتابوں سے لکھی گئی ہے۔

عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «أن رسول اللهﷺ أمر بقتل الكلاب، إلا كلب صيد، أو كلب غنم، أو ماشية»، فقيل لابن عمر: إن أبا هريرة يقول: «أو كلب زرع»، فقال ابن عمر: «إن لأبي هريرة زرعا» (صحيح مسلم٣/ ١٢٠٠)

عن أبى هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، حدثه قال: قال رسول اللهﷺ : «من أمسك كلبا ينقص من عمله كل يوم قيراط إلا كلب حرث، أو كلب ماشية»(صحيح البخاري رقم ٣٣٢٤ )

عن عبد اللهﷺ بن عمر، يقول: سمعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «من اقتنى كلبا، إلا كلبا ضاريا لصيد أو كلب ماشية، فإنه ينقص من أجره كل يوم قيراطان»(صحيح البخاري ٧/ ٨٧)

عن أبي طلحة، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير» (صحيح البخاري ٧/ ١٦٧)

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: «إذا ولغ الكلب في الإناء فأهرقه ثم اغسله ثلاث مرات».

(سنن الدارقطني ١/ ١٠٩) (فیض رحمانی ج۱)

## لٹکی ہوئی سویاں جس میں سے کتے نے کھالیا اس کا حکم

**سوال:** سویاں سکھانے کے لئے لٹکائی گئیں، کتا آیا اس نے اس کے کچھ حصہ کو نیچے گرالیا اور زمین میں گری ہوئی سویوں کو کھانے لگا۔ اب جو سویاں لٹک رہی ہیں وہ پاک رہیں گی یا ناپاک؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں جو سویاں اوپر پائی گئیں وہ پاک ہیں، اور کھائی کھلائی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ جو ٹھالعاب لگنے سے ہوتا ہے۔ اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی،

[١] ناپاک صرف وہ سویاں ہوں گی جو نیچے گری ہوئی پائی گئیں، کیونکہ ان ہی میں اس کا لعاب لگا ہو گا (دیکھئے: شامی کتاب الطہارت، مسئلہ سؤر ص١٤٨)(٥٦)

[٢]الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضبان كذا فی منية المصلی -( الفتاوی الهندية ا/ ٤٨)(فتاوی امارت شرعیہ ج ٢/ ٥٨، ٥٩)

## کتا اگر چار روٹیوں میں سے دو لے کر چلا جائے، باقی دو روٹیوں میں کتے کا منہ لگنے کے نشانات نہیں ہیں، تو ان کا کھانا جائز ہے

**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ساتھیوں نے کھانے کیلئے دستر خوان بچھایا، روٹی رکھی گئی، اس کے بعد گوشت لانے گئے تو تولیہ میں سے کتا روٹی نکال کر دو روٹی لے گیا۔ چار روٹی اور تولیہ پڑے ہیں۔ ساتھیوں نے جب کتے کے منہ میں روٹی دیکھی اس کے پیچھے جب بچے گئے تو وہ بھاگ گیا۔ باقی روٹیوں کو دیکھا گیا تو اس میں کتے کا منہ لگنے کے نشانات نہیں تھے۔

روٹیاں گرم بھی تھیں، اسلئے اس کو ہم نے پھینکا نہیں بلکہ کھالیا۔ بعض دوست شک ظاہر کر رہے ہیں، اور کہتے ہیں کہ کتے کا منہ لگنے کے بعد وہ روٹیاں ناپاک ہو گئی ہیں، ان کا کھانا ناجائز ہے۔ جناب مفتی صاحب آپ بتائیے کہ اس صورت حال میں باقی روٹیوں کا کھانا جائز ہوا یا ناجائز؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں زیادہ امکان یہ ہے کہ کتے نے جن روٹیوں کو منہ لگایا ہے، ان کو وہ لے کر گیا ہے۔ بقیہ روٹیوں میں جب کتے کے منہ لگنے کے نشانات موجود نہیں ہیں، تو وہ پاک کے حکم میں ہیں، اور ان کا کھانا جائز ہے حدیث میں ہے۔ عن ميمونة، أن النبي

---

(٥٦)لقد تقدم دليله .

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سئل عن فأرة سقطت في سمن، فقال: «خذوها وما حولها فاطرحوه»

(صحيح البخاري ١/ ٥٦)

الكلب إذا أخذ عضو إنسان أو ثوبه لا يتنجس ما لم يظهر فيه أثر البلل راضيا كان أو غضبان كذا فی منية المصلی -( الفتاوى الهندية ا/ ٤٨)

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ کتے نے اگر متروک شئ پر منہ نہیں لگایا ہے تو وہ پاک ہے اس کا کھانا جائز ہے۔[٥٧] (فیض رحمانی ج ا)

## کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اس کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

**سوال:** کتے نے شوربے کی دیگ میں منہ ڈال دیا اور کسی قدر شوربہ پی لیا تو شوربے کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے اگر شوربے میں اور کسی قدر شوربہ یا پانی ملایا جائے، اور شوربہ دیگ کے منہ پر سے بہہ جائے تو دیگ میں جو شوربہ ہے وہ پاک ہو جائے گا۔ یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں شوربا یا پانی اس قدر ملایا جائے اور ڈالا جائے کہ منہ کے اوپر کو بہہ جائے تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہاء رحمۃ اللہ علیہم نے لکھا ہے، اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر وہ شوربا ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر

---

(٥٧)يستنبط هذا الحكم من حديث :عن عدي بن حاتم رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «إذا أرسلت كلبك وسميت فأمسك وقتل فكل، وإن أكل فلا تأكل، فإنما أمسك على نفسه، وإذا خالط كلابا، لم يذكر اسم اللَّهِ عليها فأمسكن وقتلن فلا تأكل فإنك لا تدري أيها قتل وإن رميت الصيد فوجدته بعد يوم أو يومين ليس به إلا أثر سهمك فكل وإن وقع في الماء فلا تأكل»

(صحيح البخاري رقم الحديث٥٤٨٤ ج ٧/ ٨٧)

پکایا جائے کہ وہ زائد پانی جل جائے، اسی طرح تین دفعہ کیا جائے تو وہ شوربا پاک ہو جائے گا۔[١]

قال فی الشامی: ومقتضاه أنه على القول الصحيح تطهر الأوانی أيضاً بمجرد الجريان وأيضاً فيه وقد مر أن حكم سائر المائعات كالماء فی الأصح -[٢]فقط-(٥٨)

[١]ويطهر اللبن وعسل ودبس و دهن بغلی ثلاثا (درمختار) قال فی الدرر لو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلی حتى يعود إلى مكانه الخ هكذا ثلث مرات. (ردالمحتارص ٣٠٩ باب الأنجاس )ظفير-

[٢]ردالمحتارباب المياه تحت قوله وكذا البئر وحوض الحمام ج١ ص١٨٠- ١٢ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٣٠٤) (بہشتی زیور ج١/١٩٠)

## گندم وغیرہ کو خنزیر کا لعاب لگنا

**سوال:** ہمارے علاقے میں بہت سے خنزیر ہیں جو زیادہ تر فصلوں کو تباہ کرتے ہیں تو جو گندم یا فصل وغیرہ خنزیر خراب کرتا ہے تو کیا اس کا کھانا جائز ہے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** ان اشیاء کی خوراک جائز ہے مگر وہ جس کے ساتھ خنزیر کا لعاب لگا

---

(٥٨)(فرع) فإذا قلنا بنجاسته لقلته أو مع كثرته على قول مالك فهل يطهر بالغسل وروى أصبغ عن ابن القاسم عن مالك في العتبية والواضحة فإن طبخ ثم ظهرت فيه فأرة قد تفسخت وهي من ماء البئر الذي طبخ بمائها فأمر مالك أن يغلى ويتم طبخه بماء طاهر مرتين أو ثلاثة ثم أجاز بيعه والادهان به واستحسنه أصبغ في الكثير ورأى أن في اليسير لا ضرر فيه أن يطرح ويوقد به.
(المنتقى شرح الموطأ ٧/ ٢٩٢)

ہو[١] ان کا کھانا جائز نہ ہو گا مگر محض (لعاب لگنے کا) شک محرم نہیں ہے[٢][٥٩]۔ فقط

[١]قال العلامة الحصكفی رَحِمَهُ ٱللَّهُ: وسؤر خنزير وكلب وسباع بهائم ومنه الهرة البرية وشارب خمر فور شربها ولوشاربه طويلا لا يستوعبه اللسان فنجس-

(الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ١٦٣ جلد١ مطلب فی السؤر)

[٢]قال العلامة ابن عابدين رَحِمَهُ ٱللَّهُ ولم يحكم بنجاسته للشک- (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص١٦٤ جلد١ مطلب فی السؤر) (فتاوی فریدیہ ج٢/١٢١-١٢٢)

## ہاتھی کا جسم اور اس کا جھوٹا پاک ہے یا ناپاک؟

**سوال:** سؤر فیل اور جسد فیل زندہ نجس ہے یا پاک؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صحیح مذہب کے موافق فیل نجس العین نہیں ہے پس ظاہر جلد اس کی پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وأفاد كلامه طهارة جلد كلب و قيل وهو المعتمد[١]المختار وسؤر خنزير و كلب و سباع بهائم الخ نجس مغلظ [٢]ومنها الفيل كذا فی الشامی-[٣]فقط-[٦٠]

---

(٥٩)أما الخنزير فلأنه نجس العين لقوله تعالى: ﴿ فَإِنَّهُۥ رِجْسٌ ﴾ الأنعام: ١٤٥الآية ولعابه يتولد من لحمه النجس(مرتب جامع الفتاوی عفا ٱللَّهُ عنه)

(٦٠)عن أبي ثعلبة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ: «أن رسول ٱللَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نهى عن أكل كل ذي ناب من السباع» (صحيح البخاري رقم الحديث ٥٥٣٠ ج ٧ / ٩٦)

وعن أبي هريرة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ أن رسول ٱللَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال: «أكل كل ذي ناب من السباع ☜

[١]الدر المختار على هامش رد المحتار باب المياه مطلب فى أحكام الدباغة جلد أول ص ١٨٩ -ط-س-ج١ص٢٠٨-١٢ظفير-

[٢]الدر المختار على هامش ردالمحتار فصل فى البئر مطلب فى السؤر جلد أول ص٢٠٥ و ص ٢٠٦ -ط-س-ج٢٢٣-ظفير-

[٣]قوله وسباع بهائم هى ما كان يصطاد بنابه كالأسد و الذئب والفهد والنمر والثعلب ، والفيل والضبع وأشباه ذلک سراج(ردالمحتارفصل فى البئر مطلب فى السؤر جلد أول ص ٢٠٥-ط-س-ج١ص٢٢٣ -ظفير **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۳۳۱)**

## ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والے پانی کا حکم؟ مچھلی کا پِتّہ پاک ہے یا نہیں؟

**سوال:**(۱) ہاتھی کی سونڈ سے جو پانی نکلتا ہے وہ عادۃً گرمی کے سبب اپنے بدن پر چھڑکا کرتا ہے تو یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(۲) مچھلی کا پتہ پاک ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:**(۱) ہاتھی کی سونڈ کا پانی دراصل اس کا لعاب ہے، جو فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کی تصریحات کے مطابق ناپاک ہے۔ در مختار میں ہے: سؤر (خنزير و كلب و سباع بهائم) و منه الهرة البرية (و شارب خمر فور شربها و هرة فور أكل فأرة نجس)

اور سباع بہائم کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

هى ما كان يصطاد بنابه كالأسد و الذئب و الفهد و النمر و الثعلب و الفيل الخ(شامى ص٢٠٥ ج١)

---

حرام»(موطأ مالك رقم الحديث ١٨٢٢ج ٣/ ٧١٠)

اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھی کا جھوٹا نجس ہے، جو لعاب ہی کی فرع ہے۔ جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے: عرق كل شيء معتبر بسؤره (ص٢٤ ج١) اور فتاوی قاضی خان میں خود سوال مذکور کا جواب بایں طور مصرح ہے: لعاب الفيل نجس كلعاب الفهد و الأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ينجسه- (خانية: ١/ ١٧)، لہٰذا ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی ناپاک ہے۔

(۲) کوئی جزئیہ تو نہیں مل سکا، البتہ چونکہ مچھلی کا خون ناپاک نہیں ہے جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے در مختار میں تصریح کی ہے اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے تحت تحریر فرمایا ہے: لأنه ليس بدم حقيقة لأنه إذا يبس يبيض و الدم يسود- (رد المحتار، باب الأنجاس: ٢٩٤/ ١) یعنی مچھلی کا خون درحقیقت خون نہیں، چونکہ وہ خشک ہونے کے بعد سفید ہو جاتا ہے، حالانکہ خون خشکی کے بعد سیاہ رہتا ہے، اس لئے خون پر قیاس کر کے پتہ کو بھی پاک کہنا بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ خون پر پتے کو قیاس کرنا اس لئے درست نہیں کہ پتہ حرام ہے، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الذبائح ص ۲۷۱ ج ۵ میں ذکر فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت سے اس کی نجاست لازم نہیں، جیسے کہ زہر کا استعمال ناجائز ہے، اس کے باوجود اس وجہ سے وہ نجس نہیں ہوتا، اسی طرح پتہ بھی ایک سمیاتی اثرات کا مجموعہ ہے جو سمیت کی وجہ سے اگر ناجائز ہو تو اس سے اس کی پاک پر اثر نہیں پڑتا۔

اس تحریر کے بعد ایک عبارت مصرحہ پہ نظر پڑی: ومرارة كل شيء كبوله (عالمگيرية: ١/ ٤٧) ہر چیز کا پتہ حکم میں اس کے پیشاب کی طرح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناپاک ہے، لیکن

مچھلی کا پیشاب ہونا خود مشکوک ہے، اس لئے دوسرے اہل علم سے بھی رجوع کر لیا جائے(٦١)۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاوی عثمانی ج١/٣٢٢-٣٢٤)

.....

**قد وافی تنسیقه فی أواخر ربیع الثانی**

**والصلاة والسلام علی من أوتی السبع المثانی**

(٦١)لقد تقدم دلیله

# حیض کے احکام

## حیض کی تعریف

عورت کی فرج سے جو خون نکلتا ہے وہ تین قسم کا ہوتا ہے: ۱۔ حیض، ۲۔ نفاس، ۳۔ استحاضہ

حیض وہ خون ہے جو رحم سے بغیر ولادت یا بیماری کے ہر مہینے فرج کے راستے سے نکلتا ہے، اگر پاخانہ کے مقام سے نکلے تو حیض نہیں اور جب وہ یعنی پاخانہ کے مقام سے نکلنے والا خون بند ہو جائے تو غسل مستحب ہو گا(٦٢) زمانہ حیض کے علاوہ اور دنوں میں کوئی ایسی دوا استعمال کی جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں(٦٣) مثلاً کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض آتا ہو اس کو حیض کے پندرہ دن بعد دوا کے استعمال سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں ہے، پندرہ دن کے بعد کی قید اس لئے ہے کہ

---

(٦٢)(الحيض) وهو دم من الرحم لا لولادة.كذا في فتح القدير فإن رأته من الدبر لا يكون حيضا ويستحب أن تغتسل عند انقطاع الدم. (الهندية١/ ٣٦)

(٦٣) قال العلامة ابن عابدين رَحِمَهُ ٱللَّهُ: (وأما المعتادة فإن رأت ما يوافقها) أى يوافق عادتها زمانا وعددا (فظاهر) أى كله حيض ونفاس (وإن رأت ما يخالفها) فى الزمان أو العدد أو فيهما فحينئذ قد تنتقل العادة وقد لا تنتقل ويختلف حكم مارأت ..... (وإن وقع) نصاب الدم فى زمان العادة (فالواقع فى زمانها فقط حيض والباقى استحاضة فإن كان الواقع) فى زمان العادة (مساويا لعادتها عددا فالعادة باقية ) فى حق العدد والزمان معا كما لو طهرت خمستها ورأت قبلها خمسة دما وبعدها يوما دما فخمستها حيض لوقوعها بين دمين.

(مجموعة رسائل ابن عابدين ٨٦/١، ٨٧، ط:مكتبه عثمانيه)

پندرہ دن کے اندر تو بغیر دوا کے بھی آجائے تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔(عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۳)

اور بہشتی زیور میں حیض کی تعریف یہ ہے:

عورت کو ہر مہینے آگے کی راہ سے بیماری کے بغیر معمول کے مطابق جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی، سیاہ جس رنگ کا خون آئے سب حیض ہے، جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھائی دے اور جب بالکل سفید دکھائی دے جیسی رکھی گئی تھی تو اب عورت حیض سے پاک ہوگئی۔(٦٤) (بہشتی زیور ج۱/۲۰۶)

## اور کتاب المسائل میں ہے:

بالغہ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادۃ (کم از کم نو سال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔

فالحيض دم ينفضه رحم بالغة تسع سنين لا داء بها ولا حبل تبلغ سن الإياس ، وهو خمس و خمسون سنة على المفتى به ۔( مراقى الفلاح ٧٥)

الحيض : هى الدم الذى ينفضه رحم المرأة السالمة عن الداء و الصغر.

( المحيط البرهانى ١- ٣٩٢) (کتاب المسائل ج۱/۲۰۱،۲۰۲)

---

(٦٤) أن يكون على لون من الألوان الستة: السواد والحمرة والصفرة والكدرة والخضرة والتربية هكذا في النهاية وإنما يعتبر اللون على الكرسف حين يرفع وهو طري لا حين يجف.

(الهندية ١/ ٣٦)

# حیض کی تکلیف پر اجر وثواب ملے گا؟

**سوال:** عورتیں ہر مہینے جو حیض کی وجہ سے تکلیف اٹھاتی ہیں اس تکلیف پر انہیں اجر وثواب ملے گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** عورتیں حالتِ حیض میں جو تکلیف اٹھاتی ہیں اس پر اجر وثواب ملے گا۔ حدیث شریف میں آتا ہے:

عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «ما يصيب المسلم، من نصب ولا وصب، ولا هم ولا حزن ولا أذى ولا غم، حتى الشوكة يشاكها، إلا كفر اللَّهُ بها من خطاياه» (٦٥)

(صحيح البخاري ٧/ ١١٤)

ایک دوسری روایت میں ہے:

ما من مسلم يصيبه أذى، شوكة فما فوقها إلا كفر اللَّهُ بها سيئاته، وحطت عنه ذنوبه كما تحط الشجرة ورقها" متفق عليه. (رياض الصالحين ص: ٤٦)

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ مسلمان جو بھی تکلیف برداشت کرتا ہے اس پر بے شمار اجر وثواب کا مستحق بن جاتا ہے خواہ وہ تکلیف حیض کی ہو یا کوئی اور تکلیف ہو۔

علاوہ ازیں حیض کا آنا خود کوئی مصیبت یا بلاء کی چیز نہیں، بلکہ نسلِ انسانی کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے یہ بھی اللہ کی ایک نعمت ہے، اگرچہ اس میں تکلیف ہے۔

---

(٦٥)شرح معاني الكلمات:(نصب) تعب(وصب) مرض(هم) كره لما يتوقعه من سوء(حزن) أسى على ما حصل له من مكروه في الماضي(أذى) من تعدي غيره عليه(غم) ما يضيق القلب والنفس(خطاياه) ذنوبه ( تعليق مصطفى البغا على صحيح البخاري ٧/ ١١٤)

عمدۃ القاری میں ہے:

إن اللّٰہ تعالیٰ قطع حیض بنی إسرائیل عقوبة لهن ولأزواجهن لكثرة عنادهم مضت على ذلک مدة ثم أن اللّٰہ تعالیٰ رحمهم وأعاد حیض نسائهم لأن من حكم اللّٰہ تعالیٰ أنه جعل الحیض سبباً لوجود النسل ألا ترى أن المرأة إذا ارتفع حیضها لاتحمل عادة.

(عمدة القاری ٣/ ٩٦)

یعنی اللہ تعالیٰ نے کچھ مدت کے لئے بنی اسرائیل کی عورتوں سے حیض کو اٹھالیا(سزا کے طور پر) پھر دو بارہ لوٹادیا کیونکہ نسلِ انسانی کا ذریعہ ہے۔واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریاج ۱/۵۲۳-۵۲۴)

## حیض و نفاس کا فطری نظام

حیض و نفاس خواتین کے لیے اللہ تعالی کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہیں(٦٦)، بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے، اسی بناء پر زمانہ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قومیں بہت افراط و تفریط کا معاملہ کرتی تھیں، چنانچہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا

---

(٦٦)عن أم سلمة رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا، قالت: كنت مع رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في لحاف، فوجدت ما تجد النساء، فقمت، فقال رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «ما لك أ نفست؟» قلت: وجدت ما تجد النساء. قال: «ذاك ما كتب اللّٰہ على بنات آدم» قالت: فقمت فأصلحت من شأني، ثم رجعت قال رسول اللّٰہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «ادخلي في اللحاف» فدخلت.

( سنن الدارمي رقم ١٠٨٤ج ١/ ٦٩٧) إسناده حسن

سب چھوڑ دیتے تھے، جبکہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے(٦٧)۔

اسلام نے ان دونوں طریقوں کے برخلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی، وہ یہ کہ حالت حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے،(٦٨) البتہ ناپاکی اور

---

(٦٧)قال علماؤنا: كانت اليهود والمجوس تجتنب الحائض وكانت النصارى يجامعون الحيض(قرطبي٣/ ٨١)

(٦٨)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: «كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يتكئ في حجري وأنا حائض، فيقرأ القرآن»(صحيح مسلم رقم ٣٠١ج ١/ ٢٤٦في باب اتكاء الرجل في حجر زوجته وهي حائض وقراءة القرآن) عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَاقالت: كنت أتعرق العرق(عرق اللحم وتعرقه واعتراقه تناوله بفمه من العظم) «فيضع رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فاه حيث وضعت وأنا حائض، وكنت أشرب من الإناء فيضع فاه حيث وضعت وأنا حائض»

(سنن النسائي رقم ٧٠ج ١/ ٥٦) حديث صحيح

حدثنا عبد اللَّهُ بن شداد، قال: سمعت ميمونة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تقول كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا أراد أن يباشر امرأة من نسائه أمرها، فاتزرت وهي حائض.

(صحيح البخاري رقم ٣٠٣ج ١/ ٦٨)

عن جابر بن صبح، سمعت خلاسا الهجري قال: سمعت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَاتقول: " كنت أنا ورسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبيت في الشعار الواحد، وأنا حائض طامث، فإن أصابه مني شيء غسل مكانه ولم يعده، ثم صلى فيه، وإن أصاب تعني: ثوبه منه شيء غسل مكانه ولم يعده، ثم صلى فيه "(سنن أبي داود رقم ٢٦٩ج١/ ٧٠) حديث صحيح

☜

عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة فيهم لم يؤاكلوها، ولم يجامعوهن في البيوت فسأل أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأنزل اللَّهُ تَعَالَى: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾ البقرة: ٢٢٢ فقال رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «اصنعوا كل شيء إلا النكاح» فبلغ ذلك اليهود، فقالوا: ما يريد هذا الرجل أن يدع من أمرنا شيئا إلا خالفنا فيه، فجاء أسيد بن حضير، وعباد بن بشر فقالا يا رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إن اليهود تقول: كذا وكذا، فلا نجامعهن؟ فتغير وجه رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى ظننا أن قد وجد عليهما، فخرجا فاستقبلهما هدية من لبن إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فأرسل في آثارهما فسقاهما، فعرفا أن لم يجد عليهما.

(صحيح مسلم رقم ٣٠٢ج١/ ٢٤٦)

قال: حدثتني معاذة، أن امرأة قالت لعائشة: أتجزئ إحدانا صلاتها إذا طهرت؟ فقالت: أحرورية أنت؟ «كنا نحيض مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فلا يأمرنا به» أو قالت: فلا نفعله.

(صحيح البخاري رقم ٣٢١ج١/ ٧١)

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنا نحيض على عهد رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثم نطهر، فيأمرنا بقضاء الصيام، ولا يأمرنا بقضاء الصلاة.

هذا حديث حسن وقد روي عن معاذة، عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أيضا والعمل على هذا عند أهل العلم لا نعلم بينهم اختلافا، أن الحائض تقضي الصيام ولا تقضي الصلاة، قال الترمذي «هذا حديث حسن» (سنن الترمذي رقم ٧٨٧ج ٢ / ١٤٦)

قال في ( تفسير القشيري): قَالَ تَعَالَى: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى

☜

گندگی سے بچنے کے لیے اس حالت میں مجامعت سے پرہیز کیا جائے، چنانچہ قرآن پاک میں اس سلسلہ میں آیت نازل ہوئی:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾

(البقرہ ٢٢٢)۔

ترجمہ: اور لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ فرمادیجئے کہ وہ گندی چیز ہے تو حیض میں تم عورتوں سے علیحدہ رہا کرو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت مت کیا کرو، پھر جب وہ

---

ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾ البقرة: ٢٢٢

ليس كل ما يكون موجب الاستحياء والنفور مما هو باختيار العبد، فقد يكون من النقائص ما ليس للعبد فيه كسب، وهو ابتداء حكم الحق، فمن ذلك ما كتب اللّٰه على بنات آدم من تلك الحالة، ثم أمرن باعتزال المصلّى فى أوان تلك الحالة، فالمصلّى مناج ربّه، فنحيّن عن محل المناجاة حكما من اللّٰه لا جرما لهن. وفى هذا إشارة فيقال: إنهن وإن منعن عن الصلاة التي هى حضور بالبدن فلم يحجبن عن استدامة الذكر بالقلب واللسان، وذلك تعرض بساط القرب، قال صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مخبرا عنه تعالى: «أنا جليس من ذكرنى» . ( تفسير القشيري ١/ ١٧٨)

عن كعب، قال: " قال موسى: أي رب أقريب أنت فأناجيك أم بعيد فأناديك؟ قال: يا موسى أنا جليس من ذكرني قال يا رب فإنا نكون من الحال على حال نعظمك أو نجلك أن نذكرك عليها قال: وما هي؟ قال: الجنابة والغائط قال: يا موسى اذكرني على كل حال .

(مصنف ابن أبي شيبةرقم ٣٤٢٨٧ج ٧/ ٧٣)إسناده صحيح

اچھی طرح پاک ہو جائیں تو ان کے پاس آؤ جاؤ جس جگہ سے تم کو اللہ تعالی نے اجازت دی ہے (یعنی آگے کی راہ سے) یقینا اللہ تعالی محبت رکھتے ہیں توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتے ہیں صاف پاک رہنے والوں سے۔ اسی آیت کی روشنی میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو ہدایت دی: اصنعوا کل شیئ إلا النکاح یعنی حائضہ عورت کے ساتھ جماع کے علاوہ ہر کام کر سکتے ہو۔ (مسلم شریف حدیث ۳۰۲)

یعنی ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور رہنا سہنا منع نہیں ہے، البتہ گندگی کی جگہ سے احتراز لازم ہے۔ حائضہ عورتوں کے لئے نماز، روزہ، اور تلاوت کی ممانعت عبادات کی تعظیم کی بناء پر ہے کہ اس میں ناپاکی کے جاری رہتے ہوئے ان عبادات کا انجام دینا مناسب نہیں ہے۔ حضرت معاذہ فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ عورت پر ناپاکی کے ایام میں روزوں کی قضاء تو لازم ہے، مگر نماز کی قضاء کا حکم نہیں؟ یہ سوال سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا (ناراض ہو گئیں اور) فرمانے لگیں کہ: کیا تم بھی حروری ہو گئی ہو؟ (یہ خارجیوں کی پارٹی کی طرف اشارہ ہے جو دین میں تشدد برتتے تھے) حضرت معاذہ نے فرمایا میں حروری نہیں: بلکہ صرف سوال کر رہی ہوں، تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ: ہمارے ساتھ یہ حالت پیش آتی تھی تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (بخاری شریف: ۳۲۱ مسلم شریف: ۳۳۵)

یعنی اس میں چوں چرا کی گنجائش نہیں ہے: بلکہ جو حکم شرعی ہے اسے دل سے مان لینا ہے۔ اس شرعی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

عبادات کی شوقین خواتین پر یقینا ایسے حالات میں طبیعت پر بہت بوجھ پڑتا ہے، بعض ازواج مطہرات کے ساتھ بھی یہ صورت پیش آئی تو وہ بے اختیار رونے لگیں، جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلی دی، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کی ساتھ حج میں گئے تو جب ہمارا قافلہ مقام سرف میں پہنچا تو مجھے حیض شروع ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ: کیا تمہیں حیض شروع ہو گیا؟ میں نے کہا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: إن هذا شيئ كتبه اللّٰه على بنات آدم فاقضى مايقضى الحاج غير أن لا تطوفى بالبيت حتى تغتسلى. (بخاری شریف حدیث: ۲۹۴ مسلم شریف حدیث: ۲۱۱۱)

ترجمہ: یہ ایسی چیز ہے جو اللہ تعالی نے سب آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرمادی ہے: لہذا تم وہ تمام کام انجام دو جو حاجی انجام دیتا ہے، بس پاکی کے غسل سے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرنا۔

اس حدیث میں خواتین کے لئے بڑی تسلی کا سامان ہے کہ ایسے مواقع پر غم زدہ ہونے کے بجائے اللہ تعالی کے نظام پر راضی رہ کر اس کے حکم کی تعمیل کا جذبہ ہونا چاہئے۔ بہت سی خواتین خصوصا سفر حج کے مواقع پر دوا وغیرہ کے ذریعہ اس فطری تقاضہ کو روکنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ اگرچہ جائز ہے: لیکن اس رجحان کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہئے، اس لئے کہ اس سے فطری نظام بگڑ جاتا ہے، اور بہت سی اندرونی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

حیض ونفاس کے مسائل عموما پیچیدہ ہوتے ہیں، اور آج کے دور میں طبائع کی کمزوری، فاسد خیالات اور گوناگوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں: اس لئے مبتلا بہ خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورت حال بتا کر حکم شرعی معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و معرفة مسائل الحيض من أعظم المهمات لما يترتب عليها مالا يحصى من الأحكام كالطهارة و الصلاة و قراءة القرآن و الصوم و الاعتكاف و الحج والبلوغ و الوطء و الطلاق و العدة و الاستبراء و غير ذلک من الأحكام و كان من أعظم الواجبات لأن عظم

منزلة العلم بالشئ بحسب منزلة ضرر الجهل به ، و ضرر الجهل بمسائل الحيض أشد من ضرر الجهل بغيرها ، فيجب الاعتناء بمعرفتها ( البحر الرائق ١ـ ١٨٩ ـ ١٩٠)

ترجمہ: اور حیض کے مسائل کو جاننا ضروری ترین باتوں میں سے ہے: اس لئے کہ اس پر طہارت، نماز، تلاوت قرآن، روزہ، اعتکاف، حج، بلوغت، وطئ، طلاق، عدت استبراء وغیرہ کے بے شمار مسائل کا مدار ہے، اور ان احکامات کا جاننا بڑے واجبات میں سے ہے، کیوں کہ جس بات سے ناواقف رہنے کا نقصان جس قدر زیادہ ہو، اسی اعتبار سے اس سے واقفیت ضروری اور اہم ہوتی ہے۔ اور حیض کے مسائل سے لاعلم رہنے کا نقصان دیگر باتوں سے ناواقف رہنے سے کہیں زیادہ ہے: اس لئے اس کے مسائل کی معرفت کی طرف بھرپور توجہ دینا ضروری ہے۔ بریں بناذیل میں اس سلسلہ کے بعض اہم اور بنیادی مسائل پیش کئے جارہے ہیں۔ (کتاب المسائل ج۱/۱۹۹-۲۰۱)

## خون کے حیض ہونے کے شرائط

حیض ہونا چند باتوں پر موقوف ہے:

### ۱- حیض آنے کی عمر:

نو برس سے پہلے حیض بالکل نہیں آتا،(٦٩) اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض

---

(٦٩)في البخاري وغيره: قالت: عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : إذا بلغت تسع سنين فهي امرأة، قال ابن تيمية: ورواه القاضي أبو يعلى بإسناده، يعني إذا حاضت(البناية ١/ ٦٣٧)

وأعجل من سمعت به من النساء حضن نساء تهامة يحضن لتسع سنين، (كتاب الأم٥/ ٢٢٩)

قالت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إذا بلغت الجارية تسع سنين فهي امرأة . وروي مرفوعا من رواية ابن عمر(الموسوعة الفقهية الكويتية١٨/ ٢٩٧)

نہیں، بلکہ استحاضہ ہے اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا، لیکن آنا ممکن ہے، اس لیے اگر پچپن برس کے بعد خون نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہے، البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔(٧٠)

## ٢- حیض کی مدت:

حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس رات ہے۔(٧١)

---

(٧٠)والجمهور أن المراد إن ارتبتم في دم البالغات مبلغ اليأس أهو دم حيض أو استحاضت فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ وإذا كانت هذه عدة المرتاب بها فغير المرتاب أولى. وسن اليأس مقدر بخمس وخمسين وبستين.والمشهور عند أكثر أصحاب الشافعي النظر إلى نساء عشيرتها من الأبوين، فإذا بلغت السن التي ينقطع فيها حيضهن فقد بلغت سن اليأس.

(غرائب القرآن ورغائب الفرقان ٦/ ٣١٥)

( واللائي يئسن ) أي من المطلقات ( من المحيض ) أي الحيض وزمانه لوصولها إلى سن يجاوز القدر الذي ترجو فيه النساء الحيض فصارت بحيث لا ترجوه ، وذلك السن خمس وخمسون سنة أو ستون سنة ، وقيل : سبعون وهن القواعد [نظم الدرر فى تناسب الآيات والسور ٨ / ٣١]

والتي يئسن من المحيض أي الحيض وقريء ييأسن مضارعا من نسائكم لكبرهن وقد قدر بعضهم سن اليأس بستين سنة وبعضهم بخمس وخمسين وقيل هو غالب سن يأس عشيرة المرأة(روح المعاني ٢٨ / ١٣٦)

(٧١)عن أبي أمامة : عن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر.

(رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه.(مرتب)

کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں، استحاضہ ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ آیا تو دس دن سے زیادہ جتنے دن آیا وہ بھی استحاضہ ہے، اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں، جیسے: جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کی مغرب میں بند ہو جائے۔

اگر تین دن تین رات سے ذرا بھی کم ہو، جیسے: جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور پیر کے دن سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

## ۳-کامل طہر کا وقفہ:

دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے(۷۲) اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں(۷۳)۔ اگر کسی وجہ سے کسی عورت کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینے تک خون نہ آئے گا پاک رہے گی۔

---

(۷۲) وروى ابن الجوزي في العلل المتناهية عن الخدري عنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر، وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوما» وضعفه بسليمان المكني أبا داود النخعي(فتح القدير ١/ ١٦٢)

وعند جمهور الفقهاء أقل الطهر خمسة عشر يوما، وهو قول أصحابنا، وبه قال الثوري والشافعي.

وقال ابن المنذر: ذكر أبو ثور أن ذلك لا يختلفون فيه فيما نعلم(عمدة القاري ٣/ ٣١٤)

قال ابن تيمية رَحِمَهُ اللَّهُ :ومن الحديث الصحيح ما تلقاه المسلمون بالقبول فعملوا به.

(مجموع الفتاوى ١٨/ ١٦)

وقال السيوطي رَحِمَهُ اللَّهُ :قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة إذا تلقاه الناس بالقبول وإن لم يكن له إسناد صحيح(تدريب الراوي ١/ ٦٧)

(۷۳)"ولا غاية لأكثره " لأنه يمتد إلى سنة وسنتين فلا يتقدر بتقدير(هداية ١/ ٣٤)

**مسئلہ:** اگر کسی کو تین دن تین رات خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر تین دن تین رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن پندرہ دن کے بعد کے حیض ہیں اور درمیان میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔(٧٤)

**مسئلہ:** اگر ایک یا دو دن خون آیا، پھر پندرہ دن پاک رہی، پھر ایک یا دو دن خون آیا تو درمیان میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے اور اس سے پہلے اور بعد میں جو ایک یا دو دن خون آیا ہے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔(٧٥) (بہشتی زیور ج١/٢٠٦-٢٠٧)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

حیض کا خون چند باتوں پر موقوف ہے:

١۔ وقت، اور وہ نو سال کی عمر سے ایاس (ناامیدی) کی عمر تک ہے نو برس سے پہلے جو خون نکلے وہ حیض نہیں ہے(٧٦)

٢۔ خون کا فرجِ خارج تک نکلنا(٧٧) اگرچہ گدی کے گر جانے سے ہو، پس جب تک کچھ گدی یا روئی

---

(٧٤)لقد تقدم الدليل عليها.

(٧٥)لقد تقدم الدليل عليها.

(٧٦)ويتوقف كونه حيضا على أمور:(منها) الوقت وهو من تسع سنين إلى الإياس. هكذا في البدائع الإياس مقدر بخمس وخمسين سنة وهو المختار(الهندية١/ ٣٦)

(٧٧) لأنه لا يحكم بالحيض إلا بعد الخروج كما لا يحكم بنقض الوضوء إلابعد خروج النجاسة خروج الدم إلى الفرج الخارج ولو بسقوط الكرسف فما دام بعض الكرسف حائلا بين الدم والفرج الخارج لا يكون حيضا. هكذا في المحيط.طاهرة رأت على الكرسف أثر الدم يحكم ☜

خون اور فرج خارج کے درمیان میں حائل ہے تو حیض نہ ہو گا، ایک عورت حیض سے پاک تھی اور اس نے گدی پر خون کا اثر دیکھا تو جس وقت سے گدی اٹھائی اور خون کا اثر نہ پایا تو اسی وقت سے خون بند ہونے کا حکم ہو گا جس وقت سے گدی رکھی تھی، پس اگر کوئی عورت سو کر اٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے ہو گا جب سے بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر حائضہ عورت سو کر اٹھنے کے بعد اپنے کو طاہر پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے طاہر سمجھی جائے گی، اور جبکہ عشا پڑھے بغیر سو گئی وہ عشا کی نماز ان دونوں صورتوں میں غسل کر کے پڑھے۔ حیض کے خون میں سیلان (بہنا) شرط نہیں(٧٨)۔

٣۔ حیض کا خون ان چھ رنگوں میں سے کسی بھی رنگ کا ہو، سیاہ، سرخ، زرد، تیرہ (سرخی مائل سیاہ یعنی گدلا)، سبز، خاکستری (مٹیالا) پس جب تک بالکل سفید نہ ہو جاوے وہ حیض ہے(٧٩) اور گدی کے اوپر کے رنگ کا اعتبار اسی وقت ہے جب اس کو اٹھائیں اور وہ تر ہو، اس وقت کا اعتبار نہیں جب وہ خشک ہو، اگر ایسا ہو کہ جب تک کپڑا تر ہے تب تک خالص سفیدی ہو اور جب وہ خشک ہو جائے تو زرد ہو جائے تو وہ سفیدی کے حکم میں ہے (جو انقطاعِ حیض کی علامت ہے) اور اگر سرخی یا زردی دیکھی اور

---

بحيضها من حين الرفع.والحائض إذا لم تجد عليه أثر الدم حكم بالانقطاع من حين الوضع. هكذا في شرح الوقاية(الهندية١/ ٣٦)

(٧٨)ولا يشترط فيه السيلان. هكذا في الخلاصة.(الهندية١/ ٣٦)

(٧٩) قال الإمام البخاري رَحِمَهُ ٱللَّهُ تعليقاً:وكن نساء يبعثن إلى عائشة بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة، فتقول: «لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء» تريد بذلك الطهر من الحيضة وبلغ بنت زيد بن ثابت: أن نساء يدعون بالمصابيح من جوف الليل ينظرن إلى الطهر، فقالت: «ما كان النساء يصنعن هذا وعابت عليهن»(صحيح البخاري ١/ ٧١)

خشک ہونے کے بعد وہ سفید ہو گئی تو جس حالت میں دیکھا تھا اس حالت کا اعتبار کیا جائے گا اور تغیر (یعنی بدل جانے) کے بعد جو حالت ہوئی اس کا اعتبار نہیں(۸۰)۔

۴: مدت حیض، حیض کی کم سے کم مدت ظاہر روایت میں تین دن اور تین راتیں ہیں خواہ انہی دنوں کی راتیں ہوں یا نہ ہوں اور تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے پس اگر کسی عورت نے دن کے اول حصہ میں خون دیکھا تو ہر دن اور اس کے بعد والی رات کو ملا کر تین دن پورے کرے اس ساعت تک جس سے شروع ہوا تھا یعنی شروع ہونے کے وقت سے بہتر گھنٹے پورے ہو جائیں، اور اکثر مدت دس دن اور دس راتیں ہیں خواہ انھیں دنوں کی ہوں یا نہ ہوں(۸۱)۔

---

(٨٠) أن يكون على لون من الألوان الستة: السواد والحمرة والصفرة والكدرة والخضرة والتربية هكذا في النهاية وإنما يعتبر اللون على الكرسف حين يرفع وهو طري لا حين يجف. هكذا في المحيط.فلو رأت بياضا خالصا على الخرقة ما دام رطبا فإذا يبس اصفر فحكمه حكم البياض.وكذا لو رأت حمرة أو صفرة فإذا يبست ابيضت تعتبر حالة الرؤية لا حالة التغير. هكذا في التجنيس(الهندية١/ ٣٦)

(٨١)و(أقله ثلاثة بلياليها) الثلاث، فالإضافة لبيان العدد المقدر بالساعات الفلكية لا للاختصاص، فلا يلزم كونها ليالي تلك الأيام وكذا قوله (وأكثره عشرة) بعشر ليال، كذا رواه الدارقطني وغيره.(الدرالمختار١/ ٢٨٣)

(قوله فالإضافة إلخ) أي إن إضافة الليالي إلى ضمير الأيام الثلاث لبيان أن المراد مجرد كونها ثلاثا لا كونها ليالي تلك الأيام، فلو رأته في أول النهار يكمل كل يوم بالليلةالمستقبلة.

(الدرالمختار١/ ٢٨٤)

۵۔رحم حمل سے خالی ہو(۸۲)

٦۔طہر کی کامل مدت اس سے پہلے ہو چکی ہو(۸۳)

طہر(دو حیض کے درمیان پاک رہنے)کی کم سے کم مدت پندرہ روز اور ان کی راتیں ہیں(۸٤) اور اکثر

---

(۸۲)وفي الاستذكار (١/ ٣٢٧):وقال سفيان الثوري وأبو حنيفة وأصحابه والأوزاعي وعبد اللّٰه بن الحسن العنبري والحسن بن صالح بن يحيى ليس ما تراه الحامل على حملها من الدم والصفرة والكدرة حيضا وإنما هو استحاضة لا يمنعها من الصلاة وبه قال داود بن على وهو قول مكحول الدمشقي والحسن البصري ورواية عن بن شهاب الزهري ومحمد بن المنكدر وجابر بن زيد وعكرمة وعطاء بن أبي رباح والشعبي وإبراهيم النخعي وحماد وبه قال أحمد بن حنبل وأبو عبيد وأبو ثورذكر دحيم قال حدثنا الوليد بن مسلم عن سعيد بن عبد العزيز أنه سمع الزهري يقول الحامل لا تحيض فلتغتسل ولتصل (قال ولا يكون حيض على حمل)وحدثنا الوليد قال حدثنا أبو عمرو الأوزاعي عن الزهري مثل ذلك اهـ.

وفي شرح الموطأ لعبد الكريم الخضير :وذهب أبو حنيفة وأحمد والثوري أنها لا تحيض، ومن أقوى ما يستدل به هؤلاء أن الاستبراء يعتبر بالحيض، يعني الاستدلال على براءة الرحم يكون بإيش؟ بالحيض، الاستبراء بالحيض، الاستدلال على براءة الرحم إنما يكون بالحيض، نعم؟اهـ.

(۸۳) تقدم نصاب الطهر وفراغ الرحم عن الحبل. هكذا في السراج الوهاج.(الهندية١/ ٣٦)

(وأقل الطهر) بين الحيضتين أو النفاس والحيض (خمسة عشر يوما) ولياليها إجماعا (ولا حد لأكثره)إن استغرق العمر(الدرالمختار١/ ٢٨٥)

(۸٤)وفي كتاب الأم للشافعي رَحِمَهُ ٱللَّهُ:(قال الربيع) قال الشافعي وهو الذي نقول به قال الربيع وهو آخر قوليه يعني الشافعي إن أقل الحيض يوم وليلة وأكثره خمسة عشر وأقل الطهر خمسة ☜

کی کچھ انتہا نہیں جتنے مہینے تک خون نہ آئے پاک ہے اگرچہ تمام عمر نہ آئے

## تمام عمر خون نہ آنے کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ عورت عمر کے لحاظ سے بالغہ ہو جائے اور تمام عمر اس کو خون نہ آئے تو وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھتی ہے اس کو ہمیشہ شوہر سے قربت کی اجازت ہے اور اس کی عدت مہینوں سے پوری ہو گی،(۸۵)

---

عشر( الأم للشافعي ١/ ٨٥)

وفي المهذب في فقه الإمام الشافعي للشيرازي: وأقل طهر فاصل بين الدمين خمسة عشر يوماً لا أعرف فيه خلافاً (المهذب في فقه الإمام الشافعي ١/ ٧٨)

وفي الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي: أقل الطهر:قال الجمهور غير الحنابلة: إن أقل الطهر الفاصل بين الحيضتين: خمسة عشر يوماً (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ١/ ٦١٧)

(٨٥) (قوله وإن استغرق العمر) صادق بثلاث صور: الأولى أن تبلغ بالسن وتبقى بلا دم طول عمرها، فتصوم وتصلي ويأتيها زوجها وغير ذلك أبدا، وتنقضي عدتها بالأشهر. الثانية أن ترى الدم عند البلوغ، أو بعده أقل من ثلاثة أيام ثم يستمر انقطاعه، وحكمها كالأولى. الثالثة أن ترى ما يصلح حيضا ثم يستمر انقطاعه، وحكمها كالأولى، إلا أنها لا تنقضي لها عدة إلا بالحيض إن طرأ الحيض عليها قبل سن الإياس، وإن لم يطرأ فبالأشهر من ابتداء سن الإياس كما في العدة.(الدرالمختار١/ ٢٨٦)

في تفسير البغوي إحياء التراث (١/ ٣٠٠):إن كانت المرأة لم تحض قط أو بلغت في الكبر سن الآيسات فعدتها ثلاثة أشهر لقول اللّٰه تعالى: قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ وَٱلَّٰٓـِٔي لَمۡ يَحِضۡنَۚ ﴾ الطلاق: ٤ ، وإن كانت ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقرؤ لقوله تعالى: قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖۚ ﴾ البقرة: ٢٢٨ ،اھ

۲۔ بلوغ کے نزدیک یا اس کے بعد تین دن سے کم خون دیکھے پھر ہمیشہ کو منقطع ہو جائے، اس کا حکم بھی پہلی صورت کا سا ہے،(۸٦)

۳۔ ایسا خون دیکھے جو حیض ہو سکتا ہے یعنی تین دن سے زیادہ، پھر دائمی بند ہو جائے، اس کا حکم بھی پہلی صورت کی مانند ہے، مگر یہ کہ اس کی عدت حیض سے پوری ہو گی (۸۷) جبکہ سن ایاس سے پہلے حیض جاری ہو(۸۸) اور اگر جاری نہ ہو تو اس کی عدت ابتدائے سن ایاس والے مہینوں سے پوری

---

(٨٦)لأنها في حكم من لم يحضن لأن الحيض أقله ثلاث.(مرتب جامع الفتاوى)

(٨٧) في تفسير البغوي إحياء التراث (١/ ٣٠٠):

إن كانت المرأة لم تحض قط أو بلغت في الكبر سن الآيسات فعدتها ثلاثة أشهر لقول ﷻ تعالى: وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ وَٱلَّٰٓـِٔي لَمۡ يَحِضۡنَۚ [الطلاق: ٤]

وإن كانت ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقرؤ لقوله تعالى: وَٱلۡمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصۡنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٖۚ [البقرة: ٢٢٨]

(٨٨)وفي أحكام القرآن للجصاص (٩/ ١١٠):

واختلف السلف ومن بعدهم من فقهاء الأمصار في التي يرتفع حيضها ، فروى ابن المسيب عن عمر قال : أيما امرأة طلقت فحاضت حيضة أو حيضتين ثم رفعت حيضتها فإنه ينتظر بها تسعة أشهر فإن استبان بها حمل فذاك وإلا اعتدت بعد التسعة الأشهر بثلاثة أشهر ثم حلت .

وعن ابن عباس رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُمَا في التي ارتفع حيضها سنة قال : تلك الريبة وروى معمر عن قتادة عن عكرمة في التي تحيض في كل سنة مرة قال هذه ريبة عدتها ثلاثة أشهر وروى سفيان عن عمرو وعن طاوس مثله وروي عن على وعثمان وزيد بن ثابت أن عدتها ثلاث حيض وروى مالك عن يحيى بن سعيد عن محمد بن يحيى بن حبان أنه قال : وكان عند جده حبان امرأتان هاشمية ☜

وأنصارية فطلق الأنصارية وهي ترضع فمرت به سنة ثم هلك ولم تحض ، فقالت : أنا أرثه ولم أحض ، فاختصما إلى عثمان فقضى لها بالميراث فلامت الهاشمية عثمان ، فقال هذا عمل ابن عمك هو أشار علينا بذلك ، يعني على بن أبي طالب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

وروى ابن وهب قال : أخبرني يونس عن ابن شهاب بهذه القصة قال : وبقيت تسعة أشهر لا تحيض ، وذكر القصة فشاور عثمان عليا وزيدا فقالا : ترثه لأنها ليست من القواعد اللائي قد يئسن من المحيض ولا من الأبكار اللائي لم يحضن ، وهي عنده على حيضتها ما كانت من قليل أو كثير وهذا يدل على قولهما : إن قوله تعالى : { إن ارتبتم } ليس على ارتياب المرأة ولكنه على ارتياب الشاكين في حكم عددهن ، وأنها لا تكون آيسة حتى تكون من القواعد اللاتي لا يرجى حيضهن وروي عن ابن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مثل ذلك .

واختلف فقهاء الأمصار في ذلك أيضا ، فقال أصحابنا في التي يرتفع حيضها لا لإياس منه في المستأنف : " إن عدتها الحيض حتى تدخل في السن التي لا تحيض أهلها من النساء فتستأنف عدة الآيسة ثلاثة أشهر " وهو قول الثوري والليث والشافعي وقال مالك: "تنتظر تسعة أشهر فإن لم تحض فيهن اعتدت ثلاثة أشهر، فإن حاضت قبل أن تستكمل ثلاثة أشهر استقبلت الحيض، فإن مضت بها تسعة أشهر قبل أن تحيض اعتدت ثلاثة أشهر" وقال ابن القاسم عن مالك: "إذا حاضت المطلقة ثم ارتابت فإنما تعتد بالتسعة الأشهر من يوم رفعت حيضتها لا من يوم طلقت"، قال مالك في قوله تعالى: إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ "معناه إن لم تدروا ما تصنعون في أمرها" وقال الأوزاعي في رجل طلق امرأته وهي شابة فارتفعت حيضتها فلم تر شيئا ثلاثة أشهر: "فإنها تعتد سنة" ﴿ وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمۡ إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٖ وَٱلَّٰٓـِٔي لَمۡ يَحِضۡنَۚ ﴾ الطلاق: ٤ في أمرها وقال الأوزاعي في رجل طلق امرأته وهي شابة فارتفعت حيضتها فلم تر ☜

شيئا ثلاثة أشهر فإنها تعتد سنة قال أبو بكر أوجب اللّٰه بهذه الآية عدة الآيسة ثلاثة أشهر واقتضى ظاهر اللفظ أن تكون هذه العدة لمن قد ثبت إياسها من الحيض من غير ارتياب كما كان قوله واللائي لم يحضن لمن ثبت أنها لم تحض وكقوله وأولات الأحمال أجلهن لمن قد ثبت حملها فكذلك قوله واللائي يئسن لمن قد ثبت إياسها وتيقن ذلك منها دون من يشك في إياسها ثم لا يخلو قوله إن ارتبتم من أحد وجوه ثلاثة إما أن يكون المراد الارتياب في أنها آيسة وليست بآيسة أو الارتياب في أنها حامل أو غير حامل أو ارتياب المخاطبين في عدة الآيسة والصغيرة وغير جائز أن يكون المراد الارتياب في أنها آيسة أو غير آيسة لأنه تعالى قد أثبت من جعل الشهور عدتها أنها آيسة والمشكوك فيها لا تكون آيسة لاستحالة مجامعة اليأس الرجاء إذ هما ضدان لا يجوز اجتماعهما حتى تكون آيسة من المحيض مرجوا ذلك منها فبطل أن يكون المعنى الارتياب في اليأس ومن جهة أخرى اتفاق الجميع على أن المسنة التي قد تيقن إياسها من الحيض مرادة بالآية والارتياب المذكور راجع إلى جميع المخاطبين وهو في التي قد تيقن إياسها ارتياب المخاطبين في العدة فوجب أن يكون في المشكوك في إياسها مثله لعموم اللفظ في الجميع وأيضا فإذا كانت عادتها وهي شابة أنها تحيض في كل سنة مرة فهذه غير مرتاب في إياسها بل قد تيقن أنها من ذوات الحيض فكيف يجوز أن تكون عدتها سنة مع العلم بأنها غير آيسة وأنها من ذوات الحيض وتراخي ما بين الحيضتين من المدة لا يخرجها من أن تكون من ذوات الحيض فالموجب عليها عدة الشهور مخالف للكتاب لأن اللّٰه تعالى جعل عدة ذوات الأقراء الحيض بقوله تعالى ﴿وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ﴾ [البقرة: ٢٢٨] ولم يفرق بين من طالت مدة حيضتها أو قصرت ولا يجوز أيضا أن يكون المراد الارتياب في الإياس من الحمل لأن اليأس من الحيض هو الإياس من الحبل وقد دللنا على بطلان قول من رد الارتياب إلى الحيض فلم يبق إلا ☜

ہو گی، از شامی۔

لیکن اگر عادت مقرر کرنے کی ضرورت ہو، مثلاً کوئی عورت ایسی حالت میں بالغ ہوئی کہ اس کو ہمیشہ خون آتا ہے تو ہر مہینے کے دس دن حیض سمجھے جائیں گے(۸۹) اور باقی بیس دن استحاضہ ہے، اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا، کسی عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کتنے دن خون آیا تھا تو اس قسم کے مسئلے بہت دقیق ہیں جن کو سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی بہت کم پڑتا ہے اس لئے اس کے مسئلے یہاں درج نہیں کئے گئے جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی جید عالم سے پوچھ لینا چاہئے غیر مستند مولوی سے ہر گز نہ پوچھیں۔ (عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۳-۲۴۴)

ملاحظہ: اس مسئلہ کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

## حیض کی ابتدا

**مسئلہ:** جب خون گول سوراخ سے باہر کی طرف کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہو جاتا

---

الوجه الثالث وهو ارتياب المخاطبين على ما روي عن أبي بن كعب حين سأل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حين شك في عدة الآيسة والصغيرة وأيضا لو كان المراد الارتياب في الإياس لكان توجيه الخطاب إليهن أولى من توجيهه إلى الرجال لأن الحيض إنما يتوصل إلى معرفته من جهتها ولذلك كانت مصدقة فيه فكان يقول إن ارتبتن أو ارتبن اهـ

(۸۹)لأن أكثر مدة الحيض عشر فنأخذ بالأحوط فيكون حيضها عشر والباقي استحاضة ولأنها غير معتادة(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنه وعفاه)

ہے،(٩٠) اس کھال سے باہر نکلے یا نہ نکلے۔

**مسئلہ:** اگر کوئی نیچے کے گول سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک خون سوراخ کے اندر رہے اور باہر والی روئی پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگائیں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجائے یا روئی وغیرہ باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہو گا۔

**مسئلہ:** پاک عورت نے رات کو فرج میں گدی رکھ لی، جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا وقت شروع سمجھا جائے گا۔

(بہشتی زیور ج١/٢٠٧)

## عورت آئسہ کب ہوتی ہے؟

**سوال:** ایک حیض والی عورت کا حیض بند ہو گیا، اب کتنی مدت حیض بند رہنے سے بیماری میں آئسہ کا حکم کیا جائے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حنفیہ کے نزدیک پچپن سال کی عورت آئسہ ہوتی ہے اتنی مدت کے اندر حیض آنے کی امید رہتی ہے[١]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم(٩١)

---

(٩٠) لأنه لا يحكم بالحيض إلا بعد الخروج كما لا يحكم بنقض الوضوء إلابعد خروج النجاسة

(٩١) والجمهور أن المراد إِنِ ٱرۡتَبۡتُمۡ في دم البالغات مبلغ اليأس أ هو دم حيض أو استحاضت فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشۡهُرٍ وإذا كانت هذه عدة المرتاب بها فغير المرتاب أولى. وسن اليأس مقدر

☜

[١]إن الحيض موقت إلى سن الإياس وأكثر المشائخ قدروه بستين سنة ومشائخ بخارا وخوارزم بخمس وخمسين سنة فمارأت بعدها لايكون حيضاً في ظاهر المذهب، شرح وقايه ص:١٠٨، ج:١، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، باب الحيض، الدرالمختار نعمانيه ص:٦٠٦ج:٢وشامی زكريا ص١٩٦ ج٥، باب العدة، مطلب في عدة الموت- تاتار خانيه ص٣٢٧ ج١نوع فی الحيض، مطبوعه كراچی (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٢)

**وضاحت:** لیکن آنا ممکن ہے، اس لیے اگر پچپن برس کے بعد خون نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں، بلکہ استحاضہ ہے، البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔

---

بخمس وخمسين وبستين. والمشهور عند أكثر أصحاب الشافعي النظر إلى نساء عشيرتها من الأبوين، فإذا بلغت السن التي ينقطع فيها حيضهن فقد بلغت سن اليأس.

(تفسير النيسابوري ٦/ ٣١٥)

( واللائي يئسن ) (أي من المطلقات من المحيض ) أي الحيض وزمانه لوصولها إلى سن يجاوز القدر الذي ترجو فيه النساء الحيض فصارت بحيث لا ترجوه ، وذلك السن خمس وخمسون سنة أو ستون سنة ، وقيل : سبعون وهن القواعد [نظم الدرر فی تناسب الآيات والسور ٨ / ٣١]

**وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسۡنَ مِنَ ٱلۡمَحِيضِ** الطلاق: ٤ أي الحيض وقريء ييأسن مضارعا من نسائكم لكبرهن وقد قدر بعضهم سن اليأس بستين سنة وبعضهم بخمس وخمسين وقيل : هو غالب سن يأس عشيرة المرأة (روح المعاني ٢٨ / ١٣٦)

# حیض کے مسائل

## حیض کی اقل مدت

**سوال:** حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے، اس سے کم حیض نہیں آتا ہے، لیکن اگر کسی عورت کو مہینہ میں صرف ایک دن اور نصف ڈیڑھ یا دو دن آتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟ وہ حیض شمار ہو گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وہ حیض نہیں استحاضہ ہے، ایسی عورت ممتدۃ الطہر ہے.

أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها وما نقص من ذلک فهو استحاضة (٩٢)(**ہدایہ**)[١]

---

(٩٢)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه (مرتب جامع الفتاوى)

وعن عبد اللَّهِ بن عمرو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " «الحائض تنظر ما بينها وبين عشر، فإن رأت الطهر فهي طاهر، وإن جاوزت العشر فهي مستحاضة ; تغتسل وتصلي، فإن غلبها الدم احتشت واستثفرت وتوضأت لكل صلاة، وتنتظر النفساء ما بينها وبين الأربعين، فإن رأت الطهر قبل فهي طاهر، وإن جاوزت الأربعين فهي بمنزلة المستحاضة ; تغتسل وتصلي، فإن غلبها الدم احتشت واستثفرت وتوضأت لكل صلاة» ".رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عمر بن الحصين، وهو ضعيف.وعن أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: لتنتظر الحائض خمسا سبعا ثمانيا تسعا عشرا، فإذا مضت العشر فهي مستحاضة.رواه أبو يعلى، وفيه الجلد بن أيوب، وهو ضعيف. (مجمع الزوائد ومنبع الفوائدرقم ١٥٣٥ج ١/ ٢٨٠)

قال في اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: الدارقطني: عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: " أدنى الحيض ☜

ثلاثة وأقصاه عشرة ". وعنه قال: " الحيض ثلاث وأربع وخمس وست وسبع وثمان وتسع وعشر ".وقال وكيع: / الحيض ثلاث إلى عشر فما زاد فهو استحاضة "، وهذا لا يعرف بالرأي فدل على أنه توقيف.فإن قيل: إن أحمد بن حنبل أنكر هذا الحديث.قيل له: سفيان الثوري لم ينكره وعمل به، فإن الدارقطني روى (عن عبد العزيز بن أبي عثمان الرازي) عن سفيان قال: " أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر ". وصح من طريق الدراوردي، عن (عبيد اللّٰه بن عمر) ، عن ثابت، عن أنس. (اللباب في الجمع بين السنة والكتاب ١/ ١٤٢)

قال صاحب البناية:(لقوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة أيام ولياليها) ش: هذا الحديث روي عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وعن بعض من الصحابة رضي اللّٰه عنهم

**الأول**: حديث أبي أمامة رواه الطبراني في " معجمه ". والدارقطني في " سننه " من حديث حسان بن إبراهيم، عن عبد الملك، عن العلاء بن كثير، عن مكحول، عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحيض للجارية البكر والثيب ثلاثة، وأكثر ما يكون عشرة أيام، فإذا زاد فهي مستحاضة» .

**الثاني**: حديث واثلة بن الأسقع رواه الدارقطني في " سننه " من حديث حماد بن المنهال البصري، عن محمد بن راشد، عن مكحول، عن واثلة بن الأسقع قال: قال رسول اللّٰه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أقل الحيض ثلاثة أيام وأكثره عشرة أيام» .

**الثالث**: حديث معاذ بن جبل رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أخرجه ابن عدي في " الكامل " عن محمد بن سعيد الشامي، حدثني عبد الرحمن بن غنم، سمعت معاذ بن جبل يقول: إنه سمع رسول اللّٰه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «لا حيض دون ثلاثة أيام، ولا حيض فوق عشرة أيام، فما زاد على ذلك فهي مستحاضة تتوضأ لكل صلاة إلا أيام أقرائها، ولا نفاس دون أسبوعين، ولا نفاس فوق أربعين يوماً، فإن رأت النفساء الطهر دون الأربعين صامت وصلت، ولا يأتيها زوجها إلا بعد ☜

أربعين»

**الرابع**: حديث أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رواه ابن الجوزي في " العلل المتناهية " من حديث أبي داود النخعي، حدثني أبو طوالة، عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر، وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوماً» .

**الخامس**: حديث أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أخرجه ابن عدي في " الكامل " عن الحسن بن دينار، عن معاوية بن قرة، عن أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحيض ثلاثة أيام وأربعة وخمسة وستة وسبعة وثمانية وتسعة وعشرة، فإذا جاوز العشر فهي مستحاضة»

**السادس**: حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا ذكره ابن الجوزي في " التحقيق " قال: وروى حسين بن علوان، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: «أكثر الحيض عشر وأقله ثلاث» .

فإن قلت: هذه الأحاديث كلها ضعيفة فلا يصح الاحتجاج بها، ففي حديث أبي أمامة: عبد الملك مجهول، والعلاء بن كثير ضعيف الحديث، ومكحول لم يسمع من أبي أمامة، قاله الدارقطني.

قلت وقد ذكر النووي في " شرح المهذب " أن الحديث إذا روي من طرق ومفرداتها ضعيفة يحتج به. وقال الدارقطني: مكحول لم يسمع أبا أمامة، غير مسلم لأنه أدرك أبا أمامة وسمع في عصره، وإذا روى عنه فالظاهر السماع فإن الشرط عند مسلم إمكان اللقي، ولو ثبت إرساله فالمرسل حجة عندنا.

فإن قلت: قال أحمد: أخبرتني امرأة ثقة أنها تحيض سبعة عشر. وقال ابن المنذر: بلغني عن نساء الماجشون أنهن يحضن سبعة عشرة يوماً، وكذا حكى عنهن أحمد، وروى إسحاق بن راهويه أن امرأة من نساء الماجشون كانت تحيض عشرين، وعن ميمون بن مهران أن زوجته بنت

☜

سعيد بن جبير رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كانت تحيض شهرين من السنة. وقال يزيد بن هارون: عندي امرأة تحيض يومين، وعن عبد الرحمن بن مهدي: كانت امرأة يقال لها: أم العلاء، تقول: حيضتي من أيام الدهر يومان. قال النووي: روينا ذلك بإسناد صحيح.

قلت: [ذكر] مالك ما حكي عن نساء الماجشون، وقال إسحاق: كنت أرى ما زاد على خمسة عشر صحيحاً، وما ذكر عن إسحاق ويزيد بن هارون أنكره أبو بكر بن إسحاق الفقيه، على أنا نقول: قد شهد لمذهبنا عدة أحاديث من عدة عن الصحابة من طرق مختلفة كثيرة [يشد] بعضها بعضاً، وإن كان كل واحد ضعيفاً، لكن يحدث عند الاجتماع ما لا يحدث عند الانفراد، على أن بعض طرقها صحيحة، وذلك يكفي للاحتجاج خصوصاً في المقدرات، والعمل به أولى من العمل بالبلاغات، والحكايات المروية عن نساء مجهولة، ولا يجوز ترك الحجة بغير الحجة، ولأنا لو فتحنا باب اتساع وجود الدم في كل ما يحدث يظهر الخطأ والاضطراب، ونحن مع هذا لا نكتفي بما ذكرنا، بل نقوي ما ذهبنا إليه بالآثار المنقولة عن الصحابة رضي الله عنهم في هذا الباب. فمن ذلك ما روي عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رواه البيهقي من حديث الجلد بن أيوب، عن معاوية بن قرة، عن أنس بن مالك أنه قال: قرء المرأة، أو قال: حيض المرأة ثلاث أو أربع حتى ينتهي إلى عشرة، فتزاد في رواية، ثم تغتسل وتصوم وتصلي، وزاد غيره: فإذا جاوزت العشرة فهي مستحاضة.

قال في " الإمام ": هذا مشهور برواية جعد عن أنس مرفوعاً، رواه جماعة من الأكابر منهم: سفيان الثوري، وبه أخرجه الدارقطني من رواية وكيع، وأبي أحمد الزبيري عن الثوري، ففي رواية أبي أحمد: أدنى الحيض ثلاثة وأقضاه عشرة.

وقال وكيع: الحيض ثلاثة إلى عشرة، فما زاد فهو استحاضة. ومنهم حماد بن زيد، ولفظه عن أنس: الحيض ثلاث وأربع وخمس وست وسبع وثمان وتسع وعشر. ومنهم إسماعيل بن إبراهيم يكنى أبا بشر، مولى أنس بن خزيمة، بصري ثقة، ينسب إلى أمه علية، ذكر ذلك في " العلم ☜

المشهور ".

ومنهم: هشام بن حسان وسعيد، أخرجه الدارقطني، ولفظه: الحائض تنتظر ثلاثة أيام إلى عشرة أيام، فإذا جاوزت فهي مستحاضة تغتسل وتصلي، فإن البيهقي ذكر تضعيفه عن جماعة. وقال ابن عدي: لم ير للجعد حديثاً منكراً جداً، وقد جاء لحديثه متابعات من سواهن،

منها ما أخرجه الدارقطني من حديث الربيع بن صبيح بفتح الصاد وكسر الباء الموحدة عمن سمع أنساً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يقول: لا يكون الحيض أكثر من عشر، والربيع هذا وثقه يحيى بن معين، وقال أحمد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : لا بأس به رجل صالح. وقال شعبة: هو من سادات المسلمين.

فإن قلت: قولهم: " عمن سمع أنساً ": مجهول.

قلت: هو معاوية بن قرة، صرح بذلك عبد الرزاق في " مصنفه "، وله طريقان آخران عن أنس أحدهما: أخرجه الدارقطني، والآخر أخرجه البيهقي

وروي أيضاً عن ابن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أخرجه الدارقطني

وروي أيضاً عن عثمان بن أبي العاص أخرجه الدارقطني أنه قال: الحائض إذا جاوزت عشرة أيام فهي بمنزلة الاستحاضة تغتسل وتصلي.قال البيهقي: هذا الأثر لا بأس بإسناده.

وحديث آخر رواه العقيلي عن معاذ بن جبل: لا حيض أقل من ثلاثة ولا فوق عشرة، وهو من حديث محمد بن الحسن الصدفي

وفي " الإمام ": عن جعفر بن محمد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن أبيه عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحيض ثلاث، وأكثره عشر، وأقل ما بين الحيضين خمسة عشر يوماً» وذكر أبو بكر الخطيب بسنده إلى يعقوب بن سفيان، عن يحيى بن سعيد، عن سعيد بن المسيب عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال القدوري: وقد روي مثل قولنا عن عمر، وعلي، وابن عباس، وأنس، وابن مسعود، وعثمان بن أبي العاص الثقفي رضي الله عنهم ، ولا يعرف لقولهم مخالف، فوجب تقليدهم، أو ☜

نقول: إن ما لا يدل عليه القياس يحمل فيه قول الصحابي على أنه قاله سماعاً، فكأنه رواه عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولنا وجه آخر من هذا الباب احتج به الطحاوي، الثلاث والعشر، وهو «حديث أم سلمة أنها سألت عن المرأة تهرق الدم، فقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " تنظر عدد الأيام والليالي التي كانت تحيض من الشهر، فلتترك قدر ذلك من الشهر، ثم تغتسل وتصلي» فأجابها بذكر عدد الليالي والأيام من غير مسألة لها عن مقدار حيضها قبل ذلك، وأكثر ما يتناوله الأيام عشرة وأقله ثلاثة.

قلت: روى هذا الحديث أحمد، وأبو داود، والنسائي، وابن ماجه، وغيرهم من حديث سليمان بن يسار عنها. قال النووي: إسناده على شرطهما. وقال البيهقي: هو حديث مشهور، إلا أن سليمان لم يسمعه منها، وفي رواية لأبي داود عن سليمان أن رجلاً أخبره عن أم سلمة، والدارقطني عن سليمان: أن فاطمة بنت أبي حبيش استحيضت فأمرت أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وقال المنذري: لم يسمعه سليمان، وقد رواه موسى بن عقبة عن نافع، عن سليمان بن يسار عنها، وساقه الدارقطني من حديث جويرية عن نافع عن سليمان، أنه حدثه رجل عنهما.قوله: تهراق على صيغة المجهول في الرواية والدم منصوب، وفي رواية: الدماء، أي تهراق هي الدماء فينصب الدماء على التمييز، وإن كان معرفة وله نظام، ويجوز رفع الدماء على تقدير تهراق دماءها وتكون الألف واللام بدلان عن الإضافة. وقوله: " لتنظر عدد الليالي والأيام "، أي تحتسب عدد الليالي والأيام التي تحيض فيها قبل أن يصيبها الذي أصابها وهو الاستحاضة فلتترك الصلاة قدر ذلك أي قدر ما كنت تراه قبل ذلك، مثلاً إن كانت عادتها من كل شهر عشرة أيام، إما من أولها وإما من أوسطها وإما من آخرها تترك الصلاة عشرة أيام من هذا الشهر فغير ذلك.فإن قلت: من أين كانت تحفظ هذه المرأة عدد أيامها التي كانت تحيضها أيام الصحة.

قلت: ولم تكن تحفظ ذلك لم يكن لقوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لتنظر عدد الليالي والأيام التي كانت ☜

تحيضهن من الشهر» ، قبل أن يصيبها الذي أصابها معنى لا يجوز، يردها إلى رأيها ونظرها في أمر هي غير عارفة بكنهه.فإن قلت: كيف الأمر فيمن لم تحفظ عدد أيامها.

قلت: هذه مسألة مشهور ة في الفروع، وهي أنه يجب من كل شهر عشرة أيام حيضها، ويكون الباقي استحاضة.

واحتج الأترازي لأصحابنا بما احتج به أبو بكر الرازي في " شرح مختصر الطحاوي " على تقدير أقل الحيض وأكثره، فقال: والأصل فيه ما روي عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال لفاطمة بنت أبي حبيش «دعي الصلاة أيام محيضك» وفي بعض الألفاظ: أيام أقرائك من كل شهر، وقال: المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، وأقل ما يتناوله اسم الأيام ثلاثة أيام.اه (البناية ١/ ٦٢٤)

**قال المباركفوري:**

(وقال بعض أهل العلم منهم عطاء بن أبي رباح أقل الحيض يوم وليلة وأكثره خمسة عشروهو قول الأوزاعي ومالك والشافعي وأحمد وأبي عبيدة) واستدل على هذا بما روي أنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال تمكث إحداكن شطر دهرها لا تصلي قال الحافظ في التلخيص لا أصل له بهذا اللفظ قال الحافظ أبو عبد اللَّهُ بن منده فيما حكاه ابن دقيق العيد في الإمام عنه ذكر بعضهم هذا الحديث لا يثبت بوجه من الوجوه.

وقال البيهقي في المعرفة هذا الحديث يذكره بعض فقهائنا وقد طلبته كثيرا فلم أجده في شيء من كتب الحديث ولم أجد له إسنادا وقال ابن الجوزي في التحقيق هذا لفظ يذكره أصحابنا ولا أعرفه وقال الشيخ أبو إسحاق في المهذب لم أجده بهذا اللفظ إلا في كتب الفقهاء وقال النووي في شرحه باطل لا يعرف انتهى ما في التلخيص بقدر الحاجة.

قلت لم أجد حديثا لا صحيحا ولا ضعيفا يدل على أن أقل الحيض يوم وليلة وأكثره خمسة عشر يوما إلا هذا الحديث وقد عرفت أنه لا أصل له بل هو باطل وأما ما ذهب إليه سفيان الثوري ☜

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]هدايه ص٦٢ج١، مطبوعه ياسرنديم ديوبند، باب الحيض و الاستحاضة الشامی نعمانيه ص١٨٩ ج١، وشامی زكريا ص٤٧٦ج١ باب الحيض البحرالرائق ص١٩١ ج١ باب الحيض،

مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ۔ (فتاوی محمودیہ ج٨/٢١٢) (اور دیکھیے فتاوی رحیمیہ ج٤/٤٦)

## اگر دس دن سے زیادہ خون آئے

**سوال:** کسی عورت کے حیض کی مدت پانچ، یا سات یا نو دنوں کی ہوتی ہے، اگر ان دنوں کے بعد بھی حیض جاری رہا تو کیا اس صورت میں فرض یا نفل روزہ رکھ سکتے ہیں؟ ایک خاتون کی عمر ٤٥/ سال ہے

---

وأهل الكوفة فإنه يدل عليه عدة أحاديث لكنها كلها ضعيفة كما عرفت.

(تحفة الأحوذي ١/ ٣٤٢)

أقول الأخذ بالحديث الضعيف أولى لاسيما ولقد تعدد طرقه لأن الحديث الضعيف إذا تعدد طرقه يرتقي إلى درجة الحسن والعمل به أولى من العمل بالبلاغات، والحكايات المروية عن نساء مجهولة، ولا يجوز ترك الحجة بغير الحجة.

قال الإمام الترمذي رَحِمَهُ ٱللَّهُ :واختلف أهل العلم في أقل الحيض وأكثره:فقال بعض أهل العلم: أقل الحيض ثلاثة، وأكثره عشرة.وهو قول سفيان الثوري، وأهل الكوفة، وبه يأخذ ابن المبارك، وروي عنه خلاف هذا.وقال بعض أهل العلم منهم عطاء بن أبي رباح: أقل الحيض يوم وليلة، وأكثره خمسة عشر.وهو قول مالك، والأوزاعي، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، وأبي عبيد.

(سنن الترمذي ١/ ١٩١)

لیکن ماہواری چودہ، پندرہ دن تک چلی جاتی ہے، کیا وہ رمضان کا روزہ رکھ سکتی ہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر کسی عورت کی عادت متعین ہو اس سے زیادہ حیض کا سلسلہ جاری رہے، یہاں تک کہ دس دنوں سے بھی زیادہ کی مدت ہو جائے تو ایام عادت کا خون حیض سمجھا جائے گا، اور اس کے بعد کا استحاضہ، اور اگر کوئی عادت متعین نہ ہو، کبھی سات، کبھی آٹھ، کبھی نو دن خون آتا ہو، اور اسے دس دن سے زیادہ خون آیا تو دس دن حیض سمجھا جائے گا اور باقی استحاضہ۔[١] استحاضہ کا خون در اصل بیماری کا خون ہے، اسی حالت میں نماز بھی پڑھ سکتی ہے، اور روزہ بھی رکھ سکتی ہے، (یعنی فرض نمازیں پڑھنا اور فرض روزے رکھنا ضروری ہے)، اور اس کا شوہر اس سے ہم آغوش بھی ہو سکتا ہے ودم الاستحاضة كالرعاف الدائم لايمنع الصلاة ولا الصوم ولا الوطء"[٢] ۴۵ سال کی عورت کو بھی ماہواری جاری رہ سکتی ہے، اس لئے ان خاتون کو چاہئے کہ دس دنوں تک تو روزہ سے رکی رہیں، اس کے بعد روزہ رکھ لیں، کیونکہ یہ زائد ایام استحاضہ کے ہیں۔(٩٣)

[١] دیکھئے: بدائع الصنائع: ١/١٥٨۔

[٢] الفتاوى الهندية: ١/٣٩۔ (کتاب الفتاوی ج ٢/١٠٨-١٠٩)

## معمول سے کم یا زیادہ ماہواری

**سوال:** عورت کو ماہواری کی مدت سے زیادہ خون آجائے تو کیا اس حالت میں وہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ اور نماز پڑھ سکتی ہے؟ اسی طرح اگر عادت سے کم دنوں میں خون بند ہو جائے تو اس کے لئے کیا حکم ہو گا؟

---

(٩٣) عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم ٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه (مرتب جامع الفتاوی)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر مقررہ عادت سے زیادہ ایام تک خون آئے، لیکن دس دنوں کے اندر ہی خون کا سلسلہ بند ہو جائے، تو جب تک خون آتا رہا ہے وہ پوری مدت حیض کی سمجھی جائے گی، ہاں اگر دس دنوں کے بعد بھی خون آتا رہا، تو مقررہ عادت تک حیض کا حکم ہو گا، اور اس کے بعد بیماری کا خون سمجھا جائے گا، لہذا بقیہ دنوں کی نماز کی قضا واجب ہو گی، اگر مدت سے کم میں خون بند ہو گیا، اور پھر خون نہیں آیا، تو اگر یہ خون کی بندش تین دنوں کے بعد ہوئی ہے، تو جب تک خون آیا وہ زمانہ حیض ہے، اور اس کے بعد کا زمانہ پاکی کا ہے، اور اگر تین دنوں کے اندر ہی خون بند ہو گیا اور پھر خون نہیں آیا تو یہ استحاضہ اور بیماری کا خون تصور کیا جائے گا، فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔[١][٩٤]

[١]" وأما صاحبة العادة فی الحیض إذا کانت عادتها عشرة ، فزاد الدم علیها ، فالزیادة استحاضة ، و إن کانت عادتها خمسة ، فالزیادة علیها حیض إلی تمام العشرة ، لما ذکرنا فی المبتدأة بالحیض ، و إن جاوز العشرة ، فعادتها حیض ، ومازاد علیها استحاضة "

( بدائع الصنائع : ١/ ١٥٨، باب الحیض ، کتاب الطهارة)محشی (**کتاب الفتاوی ج٢/٩٧**)

## حیض کا بے وقت آنا

**سوال:** اگر کسی خاتون کو ایام حیض اس طرح شروع ہو کہ اول خون کے چند قطرات نمودار ہوں

---

(٩٤) عن عائشة، أن فاطمة بنت أبي حبيش، سألت النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ قالت: إني أستحاض فلا أطهر، أفأدع الصلاة، فقال: «لا إن ذلك عرق، ولكن دعي الصلاة قدر الأيام التي كنت تحيضين فيها، ثم اغتسلي وصلي» (البخاري رقم الحديث٣٢٥)

اور پھر اس کے بعد دس دن تک خون بالکل نظر نہ آئے لیکن دس دن کے بعد پھر حیض کی بر آمد کثرت سے شروع ہو اور یہ سلسلہ تقریباً پانچ چھ دن تک جاری رہے تو ایام حیض پاکی اور نماز وغیرہ کے لئے کب سے شمار کئے جائیں گے، مثلاً اگر ۲۱/جولائی سے قطرات حیض برائے نام نمودار ہوں اور پھر ۳۱/جولائی سے سیلان بکثرت ہو اور ۱۴/اگست تک جاری رہے تو ایام حیض کس تاریخ سے کس تاریخ تک شمار کئے جائیں گے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب اول قطرات نمودار ہوئے پھر دس دن تک کوئی اثر معلوم نہیں ہوا تو یہ چند قطرات حیض میں شمار نہیں ہونگے بلکہ یہ دس روز مسلسل پاکی کے شمار ہونگے اس کے بعد جب بکثرت سیلان ہوا اور مسلسل پانچ روز تک رہا تو ان پانچ دن کو ایام حیض میں شمار کرینگے صورت مسئولہ میں ۲۱/جولائی سے ۳۰/جولائی تک حیض نہیں ۳۱/جولائی سے ۴/اگست تک ایام حیض ہونگے۔[١] فقط واللہ تعالیٰ اعلم (٩٥)

[١]أقله أي الحيض ثلاثة أيام بلياليها وأكثره عشرة والناقص عن أقله والزائد على أكثره استحاضة (الدرالمختار على هامش الشامي نعمانيه ملخصاً ص ١٨٩ج١ شامي كراچي ص٢٨٤، ج١، باب الحيض) (فتاوی محمودیہ ج۸/۲۲۸-۲۲۹)

## ”بلوغت کے بعد صرف ڈیڑھ دن خون آیا“ ایسی خاتون کی ماہواری کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ابھی تک صرف ایک دو دفعہ ایک ڈیڑھ دن تک کیلئے ماہواری کا خون آیا ہے جبکہ میری عمر تیس سال ہے، میرے لئے

(٩٥)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

ماہواری کا کیا حکم ہے؟ اور جو دو دفعہ خون آیا تھا وہ ماہواری شمار ہو گا یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر ماہواری کا خون تین دن سے کم ہو تو وہ حیض شمار نہیں ہوتا، لہٰذا آپ کو جو ایک دو دفعہ خون آیا ہے وہ تین دن سے کم ہے وہ حیض شمار نہیں ہو گا، اور جب تک خون نہ آئے آپ پاک ہیں اور پاکی کی حالت کے جو احکامات ہیں وہی سب آپ کے لئے ہوں گے۔

وفی ردالمحتار (١/ ٢٨٥): الأولى أن تبلغ بالسن وتبقى بلا دم طول عمرها فتصوم وتصلى ويأتيها زوجها وغير ذلک أبدا...الثانية أن ترى الدم عند البلوغ أو بعده أقل من ثلاثة أيام ثم يستمر انقطاعه وحكمها كالأولى۔[٩٦](نجم الفتاوی ج ٢/ ١٧٧-١٧٨)

## حیض کا خون بند ہو جانے کے بعد پھر نظر آئے

**سوال:** ماہواری ہر تین روز میں بند ہو جاتی ہے۔ پاک ہونے اور ٣/ ٤/ ٥/ وقت کی نماز پڑھنے کے بعد پھر ذرا خون نظر آتا ہے۔ اور کبھی تو نظر نہیں آتا۔ اب وہ نماز جو پڑھی ہے اس کی قضاء پڑھنی ہو گی؟ اگر غسل دیر سے کرتی ہیں تو نمازیں جاتی ہیں اس کی قضاء پڑھنی ہو گی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب کہ ہمیشہ کی عادت تین دن کی ہے۔ تین روز میں خون بند ہو جاتا ہے۔ تو خون بند ہوتے ہی غسل کر کے نماز کا وقت ہو تو نماز پڑھنا ضروری ہے۔[١]

نہ پڑھی گئی تو قضاء لازم ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ جب تک خون آنے کا احتمال ہے شوہر سے نہ

---

(٩٦) قدتقدم دليل المسألة من قبل.

ملے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(٩٧)

[١]وإن انقطع لدون أقله تتوضأ وتصلی فی آخر الوقت وإن لأقله فإن لدون عادتها لم یحل وتغتسل وتصلی وتصوم احتیاطاً وإن لعادتها درمختار علی هامش شامی باب الحیض.

(فتاوی رحیمیہ ج ۴/۴٦)

## عورت کے حق میں ایک دن چوبیس گھنٹہ کا ہے اور سات دن کے اندر رک رک کر خون آنے کا حکم

**سوال:** کسی عورت کو کبھی دو دن کبھی تین دن لگاتار حیض آتا ہے اور پھر بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ایک دو دن کے بعد پھر آتا ہے، کبھی دو تین دفعہ ہو کر کبھی گھنٹہ دو گھنٹہ رہ کر رک جاتا ہے، پھر ایک دو دن کے بعد ایک آدھ مرتبہ آکر بند ہو جاتا ہے، یہ مجموعہ سات دن کا ہوا، اسی طرح ہمیشہ ہوتا ہے اور کم سے کم چار دن اور زیادہ سے زیادہ سات دن رہتا ہے، ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیئے اللہ اور رسول کا حکم کیا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چھ دن پورا کر کے غسل کر کے نماز پڑھتی ہے۔ پھر خون آجاتا ہے، اس کیفیت سے سات دن پورے ہوتے ہیں، نیز ایک مکمل دن سے کتنا مراد ہے کیا ۲۴/ گھنٹے مراد ہیں، مثلاً کسی عورت کو جمعہ کے دن ۱۲/بجے سے حیض شروع ہوا تو دوشنبہ کو جب ۱۲/بجے تک آئیگا تب پورے تین دن ہوں گے، اگر ۱۱/بجے تک آئے تو پورے تین دن سمجھے جائیں گے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ عورت سات روز تک حائضہ شمار ہو گی، اس کے بعد غسل

(٩٧) قد تقدم دلیل المسألة من قبل.

کرکے نماز پڑھے گی[۱]۲۴(۹۸)/ گھنٹہ کا ایک دن ایک رات ہے، ۱۲/بجے سے آئندہ دن کے ۱۲/ بجے تک دن رات کو مکمل کہا جائے گا۔[۲]فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[۱]والطهر المتخلل أي بين الدمين في مدته أي في مدة الحيض ومارأت من لون فيها أي في المدة سوى البياض حيض الخ شرح الوقايه ص ۱۲۲ج۱، مطبوعه رحيميه ديوبند باب الحيض۔

[۲]أقله ثلثة أيام بلياليها الثلاث فالإضافة لبيان العدد أي المقدر بالساعات الفلكية أي أن إضافة الليالى إلى ضميرالأيام الثلاث لبيان أن المراد مجرد كونها ثلاثا لا كونها ليالى تلك الأيام فلو رأته فى أول النهار يكمل كل يوم بالليلة المستقبلة ولذا صرح الشارح بلفظ الثلاث درمختار مع الشامى كراچى ص٢٨٤ ج١ باب الحيض.(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۱۴)

وضاحت:یعنی بہتر گھنٹے(۷۲)سے کم ہو تو حیض نہیں ہے۔

## غسل کے بعد خون آئے

**سوال:**(الف)اگر کسی عورت کو غسل حیض کے بارہ دن بعد خون آئے تو کیا یہ خون حیض کا ہو گا؟ اور اگر حیض کا سمجھ کر نماز نہیں پڑھی، لیکن تین دن تین رات سے پہلے خون موقوف ہو گیا، تو جو نمازیں چھوڑ دی ہیں، کیا ان کی قضاء لازم ہو گی؟

(ب)یہ بھی بتایئے کہ دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی کم سے کم مدت کیا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (الف)اگر حیض کا خون تین دن یا اس سے زیادہ آچکا تھا اور غسل کرنے کے بارہ دن بعد پھر خون کا سلسلہ شروع ہوا، تو یہ استحاضہ اور بیماری کا خون ہے نہ کہ حیض

(۹۸)لقد تقدم دليل المسألة من قبل.

کا، اس میں نماز نہیں چھوڑنی چاہئے، اگر خون کا تسلسل ہو تو ہر نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد تازہ وضو کر لیا جائے، اور اسی حالت میں نماز ادا کی جائے۔

(ب) دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہے۔ "أقل الطهر خمسة عشر يوما ولا غاية لأكثره" [١] لہذا پندرہ دن پورے ہونے سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے۔

(٩٩)[١] الفتاوى الهندية ١/ ٣٧۔ (کتاب الفتاوی ج ٢/ ١٠٠-١٠١)

## حیض میں اختلال ہو تو حیض کتنے دن شمار ہو گا؟

**سوال:** ایک عورت کو ہمیشہ پانچ دن حیض آتا ہے چند ماہ سے اختلال پیدا ہوا۔ کبھی ایک قطرہ ظاہر ہوا، چار روز بند رہا، پانچویں روز پھر کچھ ظاہر ہوا، اور پھر بند ہوا، یا برابر ہوتا رہا، یا ایک روز ہو کر بعد سات آٹھ روز کے، پھر خون متواتر پانچ دن جاری رہا۔ اس صورت میں حیض کے کتنے روز شمار ہونگے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر دس دن سے زیادہ تک ایسی حالت رہے تو اس کے موافق عادت قدیمہ پانچ روز حیض اور باقی ایام کو استحاضہ سمجھنا چاہئے۔(١٠٠)[١]

---

(٩٩) لقد تقدم دليل المسألة من قبل..

(١٠٠) عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه.

أقول فما زاد على العشرة فهو استحاضة لأن الحيض أكثره عشر ففي سنن ابن ماجه (١/ ٢٠٤) عن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل، وتتوضأ لكل صلاة، وتصوم، وتصلي» صحيح.

[١]فإن لم يجاوز العشرة فالطهر والدم كلا هما حيض سواء كانت مبتدأة ومعتادة وإن جاوز العشرة المبتدأة حيضها عشرة أيام وفى المعتادة معروفتها فى الحيض حيض والطهر طهر (عالمگیری ج١ص٣٧)ظفیر(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٥٦)

## ولادت کے بعد تین ماہ تک خون آیا تو ایام نفاس اور حیض کا حکم

**سوال:** عورت کو ولادت کے بعد تقریباً تین ماہ سے اس کا خون نہیں رکتا ہاں کبھی کبھی کم ہو جاتا ہے تو اس کے نفاس کے ایام کتنے ہیں اور حیض کے کتنے ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر پہلی ولادت ہے یعنی مبتدأہ ہے تو ولادت کے بعد چالیس روز نفاس کے ہوں گے،(١٠١)

اس کے بعد پندرہ دن تک طہر شمار ہو گا(١٠٢) اور اس درمیان میں جو خون نظر آیا وہ استحاضہ ہے اس کے بعد

---

(١٠١)عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كانت النفساء تجلس على عهد رسول اللهﷺ أربعين يوما، فكنا نطلي وجوهنا بالورس من الكلف.أخرجه الترمذي وقال هذا حديث، لا نعرفه إلا من حديث أبي سهل، عن مسة الأزدية، عن أم سلمة.واسم أبي سهل، كثير بن زياد.قال محمد بن إسماعيل: على بن عبد الأعلى ثقة، وأبو سهل ثقة.ولم يعرف محمد هذا الحديث إلا من حديث أبي سهل.

وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ، والتابعين، ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما، إلا أن ترى الطهر قبل ذلك، فإنها تغتسل وتصلي.فإذا رأت الدم بعد الأربعين فإن أكثر أهل العلم قالوا: لا تدع الصلاة بعد الأربعين، وهو قول أكثر الفقهاء.وبه يقول سفيان الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق (سنن الترمذي رقم ١٣٩)

حیض شمار ہو گا اس کی عادت کے موافق(۱۰۳) پھر استحاضہ پھر عادت کے موافق حیض اس طرح شمار ہو گا۔ اور اگر پہلی ولادت نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکی ہے یعنی معتادہ ہے تو اس کی عادت کے مطابق نفاس شمار ہو گا اس کے بعد پندرہ دن طہر کے ہوں گے پھر عادت کے موافق حیض شمار ہو گا پھر استحاضہ پھر حیض عادت کے موافق اسی طرح شمار ہو گا۔(یعنی جتنے دن حیض کی عادت تھی اتنے دن حیض شمار ہو گا پھر باقی مہینہ استحاضہ)

شامی میں ہے:قال ابن عابدين:(قوله والزائد على أكثره أو أكثرالنفاس)أى فى حق المبتدأة أما المعتادة فما زاد على عادتها ويجاوز العشر فى الحيض والأربعين فى النفاس يكون استحاضة كما أشار إليه بقوله أوعلى العادة (شامى١/ ٢٨٥)

در مختار میں ہے :وأقل الطهر بين الحيضتين أوالنفاس والحيض خمسة عشريوما ولياليها إجماعاً-(الدر المختار١/ ٣٠٠،٢٨٥)

## فتاوی ہندیہ میں ہے:

وإن زاد الدم على الأربعين فالأربعون فى المبتدأة والمعروفة فى المعتادة نفاس هكذا فى المحيط-ولورأت الدم بعد أكثرالحيض والنفاس فى أقل مدة الطهرفما رأت بعد الأكثر إن كانت مبتدأة وبعد العادة إن كانت معتادة استحاضة-(فتاوى هندية/ ٣٧)

---

(۱۰۲)لأن أقل الطهرخمسة عشريوماً كما مرمن قبل.(مرتب جامع الفتاوى)

(۱۰۳)عن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل، وتتوضأ لكل صلاة، وتصوم، وتصلي»

(سنن ابن ماجه رقم ٦٢٥ ج١/ ٢٠٤)حديث صحيح

نیز ملاحظہ ہو: فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۰۔ وامداد الاحکام ۱/ ۳۲۶ (فتاوی دار العلوم زکریا ج ۱/ ۵۳۲-۵۳۳)

## طہر پندرہ روز سے کم نہیں ہوتا اگرچہ کمی قلیل بھی ہو

**سوال:** کتب فقہ میں لکھا ہے کہ کمتر مدت طہر کی پندرہ روز کامل گزرنا ہے اور کسی عورت کا حیض یا نفاس مثلاً رمضان کی پہلی تاریخ ظہر کے بعد موقوف ہوا اور پندرہ تاریخ مہینہ مذکور کے عین دوپہر کے وقت پھر خون دیکھا آیا ایک پہر یا ایک ساعت یا دو ساعت کم کا اعتبار کر کے طہر کا حکم ہو گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** طہر نہ ہو گا کیونکہ پندرہ یوم ولیلہ سے کم ہے۔(١٠٤)

فی الدرالمختار باب الحیض والناقص عن أقله الخ وفی ردالمحتارقوله والناقص الخ أي ولوبیسیرقال القهستانی: فلورأت المبتدأة الدم حین طلع نصف قرص الشمس وانقطع فی الیوم الرابع حین طلع ربعه کان استحاضة إلی أن یطلع نصفه فحینئذ یکون حیضا والمعتادة بخمسة مثلا إذا رأت الدم حین طلع نصفه وانقطع فی الحادی عشر حین طلع ثلثاه فالزائد علی الخمسة استحاضة لأنه زاد علی العشرة بقدر السدس اه أي سدس القرص (ج۱ ص۲۹۳) (امداد الفتاویٰ ج۱/۴۹)

---

(١٠٤)أقل الطهر الذي یکون بین الحیضتین خمسة عشر یوما هکذا روی عن إبراهیم النخعي والظاهر أنه منقول عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأنه مقدار، والمقادیر في الشرع لا تعرف إلا سماعا. ( العنایة ١/ ١٧٤)

وضاحت: مکمل ۳۶۰ گھنٹے بنیں گے۔

## حکم اُس خون کا جو اقل طہر سے پہلے شروع ہو کر اقل طہر کے بعد تک جاری رہے

**سوال:** اگر کسی کو نوروز یا دس روز ماہواری کی عادت ہو اور بیس روز پاک رہنے کی عادت ہو اور اُس کو دوسری تاریخ ماہواری شروع ہو اور دس تاریخ کو پاک ہو جائے اور پاک ہونے کے نوروز کے بعد پھر آجائے جس کو آج چھٹا روز ہے اس زمانہ میں نماز روزہ سب بدستور کیا جس طرح بہشتی زیور میں ہے کہ ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کر لیا کرے اب یہ پوچھنا ہے کہ اب پاکی کے زمانہ کو پندرہ روز ہو گئے تو اب کل سے ماہواری کا زمانہ شمار کیا جائے گا یا عادت کے موافق بیس روز پاک رہے گی اور بیس روز کے بعد ماہواری کا زمانہ شروع ہو گا اور اگر کل سے پاکی کا زمانہ نہیں ہے تو اس حالت میں اعتکاف درست ہے یا نہیں یعنی قرآن اور نماز نہ پڑھے صرف تسبیح وغیرہ پڑھتی رہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی ردالمحتار وإن وقع (أي الاستمرار) فی المعتادة فطهرها وحيضها ما اعتادت فی جميع الأحكام إن كان طهرها أقل من ستة أشهر وإلا فترد إلى ستة أشهر إلا ساعة وحيضها بحاله (ج ١ ص٢٩٤)

قلت يراد بالاستمرار ظهور الدم فی غير زمان الحيض فيحكم فی المسئول عنها بالاستمرار لأن المدة التی ظهر فيها الدم ليس بزمان حيض لأنه لم ينقض إذ ذاک أقل زمان الطهر ولا يراد بالاستمرار عدم الانقطاع أبدا لأنه حينئذ يتعذر الحكم عليها أبدا ما دامت حية هف ويصدق على هذه أيضاً إن كان طهرها أقل من ستة أشهر فيحكم عليها بردها إلى عادتها **حاصل یہ کہ اس کے اس خون کو استحاضہ کا خون کہیں گے اور عادت کے موافق**

بیس روز تک پاک کہیں گے۔(١٠٥) (امداد الفتاویٰ ج١/٤٨-٤٩)

## عادت سے پہلے ماہواری آنے کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری عادت ہے کہ مجھے ہر ماہ چھ دن خون آتا ہے جو بارہ تاریخ سے شروع ہو کر اٹھارہ تاریخ تک عام طور پر رہتا ہے لیکن اس مرتبہ آٹھ تاریخ سے شروع ہو گیا ہے تو کیا یہ ماہواری خون ہو گا اور ان دنوں میں نماز وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** یہ ماہواری خون ہی شمار کی جائے گی بشرطیکہ وہ تین دن سے کم نہ ہو، کیونکہ ان دونوں ماہواری کے درمیان پندرہ دن سے زائد کا فاصلہ ہے، اور پاکی کی اقل مدت پندرہ دن ہے(١٠٦) تو آٹھ تاریخ سے شروع ہونے والا خون بھی حیض کا خون ہی شمار کیا جائے گا ان دنوں میں نماز وغیرہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

لما فی الهندية(١/ ٣٧): إذا كان الطهر خمسة عشر يوماً أو أكثر يعتبر فاصلا فيجعل كل واحد من الدمين أو أحدهما بانفراده حيضا حسب ما أمكن من ذلك۔(ص٣٨): (منها) أن

---

(١٠٥)عن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ في «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل وتصلي، والوضوء عند كل صلاة» قال أبو داود: «زاد عثمان وتصوم وتصلي»(سنن أبي داود رقم ٢٩٧ج١/ ٨٠)حديث صحيح

أقول فعشرة أيام حيض وهي أيام أقرائها وعشرون يوماًطهر وما تراه فيها من الدم استحاضة

(١٠٦)لأن أقل مدة الطهر خمسة عشر يوماً وقد تقدم الدليل على ذلك فيكون هذا الدم دم حيض ولأن عادة المرأة تتغير وتتبدل.(مرتب جامع الفتاوی)

يسقط عن الحائض والنفساء الصلوة فلا تقضى هكذا فى الكفاية -------ومنها أن يحرم عليهما الصوم فتقضيانه هكذا فى الكفاية۔

وفى الدر المختار(١/ ٢٨٥): (و أقل الطهر) بين الحيضتين أوالنفاس والحيض (خمسة عشر يوماً) ولياليها إجماعا- (ص٢٨٤):فيه تترک الصلوة ولو مبتدأة فى الأصح، لأن الاصل الصحة والحيض دم صحة شمنى-

وفى الشامية (١/ ٢٨٤): (قوله فيه) أي فبالبروز تترک الصلوة وتثبت بقية الأحكام، ولكن هذا مادام مستمرا لما سيأتى من أنه لوانقطع لدون أقله تتوضأ وتصلى-

(نجم الفتاوی ج ۲/۱۷۷)

**مسئلہ:** کسی لڑکی کو پہلی مرتبہ خون دس دن یا اس سے کم آئے تو یہ سب حیض ہو گا اور اگر دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہو گا اور جو اس سے زیادہ ہو گا وہ استحاضہ شمار ہو گا۔(۱۰۷)

(بہشتی زیور ج۱،۲۰۶)

**مسئلہ:** کسی کو پہلی بار کئی مہینے تک مسلسل خون آتا رہا تو جس دن خون آیا اس دن سے لے کر دس دن دس رات تک حیض ہے اور اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے۔ اسی طرح ہمیشہ دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔(۱۰۸) (بہشتی زیور ج۱،۲۰۶)

وضاحت: یہ اس حدیث میں ہے کہ مذکورہ بالا حالت قائم رہے حالت بدلنے پر حکم بھی بدل جائے گا۔(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعافاہ)

---

(١٠٧)لقد مر دليل المسئلة من قبل.

(١٠٨)لقد مر دليل المسئلة من قبل.

# حیض کے رنگ

## دوران حیض ہر رنگ کا پانی حیض ہے

**سوال:** ایام حیض میں عورتوں کو مختلف رنگ کا پانی آتا ہے، کیا یہ سب رنگ حیض ہے، یا صرف سرخ رنگ والا خون؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایام حیض میں ہر قسم کا رنگ حیض شمار ہو گا علاوہ سفیدی کے، کیونکہ یہ حیض نہیں بلکہ طہر کی علامت ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی خدمت میں مسلمان خواتین اپنے کرسف (وہ کپڑا جو خون کو روکنے کے لیے عورتیں استعمال کرتی ہیں) بھیجا کرتی تھیں، آپ فرماتی تھیں کہ ابھی انتظار کرو حتی کہ سفیدی آجائے۔(١٠٩)

---

(١٠٩)مالك، عن علقمة بن أبي علقمة، عن أمه، مولاة عائشة أم المؤمنين رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: كان النساء يبعثن إلى عائشة بالدرجة فيها الكرسف، فيه الصفرة من دم الحيضة، يسألنها عن الصلاة. فتقول لهن: لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء. تريد بذلك الطهر من الحيضة. (موطأ مالك رقم ١٨٩ج ٢/ ٨٠)حديث صحيح(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنه وعافاه)

[معاني الكلمات] «بالدرجة» ضبطت في الأصل على الوجهين، بكسر الدال وفتح الراء، وبضم الدال وإسكان الراءخرقة تدخل في حياء الناقة».«القصة البيضاء» ماء أبيض يدفعه الرحم عند انقطاع الحيض، الزرقاني ١: ١٧١ «الكرسف» هو القطن.

لما قال المرغینانی رَحِمَهُ ٱللَّهُ:و ماتراه المرأة من الحمرة و الصفرة و الكدرةفی أيام الحيض حيض حتی تری البياض خالصًا - ( الهداية ج١/ ٤٦ باب الحيض )[١]

[١]قال الحصكفی رَحِمَهُ ٱللَّهُ: وماتراه من لون ككدرة و تربية فی مدته المعتادة سوی بياض خالص ( الدر المختار علی صدر رد المحتار ج١/ ٢٨٩ باب الحيض)

(فتاوی حقانیہ ج۲/۵۵۹)

## ماہواری کے بعد سفیدی کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خاتون کو جب ماہواری آتی ہے تو سات دن سرخ کالے رنگ کا خون آتا ہے اس کے بعد سفیدی آتی ہے، آیا یہ سفیدی حیض شمار ہو گی اس کے ہوتے ہوئے نماز روزے کا کیا حکم ہو گا۔ نیز اگر یہ سفیدی کپڑوں پر لگ جائے یا بدن پر لگ جائے تو کپڑے یا بدن نجس ہوں گے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** سات دن جو سرخ کالے رنگ کا خون آتا ہے یہ حیض ہے اس کے بعد جو سفیدی آتی ہے یہ حیض شمار نہیں ہو گا بلکہ یہ حیض ختم ہونے کی علامت ہے اس کے اندر نماز روزہ لازم ہے۔ البتہ اس سفیدی کے کپڑوں یا بدن پر لگ جانے سے کپڑے یا بدن ناپاک ہو جاتے ہیں ان کا دھونا ضروری ہے۔

لما فی المحيط البرهانی(١/ ٤٠١): وإذا وضعت الكرسف فی أول الليل وهی حائض، ونامت فنظرت إلی الكرسف حين اصبحت، فرأت البياض الخالص فعليها قضاء العشاء للتيقن بطهرها من حيث وضعت الكرسف.....وفی الفقه الإسلامی وأدلته(١/ ٦١٨،٦١٣): ورأی الحنفية: أن الوان دم الحيض ستة: السواد، والحمرة والصفرة، والكدرة، والخضرة، والتربية(أي علی لون التراب) علی الأصح: فكل ما يری

فی أیام الحیض من هذه الدماء فهو حیض، حتی تری البیاض الخالص: وهو شیئ یشبه المخاط یخرج عند انتهاء الحیض أوهو القطن الذی تختبر به المرأة نفسها، إذا خرج أبیض، فقد طهرت وفیه أیضاً(١/ ٦١٨): والمراد بالطهر: هو زمان نقاء المرأة من دم الحیض والنفاس وللطهر علامتان: جفاف الدم أو جفوفه والقصة البیضاء: هی ماء ابیض رقیق یأتی فی آخر الحیض۔ (نجم الفتاوی ج۲/۱۸۰-۱۸۱)

## زمانہ حیض میں مٹیالا خون

**سوال:** میری اہلیہ کو پچھلے ڈیڑھ سال سے حیض شروع ہونے کے دو دن پہلے مٹی کے کلر میں لیکوریا ظاہر ہوتا ہے، پھر تیسرے دن سے حیض کے دن شروع ہوتے ہیں، اور حیض سات دن میں ختم ہوتا ہے، اگر ان دنوں کو ملایا جائے تو دس دن ہو جاتے ہیں، کیا ان دنوں میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حیض کے خون کے لئے کوئی رنگ متعین نہیں، زمانہ حیض میں کسی بھی رنگ کا خون نظر آئے وہ حیض ہی ہے، اور حدیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے،[١] حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے، لہذا مجموعی مدت ملا کر مدت حیض کے دائرہ ہی میں رہتی ہے، لہذا یہ پورے دس دن حیض کے تصور کئے جائیں گے،[٢] اور ان دنوں میں وہی احکام ہوں گے، جو حیض والی عورتوں کے ہیں، نماز نہیں پڑھیں گی۔(١١٠)

[١]" أن النساء کن یبعثن بالکرسف إلی عائشة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فکانت تقول : لا حتی ترین القصة البیضاء" ( المؤطأ للإمام مالک : ١/ ٥٩١ نیز دیکھئے : مصنف ابن عبد الرزاق،

(١١٠)لقدتقدم دلیل المسألة من قبل..

حدیث نمبر : ١١٥٩ ) محشی

[٢]" أما المبتدأة بالحيض ، وهي التى ابتدأت بالدم و استمر بها ، فالعشرة من أول الشهر حيض ؛ لأن هذا دم في أيام الحيض ، و أمكن جعله حيضا فيجعل حيضا"

( بدائع الصنائع : ١/ ١٥٨باب الحيض و النفاس كتاب الطهارةكتاب الطهارة ) محشی

(کتاب الفتاوی ج ۲/۱۰۹-۱۱۰)

## مدتِ حیض میں سبز خون کا حکم

**سوال:** اگر گذشتہ ماہ حیض ۱۲ تاریخ تک ہوا ہو اور اگلے ماہ ٦ تاریخ سے سبز رنگ کا پانی خارج ہونا شروع ہو جائے تو کیا وہ حیض میں شمار ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** سوال میں ذکر کردہ صورت میں نظر آنے والا سبز رنگ کا خون حیض ہے۔(١١١)و منهم من انكر الخضرة و الصحيح أنها حيض من ذوات الأقراء - الخ

---

(١١١)وفي التعليق الممجد على موطأ محمد: وأما الخضرة، فاختلفوا فيه، والصحيح أن المرأة إذا كانت من ذوات الأقراء يكون حيضاً، وكذا الكدرة والتربيّة.

(التعليق الممجد على موطأ محمد ١/ ٣٣٩)

وفي العناية شرح الهداية :وأما الخضرة فالصحيح أن المرأة إذا كانت من ذوات الأقراء تكون حيضا ويحمل على فساد الغذاء، وإن كانت كبيرة لا ترى غير الخضرة تحمل على فساد المنبت فلا تكون حيضا( العناية شرح الهداية ١/ ١٦٤)

رأى الحنفية:أن ألوان دم الحيض ستة: السواد، والحمرة، والصفرة، والكدرة، والخضرة، والتربية (أي على لون التراب) على الأصح. فكل ما يرى في أيام الحيض من الدماء فهو حيض، حتى ☜

( رد المحتار ج١ ص ٢١١) واللہ تعالی أعلم (اشرف الفتاوی ص ٨٤)

## ایام عادت کے بعد آنے والے گدلے یا مٹیالے خون کا حکم

**سوال:** اگر کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا اور اس کی عادت بھی یہی ہے اس کے دو دن بعد اس نے تھوڑا سا گدلا یا مٹیالا خون دیکھا تو یہ دو دن حیض میں شمار ہوں گے یا طہر میں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ دو دن پاکی کے ہیں لہذا حیض میں شمار نہیں ہوں گے اس لئے کہ اس گدلے یا مٹیالے خون کا اعتبار نہیں ہے۔(١١٢)

---

ترى البياض الخالص: وهو شيئ يشبه المخاط يخرج عند انتهاء الحيض. أو هو القطن الذي تختبر به المرأة نفسها، إذا خرج أبيض، فقد طهرت.والخضرة نوع من الكدرة، وتظهر في المرأة ذات العادة الشهرية بسبب غذاء فاسد أفسد صورة دمها(الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ١/ ٦١٣)

(١١٢)عن محمد قال: قالت أم عطية: «كنا لا نعد الصفرة والكدرة شيئا»(سنن النسائي رقم ٣٦٨ج١/ ١٨٦)حديث صحيح أخبرنا الوليد بن مسلم قال: سمعت الأوزاعي يقول: للمستحاضة وقت تعرف إذا لم تعرف أيام أقرائها، أخذنا بهذا الحديث: «إذا أقبلت الحيضة فدعي الصلاة، وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم، وصلي» قال الأوزاعي: وإقبال الدم سواد الدم ونتنه، وتغيره لا يدوم بالمرأة، لو دام بها قتلها وإدبارها ورجوعها إلى الكدرة والصفرة، فإذا اشترك الدم، فهو حيض وإذا صار كدرة وصفرة، فهي استحاضة

(مسند إسحاق بن راهويه ج٢/ ٩٨)اسناده صحيح(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنه وعافاه) وعن أم عطية رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وكانت قد بايعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنها قالت: «كنا لا نعتد بالكدرة والصفرة بعد الغسل شيئا» (سنن الدارمي رقم ٩٠٠ ج ١/ ٦٣٧) إسناده صحيح وعن على ☜

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قال: «إذا تطهرت المرأة من المحيض، ثم رأت بعد الطهر ما يريبها، فإنما هي ركضة من الشيطان في الرحم. فإذا رأت مثل الرعاف، أو قطرة الدم، أو غسالة اللحم، توضأت وضوءها للصلاة، ثم تصلي فإن كان الدم عبيطا الذي لا خفاء به، فلتدع الصلاة» (سنن الدارمي رقم ٩٠٢ج١/ ٦٣٨)[تعليق المحقق] إسناده حسن و عن الحسن، قال: «ليس في الترية شيء بعد الغسل إلا الطهور» قال عبد اللَّهِ: الترية: الصفرة والكدرة(سنن الدارمي رقم ٨٩٧ ج ١/ ٦٣٦)إسناده صحيح وقال ابن سيرين: «لم يكونوا يرون بالكدرة والصفرة بأسا»

(سنن الدارمي رقم ٨٩٥ ج ١/ ٦٣٥)

وعن عطاء، قال: «ليس في الترية بعد الغسل إلا الطهور»

(سنن الدارمي رقم ٨٩٩ ج ١/ ٦٣٧)إسناده صحيح

وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: " إذا رأت المرأة الدم فلتمسك عن الصلاة حتى تراه أبيض كالقصة فإذا رأت ذلك فلتغتسل ولتصل فإذا رأت بعد ذلك صفرة أو كدرة فلتتوضأ ولتصل فإذا رأت دما أحمر فلتغتسل ولتصل"(السنن الكبرى للبيهقي رقم ١٥٩٩ج١/ ٤٩٩)

وفي عمدة القاري شرح صحيح البخاري:(باب الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض)

أي: هذا باب في بيان الصفرة والكدرة اللتين تراهما المرأة في غير أيام حيضها، يعني: لا يكون حيضا، وألوان الدم ستة: السواد والحمرة والصفرة والكدرة والخضرة والتربية. أما الحمرة فهو اللون الأصلي للدم إلا عند غلبة السواد يضرب إلى السواد، وعند غلبة الصفراء يضرب إلى الصفرة، ويتبين ذلك لمن اقتصده، وأما الصفرة فهي من ألوان الدم إذا راق، وقيل: هي كصفرة البيض أو كصفرة القز. وفي (فتاوي قاضيخان) : الصفرة تكون كلون القز أو لون البسر أو لون التبن، فالسواد والحمرة والصفرة حيض.

والمنقول عن الشافعي في (مختصر المزني) : أن الصفرة والكدرة في أيام الحيض حيض. واختلف ☜

أصحابه في ذلك على وجوه مذكورة في كتبهم. وأما الكدرة فهي حيض عند أبي حنيفة ومحمد، سواء رأت في أول أيامها أو في آخرها، وهي لون كلون الصديد يعلوه أصفرار. وأما الخضرة فقد اختلف مشايخنا فيها، فقال الإمام أبو منصور: إن رأتها في أول الحيض يكون حيضا. وإن رأتها في آخر الحيض واتصل بها أيام الحيض لا يكون حيضا، وجمهور الأصحاب على كونها حيضا كيف ما كان. وأما التربية فهي التي تكون على لون التراب، وهو نوع من الكدرة، فحكمها حكم الكدرة، وهي بضم التاء المثناة من فوق وسكون الراء وكسر الباء الموحدة وتشديد الياء آخر الحروف، ويقال: الترابية. وفي (قاضيخان) : التربية على لون التربة. وقيل فيها: تربية على وزن تفعلة، من الرؤبة، وقيل تريبة على وزن فعيلة، وقيل: تربية بالتشديد والتخفيف بغير همزة.

عن أم عطية قالت كنا لا نعد الكدرة والصفرة شيئا(رواه البخاري رقم الحديث ٣٢٦)

مطابقته للترجمة ظاهرة وهي أن الصفرة والكدرة في غير أيام الحيض ليس بشيء.

وفيه: أنه موقوف، كذا قاله ابن عساكر، ولكن قولها: كنا، يعني في زمن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أي: مع علمه بذلك وتقريره إياهن، وهذا في حكم المرفوع.

**ذكر استنباط الأحكام**: يستنبط منه أن الكدرة والصفرة لا تكون حيضا إذا كانت في غير أيام الحيض، وهو معنى قولها: (لا نعد الكدرة والصفرة شيئا) أي: شيئا معتدا به. وإنما قيدنا بقولنا: إذا كانت في غير أيام الحيض، لأن المراد من الحديث هكذا. ويوضحه رواية أبي داود عن أم عطية، وكانت بايعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالت: (كنا لا نعد الكدرة والصفرة بعد الطهر شيئا) . وعلى هذا ترجم البخاري، وصححه الحاكم. وعند الإسماعيلي: (كنا لا نعد الصفرة والكدرة شيئا في الحيض) . وعند الدارقطني: (كنا لا نرى التربية بعد الطهر شيئا، وهي الصفرة والكدرة) وروى ابن بطال من رواية حماد بن سلمة عن قتادة عن حفصة: (كنا لا نرى التربية بعد الغسل شيئا) . قال الكرماني: فإن قلت: قد روي عن عائشة: (كنا نعد الكدرة والصفرة حيضا) . فما

☜

فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

ومن جملة ذلک التُربية ... وكان الفقيه محمد بن ابراهيم الميدانی يقول: أن التربية ليست بشیء لأن موضع الفرج إذا اشتدت فيه الحرارة يخرج منه ماء رقيق وهوالتُربية -

(تاتارخانية١/ ٣٢٩ )

الفقہ الاسلامی میں ہے:

وليست الصفرة والكُدرة بعد العادة حيضاً -(الفقه الإسلامی١/ ٤٥٨)

سنن دارمی میں ہے:

عن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال( إذاطهرت المرأة من المحيض ثم رأت بعد الطهر ما يريبها فإنما هی ركضة من الشيطان فی الرحم فإذا رأت مثل الرعاف أوقطرة الدم أوغسالة اللحم توضأت وضوءها للصلوة ثم تصلی فإن كان دما عبيطاً الذی لا خفاء به فلتدع الصلوة)

وعن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ( فی المرأة تكون حيضها ستة أيام أوسبعة أيام ثم ترى كُدرة أوصُفرة أوترى القطرة أوالقطرتين من الدم أن ذلک باطل ولايضرها شيئا)-(سنن دارمی١/ ٢٣٥)

آج کل چونکہ عورتوں کا نظام حیض خراب ہے اگر ضرورت اور آسانی کے لئے یہ فتوی دیا جائے کہ ایام عادت کے بعد کدرت اور تربت حیض نہیں تو بہتر ہو گا چنانچہ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

وفی المعراج عن فخرالأئمة: لو أفتى مفتٍ بشیء من هذه الأقوال فی مواضع الضرورة

---

وجه الجمع بينهما؟ . قلت: هذا في وقت الحيض وذاك في غير وقته. قلت: حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أخرجه ابن حزم بسند واه لأجل أبي بكر النهشلي الكذاب اه.

( عمدة القاري شرح صحيح البخاري ٣/ ٣٠٩)

طلبا للتيسيركان حسناً،وخصه بالضرورة لأن هذه الألوان كلها حيض فی أيامه۔(شامی١/ ٢٨٩)

لہذا صورتِ مسئولہ میں ایام عادت کے بعد جو گدلا یا مٹیالہ خون دیکھا حیض نہیں ہو گا اور عورت پانچ دن بعد نماز شروع کر دے گی۔ واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریاج ١/ ٥٣٠-٥٣١)

**وضاحت:** گدلا یا مٹیالہ خون سفیدی آنے سے پہلے نظر آے وہ حیض شمار ہو گا(١١٣) کیونکہ وہ ایام حیض میں ہے لیکن اگر گدلا یا مٹیالہ خون سفیدی نظر آنے بعد اور غسل کرنے کے بعد نظر آے تو وہ حیض شمار نہیں ہو گا(١١٤)

## زعفرانی رنگ کا دھبہ حیض شمار نہ ہو گا جبکہ ایام عادت کے علاوہ میں نظر آئے

**سوال:** ایک عورت نے ایک دن بہت ہلکا زعفرانی رنگ کا دھبہ دیکھا اس کے بعد ایک ہفتہ تک کچھ

---

(١١٣)ففي(صحيح البخاري ١ / ٧١):وكن نساء يبعثن إلى عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة، فتقول: «لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء» تريد بذلك الطهر من الحيضة وبلغ بنت زيد بن ثابت: أن نساء يدعون بالمصابيح من جوف الليل ينظرن إلى الطهر، فقالت: «ما كان النساء يصنعن هذا وعابت عليهن».

(١١٤)عن أم عطية رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وكانت قد بايعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنها قالت: «كنا لا نعتد بالكدرة والصفرة بعد الغسل شيئا» (سنن الدارمي رقم ٩٠٠ ج ١/ ٦٣٧) إسناده صحيح وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: " إذا رأت المرأة الدم فلتمسك عن الصلاة حتى تراه أبيض كالقصة فإذا رأت ذلك فلتغتسل ولتصل فإذا رأت بعد ذلك صفرة أو كدرة فلتتوضأ ولتصل فإذا رأت دما أحمر فلتغتسل ولتصل "(السنن الكبرى للبيهقي رقم ١٥٩٩ج١/ ٤٩٩)

نہیں دیکھا پھر چند روز کے بعد عادت کے مطابق حیض آنا شروع ہوا، تو زعفرانی رنگ کا دھبہ حیض شمار ہو گا یا نہیں؟ اور حیض کب سے کب تک ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** زعفرانی رنگ کا دھبہ حیض شمار نہ ہو گا اور حیض عورت کی عادت کے مطابق شمار کیا جائے گا۔(۱۱۵)

**الفقہ الاسلامی میں ہے** :ولیست الصفرة والکدرة بعد العادة حیضاً لقول أم عطیة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَاکنا لانعد الصفرة والکدرةبعد الطهرشیئا-رواه أبوداودوالبخاری ولم یذکربعد الطهروالحاکم۔(الفقه الإسلامی وأدلته ۱/ ٤٥٩)

**فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:**

وکان الشیخ أبومنصورالماتریدي رَحِمَهُ اللّٰهُ تعالی مرة یقول:فی الصفرة إذا رأتها ابتداء فی زمان الحیض انها حیض، وأما إذا رأتها فی زمان الطهرواتصل ذلک بزمان الحیض فإنها لاتکون حیضاً۔ومرة یقول: إذا اعتادت المرأة أن تری أیام الطهرصفرة وأیام الحیض حمرة فحکم صفرتها یکون حکم الطهرحتی لوامتدت الطهرهی بها لم یحکم بها بالحیض فی شیء فی هذه الصفرة،وحکمهاحکم الطهرعلی قول أکثرالمشایخ رحمهم اللّٰہ۔

(الفتاوی التاتارخانیة ۱/ ۳۲۸)۔واللّٰہ أعلم **(فتاوی دارالعلوم زکریاج۱/۵۳۱-۵۳۲)**

---

(۱۱۵)عن محمد قال: قالت أم عطیة: «کنا لا نعد الصفرة والکدرة شیئا»

(سنن النسائي رقم ۳٦۸ج۱/ ۱۸٦)حدیث صحیح

# حیض کی عادت سے متعلق مسائل

**مسئلہ:** کسی کو ہمیشہ تین یا چار دن خون آتا تھا پھر کسی مہینے میں زیادہ آگیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا تو وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے، جیسے کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن دس رات سے ایک لمحہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہے۔(١١٦)

**مسئلہ:** جس عورت کی کوئی عادت مقرر نہیں، کبھی چار دن خون آتا ہے، کبھی سات دن، اسی طرح بدلتا رہتا ہے، کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے۔ ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن دس رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھا جائے گا کہ اس سے پہلے مہینے کتنے دن حیض آیا تھا، بس اتنے ہی دن حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔(١١٧)

**مسئلہ:** کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا، پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا، اس کے بعد دوسرے مہینے میں بارہ دن خون آیا، تو ان بارہ دنوں میں پانچ دن حیض کے ہیں اور سات دن استحاضہ کے ہیں اور پہلی عادت کا اعتبار نہیں اور یہ سمجھا جائے گا کہ عادت بدل کر پانچ دن ہوگئی۔ اس صورت میں دس دن تک خون بند ہونے کا انتظار کرے۔ اب چونکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو وہ غسل کر کے

---

(١١٦)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

(١١٧)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

نماز شروع کرے اور پانچ دن کی نماز قضا پڑھے۔(١١٨)

**مسئلہ:** تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں تین دن پورے ہونے پر خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے، نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں، قضا نہیں پڑھنی پڑے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ عادت بدل گئی ہے، اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے صرف تین دن تھے، باقی سب استحاضہ ہے، لہٰذا گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ (بہشتی زیور ج١/٢٠٧-٢٠٨)

## اسقاط کے بعد خون حیض ہے یا نہیں؟

**سوال:** ایک عورت کو اسقاط ہوا حکیموں اور دایہ کی یہ رائے ہے کہ کچھ اسقاط ہوا اور کچھ باقی ہے اور اب تک حکیم اس کو حاملہ بتلاتے ہیں تو ایسی صورت میں اگر عورت کو خون آئے تو یہ خون حیض شمار ہوگا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر اس کو حمل ہے تو جو خون حالت حمل میں آئے وہ حیض نہیں، اگر اسقاط ہو گیا اور اب حمل نہیں اور سقط کی خلقت ظاہر نہیں ہوئی اور سقط کے ساتھ کم از کم تین یوم خون آیا اور اس سے قبل طہر تام تھا تو اس خون کو حیض کہا جائے گا ورنہ استحاضہ، فإن لم يظهر له شئ فليس بشئ والمرئى حيض إن دام ثلاثاً وتقدم طهرتام وإلا استحاضة ١هـ درمختار قوله والمرئى أي الدم المرئى مع السقط الذي لم يظهر من خلقه شئ (شامى ص:٢٧٩،

---

(١١٨)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

ج:١)[١]فقط واللہ تعالیٰ أعلم (١١٩)

[١]الشامی نعمانیه ص٢٠١ج١، وشامی زکریا ص٥٠١ج١، کتاب الطهارة، باب الحیض- عالمگیری ص٣٧ ج١ کتاب الطهارة الباب السادس الفصل الثانی فی النفاس- النهرالفائق ص١٤١ ج١ باب الحیض، مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت-(فتاوی محمودیہ ج٨/٢١٣)

## جس عورت کو ایام حیض کی عدد اور تاریخ دونوں یا تاریخ یاد نہ ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

**سوال:** جس عورت کو ایام حیض کی شمار اور تاریخ (یعنی محل حیض) یاد نہ ہو پھر اس کو استحاضہ مستمرہ ہو جائے اس کا کیا حکم ہے، اور جس کو شمار ایام یاد ہو مگر محل دم یاد نہ ہو اس کا کیا حکم ہے، بینوا توجرا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** قال ابن عابدین رَحِمَهُ اللَّهُ فی رسالته منهل الواردین من بحار الفیض فی أحکام المضلة: اعلم أنه یجب علی کل امرأة حفظ عادتها فی الحیض والنفاس والطهر عددا ومکاناً ککونه خمسة مثلا من أول شهر أو آخره مثلا وأطلق المکان علی الزمان تجوزا (فإن جنت أو أغمی علیها أو) تساهلت فی حفظ ذلک و(لم تهتم لدینها فسقا فنسیت عادتها فاستمرالدم فعلیها) بعد ما أفاقت أو ندمت (أن تتحری) بغلبة الظن کما فی اشتباه القبلة وأعداد الرکعات (فإن استقرظنها علی موضع حیضها وعدده عملت به وإلا فعلیها الأخذ بالأحوط فی الأحکام) فما غلب علیٰ ظنها أنه حیضها أوطهرها عملت به وإن ترددت تصلی وتصوم احتیاطا علی ما یأتی تفصیله (ولا تدخل المسجد

(١١٩)لقد تقدم دلیل المسئلة من قبل.

ولا تطوف إلا للزيارة) لأنه ركن الحج فلا يترک لاحتمال الحيض بخلاف القدوم لأنه سنة (ثم تعيد) طواف الزيارة (بعد عشرة أيام) ليقع أحدهما فى طهر بيقين (و) إلا (للصدر) فلا تتركه لوجوبه علىٰ غير المكى (ولا تعيد. ولا تمس المصحف ولايجوز وطئها أبدا) لأن التحرى فى الفروج لايجوز نص عليه محمد محيط. (ولا تقرأ القراٰن فى غير الصلوٰة وتصلى الفرض والواجب والسنن المشهورة) أي المؤكدة بحر. لكونها تبعا للفرائض (وتقرأ في كل ركعة الفاتحة وسورة قصيرة) على الصحيح وقيل تقتصر على المفروض بحر. (سوى ماعدا الأوليين من الفرض) فلا تقرأ فى شيئ من ذلک السورة بل تقرأ الفاتحة فقط لوجوبها فى رواية عن أبى حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ محيط.وقيل لا تقرأ أصلا والصحيح الأول تتارخانية (وتقرأ القنوت وسائرالدعوات) والأذكار (وكلما ترددت بين الطهر ودخول الحيض صلت بالوضوء لوقت كل صلوٰة. وإن) ترددت (بين الطهرو الخروج) من الحيض (فبالغسل) أي فتصلي بالغسل (كذلک) أي لوقت كل صلوٰة (ثم تعيد فى وقت الثانية بعدالغسل قبل الوقتية وهكذا تصنع فى) وقت (كل صلوٰة) انتهى، مثاله امرأة تذكر أن حيضها فى كل شهر مرة وانقطاعه فى النصف الأخير ولا تذكرغيرهذين فإنها فى النصف الأول تتردد بين الدخول والطهر وفى النصف الأخير بين الطهر والخروج و أما إذا لم تذكر شيئا أصلا فهى مترددة فى كل زمان بين الطهر والدخول فحكمه حكم التردد بين الطهر والخروج بلا فرق، (وإن سمعت سجدة فسجدت للحال سقطت عنها و إلا أعادتها بعد عشرة أيام وإن كانت عليها فائتة فقضتها فعليها إعادتها بعد عشرة أيام) من يوم القضاء (قبل أن تزيد) المدة (على خمسة عشر) وهو الصحيح (و) أما حكم الصوم فإنها (لا تفطر فى رمضان أصلا) لاحتمال طهارتها كل يوم (ثم) لها حالات "ذكرهامفصلة فليراجع" (وهذا حكم الإضلال العام) أي إضلال العدد والمكان بحيث

تكون فى كل يوم مترددة بين الحيض والطهر (وما يقربه) أي ما يقرب من العام كإن علمت عدد أيامها لكن أضلت مكانها فى جميع الشهر (وأما الخاص) وهو الإضلال فى المكان فقط كإن علمت عدد أيامها وأضلت مكانها فى بعض الشهر كالعشر الأول منه مثلاً وإلاضلال فى العدد فقط مع العلم بالمكان (فموقوف علىٰ مقدمة) "فذكرها مع الأمثلة فليرا جع ثم ذكربعده الإضلال فى النفاس أيضا فليطالع " ص ٩٩، ١٠٢)

قلت: وهذا هو مذهب الحنفية فى المضلة والعلم به والعمل عسيرجدا لنساء زماننا فرأينا الإفتاء بقول أحمد فيها أولى وأيسر وهوما ذكره ابن قدامة فى المغنى بما نصه: فإن كانت لها أيام نسيتها فإنها تقعد ستاً أو سبعاً فى كل شهر وقوله ستا أو سبعا الظاهر أنه ردها إلى اجتهاد ها ورأيها فيما يغلب علىٰ ظنها أنه أقرب إلى عادتها أو عادة نسائها أو مايكون أشبه بكونه حيضا ذكره القاضى فى بعض المواضع وهل تجلس أيام حيضها من أول كل شهرأو بالتحرى والاجتهاد فيه وجهان أحدهما تجلسه من أول كل شهر إذا كان يحتمل لأن النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لحمنة فتحيضى ستة أيام أوسبعة أيام فى علم اللّٰهُ ثم اغتسلي وصلي أربعاً وعشرين ليلة أو ثلاثا وعشرين ليلة وأيامها فقدم حيضها على الطهر ثم أمرها بالصلوٰة والصوم فى بقيته ولأن المبتدأة تجلس من أول الشهر مع أنه لاعادة لها فكذلک الناسية،

القسم الثالث الناسية لوقتها دون عددها وهذه تتنوع نوعين أحدهما أن لا تعلم لها وقتاً--- أصلا وتعلم أن حيضها خمسة أيام فإنها تجلس خمسة من كل شهر إما من أوله أو بالتحرى على اختلاف الوجهين الخ( ص ٣٤٠، ٣٤٤) وقول الشافعي رَحِمَهُ اللّٰهُ موافق لقول الحنفية فى الباب كما ذكره فى المغنى (ص٣٤١ ج ١) واللّٰهُ تعالى أعلم وعلمه أتم وأحكم،

١٣ذيقعده ١٣٤٧ه (امداد الاحكام ج١/٣٦٨-٣٧٠)

## ایام عادت بھولنے والی حائضہ کا حکم

**سوال:** ایک عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اُس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کے (کتنے) دن خون آیا تھا تو اب اُس عورت کو کتنے روز نماز قضا کرنی چاہیئے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وہ تحرّی یعنی اٹکل کرے یعنی یاد کرے کہ کے دن ماہ سابق میں حیض آیا تھا جو دن غالب گمان سے حیض یاد آئے اتنے دنوں اپنے کو حائضہ سمجھے اور اُس کی نمازیں قضا نہ کرے اور جو دن غالب گمان سے طہر یاد آئے اُسی قدر طاہر سمجھے اور ان کی نمازیں قضا کرے اور جس میں دونوں جانب برابر ہوں احتیاط پر عمل کرے یعنی اُن کی بھی نمازیں قضا کرلے اور آئندہ ماہ میں بھی اگر عادت مظنونہ سے بڑھنے لگے تو بھی نمازوں کے اوقات میں اٹکل پر عمل کرے یعنی اس اٹکل سے جو وقت غالب ظن سے حیض کا معلوم ہو اس میں احکام حیض پر عمل کرے یعنی نماز وغیرہ نہ پڑھے اور جو وقت طہر کا معلوم ہو اُس میں غسل کرکے نماز وغیرہ پڑھے اور جس میں کوئی امر غالب ظن سے سمجھ میں نہ آوے اُس میں احتیاط پر عمل کرے یعنی جس وقت یہ شبہ ہو کہ میں حائِضہ ہوں یعنی ابھی حیض میرا منقطع نہیں ہوا یا طاہرہ ہوں یعنی حیض سابق میرا منقطع ہو گیا تو غسل کرکے نماز پڑھے اور اس صورت میں احتیاط یہ بھی ہے کہ اگلے وقت میں بھی غسل کرکے وقتیہ سے پہلے اس کا اعادہ کرے پھر وقتیہ پڑھے اور جس وقت یہ شبہ ہو کہ میں طاہرہ ہوں یعنی طہارت سابقہ میری مستمر ہے حیض شروع نہیں ہوا یا حائضہ ہوں یعنی حیض شروع ہو گیا تو وضو کرکے نماز پڑھے۔

كذا يفهم من الدرالمختار و ردالمحتار حيث قال: وحاصله أنها تتحرى الخ

(امداد الفتاویٰ ج۱/۴۷-۴۸)

**وضاحت:** لیکن جو عورت ان باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتی ہے اس کو چاہیے کہ ہر مہینہ میں چھ یا سات دن غالب گمان کے ذریعے (اپنے خاندان کی عورتوں کے اعتبار سے) مہینہ کے شروع میں یا جن

دنوں حیض آنے کا گمان ہو ناپاکی کے ایام شمار کرے اور باقی دن پاکی کے شمار کرے اس میں آسانی ہے ناسمجھ عورتوں کے لئے اسی پر فتوی دیا جائے حضرت حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول ﷺ نے اسی طرح بتلایا تھا(١٢٠)

---

(١٢٠)عن حمنة بنت جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت:كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش، فقلت: يا رسول اللَّهِ!إني امرأة أستحاض حيضة كثيرة شديدة فما ترى فيها؟ قد منعتني الصلاة والصوم! فقال:" أنعت لك الكرسف فإنه يذهب الدم ".قالت: هو أكثر من ذلك! قال:" فاتخذي ثوباً "فقالت: هو أكثر من ذلك إنما أثج ثجا قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :" سآمرك بأمرين أيهما فعلت أجزأ عنك من الأخر فإن قويت عليهمافأنت أعلم "فقال لها:" إنما هذه ركضة من ركضات الشيطان، فتحيَّضي ستة أيام أو سبعة أيام في علم اللَّهِ تعالى ذكْره، ثم اغتسلي، حتى إذا رأيت أنك قد طَهُرْتِ واستنقأت فصلِّي ثلاثاً وعشرين ليلة أو أربعاً وعشرين ليلة وأيامَها،وصومي فإن ذلك يجزئك، وكذلك فافعلي كلَّ شهر كما يحضن النساء وكما يطهرن، مِيقاتَ حيضهن وطهرن، فإن قويت على أن تؤخري الظهروتعجلي العصر وتغتسلي وتجمعين بين الصلاتين الظهر والعصر،وتؤخِّرين المغرب وتعجِّلين العشاء، ثم تغتسلين وتجمعين بين الصلاتين فافعلي، وتغتسلين مع الفجر فافعلي، وصومي إن قدرت على ذلك ". قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :" وهذا أعجب الأمرين إليَّ ".(سنن أبي داود رقم ٢٩٣ج٢/ ٦٧)

قال الترمذي: " حديث حسن صحيح ".و قال:" وسألت محمداً [يعني: البخاري] عن هذا الحديث؟ فقال: هو حديث حسن صحيح. وهكذا قال أحمد ". وقال ابن العربي والنووي: " حديث صحيح "

☜

قال ابن عابدين رَحِمَهُ ٱللَّهُ فی رسالته منهل الواردين من بحار الفيض فی أحكام المضلة (بعد ما ذكر مذهب الحنفية) قلت: وهذا هو مذهب الحنفية فی المضلة والعلم به والعمل عسيرجداً لنساء زماننا فرأينا الإفتاء بقول أحمد فيها أولی وأيسر وهو ما ذكره ابن قدامة فی المغنی بما نصه: فإن كانت لها أيام نسيتها فإنها تقعد ستاً أو سبعاً فی كل شهر وقوله ستاً أو سبعاً الظاهر أنه ردها إلی اجتهادها ورأيها فيما يغلب علیٰ ظنها أنه أقرب إلی عادتها أوعادة نسائها أوما يكون أشبه بكونه حيضا ذكره القاضی فی بعض المواضع وهل تجلس أيام حيضها من أول كل شهر أو بالتحری والاجتهاد فيه وجهان: أحدهما تجلسه من أول كل شهر إذا كان يحتمل لأن النبی صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لحمنة فتحيضی ستة أيام أوسبعة أيام فی علم ٱللَّهُ ثم اغتسلی وصلی أربعاً وعشرين ليلة أو ثلاثا وعشرين ليلة وأيامها فقدم حيضها علی الطهر ثم أمرها بالصلوٰة والصوم فی بقيته ولأن المبتدأة تجلس من أول الشهر مع أنه لا عادة لها فكذلک الناسية.(اسی طرح امداد الاحکام ج ۱/ ۳۶۸-۳۷۰ میں ہے)

## طہر متخلل کے بارے میں احناف کے چند اقوال

### پہلا قول

طہر متخلل دو خونوں کے درمیان حیض کے ایام میں (یعنی دس دن) کے اندر حیض کے حکم میں ہے شروع اور آخر کو دیکھا جائے گا۔

مثلاً عورت کو مدۃ حیض (دس دن) کے شروع میں دو دن خون آیا پھر خون بند ہو گیا پھر نویں دن خون

---

وقال الطحاوي رَحِمَهُ ٱللَّهُ: وهذا عندنا منسوخ أو الأمر بالغسل في الصورتين محمول على المعالجة لإزالة قوة الدم وكثرته (مرقاة المفاتيح ٢/ ٥٠٤)

آیا پھر پورے دس دن پر بند ہو گیا تو یہ سارے دن حیض کے شمار ہونگے۔

## اس قول پر طہر متخلل کے مسائل

**سوال:** ایک عورت کو دو دن خون آیا پھر بند ہو گیا پھر چھٹے دن خون آیا پھر بند ہو گیا پھر نویں دن خون آیا اور پورے دسویں دن بھی آیا اس طرح اس کو وقفہ وقفہ سے پورے دس دن تو اس عورت کے حیض کے کتنے دن شمار ہونگے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس عورت کے پورے دس دن حیض کے شمار ہونگے (١٢١)

واللہ تعالی اعلم

في اللباب:(والطهرإذا تخلل بين الدمين في مدة الحيض فهو كالدم الجاري) المتوالي، وهذا إحدى الروايات عن أبي حنيفة، ووجهه أن استيعاب الدم مدة الحيض ليس بشرط بالإجماع؛ فيعتبر أوله وآخره كالنصاب في الزكاة،(اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤)

و قال في الجوهرة النيرة على مختصر القدوري:هذا قول أبي يوسف ووجهه إن استيعاب الدم مدة الحيض ليس بشرط فيعتبر أوله وآخره كالنصاب في الزكاةوفي الفتاوى الفتوى على قول أبي يوسف تسهيلا على النساء. (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري ١/ ٣٢)

(قوله والطهر بين الدمين في المدة حيض ونفاس) يعني أن الطهر المتخلل بين دمين والدمان في مدة الحيض أو في مدة النفاس يكون حيضا في الأول ونفاسا في الثاني. (مراقي الفلاح ص ٦٢)

---

(١٢١)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ:عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩)هذا حديث حسن لتعدد طرقه.

(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنه وعافاه)

وقال في البناية شرح الهداية :م: (قال) القدوري[حكم الطهر المتخلل بين الدمين في مدة الحيض]م: (والطهرإذا تخلل بين الدمين في مدة الحيض فهو) ش: أي الطهر المتخلل بينهما م: (كالدم المتوالي) ش: أي بحكم المتواصل؛ لأنه ليس بطهر معتبر، صورته: مبتدأة رأت يوماً دماً وثمانية طهراً ويوماً دماً فالكل حيض؛ لأن الطهر فاسد فيصير كله دماً، ولورأت يوماً دما وتسعة طهراً ويوما دماً لم يكن شيئاً منها حيضاً، كذا في " المبسوط ".م: (قالرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ) ش: أي قال المصنف م: (هذا) ش: أي هذا المذكور م: (إحدى الروايات عن أبي حنيفة رَضِيَٱللَّهُعَنْهُ)(البناية شرح الهداية ١/ ٦٥٦)

وقال في العناية شرح الهداية :قال (والطهر المتخلل بين الدمين في مدة الحيض)إذا أحاط الدم بطرفي مدة الحيض كان (كالدم المتوالي) في رواية محمد عن أبي حنيفة ووجهه (ما ذكره في الكتاب) أن استيعاب الدم مدة الحيض ليس بشرط (فيعتبر أوله وآخره) والطهر المتخلل بينهما تبع لهما (كالنصاب في باب الزكاة) فإن شرط وجوبها كمال النصاب في طرفي الحول، والنقصان في خلاله لا يضر، مثاله: مبتدأة رأت يوما دما وثمانية طهرا ويوما دما فالعشرة كلها كالدم المتوالى لإحاطة الدم بطرفي العشرة، ولو رأت يوما دما وتسعة طهرا ويوما دما لم يكن شيء منه حيضا (العناية شرح الهداية ١/ ١٧٢)

أقول هذه الرواية أوفق بالحديث وهو اختيار القدوري رَحِمَهُٱللَّهُ تعالى فعن أبي أمامة : عن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَقال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر.

(رقم٧٥٨٦ – المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩)

حسن لتعدد طرقه وهذه الرواية قيست على نصاب الزكاة وهو قياس صحيح أما على رواية(إن الطهرإذا كان أقل من خمسة عشر يوما لا يفصل وهو كله كالدم المتوالى لأنه طهر فاسد فيكون بمنزلة الدم)يكون مدة الحيض أكثر من عشرة أيام فالرواية الأولى أرجح

عندي من الثانية واللّٰہ تعالی أعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

اگر دو خونوں کے درمیان طہر آجائے اور سب خون حیض کی مدت کے اندر ہوں تو حیض ہو گا اس لئے کہ اس کے اول و آخر کا اعتبار ہے اور درمیان کی خشکی کا اعتبار نہیں، اور اگر ایک خون حیض کی مدت سے باہر ہو جائے مثلاً ایک روز خون آیا اور نو دن تک طہر رہا اور پھر ایک روز خون آیا تو حیض نہ ہو گا اس لئے کہ آخر کا خون مدتِ حیض کے اندر نہیں اور اس روایت کے بموجب حیض کی ابتدا اور انتہا طہر سے نہیں ہوئی اور یہ روایت امام محمدؒ کی ہے امام ابو حنیفہؒ سے، پس اگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ طہر اور خون سب حیض ہوں گے برابر ہے کہ اس عورت کو پہلی بار ہی حیض آیا ہو یا عادت مقرر ہو اور اگر دس دن سے زیادہ ہو تو اگر عورت کو اول بار ہی حیض آیا ہے تو دس دن حیض کے سمجھے جائیں گے اور اگر اس کی عادت مقرر ہو تو حیض کی جو مدت معلوم ہے وہ حیض سمجھی جائے گی اور طہر کی جو مدت معلوم ہے وہ طہر سمجھی جائے گی اور ابتدا حیض کی طہر سے جائز ہے اگر اس سے پہلے خون ہو اور اس کا ختم ہونا بھی طہر پر جائز ہے اگر اس کے بعد خون بند ہو۔ (عمدۃ الفقہ ج١/٢٤٣-٢٤٤)

## اگر تین دن کے بعد وقفہ وقفہ سے خون آئے؟

**سوال:** بعض خواتین کو حیض تیسرے دن بند ہو جاتا ہے، اس کے باوجود وہ پاک نہیں ہوتیں، مکمل دس دن کے بعد ہی نہا کر پاک ہوتی ہیں، تو کیا تیسرے دن حیض بند ہونے کے بعد چوتھے روز سے نہا کر پاک نہیں ہو سکتیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر تین دن کے بعد پوری طرح پاکی کی کیفیت حاصل نہیں ہوتی، یا وقفہ کے ساتھ دس روز تک خون آنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے تو یہ پورے دس دن ناپاکی کے سمجھے

جائیں گے۔" وأكثره عشرة بلياليها للنص في عدده وليس الشرط دوامه، فانقطاعه في مدته كنزوله "(١٢٢) (طحطاوی ص:۷۵) (کتاب الفتاوی ج۲/۱۰۸)

## طہر متخلل کا مسئلہ

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے ہر ماہ دس تاریخ سے سولہ تک ماہواری کا لگاتار خون آتا ہے لیکن اس مرتبہ دس گیارہ کو خون آیا پھر چار دن نہیں آیا اس کے بعد مسلسل چار دن خون آیا تو یہ درمیان میں جو دن گزرے ہیں ان میں نمازوں کا کیا حکم ہوگا اور بعد میں جو چار دن خون آیا ہے یہ حیض کا شمار ہوگا یا استحاضہ ہوگا۔ اس مسئلے میں میری رہنمائی فرمائیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** آپ کی ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ معتادہ ہیں آپ کو ہر ماہ چھ دن خون آتا ہے لیکن اس مرتبہ جو دو دن خون آیا اور چار دن نہیں آیا اور پھر چار دن خون آیا تو یہ تمام دن حیض کے شمار ہوں گے کیونکہ جو چار دن بیچ میں خون نہیں آیا یہ طہر متخلل ہے اور جب طہر متخلل پندرہ دن سے کم ہو تو وہ دم جاری کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا یہ تمام دس دن حیض کے شمار ہوں گے جن میں نماز معاف ہے۔

لما فی الهندية(١/ ٣٦ ـ ٣٧): الطهر المتخلل بين الدمين والدماء فی مدة الحيض يكون حيضاً... وروى أبو يوسف عن أبی حنيفة أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من خمسة عشر يوماً لم يفصل وكثير من المتأخرين أفتوا بهذه الرواية لأنها أسهل على المفتی والمستفتی۔

---

(١٢٢)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

وفی الهندية(١/ ٣٧): فإن لم يجاوز العشرة فالطهر والدم كلاهما حيض سواء كانت مبتدأة أو معتادة وإن جاوز العشرة ففی المبتدأة حيضها عشرة أيام وفی المعتادة معروفتها فی الحيض حيض والطهر طهر۔

وفی الهندية(١/ ٣٨): (الأحكام التی يشترک فيها الحيض والنفاس ثمانية) (منها) أن يسقط عن الحائض والنفساء الصلاة فلا تقضی۔

وفی الشامية(١/ ٢٨٥): أما المعتادة فما زاد علی عادتها ويجاوز العشرة فی الحيض والأربعين فی النفاس يكون استحاضة كما أشار إليه بقوله أو علی العادة الخ۔ أما إذا لم يتجاوز الأكثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضا ونفاسا۔

(نجم الفتاوی ج ۲/۱۸۱-۱۸۲)

## دوسرا قول

## (طہر متخلل اگر تین دن سے کم ہو تو طہر شمار نہیں ہو گا)

اور اگر طہر تین دن یا اس سے زیادہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر حیض کے ایام میں (یعنی دس دن) میں پہلے خون اور بعد کے خون کا زمانہ طہر کے زمانہ کے برابر ہے یا دونوں خونوں کا زمانہ غالب ہے اگر ایسا ہے تب بھی دونوں وجہوں میں طہر کا زمانہ حیض ہی شمار ہو گا نہ کہ طہر، اگر طہر متخلل غالب ہے تو وہ حقیقی طہر شمار ہو گا۔

پھر دیکھیں گے کہ اگر دونوں خونوں میں سے کوئی ایک بھی حیض نہیں بن سکتا تو یہ حیض نہیں ہو گا اور اگر دونوں خونوں میں سے ایک حیض بن سکتا ہے چاہے پہلا یا دوسرا تو وہ حیض ہو گا اور اگر پہلا اور دوسرا حیض بن سکتا ہے تو صرف پہلے کو حیض قرار دیں گے اور دوسرا استحاضہ ہو گا۔

# اس قول پر طہر متخلل کے مسائل

**سوال:** ایک عورت منیٰ جانے کے بعد پاک ہوئی پاک ہونے سے پہلے اس کو چار دن حیض آیا تھا پھر ذی الحجہ کی ١٦ تاریخ تک ٧ دن پاک رہی۔ اسی دوران اس نے طواف، سعی اور نمازیں سب کچھ ادا کیا ١٦ تاریخ سے پھر خون شروع ہوا جو تین دن رہا، سوال یہ ہے کہ امام محمدؒ کے مسلک کے مطابق اس عورت کے کتنے دن طہارت اور کتنے دن حیض کے شمار ہوں گے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** رد المحتار میں ہے:

قول محمد أن الشرط أن يكون الطهرمثل الدمين أو أقل فى مدة الحيض،فلوكان أكثر فصل،لكن ينظرإن كان فى كل من الجانبين مايمكن أن يجعل حيضاً فالسابق حيض ولو فى أحدهما فهوالحيض والآخراستحاضة وإلا فالكل استحاضة ...ولورأت ثلاثة دماً وخمسة طهراً ويوماً دما فالثلاثة حيض لغلبة الطهرفصارفاصلاً الخ وقد صحح قول محمد فى المبسوط والمحيط وعليه الفتوىٰ -(رد المحتار١/ ٢٩٠)

بحر میں ہے:

وقال محمد الطهرالمتخلل إن نقص عن ثلاثة أيام ولوبساعة لايفصل اعتباراً بالحيض فإن كان ثلاثة فصاعداً فإن كان مثل الدمين أو أقل فكذلک تغليباً للمحرمات لأن اعتبار الدم يوجب حرمتها واعتبارالطهر يوجب حلها فغلب الحرام الحلال وإن كان أكثرفصل ، ثم ينظرإن كان فى أحد الجانبين مايمكن أن يجعل حيضا فهوحيض والآخر استحاضة وإن لم يمكن فالكل استحاضة ، ولا يمكن كون كل من المحتوشين حيضاً لأن الطهرحينئذٍ أقل من الدمين إلا إذا زاد على العشرة فيجعل الأول حيضاً لسبقه لاالثانى.

(البحر الرائق ١/ ٢٠٦)

بدائع الصنائع میں ہے:

واختارمحمد لنفسه فی کتاب الحیض مذهباً فقال الطهرالمتخلل بین الدمین إذا کان أقل من ثلاثة أیام لایعتبرفاصلاًو إن کان أکثرمن الدمین ویکون بمنزلةالدم المتوالی وإذاکان ثلاثةأیام فصاعداً فهوطهرکثیرفیعتبرلکن ینظربعد ذلک إن کان الطهرمثل الدمین أوأقل من الدمین فی العشرة لایکون فاصلاً و إن أکثرمن الدمین یکون فاصلاً ثم ینظر إن أمکن أن یجعل أحدهما حیضاً جعل و إن أمکن أن یجعل کل واحد منهما یجعل أسرعهما حیضاً-(بدائع الصنائع ١/ ٤٤)

شرح الوقایہ میں ہے:

وعند محمد یشترط مع هذا کون الطهر مساویا للدمین أو أقل ثم إذا صار دما عنده فإن وجد فی عشرة هوفیها طهرأخر یغلب الدمین المحیطین به لکن یصیرمغلوباً أن عد ذلک الدم الحکمی دماً فإنه یعد دماً حتی یجعل الطهرالاخرحیضاً أیضاً، وقد ذکر إن کثیراً من المتقدمین والمتأخرین أفتوا بقول محمد (شرح الوقایة ١/ ١١١)

خلاصہ: مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ کا مسلک واضح ہے کہ ان کے نزدیک طہر متخلل اگر تین دن سے کم ہو تو طہر شمار نہیں ہو گا۔

اور اگر طہر تین دن یا اس سے زیادہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر حیض کے ایام میں (یعنی دس دن) میں پہلے خون اور بعد کے خون کا زمانہ طہر کے زمانہ کے برابر ہے یا دونوں خونوں کا زمانہ غالب ہے اگر ایسا ہے تب بھی دونوں وجہوں میں طہر کا زمانہ حیض ہی شمار ہو گا نہ کہ طہر، اگر طہر متخلل غالب ہے تو وہ حقیقی طہر شمار ہو گا۔

پھر دیکھیں گے کہ اگر دونوں خونوں میں سے کوئی ایک بھی حیض نہیں بن سکتا تو یہ حیض نہیں ہو گا اور

اگر دونوں خونوں میں سے ایک حیض بن سکتا ہے چاہے پہلا یا دوسرا تو وہ حیض ہو گا اور اگر پہلا اور دوسرا حیض بن سکتا ہے تو صرف پہلے کو حیض قرار دیں گے اور دوسرا استحاضہ ہو گا۔

اب صورت مسئولہ میں دونوں خون چار دن (اول) اور تین دن (اخر) حیض بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو أسرعهما یعنی پہلا خون حیض قرار دیا جائے گا اگرچہ دونوں خونوں کا زمانہ طہر کے زمانہ کے برابر ہے لیکن ایام حیض میں ہیں تو چار دن حیض ہو گا اور سات دن طہر کے ہوں گے اور آخری تین دن کا خون استحاضہ ہو گا مذکورہ عورت کے لئے یہ مسلک آسان ہے اسی پر فتویٰ ہونا چاہئے اور علامہ سرخسیؒ نے اسی پر فتوی دیا ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریا ج ۱/ ۵۲۴-۵۲۶)

**سوال:** ایک عورت کو دو دن خون آیا پھر دس دن تک خون بند رہا پھر گیارہویں دن خون دوبارہ آیا تو اس کو دم مسلسل شمار کرتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے۔إذا كان أقل من خمسة عشر يوماً لا يفصل وهو كله كالدم المتوالي لأنه طهر فاسد۔ بعض دفعہ حج اور رمضان میں عورتوں کو یہ صورت پیش آتی ہے جس کی وجہ سے بہت کلفت اور مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس کا کوئی حل فقہ کی کتابوں میں ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورتِ مسئولہ میں امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو دن استحاضہ ہے، دس دن طہر کے ہیں اور اس کے بعد جو خون آیا اگر وہ تین دن جاری رہا تو حیض ہے اور اگر تین دن سے کم ہو تو استحاضہ ہے، بعض فقہاء نے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتوی دیا ہے۔

وفی الوجیز: "الفتوی علی قول محمد" صوم اور حج کی مشکلات کی وجہ سے امام محمد کے قول پر فتوی دے سکتے ہیں۔

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی روایت میں جو انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لی ہے اس میں یہ مذکور ہے: جب دو خونوں کے درمیان تین دن کا طہر حائل ہو جائے تو وہ طہر ہی کہلائے گا ان کے

نزدیک خون کے ایام کا غالب ہونا یا مساوات بھی ضروری نہیں۔کما فی شرح النقایة للملاعلی قاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ:وقد روی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ أن الطهر المتخلل بین الدمین إذاکان دون ثلثة أیام لایصیر فاصلاً(شرح نقایة ١/ ٨٣)

اور شامی رحمہ اللہ نے الوان حیض میں لکھا ہے کہ آسانی کے لئے مذکورہ اقوال میں سے کسی بھی قول پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ وفی المعراج عن فخر الأئمه: لو أفتی مفتٍ بشیء من هذه الأقول فی مواضع الضرورة طلباً للتیسیر کان حسناً-(شامی ١/ ٢٨٩)

لہذا میرے خیال میں حسن بن زیادؒ کے قول کے بارے میں بھی مفتی حضرات کو سوچنا چاہئے۔

واللہ اعلم (فتاوی دار العلوم زکریا ج١/٥٢٦-٥٢٧)

**سوال:** کسی عورت کو تین دن حیض آیا پھر چار دن پاک رہی پھر خون شروع ہوا تین دن تک معلوم یہ کرنا ہے کہ امام محمد کے نزدیک اس عورت کے کتنے دن طہر کے ہیں اور کتنے حیض کے ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس مسئلہ میں اگر دونوں حیضوں (دونوں خونوں کی مدت کو ملایا جائے تو کل چھ دن بنتے ہیں اور طہر کے چار دن کو ملانے سے کل دس دن ہوئے، اس طرح امام محمد مسلک کے مطابق دونوں شرطیں پائی گئیں وہ شرطیں یہ ہیں۔ اگر طہر کا زمانہ حیض کے زمانہ سے کم ہو اور مدت حیض بھی ہو تو طہر متخلل کو حیض شمار کریں گے چنانچہ مسئولہ صورت میں دس دن حیض کے شمار ہوں گے۔ واللہ اعلم (فتاوی دار العلوم زکریا ج١/٥٣٣)

## تیسرا قول

(جب دو خونوں کے درمیان تین دن کا طہر حائل ہو جائے تو وہ طہر ہی کہلائے گا حیض کی مدت (دس دن) میں ان کے نزدیک خون کے ایام کا غالب ہونا یا مساوات بھی ضروری نہیں)

## اس قول پر طہر متخلل کا مسئلہ

امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ کی روایت میں جو انھوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لی ہے اس میں یہ مذکور ہے: جب دو خونوں کے درمیان تین دن کا طہر حائل ہو جائے تو وہ طہر ہی کہلائے گا ان کے نزدیک خون کے ایام کا غالب ہونا یا مساوات بھی ضروری نہیں۔کما فی شرح النقایة للملاعلی قاری رَحِمَهُ ٱللَّهُ:وقد روی الحسن بن زیاد عن أبی حنیفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ أن الطهرالمتخلل بین الدمین إذا کان دون ثلثة أیام لایصیرفاصلاً(شرح نقایة ١/ ٨٣)

(فتاوی دارالعلوم زکریا ج١/ ٥٣٣)

## چوتھا قول

## (طہر متخلل پندرہ دن سے کم ہو تو وہ دم جاری کے حکم میں ہوتا ہے)

**مسئلہ:** اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں، وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آجائے تب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے حیض کے جتنے دن ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن درمیان میں گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ استحاضہ تھا، سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھے۔(بہشتی زیور ١/٢٠٩-٢١٠)

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

اور امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ اگر دو خونوں کے درمیان میں طہر آجائے تو اگر وہ پندرہ روز سے کم ہے تو ان کو جدا نہیں کرے گا اور اکثر متاخیرین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے اس لئے کہ اس میں فتویٰ پوچھنے اور فتویٰ دینے والے دونوں پر آسانی ہے اور اس پر فتویٰ دیا جاتا ہے اگر

پندرہ روز یا اس سے زیادہ کا طہر ہو تو ان دونوں خونوں کو جدا کرنے والا سمجھا جائے گا، پس ان دونوں میں سے ہر ایک کو یا صرف ایک کو حیض سمجھیں گے جس طرح ممکن ہو گا۔

(عمدۃ الفقہ ج١/٢٤٣-٢٤٤)

## ان مذکورہ اقول میں سے کونسے قول پر فتوی دیا جائے گا؟

شامی رحمہ اللہ نے الوان حیض میں لکھا ہے کہ آسانی کے لئے مذکورہ اقوال میں سے کسی بھی قول پر فتویٰ دے سکتے ہیں۔ وفی المعراج عن فخر الأئمه:لو أفتى مفتٍ بشيء من هذه الأقوال فی مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً-(شامی١/ ٢٨٩)

(فتاوی دار العلوم زکریا ج١/٥٢٦-٥٢٧)

# احکام حیض

## حیض سے پاکی کب شمار ہوتی ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حیض ونفاس سے عورتیں کب پاک ہوتی ہیں، وہ کب سے نماز روزہ اور حقوق زوجیت کے قابل ہوتی ہیں؟ خاص طور پر وہ عورتیں جن کے ہاں بچے کی ولادت ہوتی ہے، وہ کب سے نماز روزہ شروع کریں گی؟ عام رواج کے اعتبار سے چالیس دن تک ایسی عورتیں ناپاک شمار ہوتی ہیں۔ نیز ان ایام کے روزے اور نمازیں قضاء ہوں گی، یا معاف ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مطلع فرمائیں۔

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** صورت مسئولہ میں حیض کا حکم یہ ہے کہ جب عورت کی ماہواری رک جائے، یا دس دن پورے ہو جائیں تو عورت پاک ہو جاتی ہے، اور اس پر نماز وروزہ کی ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔ اور حقوق زوجیت کے قابل ہونے کیلئے دیکھا جائے گا کہ اگر ماہواری دس دن سے

پہلے ختم ہو گئی تھی تو عورت غسل کرلے(١٢٣) یا ایک نماز کا وقت گزر جائے(١٢٤)،اور اگر ماہواری دس دن تک رہے تو خون کے بند ہوتے ہی حقوق زوجیت ادا کر سکتی ہے،البتہ بہتر یہ ہے کہ پہلے غسل کرلیا جائے۔(١٢٥)

---

(١٢٣)" لقوله تعَالَىٰ:﴿ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ البقرة: ٢٢٢ عملابقراءة التشديد فالمراد حتى يغتسلن وفيه الاحتياط من الوقوع في المحظور وهو الوقاع في الحيض

(١٢٤)وجوب الصلاة في ذمتها دليل على طهارتهاحكماً فيجوز وطؤها

(١٢٥)"وإذا انقطع الدم لأكثر الحيض والنفاس حل الوطء بلا غسل" لقوله تعالى { وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ } بتخفيف الطاء فإنه جعل الطهر غاية للحرمة ويستحب أن لا يطأها حتى تغتسل لقراءة التشديد خروجا من الخلاف والنفاس كالحيض (مراقي الفلاح ص: ٦٢)

(قوله وإذا انقطع دم الحيض) حاصله إما أن يقطع لتمام العشرة، أو دونها لتمام العادة، أو دونها. ففي الأول يحل وطؤها بمجرد الانقطاع، وفي الثالث لا يقربها وإن اغتسلت ما لم تمض عادتها، وفي الثاني إن اغتسلت أو مضى عليها وقت صلاة يعني خرج وقت الصلاة حتى صارت دينا في ذمتها حل وإلا لا، وعلى هذا التفصيل انقطاع النفاس إن كان لها عادة فيها فانقطع دونها لا يقربها حتى تمضي عادتها بالشرط، أو لتمامها حل إذا خرج الوقت الذي طهرت فيه، أو لتمام الأربعين حل مطلقا. وجه الأول أن في الآية قراءتين يطهرن يطهرن بالتخفيف والتشديد، ومؤدى الأولى انتهاء الحرمة العارضة على الحل بالانقطاع مطلقا، وإذا انتهت الحرمة العارضة على الحل حلت بالضرورة.ومؤدى الثانية عدم انتهائها عنده بل بعد الاغتسال فوجب الجمع ما أمكن. فحملنا الأولى على الانقطاع لأكثر المدة، والثانية عليه لتمام العادة التي ليست أكثر مدة الحيض، وهو المناسب لأن في توقيف قربانها في الانقطاع للأكثر على الغسل إنزالها حائضا حكما ☜

وفى الهندية (١/ ٣٨): (منها) ... أن يسقط عن الحائض والنفساء الصلاة فلاتقضى هكذا فى الكفاية ... (ومنها) أن يحرم عليهما الصوم فتقضيانه هكذا فى الكفاية۔

وفى الدرالمختار (١/ ٢٩٤،٢٩٥): (ويحل وطؤها إذا انقطع حيضها لأكثره) بلا غسل وجوباً بل ندباً (وإن)انقطع لدون أقله تتوضأ وتصلى فى آخرالوقت و إن (لأقله) فإن لدون عادتها لم يحل، وتغتسل وتصلى وتصوم احتياطا و إن لعادتها فان كتابية حل فى الحال وإلا (لا)يحل(حتى تغتسل)(أو يمضى عليها زمن يسع الغسل )ولبس الثياب (والتحريمة )يعنى من آخر وقت الصلاة

---

وهو مناف لحكم الشرع عليها بوجوب الصلاة المستلزم إنزاله إياها طاهرة قطعا، بخلاف تمام العادة فإن الشرع لم يقطع عليها بالطهر بل يجوز الحيض بعده، ولذا لو زادت ولم يجاوز العشرة كان الكل حيضا بالاتفاق على ما نحققه. بقي أن مقتضى الثانية ثبوت الحرمة قبل الغسل فرفع الحرمة قبله بخروج الوقت معارضة للنص بالمعنى. والجواب أن القراءة الثانية خص منها صورة الانقطاع للعشرة بقراءة التخفيف فجاز أن تخص ثانيا بالمعنى، وعلم مما ذكرنا أن المراد بأدنى وقت الصلاة أدناه الواقع آخرا: أعني أن تطهر في وقت منه إلى خروجه قدر الاغتسال والتحريم لا أعم من هذا ومن أن تطهر في أوله ويمضي منه هذا المقدار لأن هذا لا ينزلها طاهرة شرعا كما رأيت بعضهم يغلظ فيه: أي يرى أن تعليلهم بأن تلك الصلاة صارت دينا في ذمتها وذلك بخروج الوقت ولذا لم يذكر غير واحد لفظة أدنى.وعبارة الكافي أو تصير الصلاة دينا في ذمتها بمضي أدنى وقت صلاة بقدر الغسل والتحريمة بأن انقطعت في آخر الوقت. وجه الثالث ظاهر من الكتاب غير أنه خلاف إنهاء الحرمة بالغسل الثابت بقراءة التشديد فهو مخرج منه بالإجماع(فتح القدير١/ ٧٤)

وفی الشامیة (صـ٢٩٤)(إذا انقطع حیضها لأکثره) مثله النفاس(نجم الفتاوی ج٢/١٩١-١٩٢)

## خون بند ہونے پر نماز اور روزہ فرض ہونے کی تفصیل

حیض کا حکم یہ ہے کہ تین دن گزرنے سے پہلے تو خون دیکھ کر نماز روزہ چھوڑ دے(١٢٦) اور جب تک خون جاری رہے چھوڑے رکھے، اور اگر کسی وقت خون بند ہو جائے تو وقت مستحب کے اخیر کا انتظار کرے(١٢٧)، اگر اس وقت خون جاری ہو جائے تو نماز روزہ چھوڑے رکھے، اور اس وقت تک بند رہے تو وضو کر کے نماز پڑھے غسل واجب نہیں،(١٢٨) اور رات کو بند ہو اور صبح کے قریب تک بند رہے تو روزہ کی نیت رمضان میں کرنا واجب ہے(١٢٩) اور دن میں بند ہو اور کسی نماز کے اخیر وقت تک بند رہے تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے،(١٣٠) اور حیض شروع ہونے سے تین دن گزرنے کے بعد حکم یہ ہے کہ خون دیکھنے سے تو نماز وغیرہ چھوڑ دے، اور جب تک جاری رہے

---

(١٢٦)" لاحتمال کونها دم حیض.

(١٢٧)" لاحتمال عود الدم.

(١٢٨)لکونها دم استحاضة وقد انقطع دون ثلاثة أیام ولیالیها وفي الحدیث أقل الحیض ثلاث أکثره عشرة هذا حدیث حسن لتعدد طرقه(أخرجه الطبراني في الکبیر٨/ ١٢٩ رقم الحدیث ٨٦)

(١٢٩)"لأنها طهرت قبل طلوع الفجرفوجب علیهاأن تصلي وتصوم(مرتب جامع الفتاوی)

(١٣٠)یستنبط هذا الحکم من حدیث محمد بن صیفيرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللهصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یوم عاشوراء: «أمنکم أحد أکل الیوم؟» فقالوا: منا من صام، ومنا من لم یصم، قال: «فأتموا بقیة یومکم، وابعثوا إلى أهل العروض، فلیتموا بقیة یومهم»(سنن النسائي رقم ٢٣٢٠ ج٤/ ١٩٢في باب إذا طهرت الحائض أو قدم المسافر في رمضان هل یصوم بقیة یومه)حدیث صحیح.

چھوڑے رکھے اور جب بند ہو نماز شروع کر دے جیسا اوپر حکم تھا، البتہ یہ دیکھنا چاہیے کہ عادت سابقہ سے پہلے بند ہوا ہے یا عادت کے بعد، اخیر وقت سے اگر پہلے بند ہوا ہے تو غسل و نماز میں آخر وقت مستحب کا انتظار واجب ہے، اور بعد عادت کے بند ہوا ہے تو اس کا انتظار مستحب ہے، واجب نہیں، دس روز تک تو یہی حکم ہے اور اگر دس دن سے زائد خون آیا تو ایام عادت سابقہ کے بعد جتنے دن کی نماز بوجہ خون آنے کے نہیں پڑھی، ان کی قضا واجب ہے حیض کے دن وہی سمجھے جائیں گے جو عادت کے ایام ہیں، یہ حکم تو نماز روزہ کا ہے، اور شوہر سے مقاربت کا یہ حکم ہے کہ نفاس کے چالیس دن سے کم میں اور حیض کے دس دن سے کم میں اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو یا عادت کے بعد جب تو عورت کے غسل کر لینے یا بحالت عذر تیمم کر لینے یا ایک نماز کے وقت گزر جانے کے بعد مقاربت جائز ہے، اور عادت سے پہلے بند ہوا ہے تو جب تک ایام عادت پورے نہ ہوں مقاربت جائز نہیں، (١٣١) گو عورت غسل کر کے نماز پڑھنے لگی ہو، کیونکہ نماز روزہ کا حکم الگ ہے، اور مقاربت کا حکم الگ

---

(١٣١) قَالَ تَعَالَى: وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ البقرة: ٢٢٢

وقد اتفق العلماء على أن المرأة إذا انقطع حيضها لا تحل حتى تغتسل بالماء أو تتيمم، إن تعذر ذلك عليها بشرطه، [إلا يحيى بن بكير من المالكية وهو أحد شيوخ البخاري، فإنه ذهب إلى إباحة وطء المرأة بمجرد انقطاع دم الحيض، ومنهم من ينقله عن ابن عبد الحكم أيضا، وقد حكاه القرطبي عن مجاهد وعكرمة عن طاوس كما تقدم] . إلا أن أبا حنيفة، رَحِمَهُ ٱللَّهُ، يقول فيما إذا انقطع دمها لأكثر الحيض، وهو عشرة أيام عنده: إنها تحل بمجرد الانقطاع ولا تفتقر إلى غسل [ولا يصح لأقل من ذلك المزيد في حلها من الغسل ويدخل عليها وقت صلاة إلا أن تكون دمثة، فيدخل بمجرد انقطاعه] وٱللَّهُ أعلم.وقال ابن عباس: {حتى يطهرن} أي: من الدم ☜

ہے اور حیض ونفاس دونوں میں پانی کے آنے کا حکم یہ ہے کہ گدلا پانی تو حیض ونفاس نہیں، بلکہ اس کو خون کا بند ہونا سمجھا جائے گا، اور جس عورت پر نماز کے لیے غسل واجب ہو مگر وہ بوجہ مرض وضعف کے غسل پر قادر نہ ہو تو اس کو غسل کی طرف سے تیمم کرنا جائز ہے(۱۳۲) واللہ تعالیٰ اعلم

**تتمہ: پانی کا رنگ وہ معتبر ہے جو تازہ آمد کے وقت ہو، پس اگر تازہ آمد کے وقت پانی صاف تھا، بعد**

---

{فإذا تطهرن} أي: بالماء. وكذا قال مجاهد، وعكرمة، والحسن، ومقاتل بن حيان، والليث بن سعد، وغيرهم. (تفسير ابن كثير ١/ ٥٨٨)

(١٣٢) قَالَ تَعَالَىٰ: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡرَبُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمۡ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعۡلَمُواْ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغۡتَسِلُواْۚ وَإِن كُنتُم مَّرۡضَىٰٓ أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوۡ جَآءَ أَحَدٞ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ أَوۡ لَٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا فَٱمۡسَحُواْ بِوُجُوهِكُمۡ وَأَيۡدِيكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوّٗا غَفُورٗا ﴿٤٣﴾
(النساء: ٤٣)

وأخرج الطبراني عن الأسلع رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال كنت أخدم النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأرحل له فقال لى ذات يوم يا أسلع قم فارحل فقلت يا رسول اللّٰه أصابتني جنابة وكذا روى ابن مردوية بلفظ أصابتني جنابة فى ليلة باردة فخشيت إن اغتسل بالماء البارد فاموت أوأمرض فأتاه جبرئيل بآية الصعيد فأرانى التيمم ضربة للوجه وضربة لليدين إلى المرفقين فقمت فيتممت ثم رحلت وكذا اخرج الفريابي وابن المنذر وابن أبى حاتم عن على عليه السّلام قال هذه الأية قوله وَلا جُنُباً فى المسافر تصيبه الجنابة فيتيمم انتهى وسنذكر فى سورة المائدة إن شاء اللّٰه تعالى أنّ أوّل آية نزلت لرخصة التيمم آية المائدة وهى أسبق من هذه ولعل نزول هذه الآية لرخصة التيمم لمن خشى المرض أو الموت باستعمال الماء البارد فى ليلة باردة كما يدل عليه حديث الأسلع واللّٰه أعلم.

(التفسير المظهري ٢/ ١١٣)

میں کپڑے پر لگ کر رنگ میں گدلا پن آگیا تو یہ عورت حیض ونفاس سے پاک ہو گی، بعد کے تغیر کا اعتبار نہیں۔صرح به فی منهل الواردین فی المقدمة

اگر حیض دس دن پورے ہونے اور نفاس چالیس دن(١٣٣) پورے ہونے پر بند ہو تو بدون انتظار غسل وغیرہ کے مقاربت جائز ہے،صرح به الفقهاء فی کتبهم

اگر حیض دس دن پر اور نفاس چالیس دن پر بند ہو گیا، اور بندش کے بعد ایک دو دن کے وقفہ سے پھر جاری ہو گیا تو یہ وقفہ بھی بحکم جریان دم کے ہے، پس یوں سمجھا جائے گا کہ حیض دس دن سے زیادہ آیا اور نفاس چالیس دن سے زیادہ آیا، اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس عورت کی عادت حیض ونفاس میں پہلے سے معلوم ہے تو ایام عادت حیض ونفاس ہیں اور عادت سے زیادہ جتنے ایام ہیں وہ سب استحاضہ ہیں، پس عادت سے زائد ایام میں اگر کسی دن میں بوجہ خون آنے کے نماز نہ پڑھی ہو تو اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر دس دن حیض کے اور چالیس دن نفاس کے بعد پندرہ دن خون بند رہے تو اب اس وقفہ کو بحکم جریان دم شمار نہ کیا جائے گا بلکہ یہ دوسرا خون شمار ہو گا، پس اگر وہ حیض بن سکے مثلاً تین دن کامل خون آیا(١٣٤) تو اس کو دوسرا حیض شمار کیا جائے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم

---

(١٣٣)عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كانت النفساء على عهد رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تقعد بعد نفاسها أربعين يوما أو أربعين ليلة وكنا نطلي على وجوهنا الورس تعني من الكلف»

(سنن أبي داود رقم ٣١١ج١/ ٨٣)حديث حسن صحيح.

(١٣٤)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩)حسن لتعدد طرقه

نقول: قد شهد لمذهبنا عدة أحاديث من عدد من الصحابة من طرق مختلفة كثيرة [يشد] بعضها ☜

ففی الرسالة المذکورة لوعادالدم بطل الحکم بطهارتها کأنها لم تطهر قال فی التتارخانیة وهذا إذا عاد فی العشرة ولم یتجاوزها وطهرت بعد ذلک خمسة عشر یوماً فلوتجاوزها أو نقص الطهر عن ذٰلک فالعشرة حیض لو مبتدأة و إلا فأیام عادتها أه(ص۹۳)

(امداد الاحکام ج۱/۳٦۷-۳٦۸)

## دم حیض اگر دس روز سے بڑھ جائے تو نماز کا حکم

**سوال:** اگر حیض کا خون دس دن سے بڑھ گیا اور گذشتہ حیض کی مدت یاد نہیں مگر یہ یاد ہے کہ پہلے زمانہ میں اول ماہ یا وسط یا اخر میں حیض آتا تھا، ابتداء یا کچھ تفکر کرنے سے، اور عورت پہلے حیض کی مدت خوب سوچنے سے اندازہ کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی ہے تو ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** عورت اگر پہلے حیض کی مدت یا وقت بھول جائے تو غلبہ ظن اور تحرّی سے جس بات کو ترجیح ہو اس پر عمل کر سکتی ہے، اور اگر غلبۂ ظن بھی کسی طرف نہ ہو تو صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اس کا حیض تین دن مانا جائے گا(۱۳۵)، باقی جتنے دن اس کو خون آیا ان دنوں کی نماز اس کے ذمہ واجب ہے لیکن سات دن کی نمازیں اس مدت دم کی اس طرح ادا کی جائیں کہ

---

بعضاً، وإن کان کل واحد ضعیفاً، لکن یحدث عند الاجتماع ما لا یحدث عند الانفراد، علی أن بعض طرقها صحیحة، وذلك یکفي للاحتجاج خصوصاً في المقدرات، والعمل به أولی من العمل بالبلاغات، والحکایات المرویة عن نساء مجهولة، ولا یجوز ترك الحجة بغیر الحجة

(مرتب جامع الفتاوی)

(۱۳۵)لأنها أیام حیض بالیقین فإن أقل الحیض ثلاث کماتقدم دلیل ذلك.

ہر نماز کے وقت غسل کیا جائے،(١٣٦) سات دن کے بعد اور ایام کی نماز میں صرف وضو جدید کرے ،(١٣٧) اور اگر دس دن گزر جانے کے بعد قضا کرے تو ہر نماز کے لیے غسل لازم نہ ہو گا،(١٣٨)

---

(١٣٦) لاحتمال كونها خرجت من الحيض ودخلت في الطهر لذا تغتسل لكل صلاة.

(١٣٧)عن عمه عمران بن طلحة عن أمه حمنة بنت جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش، فقلت: يا رسول الله إني أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما تأمرني فيها، فقد منعتني الصيام والصلاة؟ قال: أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم قالت: هو أكثر من ذلك، قال: فتلجمي قالت: هو أكثر من ذلك، قال: فاتخذي ثوبا قالت: هو أكثر من ذلك، إنما أثج ثجا، فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سآمرك بأمرين: أيهما صنعت أجزأ عنك، فإن قويت عليهما فأنت أعلم فقال: إنما هي ركضة من الشيطان، فتحيضي ستة أيام أو سبعة أيام في علم الله، ثم اغتسلي فإذا رأيت أنك قد طهرت واستنقأت فصلي أربعا وعشرين ليلة، أو ثلاثا وعشرين ليلة وأيامها، وصومي وصلي، فإن ذلك يجزئك، وكذلك فافعلي، كما تحيض النساء وكما يطهرن، لميقات حيضهن وطهرهن، فإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجلي العصر، **ثم تغتسلين حين تطهرين**، وتصلين الظهر والعصر جميعا، ثم تؤخرين المغرب، وتعجلين العشاء، **ثم تغتسلين**، وتجمعين بين الصلاتين، فافعلي، وتغتسلين مع الصبح وتصلين، وكذلك فافعلي، وصومي إن قويت على ذلك فقال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وهو أعجب الأمرين إلي.هذا حديث حسن صحيح.(ترمذي١/ ١٨٩)

(١٣٨)لأنها طاهرة بعد العشر بيقين ولعدم احتمال كونها خرجت من الحيض ودخلت في الطهر

صرف اول نماز کے لیے غسل کرے باقی کے لیے وضو،(١٣٩) واللہ اعلم (امداد الاحکام ج ١/ ٣٦٢)

اور احسن الفتاوی میں ہے:

**سوال:** عورت کی ماہواری کا خون نماز کے آخر وقت میں بند ہوا تو اس پر یہ نماز فرض ہونے کی کیا شرط ہے۔ نیز رمضان میں بالکل آخر شب میں خون بند ہوا تو اس دن کا روزہ فرض ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر دس روز سے کم خون کی عادت ہے تو نماز فرض ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ خون بند ہونے کے بعد نماز کا وقت ختم ہونے سے قبل(١٤٠) پھرتی سے غسل کا فرض ادا کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے اگرچہ غسل کی سنتیں ادا کرنے کا وقت نہ ہو(١٤١)

---

(١٣٩)لأن الطاهرة تتوضأ لكل صلاة.(مرتب جامع الفتاوى)

(١٤٠)لأنه لا يحكم بطهارتها إلابعد الغسل لاحتمال عود الدم وقدأدركت وقتاًيسع فيه الغسل والتحريمة عملاً بقراءة التشديدفي قوله تَعَالَىٰ: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢.فقد قرأ «شعبة، وحمزة، والكسائي، وخلف العاشر» «يطهرن» بفتح الطاء، والهاء، مع التشديد فيهما، مضارع «تطهر» اي اغتسل، والأصل «يتطهرون» فأدغمت التاء في الطاء.

وعن الحسن، في «الحائض تصلي الصلاة التي طهرت في وقتها»(سنن الدارمي رقم ٩٢٣ ج١/ ٦٤٥) إسناده صحيح و عن الحسن أيضاً قال: «إذا طهرت المرأة في وقت صلاة فلم تغتسل، وهي قادرة على أن تغتسل، قضت تلك الصلاة»

(سنن الدارمي رقم ٩٠٩ ج١/ ٦٤١)إسناده صحيح إلى الحسن .

(١٤١)لأنه يثبت بالغسل الفرض رجحان جانب الطهارةعملاًبقراءة التشديد في

☜

اور پورے دس روز خون آتا ہو تو اگر وقت ختم ہونے سے صرف اتنی دیر پہلے دس روز پورے ہو گئے جس میں بدون غسل کئے صرف تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو یہ نماز فرض ہو گئی اس کی قضاء کرے،(١٤٢) روزے کا حکم یہ ہے کہ پہلی صورت میں صبح صادق سے قبل فرض غسل کا وقت پالیا اور دوسری

---

قوله تَعَالَىٰ: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢.فقد قرأ «شعبة، وحمزة، والكسائي، وخَلَفَ العاشر» «يَطَّهَّرْنَ» بفتح الطاء، والهاء، مع التشديد فيهما، مضارع «تطهر» اي اغتسل، والأصل «يتطهرون» فأدغمت التاء في الطاء.

وقرأ الباقون «يطهرن» بسكون الطاء، وضم الهاء مخففة، مضارع «طهر» يقال طهرت المرأة اذا شفيت من الحيض.( أي انقطع حيضها) (القراءات وأثرها في علوم العربية ١/ ٣٨)

(١٤٢)لأنه يحكم بطهارتهابمجرد انقطاع الدم عنها لأنه لا مزيد للحيض على عشرة أيام لحديث أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال:أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر،

أخرجه الطبراني في المعجم الكبير( برقم ٧٠٧٦ ،٨/ ١٢٩)

قال في البحر الرائق :

واعلم أن مدة الاغتسال معتبرة من الحيض في الانقطاع لأقل من العشرة، وإن كان تمام عادتها بخلاف الانقطاع للعشرة حتى لو طهرت في الأولى والباقي قدر الغسل والتحريمة فعليها قضاء تلك الصلاة ولو طهرت في الثانية يشترط أن يكون الباقي قدر التحريمة فقط وفي المجتبى والصحيح أنه يعتبر مع الغسل لبس الثياب وهكذا جواب صومها إذا طهرت قبل الفجر لكن الأصح أن لا تعتبر التحريمة في حق الصوم ثم قال: قال مشايخنا زمان الغسل من الطهر في حق صاحبة العشرة ومن الحيض فيما دونها.( البحر الرائق ١/ ٢١٥)

صورت میں صرف تکبیر تحریمہ کاوقت پالیاتواس دن کاروزہ صحیح ہو گاورنہ نہیں۔(١٤٣)

قال فی شرح التنویر و یمضی علیها زمن یسع الغسل و لبس الثیاب و التحریمة یعنی من آخر وقت الصلوة لتعلیلهم بوجوبها فی ذمتها (إلی قوله ) وهل تعتبر التحریمة فی الصوم؟ الأصح لا،وهی من الطهر مطلقا و کذا الغسل لو لأکثره وإلا فمن الحیض فتقضی إن بقی بعدر الغسل و التحریمة و لو لعشرة فقدر التحریمة فقط لئلا تزید أیامه علی عشرة فلیحفظ ، و فی الشامیة ( قوله یسع الغسل ) أي مع مقدماته کالاستقاء و خلع الثوب والتستر عن الأعین، و فی شرح البزودوی و لم یذکروا أن المراد به الغسل المسنون أو الفرض و الظاهر الفرض لأنه یثبت به رجحان جانب الطهارة اه کذا فی شرح التحریر لابن أمیر حاج (قوله و التحریمة ) وهی اللّٰہ عند أبی حنیفة و اللّٰہ أکبر عند أبی یوسف و الفتوی علی الأول کما فی المضمرات قهستانی ، وقال تحت (قوله الأصح لا ) هذا ما صححه فی المجتبی و نقل بعده فی البحر عن التوشیح و السراج أنه لایجزیها صوم ذلک

---

(١٤٣)لأنه یحکم بطهارتهابمجرد انقطاع الدم عنها لأنه لا مزید للحیض علی عشرة أیام.

قال في البحر الرائق:

واعلم أن مدة الاغتسال معتبرة من الحیض في الانقطاع لأقل من العشرة، وإن کان تمام عادتها بخلاف الانقطاع للعشرة حتی لو طهرت في الأولی والباقي قدر الغسل والتحریمة فعلیها قضاء تلك الصلاة ولو طهرت في الثانیة یشترط أن یکون الباقي قدر التحریمة فقط وفي المجتبی والصحیح أنه یعتبر مع الغسل لبس الثیاب وهکذا جواب صومها إذا طهرت قبل الفجر لکن الأصح أن لا تعتبر التحریمة في حق الصوم ثم قال: قال مشایخنا زمان الغسل من الطهر في حق صاحبة العشرة ومن الحیض فیما دونها.( البحر الرائق ١/ ٢١٥)

اليوم إذا لم يبق من الوقت قدر الاغتسال و التحريمة (إلى قوله ) و نحوه فى الزيلعى وقال فى البحر وهذا هو الحق فيما يظهر اه قال فى النهر و فيه نظر و لم يبين وجهه (إلى قوله ) فالذى يظهر ما قال فى البحر أنه الحق ( رد المحتار ج١/ ٢٧٣)

فقط واللہ تعالی أعلم . (احسن الفتاوی ج۲/۷۰،۷۱)

## اور فتاوی مفتی محمود میں ہے:

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک عورت کو ۳۸ دن حیض کا خون آتے ہوئے ہو گئے ہیں جسکی عادت سات دن سات رات کی تھی اب ۳۸ دن حیض کا خون جاری ہو رہا ہے۔ اس ۲۰ یوم کسی وقت معمولی خون آیا اور کسی وقت خون تیز آیا اور اب ۱۸ یوم برابر خون دن رات جاری ہے کسی طرح خون کم نہیں ہوتا۔ اس عورت کو نماز کے بابت کیا حکم ہے:

۲۔ نماز کب سے ادا کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

۳۔ نماز ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۴۔ حیض ہے یا استحاضہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں اس کی موافق عادت قدیمہ سات روز حیض (١٤٤) اور باقی ایام کو استحاضہ سمجھنا چاہئے اور ایام استحاضہ میں نماز پڑھنا ضروری ہے اب اگر خون ایسا

---

(١٤٤)عن زينب بنت أم سلمة، أن أم حبيبة بنت جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا استحيضت، " فأمرها النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أن تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل وتصلي "(أبو داود رقم ٢٨٠ ج١/ ٧٣)

حديث صحيح عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جاءت رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة؟ قال: «إنما ذلك ☜

جاری ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھولے تو خیال ہے کہ نماز سے فارغ ہو جانے سے پہلے پھر نجس ہو جائے گا تو دھونے کی ضرورت نہیں اور اس طرح ایک وضو سے ایک وقت میں تمام فرض و سنت نفل پڑھ سکتی ہے۔ دوسرے وقت کے لیے کپڑے کا دھونا اور دوبارہ وضو کرنا ضروری ہے حالت استحاضہ میں مرد کے ساتھ صحبت وغیرہ کرنا درست ہے حاصل یہ کہ ہر مہینہ میں ایام عادت حیض اور باقی استحاضہ شمار ہو گا جس میں نماز روزہ صحبت وغیرہ جائز ہیں۔

فی العالمگیریہ فإن لم یجاوزالعشرة فالطهر والدم کلاهما حیض سواء کانت معتادة أو غیر معتادة و إن جاوزالعشرة ففی المبتدئة حیض عشرة أیام و فی المعتادة معروفتها فی الحیض حیض و فی الطهر طهر و فی الدر المختار علی رد المحتار و أکثره عشرة لیال و الناقص و الزائد استحاضة إلا عند نصب عادة الدم (فتاوی مفتی محمود ج۱/۳۵۳، ۳۵۴)

## نماز کے آخری وقت میں اگر عورت کو حیض شروع ہو اور عورت نماز نہیں پڑھ سکی تو اس کا کیا حکم ہے؟

**سوال:** دوپہر دو بجے کے بعد مجھے حیض شروع ہوا ہے مگر میں نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تھی حالانکہ حیض شروع ہونے سے قبل نماز پڑھنے کا کافی وقت تھا، اب سوال یہ ہے کہ مجھے اس ظہر کی نماز قضاء کرنی ہو گی یا نہیں؟

---

عرق، ولیست بالحیضة، فإذا أقبلت الحیضة فدعي الصلاة، وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم، ثم صلي»(سنن أبي داودرقم ٢٨٢ج ١/ ٧٤)حدیث صحیح

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** صورت مسئولہ میں قضاء ضروری اور فرض نہیں۔(١٤٥)

کمافی الفتاوی الولو الجیة : امرأة حاضت فی آخر الوقت وهو وقت لوکانت فیه طاهرة أمکنها أن تصلی تسقط عنها فرض الوقت وکذلک لوکان لایسع فیه صلاتها لأن الوجوب آخر الوقت سواء کان الوقت قلیلا أو کثیرا فقد وجب سبب الوجوب وهی لیست من أهل الصلوة فلم تجب علیها الصلوة فلایجب علیها القضاء- (کتاب الطهارة : الفصل الخامس : ج١- ٥٧) فقط- واللہ تعالی أعلم (جواہر الفتاوی ج٤/ ٢٤٣، ٢٤٤)

## خون دو دن بعد رک جائے اور معلوم نہیں کہ دوبارہ آئے گا یا نہیں تو نماز روزہ کا کیا کرے؟

**سوال:** اگر ایک عورت کو دو دن بعد خون رک جائے معلوم نہیں کہ دوبارہ آئے گا یا نہیں، تو نماز روزہ کا کیا کرے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** اگر تین دن سے پہلے رک جائے تو آخری وقت تک انتظار کرے اگر وقت نکلنے کا خوف ہو تو وضو کر(١٤٦) کے نماز پڑھ لے(١٤٧) واللہ تعالی أعلم وعلمہ أتم وأحکم

---

(١٤٥)عن سعید بن جبیر، قال: «إذا حاضت المرأة في وقت الصلاة، فلیس علیها القضاء» (سنن الدارمي رقم ٩١٩ ج١/ ٦٤٣) إسناده جید وعن الحسن، قال: «إذا صلت المرأة رکعتین، ثم حاضت، فلا تقضي إذا طهرت»(سنن الدارمي رقم ٩١٠ج١/ ٦٤١) إسناده صحیح

(١٤٦) لاحتمال کونه هذا الدم دم استحاضة والمستحاضةتتوضأ وتصلي ولایجب علیها الغسل

(١٤٧)لعدم احتمال عود الدم(مرتب جامع الفتاوی)

وإن انقطع لأقل من ثلاثة أخرت الصلاة إلى آخر الوقت فإذا خافت الفوت توضأت وصلت(البحر الرائق ١/ ٢١٦) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## اگر حیض کا خون تین دن یا اس سے زیادہ گزرنے کے بعد رکتا ہے لیکن عادت سے پہلے تو نماز کس طرح پڑھے؟

**سوال:** اگر حیض کا خون تین دن یا اس زیادہ گزرنے کے بعد رکتا ہے لیکن عادت سے پہلے تو نماز کس طرح پڑھے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس پر واجب ہے کہ آخری وقتِ مستحب تک انتظار کرے(١٤٨) جب وقتِ مستحب نکلنے کا خوف ہو تو غسل کر کے نماز ادا کر لے(١٤٩) واللہ تعالی اعلم

فإذا انقطع لأقل من العشرة بعد مضي ثلاثة أيام أو أكثر فإن كان الانقطاع فيما دون العادة يجب أن تؤخر الغسل إلى آخر وقت الصلاة فإن خافت الفوت اغتسلت وصلت، والمراد آخر الوقت المستحب لا وقت الكراهة، وإن كان الانقطاع على رأس عادتها أو أكثر أو

---

(١٤٨) لاحتمال عود الدم قال في البحر الرائق :

وفي النهاية تأخير الغسل إلى آخر الوقت المستحب مستحب فيما إذا انقطع لتمام عادتها وفيما إذا انقطع لأقلها واجب وفي المبسوط إذا انقطع لأقل من عشرة تنتظر إلى آخر الوقت المستحب دون المكروه نص عليه محمد في الأصل قال: إذا انقطع في وقت العشاء تؤخر إلى وقت يمكنها أن تغتسل فيه وتصلي قبل انتصاف الليل وما بعد نصف الليل مكروه اهـ. (البحر الرائق ١/ ٢١٤)

(١٤٩) لاحتمال عدم عود الدم.(مرتب جامع الفتاوی)

كانت مبتدأة فتؤخر الاغتسال استحبابا(البحر الرائق ١/ ٢١٦) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حیض کا خون اپنی عادت پر یا اس سے زیادہ پر رک جائے تو نماز کس طرح پڑھے؟

**سوال:** اگر حیض کا خون اپنی عادت پر یا اس سے زیادہ پر رک جائے تو نماز کس طرح پڑھے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر حیض کا خون اپنی عادت کے مطابق بند ہو مثلاً سات دن عادت تھی تو سات دن پر بند ہوا یا اس سے زیادہ پر دس دن کے اندر اندر بند ہو جائے یا پہلی مرتبہ آیا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ غسل کو آخری وقتِ مستحب تک مؤخر کرے پھر غسل کر کے نماز ادا کرے،(١٥٠) واللہ تعالی اعلم (وإن كان الانقطاع على رأس عادتها أو أكثر أو كانت مبتدأة فتؤخر الاغتسال استحبابا.(البحر الرائق ١/ ٢١٦) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حیض کا خون پورے دس دن پر رک جائے تو نماز کس طرح ادا کرے؟

**سوال:** اگر حیض کا خون پورے دس دن پر رک جائے تو نماز کس طرح ادا کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** خون رکنے کے فوراً بعد غسل کر کے نماز پڑھ لے اور کسی چیز کے انتظار کی ضرورت نہیں کیونکہ دس دن سے زیادہ حیض نہیں ہوتا،(١٥١) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

---

(١٥٠) لقد تقدم دليل المسألة .

(١٥١) لأنه يحكم بطهارتهابمجرد انقطاع الدم عنها لأنه لا مزيد للحيض على عشرة أيام.
قال في البحر الرائق :واعلم أن مدة الاغتسال معتبرة من الحيض في الانقطاع لأقل من العشرة، وإن كان تمام عادتها بخلاف الانقطاع للعشرة حتى لو طهرت في الأولى والباقي قدر الغسل ☜

## تین دنوں کے بعد خون نہ آئے

**سوال:** حیض تین دن آتا رہا، اور تیسرے دن کے بعد بند ہو گیا، چوتھے دن غسل کر کے نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں یا پانچ، سات دنوں تک حیض شمار کئے جائیں گے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے(١٥٢)، اگر تین دن پر خون بالکل بند ہو جائے اور سفید مادہ آنے لگے تو اب پاکی حاصل ہو گئی، نماز ادا کرنا لازمی ہے، ہاں، اگر کسی عورت کی عادت ہی پانچ یا سات دن کی بندھی ہوئی ہے، کسی ماہ میں اتفاق سے تین ہی دن خون آیا، تو ایسی صورت میں غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے۔ لیکن جب تک عادت کے دن پورے نہ ہو جائیں صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آجائے۔(١٥٣)(فتاوی فیض رحمانی ج١)

**وضاحت:** تین دن سے مراد مکمل تین دن اور تین راتیں ہیں یعنی بہتر (٧٢) گھنٹے مراد ہیں۔ اس سے کم ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہو گا۔ (مرتب: جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعافاہ)

---

والتحريمة فعليها قضاء تلك الصلاة ولو طهرت في الثانية يشترط أن يكون الباقي قدر التحريمة فقط وفي المجتبى والصحيح أنه يعتبر مع الغسل لبس الثياب ( البحر الرائق ١/ ٢١٥)

(١٥٢)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر . (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه

(١٥٣)لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها وإن اغتسلت حتى تمضي عادتها وعليها أن تصلي وتصوم للاحتياط. هكذا في التبيين (الفتاوى الهندية ١/ ٣٩)

## اُس عورت کا حکم جس کا خون تین روز سے کم میں منقطع ہو جائے

**سوال:** جس عورت کو اکثر ایسی عادت ہو کہ تین دن رات سے پہلے خون بند ہو جاتا ہو، کیا وہ شروع میں دو تین روزے قضانہ کرے انتظار میں احتیاطاً روزہ رکھے اگر تین دن تین رات پورے ہو گئے تب تو حیض سمجھ کر روزہ شمار نہ کرے اور پھر اُن کی قضا رکھے اگر تین رات دن سے کم میں بند ہو گیا تو استحاضہ خیال کر کے سمجھ لے کہ روزہ کوئی نہیں گیا اس میں کیا ہونا چاہیئے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی الدرالمختار (أي بالبروز) تترک الصلاة ولو مبتدأة فی الأصح لأن الأصل الصحة والحیض دم صحة ۔شمنی (ردالمحتار ج ا ص ٢٩٢) اسی طرح یہاں بوجہ عادت کے غالب اور ظاہر دم مرض ہے پس اس کا مقتضی یہ ہے کہ یہ عورت نماز وروزہ نہ چھوڑے جیسا سوال میں تجویز کیا گیا ہے۔(١٥٤) (امداد الفتاویٰ ج ١/ ٤٨)

## ایک دن خون آتا ہے اور ایک دن رک جاتا ہے دس دن تک یہی حال رہتا ہے وہ روزہ اور نماز کس طرح ادا کرے گی؟

**سوال:** ایک عورت کی عادت اس طرح ہے کہ ایک دن خون آتا ہے اور ایک دن رک جاتا ہے دس دن تک یہی حال رہتا ہے وہ روزہ اور نماز کس طرح ادا کرے گی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب وہ خون دیکھے تو روزہ اور نماز چھوڑ دے اور جب دوسرے

---

(١٥٤) عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه.

دن پاک ہو جائے تو وضو کر کے(١٥٥) نماز پڑھ لے اور روزہ بھی رکھے(١٥٦) پھر تیسرے دن دونوں کو چھوڑ دے(١٥٧) پھر چوتھے دن غسل کرے(١٥٨) اور نماز پڑھے(١٥٩) اسی طرح دس دن کرتی رہے، (وقد ذكر أن من عادتها أن ترى يوما دما ويوما طهرا هكذا إلى عشرة أيام فإذا رأت الدم تترك الصلاة والصوم وإذا طهرت في الثاني توضأت وصلت ثم في الثالث تتركهما، وفي الرابع اغتسلت وصلت هكذا إلى العشرة (البحر الرائق ١/ ٢١٦)

(فتاوی فیض رحمانی جلد ا)

## طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے تو نماز اور روزے کا حکم

**سوال:** اگر طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے لیکن اتنا وقت نہیں ہے کہ وہ غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہ سکے تو نماز اور روزے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر پورے دس دن حیض آنے کے بعد ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ ذرا سی رات باقی ہے جس میں کم از کم ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہیں کہہ سکتی تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے(١٦٠) اور دس دن سے کم حیض آنے کی صورت میں اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے

---

(١٥٥) لاحتمال كون هذا الدم دم استحاضة والمستحاضة تتوضأ ولا يجب عليها الغسل.

(١٥٦) تصلي وتصوم لكونها كانت مستحاضة ولعدم احتمال عود الدم(مرتب جامع الفتاوى)

(١٥٧) لأنها حائضة.(مرتب جامع الفتاوى)

(١٥٨) لارتفاع دم الحيض عنها فتغتسل.(مرتب جامع الفتاوى)

(١٥٩) لعدم احتمال عود الدم. (مرتب جامع الفتاوى)

(١٦٠) لأنه يحكم بطهارتها عند انقطاع الدم لتمام عشرة أيام بمجرد الانقطاع كما هو الحكم في ☜

غسل کے فرائض پورے کر سکتی ہے لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہیں کہہ سکتی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔

اگر اتنی رات باقی تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کرلے اور صبح

---

قربانها ولأنها صارت أهلا للصوم وقدأدركت بعد انقطاع الدم عنها وقتاً كاملا للصيام ولا يضرها كونها لم تغتسل قبل طلوع الفجر في الصوم لأن النبي ﷺ كان يدركه الفجر في رمضان وهو جنب، من غير حلم، فيغتسل ويصوم فعن عروة بن الزبير، وأبي بكر بن عبد الرحمن أن عائشة رضي الله عنها زوج النبي ﷺ، قالت: «قد كان رسول ﷺ يدركه الفجر في رمضان وهو جنب، من غير حلم، فيغتسل ويصوم»

(صحيح مسلم رقم ١١٠٩ج ٢ / ٧٨٠)

وشروط صحة الصلاة غير شروط صحة الصوم فلا يقاس أحدهما على الآخر(مرتب )

و(قال) شمس الأئمة السرخسي: رَحِمَهُ ٱللَّهُ تعالى الصوم في اللغة: هو الإمساك أي واقفة ومنه صام النهار إذا وقفت الشمس ساعة الزوال، وفي الشريعة: عبارة عن إمساك مخصوص، وهو الكف عن قضاء الشهوتين شهوة البطن وشهوة الفرج من شخص مخصوص، وهو أن يكون مسلما طاهرا من الحيض والنفاس وفي وقت مخصوص، وهو ما بعد طلوع الفجر إلى وقت غروب الشمس بصفة مخصوصة، وهو أن يكون على قصد التقرب فالاسم شرعي فيه معنى اللغة وأصل فرضية الصوم ثبت بقوله تعالى قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ ٱلصِّيَامُ ﴾ البقرة: ١٨٣ إلى قوله قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ ٱلشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ [البقرة: ١٨٥] ففيه بيان السبب الذي جعله الشرع موجبا، وهو شهود الشهر وأمر بالأداء نصا بقوله فليصمه.

(المبسوط للسرخسي ٣/ ٥٤)

نہالے(١٦١)

عشا کی نماز اس پر فرض نہیں کیونکہ اس کو اتنا وقت نہیں ملا کہ وہ غسل کر کے نماز ادا کر سکے لیکن اس دن کا روزہ رکھنا اس پر فرض ہے کیونکہ اس کو اتنا وقت ملا ہے جس میں وہ روزے کی نیت کر سکتی ہے جو کہ روزے کی شرط ہے۔واللہ تعالی أعلم.

---

(١٦١)لأنها صارت أهلا للصوم قدأدركت بعد انقطاع الدم عنها وقتاً كاملا للصيام من طلوع الفجر إلى الليل وأدركت النية قبل طلوع الفجر ولا يضرها كونها لم تغتسل قبل طلوع الفجر في الصوم لأن النبي ﷺ كان يدركه الفجر في رمضان وهو جنب، من غير حلم، فيغتسل ويصوم فعن عروة بن الزبير، وأبي بكر بن عبد الرحمن أن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زوج النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قالت: «قد كان رسول ﷺ يدركه الفجر في رمضان وهو جنب، من غير حلم، فيغتسل ويصوم»(صحيح مسلم رقم ١١٠٩ج ٢ / ٧٨٠)وشروط صحة الصلاة غير شروط صحة الصوم فلا قياس بينهماو(قال) شمس الأئمة السرخسي: رَحِمَهُ اللَّهُ تعالى الصوم في اللغة: هو الإمساك أي واقفة ومنه صام النهار إذا وقفت الشمس ساعة الزوال، وفي الشريعة: عبارة عن إمساك مخصوص، وهو الكف عن قضاء الشهوتين شهوة البطن وشهوة الفرج من شخص مخصوص، وهو أن يكون مسلما طاهرا من الحيض والنفاس وفي وقت مخصوص، وهو ما بعد طلوع الفجر إلى وقت غروب الشمس بصفة مخصوصة، وهو أن يكون على قصد التقرب فالاسم شرعي فيه معنى اللغة وأصل فرضية الصوم ثبت بقوله تعالى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ﴾ [البقرة: ١٨٣] إلى قوله تَعَالَى:﴿ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ﴾ [البقرة: ١٨٥] ففيه بيان السبب الذي جعله الشرع موجبا، وهو شهود الشهر وأمر بالأداء نصا بقوله فليصمه-

(المبسوط للسرخسي ٣/ ٥٤)

وفی المبسوط:قلت أرأيت رجلا أجنب في شهر رمضان ليلا فترك الغسل حتى طلع الفجر قال يتم صومه ذلك وليس عليه شيء قال وبلغنا عن رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه كان يصبح جنبا من غير احتلام ثم يصوم يومه ذلك وذلك في شهر رمضان(الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني ٢/ ١٨٩)(فتاوی فیض رحمانی ج١/١)

## طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے دس دن سے کم حیض آنے کی صورت میں

**سوال:** اگر طلوع فجر سے پہلے خون آنا بند ہو جائے دس دن سے کم حیض آنے کی صورت میں لیکن اتناوقت نہیں ہے کہ وہ غسل کر سکے تو روزے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** تو صبح کا روزہ جائز نہیں، لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے، پھر اس کی قضا رکھے۔(١٦٢)(فتاوی فیض رحمانی ج١)

---

(١٦٢)قال ابن نجيم رَحِمَهُ اللّٰهُ :

واعلم أن مدة الاغتسال معتبرة من الحيض في الانقطاع لأقل من العشرة، وإن كان تمام عادتها بخلاف الانقطاع للعشرة حتى لو طهرت في الأولى والباقي قدر الغسل والتحريمة فعليها قضاء تلك الصلاة ولو طهرت في الثانية يشترط أن يكون الباقي قدر التحريمة فقط وفي المجتبى والصحيح أنه يعتبر مع الغسل لبس الثياب وهكذا جواب صومها إذا طهرت قبل الفجر لكن الأصح أن لا تعتبر التحريمة في حق الصوم ثم قال: قال مشايخنا زمان الغسل من الطهر في حق صاحبة العشرة ومن الحيض فيما دونها ولكن ما قالوا في حق القربان وانقطاع الرجعة وجواز التزوج بزوج آخر لا في حق جميع الأحكام، ألا ترى أنها إذا طهرت عقب غيبوبة الشفق ثم اغتسلت عند الفجر الكاذب ثم رأت الدم في الليلة السادسة عشر بعد زوال الشفق فهو طهر ☜

تام، وإن لم يتم خمسة عشر من وقت الاغتسال. وقوله الأصح أن لا يعتبر في الصوم التحريمة ظاهره الاكتفاء بمضي زمان الغسل.

وفي السراج الوهاج ولو انقطع دمها في بعض ليالي رمضان، فإن وجدت في الليل مقدار ما تغتسل ويبقى ساعة من الليل فإنه يجب عليها قضاء العشاء ويجوز صومها من الغد، وإن بقي من الليل أقل من ذلك لا يجب عليها قضاء العشاء ولا يجوز صومها من الغد، وفي التوشيح إن كانت أيامها دون العشرة لا يجزئها صوم هذا اليوم إذا لم يبق من الوقت قدر الاغتسال والتحريمة لأنه لا يحكم بطهارتها إلا بهذا، وإن بقي مقدار الغسل والتحريمة فإنه يجزئها صومها لأن العشاء صارت دينا عليها وإنه من حكم الطهارات فحكم بطهارتها ضرورة. اهـ.

وهذا هو الحق فيما يظهر (البحر الرائق ١/ ٢١٥)

(قوله: وهذا هو الحق فيما يظهر) قال في النهر فيه نظر ولم يبين وجهه ولعل وجهه ظهور الفرق بين الصوم والصلاة، فإن الصلاة لا تجب ما لم تدرك جزءا من الوقت يسع التحريمة بخلاف الصوم فإنه يصح فيه إنشاء النية بعد الفجر وهي حين طلوع الفجر كانت طاهرة فتصح نيتها ويسقط عنها(الصلاة) بلا لزوم قضاء لكن في الزيلعي وإمداد الفتاح ما يؤيد كلام المؤلف حيث قالا، ولذا لو طهرت قبل الصبح بأقل من وقت يسع الغسل مع التحريمة لا يجب عليها صلاة العشاء ولا يصح صومها ذلك اليوم كأنها أصبحت وهي حائض ولكن عليها الإمساك تشبها وتقضيه. اهـ. ووجهه أنه لما جعلت التحريمة في الصلاة والصوم من الحيض ولم تدرك ما يسعها لم يحكم وكذا إذا شرعت في صوم التطوع ثم حاضت فإنه يلزمها قضاؤه فلا فرق بين الصلاة والصوم ذكره في فتح القدير من الصوم، وكذا في النهاية وكذا ذكره الإسبيجابي هنا فتبين أن ما في شرح الوقاية من الفرق بينهما غير صحيح. ( منحة الخالق ١/ ٢١٥)

اور بہشتی زیور میں ہے:

اگر پورے دس دن حیض آنے کے بعد ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ ذرا سی رات باقی ہے جس میں کم از کم ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہیں کہہ سکتی تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور دس دن سے کم حیض آنے کی صورت میں اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کے فرائض پورے کر سکتی ہے لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہیں کہہ سکتی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔

اگر اتنی رات باقی تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزے کی نیت کر لے اور صبح نہالے اور اگر اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں، لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے، پھر اس کی قضاء رکھے۔(۱٦۳)

(بہشتی زیور ج۱/۲۰۹-۲۱۰)

مسئلہ: اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت میں خون بند ہوا کہ نماز کا وقت اتنا تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کے فرائض ادا کر کے نہائے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک بار اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی، تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنا پڑے گی (لہٰذا اگر غسل اور نیت کا وقت باقی ہو تو نیت کر کے نماز شروع کرے، اگر چہ نیت کرنے کے بعد وہ وقت نکل بھی جائے تو بھی نماز پوری کرے، لیکن اگر فجر کے وقت نیت کرنے کے بعد سورج نکل آئے تو وہ نماز ٹوٹ گئی دوبارہ قضا کرے) اور اگر وقت اس سے بھی کم ہو تو نماز معاف ہے، اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

---

(۱٦۳)لقد مرت دلائل هذه المسائل من قبل. (مرتب جامع الفتاوی)

**مسئلہ:** اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ صرف اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے، اس کی قضا پڑھنا لازم ہے۔

**مسئلہ:** اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کھانا پینا درست نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے، لیکن اس دن کا روزہ نہیں ہو گا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنا پڑے گی۔

**مسئلہ:** اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی تو اس کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اوّل سے اخر تک برابر خون جاری رہا، لہٰذا جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن حیض کے ہیں، باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینے کی پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے، پھر کسی مہینے میں پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ گویا سولہ دن برابر خون آتا رہا۔ ان میں سے پہلے تین دن حیض کے ہیں اور باقی تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اگر چوتھی یا پانچویں چھٹی تاریخ کو حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور پہلے تین دن اور بعد کے دس دن استحاضہ کے ہیں۔

اور حاشیہ بہشتی زیور میں ہے:

[ مگر یہ بات کہ اتنا حیض ہے اور اتنا استحاضہ ہے سولہویں دن سے پہلے معلوم نہ ہوا تھا، تو ایسی حالت میں جب پہلی بار خون دیکھا تو نماز چھوڑ دے، اس لیے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہے، پھر جب ایک دن کے بعد بند ہوا یہ تو احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون تھا اور یہ احتمال بھی ہے کہ حیض ہو، اس لیے قاعدہ کی رو سے اس ایک دن کی نماز قضا پڑھے، پھر جب چودہ روز کے بعد خون آیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلا خون حیض تھا، اس لیے اس وقت تک کی نمازیں نہیں ہوئیں جن میں سے تین دن کی معاف

ہو گئیں اور تین دن سے زائد کی قضا کرے۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ ان تین دن کے بعد اس نے غسل کیا تھا یا نہیں؟ اگر غسل کر کے نمازیں پڑھی تھیں تب تو ان تیرہ دنوں کی نمازیں سب درست ہو گئیں اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو باقی تیرہ دنوں کی نمازیں قضا پڑھے اور اب جو خون آرہا ہے اس میں نماز نہ چھوڑے، غسل کر کے نماز پڑھے اور اب وہ مستحاضہ شمار ہو گی۔[۱]

اگر اس کی کوئی عادت نہ ہو بلکہ پہلی بار خون آیا ہو تو پہلے دس دن حیض ہے اور باقی چھ دن استحاضہ ہے۔[۱] حاشیہ بہشتی زیور۔ (بہشتی زیور ج۱/۲۰۹-۲۱۰)

**مسئلہ:** تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں تین دن پورے ہونے پر خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے، نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں، قضا نہیں پڑھنی پڑے گی اور یہ سمجھا جائے گا کہ عادت بدل گئی ہے، اس لیے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے صرف تین دن تھے، باقی سب استحاضہ ہے، لہٰذا گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ (بہشتی زیور ج۱، ۲۰۶)

**مسئلہ:** کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا، پھر ایک مہینے میں پانچ دن خون آیا، اس کے بعد دوسرے مہینے میں بارہ دن خون آیا، تو ان بارہ دنوں میں پانچ دن حیض کے ہیں اور سات دن استحاضہ کے ہیں اور پہلی عادت کا اعتبار نہیں اور یہ سمجھا جائے گا کہ عادت بدل کر پانچ دن ہو گئی۔ اس صورت میں دس دن تک خون بند ہونے کا انتظار کرے۔ اب چونکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو وہ غسل کر کے نماز شروع کرے اور پانچ دن کی نماز قضا پڑھے۔ (بہشتی زیور ج۱، ۲۰۶)

**مسئلہ:** اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں، وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آجائے تب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا

زمانہ تھا۔ حساب سے حیض کے جتنے دن ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن درمیان میں گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ استحاضہ تھا، سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھے۔ (بہشتی زیور ج ۱، ۲۰۶)

## دوران حمل آنے والے خون اور اس حالت میں پڑھی جانے والی نمازوں کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ڈیڑھ ماہ کا حمل ساقط ہو گیا ہے۔ بچے کے عضو نہیں بنے تھے، بس گوشت ہی گوشت تھا۔ اب چالیس دن تک یا اس سے کم جو خون آئے گا اس میں نماز اور قرآن کی تلاوت کا کیا حکم ہے، اس مسئلے کا جواب لکھ دیں۔ اور جب میرا حمل ساقط نہیں ہوا تھا لیکن خون آرہا تھا تو اس میں نماز اور قرآن کی تلاوت کا کیا حکم ہے، دونوں کے جواب الگ الگ لکھ دیں، جب میرا حمل ساقط نہیں ہوا تھا لیکن خون آنے لگا تھا تو میں نے لیٹے لیٹے نمازیں ادا کیں تھیں میری وہ نمازیں ہوئیں یا نہیں۔

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** [١] صورت مسئولہ میں اگر خون ماہواری کی مقدار تک آیا ہو (یعنی تین دن) تو یہ ماہواری کا خون شمار ہو گا، اس دوران نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا اور قرآن کی تلاوت وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر خون مقدار حیض سے کم یا زیادہ آنے لگے، (یعنی تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ) اسی طرح دوران حمل جو خون آتا رہا تو یہ سب خون استحاضہ کے حکم میں ہے، یعنی اس دوران آپ کو نمازیں پڑھنا اور روزے رکھنا ضروری ہے اور قرآن کی تلاوت وغیرہ اعمال بھی آپ کر سکتی ہیں۔

[٢] جو نمازیں آپ نے لیٹے لیٹے ادا کیں ہیں اگر آپ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنے پر قادر نہیں تھیں تو وہ نمازیں ہو گئیں، ورنہ ان کا اعادہ کرنا آپ پر لازم ہے۔

لما فی الهداية (١/ ٦٧): (والدم الذی تراه الحامل ابتداء أوحال ولادتها قبل خروج الولد

استحاضة) وإن كان ممتدا۔وفی الهندية (١/ ٣٧): والسقط إن ظهر بعض خلقه من أصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصير به نفساء هكذا فی التبيين، وإن لم يظهر شيئ من خلقه فلا نفاس لها فإن أمكن جعل المرئی حيضا يجعل حيضا وإلا فهو استحاضة۔وفی الشامية (٢/ ٩٧): لوقدر على بعض القيام دون تمامه أو كان يقدر على القيام لبعض القراء ة دون تما مها يؤمر بأن يكبر قائما ويقرأ ماقدر عليه ثم يقعد إن عجز وهو مذهب الصحيح لايروى خلافه عن أصحابنا، ولو ترک هذا خفت أن لاتجوز صلا ته۔

(نجم الفتاوی ج ۲/ ۱۸۳-۱۸۴)

## حائضہ پاک ہو جائے تو اس کے روزہ کا حکم

**سوال:** اگر عورت اپنے حیض سے صبح ۱۱/ بجے سے قبل پاک ہو جائے تو کیا اس دن روزہ سے رہنا اس کیلئے واجب ہو گا؟ اور اس دن کے روزہ کی قضا ہو گی ماہ رمضان میں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس دن کا روزہ نہیں ہوا بعد میں قضا رکھے البتہ اس دن بھی شام تک روزہ دار کی طرح کچھ کھائے پیئے نہیں۔ يجب الإمساک بقية اليوم على من فسد صومه وعلى حائض ونفساء طهرتا بعد طلوع الفجر، (مراقی الفلاح) فقط واللہ تعالیٰ أعلم

[١]مراقی الفلاح ص:٥٥٨، مطبوعه مصر۔ كتاب الصوم)(فتاوی محمودیہ ج ۸/ ۲۲۹)

## حالتِ حیض میں تلاوۃ قران اور اذکار کے احکام حالتِ حیض میں آیتِ کریمہ کی تلاوت

**سوال:** ایک بالغہ لڑکی کے لئے کیا ماہواری کے دنوں میں آیتِ کریمہ کا پڑھنا یا قرآن شریف کی تلاوت کرنا جائز ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** رسول اللہ ﷺ نے حیض اور حالتِ جنابت میں قرآن مجید کی تلاوت سے منع فرمایا ہے(١٦٤): "لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن "[١] اس لئے

---

(١٦٤)ويحرم بالحيض والنفاس ثمانية أشياء الصلاة والصوم وقراءة آية من القرآن ومسها إلا بغلاف ودخول مسجد والطواف والجماع والاستمتاع بما تحت السرة إلى تحت الركبة.

(نور الإيضاح ص ٣٢)

ويحرم بالحيض أشياء: منها

١.الوطء في الفرج] لقوله قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَٱعۡتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِي ٱلۡمَحِيضِۖ وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢

٢. [وكراهيةالطلاق] لقوله تَعَالَىٰ:﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ففي تفسير الطبري( ٢٣/ ٤٣٤) عن قتادة، قوله تَعَالَىٰ:﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ الطلاق: ١ والعدة: أن يطلقها طاهرًا من غير جماع تطليقة واحدة.

وعن مجاهد في قول ٱللَّهُ عزّ وجلّ: ﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ قال: لطهرهن.

٣.[والصلاة] عن عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُ قالت: قال النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: «إذا أقبلت الحيضة، فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم وصلي»(صحيح البخاري رقم الحديث ٣٣١ ج ١ / ٧٣)

٤.[والصوم] لقوله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ: أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم» قلن: بلى، قال: «فذلك من نقصان دينها»( صحيح البخاري رقم الحديث ٣٠٤ج١/ ٦٨)

[وتقضي الحائض والنفساء الصوم لا الصلاة] لحديث معاذة، قالت: سألت عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهَا فقلت: ما بال الحائض تقضي الصوم، ولا تقضي الصلاة. فقالت: أحرورية أنت؟ قلت: لست ☜

بحرورية، ولكني أسأل. قالت: «كان يصيبنا ذلك، فنؤمر بقضاء الصوم، ولا نؤمر بقضاء الصلاة» ( صحيح مسلم رقم الحديث ٦٩ ج١ / ٢٦٥)

٥.[والطواف] فعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قالت: خرجنا مع رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا نذكر إلا الحج، حتى جئنا سرف فطمثت، فدخل على رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا أبكي، فقال: «ما يبكيك؟» فقلت: واللَّهِ، لوددت أني لم أكن خرجت العام، قال: «ما لك؟ لعلك نفست؟» قلت: نعم، قال: «هذا شيء كتبه اللَّهُ على بنات آدم، افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري» (صحيح مسلم رقم الحديث ١٢٠ج٢ / ٨٧٣)

٦.[وقراءة القرآن]فعن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الحائض، ولا الجنب شيئا من القرآن»، وفي الباب عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حديث ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حديث لا نعرفه إلا من حديث إسماعيل بن عياش "، عن موسى بن عقبة، عن نافع، عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الجنب ولا الحائض» وهو قول أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والتابعين، ومن بعدهم مثل: سفيان الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، قالوا: لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شيئا، إلا طرف الآية والحرف ونحو ذلك، ورخصوا للجنب والحائض في التسبيح والتهليل "، وسمعت محمد بن إسماعيل، يقول: «إن إسماعيل بن عياش يروي عن أهل الحجاز، وأهل العراق أحاديث مناكير، كأنه ضعف روايته عنهم فيما يتفرد به»، وقال: «إنما حديث إسماعيل بن عياش عن أهل الشأم» وقال أحمد بن حنبل: «إسماعيل بن عياش أصلح من بقية، ولبقية أحاديث مناكير عن الثقات». حدثني بذلك أحمد بن الحسن، قال: سمعت أحمد بن حنبل يقول ذلك.

( سنن الترمذي ت شاكر رقم الحديث ١٣١ ج١ / ٢٣٦)

.٧ [ومس المصحف] لقوله تعالى: { لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ } ففي تفسير (٧/ ٢١٨)

☜

فقہاء نے حالتِ حیض میں نماز، روزہ اور قرآن کی تلاوت کرنے کو ناجائز قرار دیا ہے،[٢] پس اس حالت میں قرآن مجید کی ایک یا اس سے زیادہ آیات کا تلاوت کی نیت سے پڑھنا درست نہیں، ہاں اگر قرآن مجید میں کوئی دعا منقول ہو، اور اسے دعا کے ارادہ سے پڑھا جائے، تو اس کی گنجائش ہے، کیونکہ اس صورت میں دعا مقصود ہے نہ کہ تلاوتِ قرآن۔[٣](١٦٥)

---

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ ﴾ الواقعة: ٧٧ – ٨٠ وَقَال تَعَالَىٰ: ﴿ كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ﴿١٢﴾ فِى صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِى سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ ﴾ عبس: ١١ – ١٦ ولهذا استنبط العلماء، رحمهم الله، من هاتين الآيتين: أن المحدث لا يمس المصحف، كما ورد به الحديث إن صح لأن الملائكة يعظمون المصاحف المشتملة على القرآن في الملأ الأعلى، فأهل الأرض بذلك أولى وأحرى، لأنه نزل عليهم، وخطابه متوجه إليهم، فهم أحق أن يقابلوه بالإكرام والتعظيم، والانقياد له بالقبول والتسليم، لقوله تَعَالَىٰ: ﴿ وَإِنَّهُۥ فِىٓ أُمِّ ٱلْكِتَٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِىٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾ ﴾ الزخرف: ٤

٨.[والدخول في المسجدواللبث فيه] جسرة بنت دجاجة قالت: سمعت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تقول: جاء رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ووجوه بيوت أصحابه شارعة في المسجد، فقال: «وجهوا هذه البيوت عن المسجد». ثم دخل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يصنع القوم شيئا رجاء أن تنزل فيهم رخصة، فخرج إليهم بعد فقال: «وجهوا هذه البيوت عن المسجد، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب» قال أبو داود: هو فليت العامري. (سنن أبي داود ج رقم ٢٣٢ الحديث ١/ ١٦٦ باب الجنب يدخل المسجد) إسناده حسن.

(١٦٥)عن نافع عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لا يقرأ الحائض ولا ☜

[١]الجامع للترمذي ، حديث نمبر : ١٣١، عن عبداللہؓبن عمر ، باب ما جاء فی الجنب و الحائض أنهما لا يقرأن القران، أبواب الطهارة ۔

[٢]بدائع الصنائع : ١/ ١٦٣۔" و أما حكم الحيض و النفاس ، فمنع جواز الصلاة ، و الصوم ، و قراء ة القرآن" ( بدائع الصنائع : ١/ ١٦٣، باب الحيض و النفاس ، كتاب الطهارة )محشی ۔

[٣]"ولو أنه قرأ الفاتحة على سبيل الدعاء أو شيئا من الآيات التى فيها معنى الدعاء و لم يرد به القراء ة فلا بأس به" ( البحر الرائق : ١/ ١٩٩ ، باب الحيض ، كتاب الطهارة )

(کتاب الفتاوی ج ۲/۹۹-۱۰۰)

## حالتِ حیض میں زبانی تلاوت

**سوال:** ایک صاحب علم دین سے واقف ہیں، ان کا کہنا ہے کہ خواتین دوران ماہواری بغیر دیکھے قرآن پڑھ سکتی ہیں، اس سلسلہ میں حوالہ کے ساتھ شرعی حکم بتائیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جنابت اور حیض کی حالت میں نہ قرآن مجید غلاف کے بغیر چھونا جائز ہے، اور نہ پڑھنا، ہاں جو شخص وضو کی حالت میں نہ ہو، لیکن اس پر غسل بھی واجب نہ ہو ایسا شخص قرآن مجید کو چھوئے بغیر پڑھ سکتا ہے، جہاں تک آیات قرآنی کو صرف دیکھنے کی بات ہے تو یہ

---

الجنب شيئا من القرآن».(سنن الدارقطني رقم ٤١٩ج١/ ٢١٠)حديث صحيح(مرتب)

قال الحافظ في الدراية:لكن أخرجه الدارقطني من وجه آخر عن موسى بن عقبة ظاهره الصحة(الدراية في تخريج أحاديث الهداية١/ ٨٦)

ان لوگوں کے لئے بھی جائز ہے جن کو غسل کی ضرورت ہو، --ماہواری کی حالت میں قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت صریح حدیث سے ثابت ہے، حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن"[۱]

جو عورت ماہواری کی حالت میں ہو اور جس مرد یا عورت پر غسل واجب ہو، وہ قرآن مجید نہ پڑھے"

البتہ ایک آیت سے کم حصہ کی تلاوت کرنا یا کسی آیت کو تلاوت قرآن کی نیت سے نہیں بلکہ دعا وذکر کی نیت سے پڑھنا۔ جیسے: قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِى ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾ البقرة: ۲۰۱ وغیرہ جائز ہے۔[۲](۱٦٦)

[۱]الجامع للترمذي ،حديث نمبر :۱۳۱، (عن عبد اللّٰهُ بن عمر،باب ماجاء فی الجنب و الحائض أنهما لا يقرأن القرأن ، أبواب الطهارة ) محشی

---

(١٦٦)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان «يذكر اللّٰهُ في كل أحيانه»

(مسند أبي يعلى الموصلي رقم ٤٩٣٧ج٨/ ٣٥٥)

إسناده صحيح وعلقه البخاري بصيغة الجزم ١/ ٤٠٧ في باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت، فقال: (وكان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يذكر اللّٰهُ في كل أحيانه).

وفي الترمذي عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: كان رسول اللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا.حديث على حديث حسن صحيح.وبه قال غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين.قالوا: يقرأ الرجل القرآن على غير وضوء، ولا يقرأ في المصحف إلا وهو طاهر.وبه يقول سفيان الثوري، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.

(سنن الترمذي رقم ١٤٦ج١/ ٢١٤)

[٢] دیکھئے: فتح القدیر: ١/١٦٨، نیز دیکھئے: مراقی الفلاح: ص: ٧٧، کتاب الطہارۃ۔

(کتاب الفتاوی ج ٢/١٠٤)

## ایام حیض میں قرآن مجید یا کتاب کے جس ورق پر آیات ہوں ان پر ہاتھ لگانا جائز نہیں

**سوال:** اگر ایسے ایام ہوں جس میں حرام ہے کہ عورتیں ہاتھ لگائیں کلام پاک کو کیا ایسی حالت میں ایسی کتاب کو بھی ہاتھ لگانا پڑھنا جائز ہے جس میں دس بارہ یا ایک دو آیات قرآن پاک کی ہوں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض کی حالت میں قرآن مجید کو چھونا اور ایسی کتاب جس میں قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوں ان آیات کے ورق پر ہاتھ لگانا ناجائز ہے[١][١٦٧] کتاب کو چھونا اٹھانا

---

(١٦٧) وفي اللباب في علوم الكتاب :قوله تَعَالَىٰ:﴿ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾[الواقعة: ٧٩]ولو كان المراد طهر الحدث لقال: المتطهرون أو المطهرون بتشديد «الطاء» .

والصحيح أن المراد بالكتاب: المصحف الذي بأيدينا لما روى مالك وغيره: أن في كتاب عمرو بن حزم: «لا يمس القرآن إلا طاهر».وقال ابن عمر: قال النبي صَلَّىٰٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ: «لا تمس القرآن إلا وأنت طاهر» .وقالت أخت عمر لعمر عند إسلامه، وقددخل عليها ودعا بالصحيفة: قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾ الواقعة: ٧٩ فقام واغتسل، وأسلم.وعلى هذا قال قتادة وغيره: معناه: لا يمسه إلاالمطهرون من الأحداث والأنجاس.وقال الكلبي: من الشرك.وقال الربيع بن أنس: من الذنوب والخطايا.وقال محمد بن فضيل وعبدة: لا يقرؤه إلا المطهرون، أي: إلا الموحدون.قال عكرمة: وكان ابن عباس ينهى أن يمكن اليهود والنصارى ☜

جائز ہے[٢]

[١]و يمنع قراءة قرآن بقصده و مسه ولو مكتوباً بالفارسيه فى الأصح إلا بغلافه المنفصل كما مر، وكذا يمنع حمله كلوح وورق فيه آية.

( تنوير الابصار و شرحه الدر المختار مع ردالمحتار: باب الحيض ١/ ٢٩٣ ط سعيد)

[٢]قال فى البحر، و فى شرح الدرروالغرر رخص المس باليد فى الكتب الشرعيه

( البحر الرائق، باب الحيض ١/ ٢١٢ ط بيروت ) (کفایت المفتی ج٢/٣٠١-٣٠٢)

---

من قراءته.

وقال الفراء: لا يجد نفعه وطعمه وبركته إلا المطهرون، أي: المؤمنون بالقرآن، وقال الحسين بن الفضل: معناه: لا يعرف تفسيره وتأويله إلا من طهره اللّٰه من الشرك والنفاق.وقال أبو بكر الوراق: لا يوفق للعمل به إلا السعداء.

**(فصل في مس المصحف لغير المتوضىء)** اختلف العلماء في مس المصحف على غير وضوء.فالجمهور على المنع من مسه على غير طهارة لحديث عمرو بن حزم، وهو مذهب علي، وابن مسعود، وسعد بن أبي وقاص، وسعيد بن زيد، وعطاء، والزهري، والنخعي والحكم وحماد، وجماعة من الفقهاء (اللباب في علوم الكتاب ١٨/ ٤٣٧)وعن سليمان بن موسى،قال: سمعت سالما،يحدث عن أبيه،قال: قال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لا يمس القرآن إلا طاهرا»(سنن الدارقطني رقم ٤٣٧ج١/ ٢١٩)قال الهيثمي في «المجمع» ١/ ٢٧٦:ورجاله موثقون. وقال الحافظ في («التلخيص» ١/ ١٣١ ١٧٥):رواه الدارقطني والطبراني.وإسناده لا بأس به وهوحديث صحيح.

## حالتِ حیض میں تفسیر پڑھنے اور چھونے کا حکم؟

**سوال:** عورت حالت حیض میں تفسیر پڑھ سکتی ہے یا نہیں اور تفسیر کو ہاتھ لگا سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حالت حیض میں عورت تفسیر پڑھ سکتی ہے (١٦٨) اور چھونا بھی درست ہے مگر خلاف اولی ہے اور تفسیر سے مراد وہ تفسیر ہے جس میں تفسیر غالب ہو۔

الدر المختار میں ہے:

وقد جوزأصحابنا مس كتب التفسيرللمحدث ولم يفصلوا بين كون الأكثرتفسيرا أو قرآناً ولوقيل به اعتباراً للغالب لكان حسناً.(الدر المختار١/ ١٧٧)

قال العلامة ابن عابدين:(قوله لكن فى الأشباه الخ ) استدراک على قوله والتفسير كمصحف فإن ما فى الأشباه صريح فى جوازمس التفسيرفهوكسائر الكتب الشرعية ، بل ظاهره أنه قول أصحابنا جميعاً وقد صرح بجوازه أيضا فى شرح دررالبحار،وفى السراج عن الإيضاح أن كتب التفسيرلا يجوزمس موضع القران منها وله أن يمس غيره وكذاكتب الفقه إذاكان فيها شيء من القرآن بخلاف المصحف فإن الكل فيه تبع القران ـ

(رد المحتار١/ ١٧٦)

---

(١٦٨)عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: كان رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا.حديث على حديث حسن صحيح.وبه قال غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين.قالوا: يقرأ الرجل القرآن على غير وضوء، ولا يقرأ في المصحف إلا وهو طاهر.وبه يقول سفيان الثوري، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.

(سنن الترمذي رقم ١٤٦ج١/ ٢١٤) وحكم الحائض مثل الجنب في هذه المسئلة(مرتب)

ولابأس لحائض وجنب بقراءة أدعية ومسها وحملها وذكراللہتعالى وتسبيح (قوله بقصده) فلوقرأ ت الفاتحة على وجه الدعاء أوشئياً من الآيات التى فيها معنى الدعاءولم ترد القراء ة لابأس به۔(رد المحتار۱/ ۲۹۳)

البتہ کتبِ تفسیر میں جہاں آیاتِ قرآنیہ ہو وہاں ہاتھ لگانا مکروہ ہے(۱٦۹)۔واللہ اعلم

(فتاوی دارالعلوم زکریاج۱/ ۵۳۴)

وضاحت: یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے۔(مرتب جامع الفتاوی عفااللہ عنہ وعافاہ)

## حیض کی حالت میں قرآن کی تدریس

**سوال:** میں چھوٹے بچوں کو قرآن پڑھاتی ہوں، حیض کے دنوں میں لکڑی کے سہارے تعلیم دیتی ہوں، احتیاط کے باوجود بچے میرے ہاتھ یا لکڑی کو پارہ لگادیتے ہیں، تو کیا یہ گناہ ہے اور اس کے لئے کوئی کفارہ واجب ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** آپ اس طرح بچوں کو حالتِ حیض میں پڑھا سکتی ہیں کہ پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھیں، بلکہ ایک ایک لفظ توڑ توڑ کر پڑھا کریں، اگر ضرورت ہو تو نصف آیت بھی پڑھنے کی گنجائش ہے:

"وإذا حاضت المعلمة ينبغى لها أن تعلم الصبيان كلمة كلمة و تقطع بين الكلمتين على قول الكرخى وعلى قول الطحاوى نصف آية[۱] یہ بات مناسب ہے کہ آپ لکڑی یا قلم کے سہارے الفاظِ قرآنی کی نشاندہی کریں اور خود ہاتھ نہ لگائیں، اگر آپ کے ارادہ کے بغیر بچوں نے آپ

(۱٦۹)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

کے جسم سے قرآن لگا دیا، تو اس میں آپ پر کوئی گناہ نہیں، اور نہ اس کی وجہ سے کوئی کفارہ واجب ہے، جہاں تک کپڑے میں لگانے کی بات ہے تو اس میں تو یوں بھی کچھ حرج نہیں، آپ خود بھی بوقت ضرورت اپنے کپڑوں سے قرآن مجید کے اوراق کو چھو سکتی ہیں۔(۱۷۰)

[۱] البحر الرائق : ۱/ ۲۰۰، باب الحیض ،کتاب الطهارة -

[۲]ولا بأس أن يمسها بالكم ( الفتاوى الهندية : ۱/ ۳۹ ، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس ) محشی (کتاب الفتاوی ج ۲/۹۵-۹۶)

اور بہشتی زیور میں ہے:

**مسئلہ:** اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے کروانا درست ہے

---

(۱۷۰)عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الحائض، ولا الجنب شيئا من القرآن»، وفي الباب عن علي، حديث ابن عمر حديث لا نعرفه إلا من حديث إسماعيل بن عياش "، عن موسى بن عقبة، عن نافع، عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الجنب ولا الحائض» وهو قول أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين، ومن بعدهم مثل: سفيان الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، قالوا: لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شيئا، إلا طرف الآية والحرف ونحو ذلك، ورخصوا للجنب والحائض في التسبيح والتهليل "، وسمعت محمد بن إسماعيل، يقول: «إن إسماعيل بن عياش يروي عن أهل الحجاز، وأهل العراق أحاديث مناكير، كأنه ضعف روايته عنهم فيما يتفرد به»، وقال: «إنما حديث إسماعيل بن عياش عن أهل الشأم» وقال أحمد بن حنبل: «إسماعيل بن عياش أصلح من بقية، ولبقية أحاديث مناكير عن الثقات». حدثني بذلك أحمد بن الحسن، قال: سمعت أحمد بن حنبل يقول ذلك (سنن الترمذي ت شاكر رقم ۱۳۱ج۱/ ۲۳٦)

اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے، بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور تھوڑا تھوڑا کر کے آیت رواں کہلائے۔ (بہشتی زیور ج١ ٢٠٦)

## لڑکی حافظہ ہوتے ہوئے بالغہ ہو جائے آموختہ یاد رہے اس کی کوئی صورت ہے؟

**سوال:** ایک لڑکی قرآن کریم کا حفظ کر رہی ہے وہ بالغہ ہو گئی اور اس کے ایام شروع ہو گئے۔ اب اس کی وجہ سے ہر مہینے آٹھ دن کا ناغہ ہوتا ہے بقیہ دنوں میں وہ قرآن پڑھ سکتی ہے مگر پریشانی یہ ہے کہ حفظ پورا کرنے کے لئے بہت وقت لگے گا۔ اور جب بیچ میں اتنے دن چھوٹ جاتے ہیں تو یاد کیا ہوا بھول جاتی ہے اور پھر دوبارہ یاد رکھنا پڑتا ہے تو ایسی کوئی صورت ہے کہ وہ اپنے حیض کے ایام میں تلاوت کر سکے تاکہ کم از کم پڑھا ہوا یاد رہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایام کے زمانہ میں مذکورہ عذر کی وجہ سے قرآن شریف کے تلاوت کی اجازت نہیں ہو سکتی(١٧١)، یاد کیا ہوا بھول نہ جائے۔ اس کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔

[١] کپڑے وغیرہ سے قرآن شریف کھول کر بیٹھے اور قلم وغیرہ کسی چیز سے ورق پلٹائے۔ اور قرآن میں دیکھ کر دل دل میں پڑھے۔ زبان نہ ہلائے۔[١]

[٢] کوئی تلاوت کر رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ جائے اور سنتی رہے۔ سننے سے بھی یاد ہو جاتا ہے یہ دونوں طریقے جائز ہیں۔ اور انشاء اللہ یاد کیا ہوا محفوظ رکھنے کیلئے کافی ہوں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

[١] ولا یکرہ النظر إلیہ أي القرآن لجنب وحائض ونفساء لأن الجنابۃ لاتحل العین درمختار علی ہامش شامی ج۔١ ص ١٧٤۔ (فتاوی رحیمیہ ج ٤/٤٩-٥٠)

---

(١٧١) لقدتقدم دلیل المسألۃ من قبل.

# حائضہ و جنبی کے لئے تلاوت و کتابتِ قرآن کا حکم

**سوال:** جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن کریم کی ایک دو آیتیں لکھنا پڑھنا یا مس کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہے تو مراد بڑی آیت ہے یا چھوٹی بڑی آیت کی مقدار کیا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس مسئلہ میں حائضہ و جنبی برابر ہیں[١] ان کے لئے قرأت قرآن جائز ہونے نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے، اگر قرأت کی نیت سے پڑھیں تو جائز نہیں ہے، خواہ ایک آیت ہو یا اس سے کم مقدار، یہ اس وقت ہے جبکہ مرکب آیت پڑھے اور مفرد طور پر ایک لفظ کو قطع کر کے پڑھیں تو جائز ہے جیسے حائضہ یا جنبی بچوں کو اس طور پر پڑھائیں۔

رد المحتار میں ہے:

قوله قراء ة القرآن أي وكره دون آية من المركبات لاالمفردات لأنه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة كما قدمناه.(رد المحتار ١/ ٢٩٣)

البحر الرائق میں ہے:

(قراءةالقرآن)أي يمنع الحيض قراءة القرآن وكذا الجنابة لقوله لاتقرأ الحائض ولا الجنب شئيا من القرآن. رواه الترمذى وابن ماجة وحسنه المنذرى وصححه النووى- وعن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال كان رسول اللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال مالم يكن جنباً-رواه أبوداود والترمذى وقال أنه حسن صحيح-(١٧٢)

---

(١٧٢)عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: كان رسول اللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا.حديث على حديث حسن صحيح.وبه قال غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي ☜

وبقولنا قال أكثرأهل العلم من الصحابة والتابعين كما حكاه الترمذى فى جامعه وشمل إطلاقه الآية وما دونها ..."وعن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال:اقرؤا القرآن مالم يصب أحدكم جنابة فإن أصابه فلا ولاحرفاً واحداً. رواه الدارقطنى(البحرالرائق١/ ١٩٩)

**ان عبارات سے معلوم ہو گیا کہ ان حالتوں میں قرأت کی نیت سے پڑھنا ناجائز ہے چاہے ایک آیت ہو یا اس سے کم، البتہ اگر قرأت کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ ثناء یا افتتاحِ امر یا دعاء کی نیت سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے رد المحتار میں ہے:**

(قوله بقصده) فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أو شيئاً من الآيات التى فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لا بأس به كما قدمناه عن العيون لأبى الليث و إن مفهومه أن ما ليس فيه معنى الدعاء كسورة أبى لهب لايؤثرفيه غيرالقرآنية-(رد المحتار١/ ٢٩٣)

**بحر میں ہے:** أما إذا قرأه على قصد الثناء أوافتتاح أمرلايمنع فى أصح الروايات وفى التسمية اتفاق أنه لايمنع إذا كان على قصد الثناء أوافتتاح أمركذا فى الخلاصة وفى العيون لأبى الليث ولو أنه قرأ الفاتحة على سبيل الدعاء أوشيئاً من الآيات التى فيها معنى الدعاء ولم يرد به القراء ة فلا بأس به-(البحرالرائق١/ ١٩٩)

**معلوم ہوا کہ اگر قرأت کی نیت سے نہ پڑھا جائے، بلکہ دعاء ثناء یا افتتاح کی نیت سے پڑھے تو جائز ہے بشرطیکہ آیت میں دعاء یا ثناء کا معنی موجود ہو۔ البتہ یہ مسئلہ باقی ہے کہ بنیت قرأت کتنا پڑھنا ناجائز**

---

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين.قالوا: يقرأ الرجل القرآن على غير وضوء، ولا يقرأ في المصحف إلا وهو طاهر.وبه يقول سفيان الثوري، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.(سنن الترمذي رقم ١٤٦ج١/ ٢١٤)والحائض مثل الجنب في هذه المسئلة

ہے اس سے چھوٹی آیت مراد ہے یا بڑی اور اس کی مقدار کیا ہے، بعض فقہاء کے نزدیک ایک آیت سے کم مقدار قرأت جائز ہے۔بحر میں ہے :وفی روایة الطحاوی یباح لهما ما دون الآیة وصححه صاحب الخلاصة ومشی علیه فخر الإسلام فی شرح الجامع الصغیر-

(البحرالرائق۱/ ۱۹۹)

لیکن صحیح اور راجح قول کے مطابق ایک آیت سے کم مقدار بھی بنیت قرأت ناجائز ہے۔

ملاحظہ ہو:فحاصله أن التصحیح قد اختلف فیما دون الآیة والذی ینبغی ترجیح القول بالمنع لما علمت من أن الأحادیث لم تفصل والتعلیل فی مقابلة النص مردود لأن شیئاً کما فی الکافی نکرة فی سیاق النفی فتعم وما دون الآیة قران فیمنع کالآیة ... ویؤیده ماروا ه الدارقطنی عن علی قال:اقرؤا القرآن مالم یصب أحدکم جنابة فإن أصابه فلا ولاحرفاً واحداً۔(۱۷۳)(البحرالرائق۱/ ۱۹۹)

ردالمحتار میں بھی عدم جواز کو ترجیح دی گئی ہے۔(قوله وقراء ة القرآن ) ولودون آیة-

(رد المحتار۱/ ۲۹۳)

اسی طرح حائضہ معلّمہ یا جنبی معلّم ہو تو ان کے لئے جائز ہے کہ وہ بچوں کو قرآن پڑھائیں لیکن شرط یہ ہے کہ

---

(۱۷۳)حدثنا أبو الغریف الهمداني،قال: کنا مع علی في الرحبة،فخرج إلی أقصی الرحبة،فواللّٰه ما أدري أبولا أحدث أو غائطا،ثم جاء فدعا بکوز من ماء،فغسل کفیه ثم قبضهما إلیه،ثم قرأ صدرا من القرآن،ثم قال: «اقرءوا القرآن ما لم یصب أحدکم جنابة،فإن أصابته جنابة فلا ولا حرفا واحدا». هو صحیح عن علي(سنن الدارقطني رقم ٤٢٥ج ۱/ ۲۱۲) وحکم الحائض مثل الجنب في هذه المسئلة(مرتب جامع الفتاوی)

کلمات کو الگ الگ کاٹ کر پڑھائیں، ہاں امام طحاوی کے نزدیک بیک وقت نصف آیت بھی پڑھا سکتے ہیں۔

البحر الرائق میں ہے: و إذاحاضت المعلّمة فينبغى لها أن تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين على قول الكرخى وعلى قول الطحاوى تعلم نصف آية ... واختلف المتأخرون فى تعليم الحائض والجنب والأصح أنه لابأس به إن كان يلقن كلمة كلمة ولم يكن من قصده أن يقرأ آية تامة( ١/ ٢٠٠)

اسی طرح ان کے لئے قرآن کو مس کرنا بھی ناجائز ہے، اگر قرآن مصحف کی شکل میں ہے تو راجح قول یہ ہے کہ الفاظ، موضع بیاض اور وہ جلد جو متصل ہے اس کو مس کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر قرآن کریم کا کچھ حصہ لوح یا در ہم یا دیوار پر لکھا ہو تو صرف لکھے ہوئے الفاظ کو مس کرنا ممنوع ہے باقی جگہ کو مس کرنا جائز ہے۔

رد المحتار میں ہے: (قوله ومسه) أي القرآن ولوفى لوح أودرهم أوحائط،لكن لايمنع إلامن مس المكتوب، بخلاف المصحف فلايجوزمس الجلد وموضع البياض منه وقال بعضهم يجوز،وهذا أقرب إلى القياس والمنع أقرب إلى التعظيم كما فى البحروالصحيح المنع(١ / ٢٩٣) (١٧٤)

---

(١٧٤)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان «يذكر اللَّهَ في كل أحيانه»

(مسند أبي يعلى الموصلي رقم ٤٩٣٧ج٨/ ٣٥٥)

إسناده صحيح وعلقه البخاري بصيغة الجزم ١/ ٤٠٧ في باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت، فقال: (وكان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يذكر اللَّهَ في كل أحيانه).

وعن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا.حديث على حديث حسن صحيح.وبه قال غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين.قالوا: يقرأ الرجل القرآن على غير وضوء، ولا يقرأ في المصحف إلا وهو طاهر.وبه يقول سفيان الثوري، والشافعي، وأحمد، وإسحاق.(سنن الترمذي رقم ١٤٦ج١/ ٢١٤) والحائض مثل الجنب في هذه المسئلة(مرتب جامع الفتاوى)

نوٹ: چھوٹی آیت وہ ہے جو چھ حروف سے کم پر مشتمل ہو مثلاً {ثم نظر}۔

(فتاوی دارالعلوم زکریا ج١/ ٥٤٠-٥٤٣)

## ایام کی حالت میں ترجمہ قرآن مجید کا مطالعہ

**سوال:** حالتِ ایام میں غلطی سے ایسی کتابیں اور رسالے اٹھانے میں آجائیں جن میں قرآن شریف کی آیتیں ہوں، جیسے "منصف کا منارۂ نور ایڈیشن" تو ایسی صورت میں کیا کفارہ ادا کرنا چاہئے؟ اگر قرآن شریف کی عربی آیات کے بجائے صرف ان آیات کا ترجمہ اس حالت میں پڑھا جائے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ناپاکی کی حالت میں غلاف کے بغیر قرآن مجید کا چھونا جائز نہیں، جن کتابوں میں دوسرے مضامین بھی ہوں، اور قرآن کی آیات بھی، ان میں خاص طور پر آیات قرآنی کی عربی عبارت کو ہاتھ لگانا تو درست نہیں، لیکن اس سے بچتے ہوئے ایسے رسائل یا کتاب کو ہاتھ میں لینا یا آیات قرآنی کی جگہ چھوڑ کر دوسرے حصہ کو چھونا درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، فقہ حنفی کی مشہور کتاب "حاشیۃ الطحطاوی" میں ہے:

وفیما عدا المصحف إنما یحرم من الکتابة لا الحواشی[١]

اکثر فقہاء کے نزدیک قرآن مجید کا ترجمہ بعینہ قرآن نہیں[٢] اس لئے صرف ترجمۂ قرآن کے حصہ کو اس حالت میں چھونے کی گنجائش ہے، اگر خدانخواستہ نادانستہ طور پر اس حالت میں قرآن کو ہاتھ لگادیں تب بھی کفارہ واجب نہیں، استغفار کرلینا چاہئے، لیکن آپ نے جو صورتیں لکھی ہیں یہ تو جائز

اور درست ہیں ہی، اس لئے ان صورتوں میں کفارہ واجب ہونے کے کوئی معنی نہیں۔(١٧٥)

[١]طحطاوی علی مراقی الفلاح : ص: ٧٧۔

[٢]" وقد جوز بعض أصحابنا مس کتب التفسیر و الحدیث"( طحطاوی علی مراقی الفلاح : ص: ٧٧) محشی - (کتاب الفتاوی ج٢/١٠٢-١٠٣)

## حالتِ حیض میں دینی رسائل کا مطالعہ

**سوال:** کیا عورت حالتِ حیض میں یا مرد یا عورت حالتِ جنابت میں "پاکیزہ آنچل" اور "ہدٰی" جیسے رسائل کا مطالعہ کرسکتے ہیں؟ کیونکہ ان کتابوں میں احادیث کی روشنی میں دینی مسائل اور عربی زبان میں بزرگانِ دین کے وظائف شائع ہوتے ہیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جس پر غسل یا وضو واجب ہو، اس کے لئے قرآن مجید کو چھونا جائز نہیں، البتہ کوئی ایسی کتاب جس میں زیادہ حصہ دوسرے مضامین یا دعاؤں وغیرہ کا ہو اور کچھ آیات اور قرآنی دعائیں بھی لکھی ہوئی ہوں، ان کو بغیر غسل اور بغیر وضو کے چھونا جائز ہے، البتہ جہاں پر آیت لکھی ہوئی ہو، خاص اس جگہ ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور نہ اسے پڑھنا چاہئے، قرآن کے علاوہ دوسرے دینی مضامین اور کتابیں اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔(١٧٦)

(کتاب الفتاوی ج٢/١٠١-١٠٢)

---

(١٧٥)لقدتقدم دلیل المسألة من قبل.

(١٧٦)لقدتقدم دلیل المسألة من قبل.

## ناپاکی کی حالت میں دینی کتابوں کو ہاتھ لگانا

**سوال:** میں ایک دینی جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے جاتی ہوں، جہاں دینی و عصری تعلیم دی جاتی ہے، تو کیا میں ماہواری کی حالت میں اس کول جاسکتی ہوں، اور دینی کتابوں کا مطالعہ کر سکتی ہوں؟ کیونکہ اس کے اندر چیدہ چیدہ قرآنی آیات ہوتی ہیں، اور بعض کتابیں عربی زبان میں ہیں، کیا میں ان کو ہاتھ لگا سکتی ہوں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید یا ایسی تفسیر کو چھونا جائز نہیں، جس میں قرآن کے کلمات غالب ہوں، اور تفسیری کلمات کم ہوں، دوسری اسلامی کتابوں کو اس حالت میں بھی چھونا جائز ہے، چاہے اردو میں ہو، یا عربی میں، البتہ جس جگہ آیت لکھی ہے وہاں ہاتھ نہ لگائیں" ورخص المس باليد في الكتب الشرعية إلا التفسير "[١٧٧] (کتاب الفتاوی ج ۲/ ۱۰۲)

[١] دیکھئے: تحفۃ الأحوذی: ٦/ ٢٣۔

## حائضہ کے آیت سجدہ پڑھنے سے سامع پر سجدہ کا وجوب

**اگر حائضہ عورت آیت سجدہ تلاوت کرے تو سننے والوں پر سجدہ تلاوت سجدہ تلاوت واجب ہو جائے گا۔**

(تجب بتلاوتهم يعني المذكورين خلا المجنون المطبق[١٧٨]) (الدر المختار ٢-كبيري ٤٦٨) (کتاب المسائل ج ۲۰۸/۲)

---

(١٧٧) لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

(١٧٨) عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: «كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقرأ السورة التي فيها السجدة فيسجد، ونسجد معه، حتى ما يجد أحدنا مكانا لموضع جبهته»

(صحيح البخاري رقم ١٠٧٩ ج ٢ / ٤٢)

☜

## حالت حیض میں سجدہ تلاوت واجب نہیں

حالت حیض ونفاس میں آیت سجدہ پڑھنے یاسننے سے پڑھنے والی یاسننے والی حائضہ پر سجدہ واجب نہیں ہوتا [١٧٩] لا تجب على كافر وصبى و مجنون وحائض و نفساء ، قرأوا أوسمعوا

(البحرالرائق ٢- ١١٩منهل الواردين ١- ١١٠) (کتاب المسائل ج١/٢٠٨)

## حائضہ اذان کا جواب دے یا نہیں؟

**سوال:** کیاعورت کے لئے اذان کا جواب دینا مستحب ہے؟اور اگر عورت حائضہ ہو تو کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** عورت کے لئے اذان کا جواب دینا مستحب ہے،البتہ حائضہ کے

---

ويستفاد منه: أن السجدة واجبة عند قراءة آية السجدة، وسواء كان في الصلاة أو خارج الصلاة على القارىء والسامع، وقال ابن بطال: فيه: الحرص على فعل الخير والمسابقة إليه. وفيه: لزوم متابعة أفعاله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (عمدة القاري ٧/ ١٠٧)

لكن هي لا تسجد لأن الطهارة شرط صحة السجدةولأن السجدة جزء الصلاة.

(١٧٩)لأنها غير مكلفةبأداء الصلاة المفروضةفمن باب أولى أنها غير مكلفة بسجدة التلاوة فإذا سقط عنها الأعلى فمن باب أولى يسقط عنها الأدنى فكما أنها لاتقضي الفريضة فكذلك لاتقضي سجدة التلاوة إذا طهرت عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أنه سئل عن الحائض تسمع السجدة، قال: «لا تسجد لأنها صلاة»(سنن الدارمي رقم ١٠٤١ج١/ ٦٨٢)إسناده صحيح

وعن إبراهيم، أنه كان يقول: في الحائض تسمع السجدة قال: «لا تسجد هي تدع أعظم من السجدة الصلاة المكتوبة» (مصنف ابن أبي شيبةرقم ٤٣١٥ج ١/ ٣٧٥)

بارے میں اختلاف ہے اکثر فقہاء کے نزدیک حائضہ کو اذان کا جواب نہیں دینا چاہئے، کیونکہ اجابت کے معنی کام کاج کو چھوڑ کر نماز کی جگہ آنا ہے اگر چہ عورت مسجد میں نماز نہ پڑھتی ہو اور بالفعل اجابت سے وہ عاجز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

(ويجيب وجوباً) وقال الحلوانى ندباً والواجب الإجابة بالقدم من(سمع الأذان) يفهم منه أنه لولم يسمع لصمم أولبعد أنه لا يجيب قوله (لاحائضاولانفساء) لأنهما ليسا من أهل الإجابة بالفعل فكذا بالقول بخلاف الجنب فإنه مخاطب بالصلوة ولأن حدثه أخف من الحيض والنفاس لإمكان إزالته سريعاً.(رد المحتار١/ ٣٩٦)

فتاوی ہندیہ میں ہے: ويجوزللجنب والحائض الدعوات وجواب الأذان ونحوذلک كذا فى السراجية- (فتاوى هندية١/ ٣٨)

الفقہ الاسلامی میں ہے: وقال الحنفية : تشمل الإجابة من سمع الأذان ولوكان جنباً لاحائضاً ونفساء-(الفقه الإسلامى وأدلته ١ / ٥٥٤)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے:

ويجيب الجنب لاالحائض والنفساء لعجزهما عن الإجابة بالفعل،أي فسقطت بالقول تبعا للفعل(١٨٠)۔(حاشية الطحطاوى١/ ١١٠)۔واللہ اعلم(فتاوی دارالعلوم زکریا ج١/٥٣٩-٥٤٠)

(١٨٠)وتشمل الإجابة عند الجمهور كل سامع، ولو كان جنباً أو حائضاً أو نفساء، أو كان في طواف فرضاً أو نفلاً، ويجيب بعد الجماع والخلاء والصلاة ما لم يطل الفصل بينه وبين الأذان.

☜

وضاحت: اذان کا جواب دیناواجب نہیں ہے مگر جواب دینے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ثواب ہے۔ انشاءاللہ تعالی(١٨١)

## حالتِ حیض ونفاس میں حدیث شریف پڑھنے کا حکم

**سوال:** کیاحالت حیض ونفاس میں حدیث شریف پڑھناپڑھانا جائز ہے۔

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** جی ہاں جائز ہے۔(١٨٢)

---

وقال الحنفية: تشمل الإجابة من سمع الأذان ولو كان جنباً، لا حائضاً ونفساء وسامع خطبة وفي صلاة جنازة، وجماع، ومستراح في بيت الخلاء، وأكل، وتعليم علم وتعلمه، لكن في أثناء قراءة القرآن يجيب لأنه لا يفوت، وتكرار القراءة للأجر (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ١/ ٧١٣)

إجابة المؤذن مندوبة لمن يسمع الأذان، ولو كان جنباً، أو كانت حائضاً أو نفساء، فيندب أن يقول مثل ما يقول المؤذن، إلا عند قول "حي على الصلاة"، "حي على الفلاح" فإنه يجيبه فيها بقول: لا حول ولا قوة إلا بالله، وهذا الحكم متفق عليه، إلا أن الحنفية اشترطوا أن لا تكون حائضاً أو نفساء، فإن كانت فلا تندب لها الإجابة، بخلاف باقي الأئمة، والحنابلة اشترطوا أن لا تكون حائضاً أو نفساء، فإن كانت فلا تندب لها الإجابة، بخلاف باقي الأئمة الفقه على المذاهب الأربعة (١/ ٢٨٧)

(١٨١) عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أن رسول اللهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «إذا سمعتم النداء، فقولوا مثل ما يقول المؤذن»(صحيح البخاري رقم ٦١١ج١/ ١٢٦) يدخل الحائض في عموم الحديث في الإجابة بالقول ولأنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يذكر اللهُ في كل أحيانه كما صح عنه

(١٨٢) لأن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يتكلم في حالة الجنابة وكلامه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حديث فثبت ☜

**کتاب الفتاوی میں ہے:**

حدیث کے احکام وہ نہیں ہیں جو قرآن کے ہیں، صرف قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہدایت دی کہ حائضہ اور جنبی نہ پڑھیں۔[١] حدیث کے بارے میں ایسی ممانعت منقول نہیں، کیونکہ حدیث کے الفاظ بعینہ اللہ تعالی کے نہیں ہیں، بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ بعینہ رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہوں، کیونکہ بعض اوقات صحابہ نے منشائے نبوی کو اپنے الفاظ میں ذکر فرمایا ہے اور حائضہ جب تک مدت حیض نہ گزر جائے پاک ہونے سے عاجز ہے، اس لئے اس حالت میں حدیثیں پڑھ سکتی ہیں، ہاں، اگر جنبی ہوں، تو چونکہ جنبی کسی بھی وقت پاکی حاصل کر سکتا ہے، اس لئے اس کے حق میں ناپاکی کی حالت میں حدیث پڑھنا مکروہ ہے، کیوں کہ فقہاء نے تورات وانجیل کو بھی حالت جنابت میں پڑھنے کو ناپسند کیا ہے۔[٢]

[١]الجامع للترمذي ، حديث نمبر : ١٣١، عن عبداللّٰہ بن عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، باب ما جاء فی الجنب و الحيض أنهما لا يقران القرآن، أبواب الطهارة ۔

[٢]المحيط البرهاني : ١/ ٢٤٤، نیز دیکھئے : الكفاية على هامش فتح: ١/ ١٤٨ ۔ مرتب ۔

(کتاب الفتاوی ج ٢/ ١١١-١١٢)

**وضاحت:** یہاں مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی نہیں یعنی جنبی کے لیے حدیث شریف پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعافاہ)

---

بهذا جواز قراءة الحديث في حالة الحدث الأكبر (مرتب جامع الفتاوی)

## ماہواری کے دوران فضائل اعمال پڑھنا

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت اپنے مخصوص ایام میں فضائل اعمال ہاتھ میں لے کر پڑھ سکتی ہے جبکہ اس میں بعض اوقات قرآن کی آیات یا ان کا ترجمہ اور عام طور پر احادیث مقدسہ ہوتی ہیں، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** صورت مسئولہ میں عورت کا ماہواری کے ایام میں فضائل اعمال یا اس جیسی دوسری ایسی کتابوں کا ہاتھ میں لینا یا پڑھنا جائز ہے جن میں دوسرے کلام کے ساتھ قرآن کی آیات بھی ملی ہوئی ہوں، بشرطیکہ قرآن کی آیات پر ہاتھ نہ لگایا جائے۔(۱۸۳)

لما فی الدرالمختار (۱/ ۲۹۱):(و)یمنع حل(دخول مسجد)...(۱/ ۲۹۳) (وقراءة قرآن) بقصده (ومسه)ولومكتوبا بالفارسية فی الأصح (إلا بغلافه) المنفصل-وفی الشامية (۱/ ۲۹۳): (ومسه)أي القرآن ولو فی لوح أو درهم أو حائط لكن لايمنع إلامن مس المكتوب بخلاف المصحف فلا يجوز مس الجلد وموضع البياض منه.

(نجم الفتاوی ج ۲/۱۸۷)

**وضاحت:** اگر کوئی عورت حالت حیض ونفاس میں فضائل اعمال یا دوسری کتاب پڑھ رہی ہو اور اس میں آیات قرآنیہ بھی ہوں تو دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے (۱) آیت پر ہاتھ نہ لگے۔(۲) آیت قرآنیہ دل میں پڑھے۔ اگر کتاب پڑھ کر سنا رہی ہیں تو جب آیت پر پہنچے تو آیت نہ پڑھے۔ اس کا ترجمہ پڑھ لے۔(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعافاہ)

---

(۱۸۳)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

## ایام حیض میں عورت قرآن شریف کے علاوہ تمام اذکار کو پڑھ سکتی ہے!

**سوال:** جس عورت کو حیض آتا ہو وہ درود شریف دلائل الخیرات پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہاں سوائے قرآن مجید کے تمام اذکار پڑھنا مباح ہے(١٨٤)[٣]

[٣]ولا بأس لحائض و جنب بقراة أدعية و مسها وحملها و ذكر اللّٰه تعالىٰ و تسبيح إلخ

(تنوير الأبصار و شرحه الدر المختار مع رد المحتار، باب الحيض ١/ ٢٩٣(کفایت المفتی ج٢/٣٠٢)

## عورت حالت حیض و نفاس میں تسبیح پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

**سوال:** عورتوں کو حالت حیض و نفاس میں وضو کر کے دلائل الخیرات و حزب الاعظم وغیرہ اردو وظیفہ سبحان اللہ یا الحمد یا اللہ اکبر پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور اس بات کا خیال رکھے کہ اگر وظیفہ کی کتاب میں کوئی آیت قرآنی آئے اس کو نہ پڑھے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وظیفہ مذکورہ اور تسبیح و تہلیل جائز ہے اور آیات قرآنیہ کا پڑھنا بھی بہ نیت دعاء جائز ہے۔ درمختار میں ہے ولا بأس لحائض وجنب بقرأة أدعية ومسها وحملها وذكر اللّٰه تعالىٰ وتسبيحه إلخ -[١]وفى الشامى فلو قرأت الفاتحة على وجه الدعاء أوشيئا من الآيات اللتى فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لابأس به -[٢]فقط۔

[١](الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض جلد أول ص ٢٧١)

[٢](رد المحتار باب الحيض تحت قوله قراءة قرآن بقصده ج ١ ص ٢٧٠)

---

(١٨٤)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۵۷-۲۵۸)

(اور دیکھئے: کفایت المفتی ج ۲، ص ۳۰۲ و فتاوی رحیمیہ ج ۴، ص ۴۹ اور کتاب الفتاوی ج ۲/۱۱۱-۱۱۲)

## حالت حیض ونفاس میں وظائف ودعائیں پڑھنے سے متعلق ایک سوال اور امداد الفتاوی سے اس کا مفصل ومدلل جواب

**سوال:** بعض مستورات کا سوال ہے کہ جناب کی تالیف کتاب قربات عند اللہ وصلوات الرسول ﷺ ومناجات مقبول ایام حیض میں بھی اس کی منزل پڑھی جاوے یا نہ اس لیے کہ آیات قرآن مجید واحادیث رسول اللہ ﷺ کی اس میں مسطور ہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** فی الدرالمختار- أحكام الجنب ويحرم به تلاوةالقرآن ولو دون آية على المختار بقصده فلوقصدالدعاء أوالثناءأوافتتاح امراوالتعليم ولقن كلمةكلمة حل فی الأصح اه وفی ردالمحتار قوله على المختار أي من قولين مصححين۔ ثانيهما أنه لايحرم مادون آية ورجحه ابن الهمامرَحِمَهُ ٱللَّهُ بأنه لايعد قارئا بمادون آيةفی حق جواز الصلٰوة فكذا ههنا واعترضه فی البحر تبعا للحيلة بأن الأحاديث لم تفصل بين القليل والكثيروالتعليل فی مقابلة النص مردود اه قلت (أي أشرف على) بأنه ليس تعليلا بل تفسير للحديث الناهی كحديث ابن عمررَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ مثلاعن النبی صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاتقرأ الحائض ولاالجنب شيئامن القرآن أخرجه الترمذی فإن النهی تعلق بالقرآن ومادون آيةلايسمی قرآنا والنصوص واردة على محاورات أهل اللسان فهوأيضاعمل بالحديث ثم ذكرفی الدرالمختارفی أحكام الحيض وقرأة قرآن بقصده إلخ وفی ردالمحتارقوله بقصده فلوقرأت الفاتحةعلى وجه الدعاء أوشيئامن الآيات التی فيها معنى الدعاء ولم تردالقراءة

لابأس به کماقدمناه عن العیون لأبی اللیث(قلت وهومانقل فی أحکام الجنب ونصه)قال فی العیون لأبی اللیث قرأ الفاتحة علی وجه الدعاء أوشیئامن الآیات التی فیهامعنی الدعاء ولم یردالقراءة لابأس به وفی الغایة أنه المختار واختاره الحلوانی لکن الهندوانی لاأفتی به وإن روی عن الإمام إلخ-

**ان روایات سے چند امور مستفاد ہوئے۔**

**امر اول۔** جنب اور حائض کو قرآن پڑھنا جائز نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایک آیت تامہ کا پڑھنا جائز نہیں۔(۱۸۵)

**امر ثانی۔** احادیث کا پڑھنا جائز ہے اس میں بھی اختلاف نہیں۔

**امر ثالث۔** آیت سے کم پڑھنا(بھی) بعض کے نزدیک جائز نہیں۔

**امر رابع۔** اگر قرآن بقصد تلاوت نہ پڑھا جاوے بلکہ بقصد دعا پڑھا جاوے جبکہ اس میں دعا کے معنی ہوں تو اکثر کے نزدیک جائز ہے بعض نے اس پر فتویٰ نہیں دیا۔

**امر خامس۔** چونکہ مفاہیم روایات فقہیہ حجت ہیں لہٰذا یہی روایات جواز قراءت احادیث پر خصوص احادیث دعا پر دال ہیں اس تقریر سے سوال کا مفصل جواب حاصل ہو گیا۔ یہ تو نفس احکام کا بیان تھا جو ضروری تھا جس کے دلائل بیان کرنا عمل کے لیے ضروری نہیں لیکن اہل علم کے نشاط کے لیے ان کے دلائل کی طرف مختصراً اشارہ کرتا ہوں۔ امر اول کی دلیل عبارت مذکورہ میں مذکور ہے یعنی لاتقرء الحائض ولاالجنب إلخ وفی الباب أحادیث کثیرة غیر ما ذکر،

**امر اول:** کے جزء ثانی کی دلیل بھی یہی احادیث ہیں کیونکہ اس پر قراءت قرآن صادق آتی ہے۔

---

(۱۸۵)لقدتقدم دلیل المسألة من قبل.

**امر ثانی:** کی دلیل بھی یہی احادیث ہیں کیونکہ اس پر قراءت قرآن صادق نہیں آتی۔ نیز بجز بخاری ونسائی کے سب اصحاب صحاح نے حدیث ذکر کی ہے۔

كان رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يذكر اللّٰهَ فی كل أحيانه كذا فی إحياء السنن.

ظاہر ہے کہ یہ حدیث کو بھی عام ہے بلکہ قرآن کو بھی لیکن چونکہ قراءت قرآن سے نہی وارد ہے وہ اس سے مخصوص ہوگئی اور قراءت حدیث اس عموم میں داخل رہی نیز خود حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایسے حالات میں کلام فرماتے تھے اور آپ کا ہر کلام حدیث ہے پس قراءت حدیث کا جواز دلیل فعلی سے بھی ثابت ہو گیا۔

**امر ثالث:** مانع کی دلیل یہی احادیث ہیں منطوقاً اس بناء پر کہ قراءت لغۃ اس کو بھی عام ہے اور مبیح کی دلیل بھی یہی احادیث ہیں مفہوماً اس بناء پر کہ یہ عرف اور محاورہ میں قراءت نہیں۔

**امر رابع:** اکثر کی دلیل یہ حدیث ہو سکتی ہے۔ عن عائشة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كان رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذاكان جنباوأرادأن يأكل أوينام توضأوضوئه للصلٰوة. رواه مسلم وعن عائشة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أن النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان إذا أراد أن يطعم وهوجنب غسل كفيه ومضمض فاه ثم طعم رواه الدارقطنی وقال صحيح كذا فی إحياء السنن اور دوسری احادیث سے ابتدأ اکل میں بسم اللّٰهُ اور فراغ عن الاکل پر الحمد للہ کہنا منقول ہے۔ اور وضوئے شرعی بھی رافع جنابت نہیں اور وضو لغوی تو وضو ہے نہیں تو جنابت کی حالت میں بسم اللہ اور الحمد للہ کہنا ثابت ہوا۔ اور بسم اللہ کا قرآن ہونا تواتر سے ثابت اور دلائل مطلق ہیں تسمیہ تامہ اور غیر تامہ کو اور الحمد للہ ایک قول پر کہ قرآن آیت غیر تامہ کو بھی عام ہے قرآن ہے۔ مگر چونکہ اس تسمیۃ وحمدلۃ سے مقصود تلاوت نہ تھی

بلکہ افتتاح واختتام وتبرک مقصود تھااس لئے جائز رکھا گیا(١٨٦) پس امر رابع میں اکثر کا قول ثابت ہو گیا۔ اور بعض کا قول معلوم ہوتا ہے کہ محض تنزہ واحتیاط پر مبنی ہے کہ لوگ حدود سے تجاوز نہ کرنے لگیں پس بطور سد ذرائع کے جواز پر فتویٰ نہیں دیا۔ ورنہ تسمیۃ وحمدلۃ کو وہ بھی ناجائز نہیں کہتے کیونکہ اس وقت اس کے قرآن ہونے کا خطور بھی نہیں ہوتا تو اس میں تجاوز عن الحدود کا احتمال نہ تھا۔ امر خامس کے لئے امر ثانی کی تقریر کافی ہے۔ فرع چونکہ جنب اور حائض کے حکام میں کچھ فرق نہیں اس لئے یہ احکام اور دلائل دونوں کے لئے مشترک ہیں۔ اصل سوال کا خلاصہ جواب یہ ہے کہ قربات عند اللہ کی ادعیہ قرآنیہ وحدیثیہ کا حائضہ کو پڑھنا جائز ہے صرف ادعیہ قرآنیہ میں یہ قید ہو گی کہ دعا کی نیت سے پڑھے۔ قرآن کی نیت سے نہ پڑھے اور جہاں اس احتیاط کی علماً اور عملاً توقع نہ ہو وہاں احوط واورع منع ہی ہے اور عجب نہیں فقیہ ہندوانیؒ نے ایسے ہی عوام کے لئے منع فرمادیا ہو۔

فائدہ:- اس تحریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ سب اہل فتوی کا قصد اتباع حدیث کا ہے گو وجہ استدلال میں اختلاف ہو گیا۔ واللہ اعلم۔ (امداد الفتاویٰ ج١/٤٩-٥٢)

## حیض ونفاس کی حالت میں بعض سورتیں جن میں دعاء کے معانی ہیں پڑھنے کا حکم

**مسئلہ:** الحمد کی پوری سورت یا معوذتین دعا کی نیت سے پڑھنا، دعا یا ثنا کے طور پر آیۃ الکرسی پڑھنا

---

(١٨٦)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا كان جنبا، فأراد أن يأكل أو ينام، توضأ وضوءه للصلاة»(صحيح مسلم رقم ٣٠٥ج ١/ ٢٤٨)والوضوء والطعام يبدأن ببسم اللَّهُ وبعد الأكل يقال الحمدلله وبسم اللَّهُ والحمدلله من القران الكريم لكن يجوزعلى حالة الجنابة كما في الحديث لذا قلنا بجواز قراءة مادون الآية بنية الذكر لابنية التلاوةكذلك الحكم في حالة الحيض.(مرتب جامع الفتاوى)

درست ہے، البتہ تلاوت کے طور پر پڑھنا صحیح نہیں، اسی طرح جو دعائیں قرآن مجید میں آئیں ہیں، جیسے: ﴿ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِي ٱلدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي ٱلْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ ٱلنَّارِ ﴿٢٠١﴾ ﴾ البقرة: ۲۰۱ اور ﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٢٣﴾ ﴾ الأعراف: ۲۳ وغیرہ، ان کو بھی دعا کے طور پر پڑھنا صحیح ہے، تلاوت کے طور پر صحیح نہیں۔

**مسئلہ:** دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ (بہشتی زیور ج ۱، ۲۰۶)

## ماہواری کے دنوں میں خون رکنے کا حکم اور اس وقت میں اعمال کرنا کیسا ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے اٹھارہ تاریخ سے خون شروع ہو کر پچیس تاریخ تک جاری رہتا ہے لیکن درمیان میں کبھی ایک گھنٹے کیلئے کبھی دو گھنٹے اور کبھی ایک آدھ دن کیلئے رک کر پھر جاری ہو جاتا ہے جس وقت خون بند ہو جاتا ہے اتنا وقت پاک شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ اس وقت نماز پڑھنا اور تلاوت کرنا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** ایام ماہواری کے جن اوقات میں خون آنا رک جاتا ہے وہ ایام ماہواری ہی کے شمار ہوتے ہیں اس لئے آپ کا ماہواری کے دنوں میں ان اوقات میں بھی نماز پڑھنا تلاوت کرنا درست نہیں۔

لما فی البحرالرائق(۱/ ۳۵۸): وقال محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ:الطهر المتخلل إن نقص عن ثلاثة أيام ولو بساعة لايفصل اعتباراً بالحيض فإن كان ثلاثة فصاعداً فإن كان مثل الدمين أو أقل فكذلک تغليباً للمحرمات لأن اعتبار الدم يوجب حرمتها واعتبار الطهر يوجب حلها فغلب الحرام الحلال وإن كان أكثر فصل ثم ينظر إن كان فی أحد الجانبين مايمكن أن يجعل حيضا فهو حيض والآخر استحاضة وإن لم يكن فالكل استحاضة...

وفی الشامیة(١/ ٢٨٩): ثم اعلم أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان خمسة عشر يوماً فأكثر يكون فاصلا بين الدمين فی الحيض اتفاقا فما بلغ من كل من الدمين نصابا جعل حيضا وأنه إذا كان أقل من ثلاثة أيام لايكون فاصلاً وإن كان أكثر من الدمين اتفاقا۔

فلو رأت مبتدأة يوما دماً ويومين طهرا ويوما دما فالأربعة حيض لأن الطهر المتخلل دون ثلاث وهو لايفصل اتفاقا۔ (نجم الفتاوی ج۲/۱۷۹)

## حائضہ عورتوں کا اوقات نماز میں ذکر واذکار کا معمول بنانا مستحب ہے

**سوال:** حالت حیض میں عورت کو نماز پڑھنا تو جائز نہیں کیا ایسی عورت اپنے معمول پر دوام کے لیے اوقات نماز میں مصلی پر بیٹھ کر تسبیح و تہلیل، ذکر واذکار کر سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ عورت کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے اپنے مصلی پر آکر بیٹھ جائے اور اتنی دیر تک تسبیح و تحمید، ذکر اذکار میں مشغول رہے جتنے وقت میں یہ عورت نماز پڑھتی تھی تاکہ معمول میں کوئی فرق نہ آئے۔(١٨٧)

---

(١٨٧)لم يرد فيه عن النبي صَلَّىٰٓاللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ شئ وإنما استحسنه بعض السلف عن سليمان التيمي، قال: قلت لأبي قلابة: الحائض تتوضأ عند وقت كل صلاة، وتذكر ٱللَّهَ؟ فقال: «ما وجدت لهذا أصلا»(سنن الدارمي رقم ١٠١٢ ج ١ / ٦٧٢)إسناده صحيح.

عن عطاء، في المرأة الحائض: أتقرأ؟ قال: «لا، إلا طرف الآية ولكن توضأ عند وقت كل صلاة، ثم تستقبل القبلة، وتسبح، وتكبر، وتدعو ٱللَّهَ عز وجل(سنن الدارمي رقم ١٠١٤ ج١/ ٦٧٣) إسناده صحيح.

وعن عقبة بن عامر: «أنه كان يأمر المرأة الحائض في وقت الصلاة أن تتوضأ وتجلس بفناء ☜

قال ابن عابدين رَحِمَهُ ٱللَّهُ:و يستحب لها أن تتوضاء لوقت كل صلوة و تقعد على مصلاها و تسبح و تهلل و تكبر بقدر أدائها كى لا تنسى عادتها وفي الدراية يكتب لها أحسن صلوة كانت تصلى ـ ( رد المحتار ج١/ ٢٩٠ باب الحيض )[١]

[١]قال العلامة عالم بن العلاء الأنصارى رَحِمَهُ ٱللَّهُ: و يستحب للمراة الحائض إذا دخل عليها وقت الصلوة أن توضاء و تجلس عند مسجد بيتها - و فى السراجية مقدار مايمكن اداء الصلوة لو كانت طاهرة و تسبح تهلل كيلا تزول عنها عادة العبادة -

( الفتاوى التاتارخانية ج١/ ٣٣٢ باب الحيض ، نوع فى الأحكام التى تتعلق بالحيض )

و مثله فى الهندية : ج١/ ٣٨ الباب السادس فى الدماء المختصة بالنساء -

الفصل الرابع فى أحكام الحيض **(فتاوى حقانيه ج٢/٥٦٠)**

---

المسجد، وتذكر ﷻ، وتهلل وتسبح»(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٧٢٧٠ ج٢/ ١٢٧)

وعن الحسن قال: سمعته يقول في الحائض: «توضأ عند كل صلاة وتذكر ﷻ»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٧٢٧٢ ج٢/ ١٢٧)

وحدثنا مكحول، قال: «تؤمر الحائض تتوضأ عند مواقيت الصلاة، وتستقبل القبلة وتذكر ﷻ تعالى»(سنن الدارمي رقم ١٠١٥ج١/ ٦٧٣) إسناده صحيح.

وحدثنا يحيى بن أيوب، قال: سمعت الحكم بن عتيبة، يقول: «كان يعجبهم في المرأة الحائض أن تتوضأ وضوءها للصلاة، ثم تسبح ﷻ وتكبره في وقت الصلاة»

(سنن الدارمي رقم ١٠١١ج١/ ٦٧٢)إسناده صحيح

**اور فتاوی رحیمیہ میں ہے:**

**مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن میں عمدۃ القاری کے حوالے سے اس پر نقض کیا ہے**

وكذلک مذهب جمهور العلماء من السلف والخلف أنه ليس على الحائض وضوء ولا تسبيح ولا ذكر فى أوقات الصلاة ولا فى غيرها وممن قال بهذا الأوزاعى والثورى و أبوحنيفه وأصحابه و الشافعى كمافى شرح المهذب(٢-٣٥٣)

غير أن الحنفية قالوا باستحباب الوضوء لوقت كل صلاة والقعود على مصلاها مسبحة ومهللة وصحح فى الظهيرية أنها تجلس مقدار أداء فرض الصلاة كيلا تنسى العادة كما فى البحر الرأئق ١-١٩٣-وإن كان لا أصل له على هذا الوجه المخصوص قاله فى شرح المهذب (٢-٣٥٤) قال الراقم وفيما قالوا نظر آخر وهو أن الحديث أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم يدل على أنه ليس للمرأة أمر يكافئ هذا النقص فلو كان هناک شيئ يجبر الوهن لما لطف ذلک التعبير وانظر عمدة القاري(٢-١٣٢)معارف السنن باب ماجاء فى الحائض أنها لا تقضى الصلاة ج١ص٤٤١) (١٨٨) **(فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۹)**

---

(١٨٨)ومن السلف من كان يأمر بالحائض بأن تتوضأ عند وقت الصلاة وتذكر اللّٰه تعالى القبلة ذاكرة لله جالسة روي ذلك عن عقبة بن عامر ومكحول وقال كان ذلك من هدي نساء المسلمين في حيضهن وقال عبد الرزاق بلغني أن الحائض كانت تؤمر بذلك عند وقت كل صلاة وقال عطاء لم يبلغني ذلك وإنه لحسن وقال أبو عمر هو أمر متروك عند جماعة الفقهاء بل يكرهونه قال أبو قلابة سألنا عن ذلك فلم نجد له أصلا وقال سعيد بن عبد العزيز ما نعرفه وإنا لنكرهه وفي منية المفتي للحنفية يستحب لها عند وقت كل صلاة أن تتوضأ وتجلس في مسجد ☜

اور بہشتی زیور میں ہے:

**مسئلہ:** حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کرکے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی نہ گھبرائے۔(بہشتی زیور ج۱/۲۱۴)

---

بيتها تسبح وتهلل مقدار أداء الصلاة لو كانت طاهرة حتى لا تبطل عادتها وفي الدراية يكتب لها ثواب أحسن صلاة كانت تصلي.(عمدة القاري ٣/ ٣٠١)

وفي الاستذكار:وأما علماء السلف والخلف وأهل الفتوى بالأمصار فكلهم على أن الحائض لا تصلي ولا تقضي الصلاة أيام حيضها إلا أن من السلف من كان يرى للحائض ويأمرها أن تتوضأ عند وقت الصلاة وتذكر اللّٰه وتستقبل القبلة ذاكرة لله جالسة.

وروى خالد عن عقبة بن عامر ومكحول قال مكحول كان ذلك من هدي نساء المسلمين في أيام حيضهن ذكر عبد الرزاق قال قال معمر بلغني أن الحائض كانت تؤمر بذلك عند وقت كل صلاة وبن جريج عن عطاء قال لم يبلغني ذلك وإنه لحسن.

قال أبو عمر هو أمر متروك عند جماعة الفقهاء بل يكرهونه ذكر دحيم قال حدثنا محمد بن عبد اللّٰه الأنصاري عن سليمان التيمي قال سئل أبو قلابة عن الحائض إذا حضرت الصلاة أتتوضأ وتذكر اللّٰه فقال أبو قلابة قد سألنا عنه فلم نجد له أصلاقال دحيم وحدثنا الوليد بن مسلم قال سألت سعيد بن عبد العزيز عن الحائض أنها إذا كان وقت صلاة مكتوبة توضأت واستقبلت القبلة فذكرت اللّٰه في غير صلاة ولا ركوع ولا سجود قال ما نعرف هذا ولكنا نكرهه وقال معمر قلت لابن طاوس أكان أبوك يأمر الحائض عند وقت كل صلاة بطهر وذكر قال لاوعلى هذا القول جماعة الفقهاء وعامة العلماء اليوم في الأمصار( الاستذكار ١/ ٣٣٨)

وضاحت: حیض کے زمانے میں نماز کے وقت وضو کر کے کسی جگہ بیٹھ جائے تھوڑی دیر ذکر کرنا بعض اہل علم کے نزدیک مستحب ہے۔ لیکن جو عورت ایسا نہ کرے اس پر کوئی حرج نہیں۔ ادنی درجے کی بھی قباحت نہیں۔ لہذا کسی عورت پر ایسا نہ کرنے کی وجہ سے نکیر نہ کی جائے۔

(مرتب: جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعافاہ)

## معاشرت حائضہ

## حیض ونفاس والی عورت، کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے

**سوال:** حیض ونفاس والی عورت، کا جھوٹا اور ان کا پسینہ کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض ونفاس والی عورت، کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔[١٨٩] واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

---

(١٨٩) عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في، فيشرب، وأتعرق العرق وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في» ولم يذكر زهير فيشرب.

(صحيح مسلم رقم ٣٠٠ج١/ ٢٤٥ باب سؤر الحائض)

وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كنت أشرب في الإناء وأنا حائض فيأخذه النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في فيشرب، وكنت آخذ العرق فأنتهش منه فيأخذه مني، ثم يضع فاه على موضع في فينتهش منه» (مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ٣٨٨ج١/ ١٠٨)

وفي (شرح سنن النسائي الراجحي ٢٠/ ١٨): هذا الحديث فيه الانتفاع بفضل الحائض، وفيه طهارة سؤر الحائض وعرقها.

## حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کیسا ہے؟

**سوال:** حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا شرعاً کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا شرعاً درست ہے جب کہ وہ پاکی کا اہتمام کرتی ہو۔[١] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]ولا یکرہ طبخھا ولااستعمال مامستہ من عجین أوماء أونحوھما إلا إذا توضأت بقصد القربة (الشامی نعمانیہ ص:١٩٤، ج:١، مطبوعہ زکریا ص:٤٨٦، ج:١، کتاب الطھارة، باب الحیض، طحطاوی مع المراقی ص١١٦ باب الحیض، مطبوعہ مصر-

(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٢)

## اور فتاوی محمودیہ میں ہے:

حائضہ کے ہاتھوں سے کھانا پکانا اور کھانا تمام جائز ہے، لحدیث اصنعوا کل شئ إلاالنکاح [١]و لأن نجاستھا حکمیہ ۔ وھوالموفق

[١](مشکاة المصابیح ص٥٦جلد١ الفصل الأول باب الحیض)

(فتاوی فریدیہ ج٢/١٠٦)فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]ولا یکرہ طبخھا ولااستعمال مامستہ من عجین أوماء أونحوھما إلا إذا توضأت بقصد القربة (الشامی نعمانیہ ص:١٩٤، ج:١، مطبوعہ زکریا ص:٤٨٦، ج:١، کتاب الطھارة، باب الحیض، طحطاوی مع المراقی ص١١٦ باب الحیض، مطبوعہ مصر-

(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٢)

**اور فتاوی فریدیہ میں ہے:**

حائضہ کے ہاتھوں سے کھانا پکانا اور کھانا تمام جائز ہے، (فتاوی فریدیہ ج ۱۰٦/۲)

## متبرک چیزوں کو ناپاکی کی حالت میں کھانا

**سوال:** حج سے لائی ہوئے چیزیں، مثلاً: کھجور، انجیر، پستہ اور پانی، کیا یہ سب چیزیں ناپاکی کی حالت میں کھانا درست ہے، یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** کھانے پینے کی چیزوں کو پاکی کی حالت میں استعمال کرنے کی کوئی شرط نہیں، گو وہ متبرک ہی کیوں نہ ہو، جیسے: زمزم کا پانی، مدینہ کی کھجور وغیرہ، اس لئے حج کے موقع سے لائی ہوئی چیزوں کو ناپاکی (حیض ونفاس) کی حالت میں کھانا درست ہے۔

(کتاب الفتاوی ج ۱۰٦/۲)

## حالتِ حیض میں وطی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور ایسی حرکت کرنے والے پر توبہ واستغفار لازم ہے

**سوال:** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ سے حالت حیض میں جماع کرے تو اس پر کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** در مختار میں ہے کہ حالت حیض میں اپنی زوجہ سے وطی کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے(۱۹۰) اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا

---

(۱۹۰) قال اللہ تعالی: وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ ☜

مستحب ہے،[ ١]اور ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے۔فقط۔(١٩١)

---

ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ (البقرة : ٢٢٢)وَلا تَقْرَبُوهُنَّ، أَيْ: لَا تُجَامِعُوهُنَّ، أما الملامسة والمضاجعة معها فجائز.(تفسير البغوي ١/ ٢٨٥)

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «من أتى حائضا أو امرأة في دبرها، أو كاهنا فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل اللَّهُ على محمد»

(سنن الدارمي رقم ١١٧٦ ج١/ ٧٣٢)إسناده صحيح

" أخرجه أحمد ٢ / ٤٠٨ و ٤٧٦، والترمذي رقم (١٣٥) ، وابن ماجة رقم (٦٣٩) ، وإسناده صحيح، (جامع الأصول ٢/ ٤٤)

وعن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «من أتى حائضا، أو امرأة في دبرها، أو كاهنا، فقد كفر بما أنزل على محمد»لا نعرف هذا الحديث إلا من حديث حكيم الأثرم، عن أبي تميمة الهجيمي، عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وإنما معنى هذا عند أهل العلم على التغليظ.

(سنن الترمذي ت شاكررقم ١٣٥ ج ١/ ٢٤٢)حديث صحيح

(١٩١)عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا في الذي يأتي امرأته وهي حائض، قال: «يتصدق بدينار أو نصف دينار» شك الحكم( سنن الدارمي رقم ١١٤٦ج ١/ ٧٢٠)إسناده صحيح

وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: قال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في الذي يقع على امرأته وهي حائض: «يتصدق بنصف دينار» (سنن الدارمي رقم ١١٤٩ ج ١/ ٧٢١)إسناده صحيح

وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في الذي يأتي امرأته وهي حائض قال: «يتصدق بدينار أو نصف دينار» قال أبو داود: هكذا الرواية الصحيحة قال: «دينار أو نصف دينار». وربما لم يرفعه شعبة(سنن أبي داودرقم ٢٦٤ج ١/ ٦٩)حديث صحيح

☜

قال في البناية شرح الهداية: قيل لأحمد أتذهب إليه؟ قال: نعم، إنما هو كفارة، ولئن سلمنا أن شعبة رجع عن رفعه، فإن غيره رواه عن الحكم مرفوعاً، وعن عمرو بن قيس الملائي، إلا أنه أسقط عبد الحميد، وكذا أخرجه من طريق النسائي، وعمر هذا ثقة، وكذا رواه قتادة عن الحكم مرفوعاً، وهو أيضاً أسقط عبد الحميد، ومقتضى القواعد أن رواية الرفع أشبه بالصواب لأنه زيادة ثقة. ثم اعلم أنه لو وطئ الحائض مع العلم بالتحريم فليس عليه إلا التوبة والاستغفار عندنا وهو قول عطاء، والشعبي، والنخعي، والزهري، ومكحول، وسعيد بن جبير، وحماد، وربيعة ويحيى بن سعيد، وأيوب السختياني، والليث، ومالك، والشافعي في الجديد وأحمد في رواية وحكاه الخطابي عن أكثر العلماء. وقال بعض العلماء: تجب الكفارة ديناراً في الإقبال ونصف في الإدبار وهو القول القديم للشافعي( البناية شرح الهداية ١/ ٦٤٥)

قوله نصف في الادبار أي إذا كان الحيض في آخر أيامه قريب الانقطاع .وفي الاختيار لتعليل المختار:(ويحرم وطؤها) لقوله تعالى: قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ [البقرة: ٢٢٢] والنهي للتحريم، وإن وطئها في الحيض إن كانا طائعين أثما، ويكفيهما الاستغفار والتوبة، لقول الصديق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لمن سأله عن ذلك: استغفر اللَّهَ ولا تعد. وإن كان أحدهما طائعا والآخر مكرها أثم الطائع وحده. قال في الفتاوى: وهذا في الحكم، ويستحب أن يتصدق بدينار أو نصف دينار. قيل: معناه إن كان في أول الحيض فدينار، وفي آخره نصفه. وقيل: إن كان الدم أسود فدينار، وإن كان أصفر فنصفه، وبجميع ذلك ورد الحديث.

(الاختيار لتعليل المختار١/ ٢٨)

وفى عدم وجوب الكفارة قال في المبسوط للسرخسي:(وحجتنا) في ذلك ما روي أن رجلا جاء إلى الصديق رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وقال: إني رأيت في المنام كأني أبول دما فقال: أتصدقني قال: نعم قال: إنك تأتي امرأتك في حالة الحيض فاعترف بذلك فقال أبو بكر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : استغفر اللَّهَ ولا تعد ولم ☜

[١]ثم هو كبيرة لو عامد مختارا عالما بالحرمة لاجاهلا أو مكرها أوناسيا فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار أو نصفه ومصرفه كزكوٰة وهل على المرأة تصدق قال فى الضياء الظاهر لا (در مختار باب الحيض ) قوله ثم هو أي وطى الحائض (رد المحتار باب الحيض ص ٢٧٥ ج١-ط-س-ج١ص٢٩٧...٢٩٩) **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٥٦)**

---

يلزمه الكفارة(المبسوط للسرخسي١٠/ ١٥٩)

وعن عامر، فيمن أتى أهله وهي حائض، قالا: «ذنب أتاه، يستغفر اللّٰه ويتوب إليه، ولا يعود» (سنن الدارمي رقم ١١٣٦ج ١ / ٧١٧) إسناده صحيح

وعن سعيد بن جبير، قال: «ذنب أتاه، وليس عليه كفارة» (سنن الدارمي رقم ١١٣٨ ج ١/ ٧١٧) إسناده صحيح وعن عبد الرحمن بن القاسم، عن أبيه، أنه سئل عن الذي يأتي امرأته وهي حائض، قال: «يعتذر إلى اللّٰه، ويتوب إلى اللّٰه» (سنن الدارمي رقم ١١٣٩ج١/ ٧١٧) إسناده صحيح و عن عطاء، قال: «تستغفر اللّٰه وليس عليك شيء» يعني إذا وقع على امرأته وهي حائض.(سنن الدارمي رقم ١١٤٠ ج١/ ٧١٨)

وفي تفسير القرطبي:قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾ البقرة: (٢٢٢)قال أبو عمر: حجة من لم يوجب عليه كفارة إلا الاستغفار والتوبة(تفسير القرطبي ٣/ ٨٨)حدثنا عثمان بن الأسود، قال: سألت مجاهدا، عن امرأة رأت الطهر أيحل لزوجها أن يأتيها قبل أن تغتسل، قال: «لا حتى تحل لها الصلاة»

(سنن الدارمي رقم ١١٢٢ ج١/ ٧١٢)إسناده صحيح

## اور نجم الفتاوی میں ہے:

**سوال:** (محصلہ) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری نئی نئی شادی ہوئی ہے بیوی کے بغیر چارہ نہیں ہوتا میں نے مشکل سے ایک ہفتہ کی چھٹی لی، جب گھر آیا تو بیوی کے حیض کے ایام چل رہے تھے میرے سے برداشت نہ ہوسکا میں حیض کی حالت میں ہمبستری کرتا رہا چونکہ مجھے معلوم تھا کہ بعد میں چھٹی نہیں ملے گی۔ یہ موقع بھی غنیمت ہے جب واپس آیا تو میں کافی پریشان رہا کہ میں نے حالت حیض میں ہمبستری کرکے غلط کام کیا ہے اب آپ حضرات میری رہنمائی کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور میرے اوپر کیا کفارہ ہوگا؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** حالت حیض میں وطی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اگر کسی سے غلطی سے یہ فعل سرزد ہوجائے تو اس پر توبہ واستغفار لازم ہے اس کے علاوہ کوئی کفارہ واجب نہیں۔ جب آپ سے یہ غلطی ہوگئی ہے تو اللہ کے حضور توبہ واستغفار کریں اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کریں اللہ بخشنے والا مہربان ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ اگر شروع ایام میں وطی کی ہو تو ایک دینار اور آخر ایام میں کی ہو تو نصف دینار کی بقدر قیمت صدقہ بھی کردیں۔

لما فی الدرالمختار مع الشامیة (١/ ٢٩٨،٢٩٧): (و)طؤها (یکفر مستحله) کما جزم به غیر واحد وکذا مستحل وطء الدبر عندالجمهور (وقیل لا یکفر) فی المسألتین وهو الصحیح خلاصة (وعلیه المعول) لأنه حرام لغیره (قوله ووطؤها) أي الحائض قال فی الشرنبلالیة ولم أرحکم وطء النفساء من حیث التکفیر أما الحرمة فمصرح بها... ثم هو کبیرة لو عامداً مختاراً عالماً بالحرمة لاجاهلاً أو مکرهاً أو ناسیاً فتلزمه التوبة۔ ویندب تصدقه بدینار أو نصفه، ومصرفه کزکاة وهل علی المرأة تصدق قال فی الضیاء: الظاهر لا۔ (قوله ثم هو) أي وطء الحائض (قوله لا جاهلاً الخ) هو علی سبیل اللف والنشر... والظاهر أن

الجهل إنما ينفى كونه كبيرة لا أصل الحرمة إذ لاعذر بالجهل بالأحكام فى دارالإسلام ...(قوله ويندب الخ) لما رواه أحمد وأبوداود والترمذى والنسائى عن ابن عباس مرفوعاً، فى الذى يأتى امرأته وهى حائض قال: يتصدق بدينار أو نصف دينار" ثم قيل إن كان الوطء فى أول الحيض فبدينار أو آخره فبنصفه-

وفى سنن النسائى(١/ ٤٣): عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عن النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى الرجل يأتى امرأته وهى حائض يتصدق بدينار أو بنصف دينار (**نجم الفتاوی ج ۲/۱۸۶-۱۸۷ مختصراً**)

## اور کتاب الفتاوی میں ہے:

**جماع حیض میں کتاب اللہ کی صریح نہی کی بناپر حرام ہے،(۱۹۲)[۱] ائمہ اربعہ کے نزدیک کوئی کفارہ**

---

(۱۹۲)قال اللہ تعالی: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾

البقرة: ٢٢٢

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «من أتى حائضا أو امرأة في دبرها، أو كاهنا فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل اللہ على محمد»

(سنن الدارمي رقم ١١٧٦ ج١/ ٧٣٢)إسناده صحيح

وعن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «من أتى حائضا، أو امرأة في دبرها، أو كاهنا، فقد كفر بما أنزل على محمد». لا نعرف هذا الحديث إلا من حديث حكيم الأثرم، عن أبي تميمة الهجيمي، عن أبي هريرة، وإنما معنى هذا عند أهل العلم على التغليظ

(سنن الترمذي ت شاكر رقم ١٣٥ ج ١/ ٢٤٢)حديث صحيح

واجب نہیں،[٢] بعض روایات میں ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کا حکم ہے،[٣] یہ عام فقہاء کے نزدیک تہدید اور تورع پر محمول ہے، اصحاب ظواہر واجب کہتے ہیں اور امام احمدؒ کی طرف بھی ایک قول اس طرح کا منسوب ہے۔(١٩٣)

[١] { قَالَ تَعَالَىٰ:وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ ﴿٢٢٢﴾ }

(البقرة : ٢٢٢) محشی ۔

[٢]" فقال مالک و الشافعی وأبوحنیفة یستغفراللہ ولا شیٔ علیه ، وقال أحمد یتصدق بدینار أو نصف دینار " ( بدایة المجتهد : ١/ ٤٣)

---

(١٩٣)عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، في الذي يأتي امرأته وهي حائض، قال: «يتصدق بدينار أو نصف دينار» شك الحكم( سنن الدارمي رقم ١١٤٦ج ١/ ٧٢٠)إسناده صحيح

وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: قال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في الذي يقع على امرأته وهي حائض: «يتصدق بنصف دينار» (سنن الدارمي رقم ١١٤٩ ج ١/ ٧٢١)إسناده صحيح

وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَاعن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في الذي يأتي امرأته وهي حائض قال: «يتصدق بدينار أو نصف دينار» قال أبو داود: هكذا الرواية الصحيحة قال: «دينار أو نصف دينار». وربما لم يرفعه شعبة(سنن أبي داودرقم ٢٦٤ج ١/ ٦٩)حديث صحيح

قال في البناية شرح الهداية: قيل لأحمد أتذهب إليه؟ قال: نعم، إنما هو كفارة، ولئن سلمنا أن شعبة رجع عن رفعه، فإن غيره رواه عن الحكم مرفوعاً، وعن عمرو بن قيس الملائي، إلا أنه أسقط عبد الحميد، وكذا أخرجه من طريق النسائي، وعمر هذا ثقة، وكذا رواه قتادة عن الحكم مرفوعاً، وهو أيضاً أسقط عبد الحميد، ومقتضى القواعد أن رواية الرفع أشبه بالصواب لأنه زيادة ثقة.

[٣]" عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى الرجل يأتى امرأته و هي حائض ، فيتصدق بدينار أو بنصف دينار ، عن عبداللہ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ،( سنن نسائى ، حديث نمبر : ٢٩٠ ، باب ما يجب على من أتى حليلة في حال حيضتها بعد علمه بنهياللہ عز و جل عن وطئها، كتاب الطهارة ) محشى -

[٤]" فقال مالک و الشافعى وأبوحنيفة يستغفراللہ ولا شئ عليه ، وقال أحمد يتصدق بدينار أو نصف دينار " ( بداية المجتهد : ١/ ٤٣) **(کتاب الفتاوی ج٢/٩٨-٩٩)**

**وفى الفتاوى المحمودية :**

واختلف العلماء في وجوب الكفارة فقال الشافعى رَحِمَهُ اللَّهُ في أصح قوليه وهو الجديد، ومالک وأبوحنيفة وأحمد رحمهماللہ في إحدى الروايتين وجما هير السلف أنه لاكفارة عليه وعليه أن يستغفرو يتوب ١هـ (بذل المجهود[١]ص:١٥٨، ج:١ باب في إتيان الحائض) ***بحالت علم وعمد ایک دینار یانصف دینار تصدق کرنا مستحب ہے[٢] تاکہ آئندہ پوری احتیاط سے کام لیاجائے***، ثم هوأي وطء الحائض كبيرة لوعامداً مختاراً عالماً بالحرمة لاجاهلاً أو مكرها أوناسياً فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار أو نصفه ١هـ (درمختار[٣]) فقط واللہسبحانه تعالىٰ أعلم

[١]بذل المجهودص٢٧٩ج١ مطبوعه بيروت باب في إتيان الحائض رشيديه سهارنفور ص:١٥٨، ج:١

[٢]ويستحب أن يتصدق بدينار أونصف دينار الهندية ص ٣٩ج١

[٣]درمختار على الشامى نعمانيه ص١٩٨ج١- شامى زكريا ص:٤٩٤، ج:١، باب الحيض-

**(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٠-٢٢١)**

**اور فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے:**

ایسے شخص پر توبہ واستغفار لازم ہے اور مستحب یہ ہے کہ کچھ صدقہ کر دیا جائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر سرخ خون ہو تو ایک دینار صدقہ کرے اور اگر زرد خون ہو تو نصف دینار صدقہ کر دیا جائے چونکہ صدقہ غضب الٰہی کو روکتا ہے اور نجات دلاتا ہے اور اگر عورت بھی صدقہ کرے تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریا ج١/٥٢٩-٥٣٠)

(اور اسی طرح امداد الاحکام ج١/٣٦٢)

## حائضہ سے صحبت کرنے سے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب

**سوال:** ایک حدیث نظر سے گذری جس میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حائضہ سے صحبت کرے تو نصف دینار خیرات کرے (مشکوٰۃ) اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حالت حیض میں صحبت کرنی ہو تو نصف دینار خیرات کر کے کرے، لہذا اس کی وضاحت فرما کر ممنون کریں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** کو معلوم ہے کہ حالت حیض میں آپ نے حدیث کا جو مطلب سمجھا کہ حالت حیض میں نصف دینار خیرات کر کے صحبت کر سکتے ہیں یہ بالکل غلط ہے، نصف دینار خیرات کرنا بطور فیس کے نہیں بلکہ بطور جرمانہ اور سزا کے ہے اور غضب خداوندی سے بچنے کے لئے ہے (١٩٤)، کتب فقہ میں ہے کہ کوئی رمضان المبارک میں حالت صوم میں صحبت کرے تو کفارہ لازم ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ روزہ کی حالت میں صحبت کرنی ہو تو کفارہ دے کر کر سکتے ہیں، سب صحبت

---

(١٩٤) قدسبق بيان الأدلة في ذلك.

حرام ہے، گندی اور پلیدی ہے اور سخت گناہ کا کام ہے اس کی حرمت قرآن سے ثابت ہے، خدائے پاک فرماتے ہیں۔قَالَ تَعَالَیٰ:﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢ (یعنی) اے نبی ﷺ یہ لوگ آپ سے حیض کا حکم پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ گندی چیز ہے اور تم حالت حیض میں عورتوں سے دور رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں، ان سے صحبت نہ کرو (سورہ بقرہ) حدیث میں سخت ممانعت وارد ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی حائضہ کے پاس یا عورت کے دبر میں یا کاہن کے پاس آوے تو وہ دین محمد ﷺ کا منکر ہے۔(باب الحیض الفصل الثانی عن أبی هریرة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ص ٥٦)

کتب فقہ میں صریح حرمت وارد ہے "مالابد منہ" کے الفاظ پڑھئے "وجماع در حیض ونفاس حرام است (یعنی) حالت حیض و نفاس میں جماع (صحبت) حرام ہے (١٩٥) (ص١٧) اتنا ہی نہیں بلکہ ناف سے گھٹنے تک اس کے جسم کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا بھی درست نہیں ہے، اور فقہاء نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ "حلال سمجھ کر صحبت کرنا کفر ہے (فتح القدیر ج ا ص ١٥)[١] اگر کسی بدنصیب سے یہ گناہ کبیرہ سرزد ہو جائے تو بارگاہ خداوندی میں بقلب صمیم اور عجز و انکسار سے توبہ و استغفار واجب ہے، مزید براں حسب حیثیت صدقہ و خیرات کرے کہ قانون شکنی اور گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے غضب الٰہی جوش میں آجاتا ہے وہ صدقہ سے ٹل جاتا ہے، ایک حدیث میں ہے

عن ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال إذا کان دما أحمر فدینار وإن کان دما أصفر فنصف دینار (ترجمہ) جب دم سرخ (یعنی ابتدا میں) یہ گندہ کام ہو جائے تو ایک دینار

---

(١٩٥)لقد سبق بیان الأدلة في ذلك قریباًفلیراجع ثمه.

صدقہ کرے اور زرد خون میں ہو جائے تو نصف دینار دے۔

(ترمذی شریف ج۱ص۲۰باب ماجآء فی الکفارۃ فی ذلک)۔

نوٹ:۔ایک دینار ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔(١٩٦)

[١]قوله ولا يأتيها زوجها ولوأتاها مستحلاً كفر أو عالما بالحرمة أ تى كبيرة وو جبت التوبة ويتصدق بدينا رأو بنصفه استحباباً الخ باب الحيض والا ستحاضة)

(فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۸)

## حیض کے ایام میں بیوی سے وطی کرنے کے بعد کیا دو غسل ضروری ہیں یا ایک ہی کافی ہے؟

**سوال:** (۱) جب مجھے مہینہ ہوا تو تین چار دن گذر گئے مگر غسل نہ کر پائی تھی کہ میرا شوہر آیا اور باوجود منع کرنے کے نہ مانا اور خواہش پوری کرلی تو اب دو غسل کرنے پڑینگے ایک ہفتہ کی ناپاکی کا، دوسرے شوہر کے آنے کا، اجتماع والی عورتوں نے کہا ۱۱/ڈھیلے ہونے چاہئیں، سر دھو کر ڈھیلے سے استنجاء پاک کرکے ناف کے نیچے تک بدن کو دھوؤ پھر وضو کرکے نہاؤ پھر دوبارہ ناف سے نیچے تک باقاعدہ وضو کرو تب نہاؤ تب پاک ہو سکتی ہو لہٰذا آپ شرع شریف سے مطلع فرمائیں۔

(۲) میرا شوہر رات کو میرے پاس آیا صبح کو غسل کرنے کی کسی کو مہلت نہ مل سکی اس طرح تین رات گذر گئیں تو غسل تین روز کرے یا ایک ہی دفعہ سے پاک ہو جائینگے، اجتماع کرنے والی عورتوں نے تین دفعہ بتلایا ہے لہٰذا عورتوں کے غسل کا طریقہ تحریر فرمائیں۔

---

(١٩٦)لقد سبق بيان الأدلة في ذلك قريباًفليراجع ثمه.

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (۱) ان دونوں باتوں کی وجہ سے دو غسل واجب نہیں ہونگے بلکہ ایک ہی غسل کافی ہے(۱۹۷)[۱] ایک غسل میں جتنے پانی کی ضرورت ہوتی ہے بس وہی کافی ہے ۱۱/ڈھیلے سے استنجاء بھی غلط ہے بہشتی زیور میں غسل کا طریقہ لکھاہے اس کے موافق غسل کرلیاجائے۔

(۲) تین رات غسل نہ کرنا اور نمازیں قضا کرنا کبیرہ گناہ ہے[۲] سخت وبال کی چیز ہے مگر شوہر کے تین روز صحبت کرنے سے تین غسل واجب نہیں ہوں گے، ایک ہی غسل کافی ہوگا جس نے دو یا تین دفعہ غسل کرنا بتایاہے اس نے غلط بتایا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[۱]ویکفی غسل واحد لعید و جمعة اجتمعا مع جنابة کمالفرضی جنابة و حیض الخ الدرالمختار علی الشامی کراچی ص١٦٩ ج١ مطلب فی رطوبة الفرج۔

[۲]وتارکهاعمداً مجانة (تَکَاسُلاً) فاسق (درمختار علی الشامی نعمانیه ص:۲۳۵، ج۱، أول کتاب الصلوة، قوله فاسق لعل المرادبه من یرتکب الکبائر شامی نعمانیه ص:٣٧٦، ج:١ باب الإمامة، طحطاوی ص ٢٤٥ فصل فی بیان الأحق بالإمامة، مطبوعه مصری

**(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۲۹-۲۳۰)**

---

(۱۹۷)یستدل لذلك من حدیث عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان یطوف علی نسائه في غسل واحد.(ترمذي رقم الحدیث١٤٠)وقال الترمذي: حدیث أنس حدیث حسن صحیح

## حالت حیض میں غلبۂ شہوت کی بنا پر وطی کا حکم

**سوال:** زید کی بیوی ایام حیض کے اندر ہے، زید قوت شہوت کی بنا پر حرام کاری کا قصد کرنے پر مجبور ہے، ایسی صورت میں زید اپنی بیوی سے ایام حیض میں مباشرت کر سکتا ہے، یا نہیں؟ اس کے علاوہ اگر کوئی اور صورت ہو تو تحریر فرمائیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حالت حیض میں بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے، جیسا کہ قران وحدیث کی روشنی میں اس سے پہلے گزر چکا، فتاوی محمودیہ میں ہے۔

حرام کاری تو حرام ہے ہی اس کا کیا پوچھنا، ناف سے گھٹنے تک کے علاوہ بقیہ جسم سے استمتاع کی گنجائش ہے،[١] زید کو چاہئے کہ ایام حیض میں صبر کرے یا روزے رکھے یا پھر دوسری شادی بھی کرلے۔(١٩٨) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]وهو يمنع قربان ما تحت الإزار كالمباشرة والتفخيذ ويحل القبلة وملامسة فوق الإزار الخ، مجمع الأنهر ص:٨٠، ج:٢، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، باب الحيض۔ويمنع

---

(١٩٨)عن علقمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: بينا أنا أمشي، مع عبد اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فقال: كنا مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فقال: «من استطاع الباءة فليتزوج، فإنه أغض للبصر، وأحصن للفرج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم، فإنه له وجاء» ( صحيح البخاري رقم ١٩٠٥ج٣ / ٢٦)

[ ش (العزوبة) العزب من لا زوج له والعزبة من لا زوج لها أي خاف أن يقع في الزنا لعدم الزواج وبعده عنه. (الباءة) هي في اللغة الجماع والتقدير من استطاع منكم الجماع لقدرته على مؤن النكاح وقيل المراد بالباءة هنا مؤن الزواج. (أغض للبصر) أدعى إلى غض البصر. (أحصن للفرج) أدعى إلى إحصان الفرج أي حفظه من الزنا. (وجاء) قاطع للشهوة]

قربان ما تحت إزار یعنی مابین سرة وركبة فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها الخ، درمختار مع الشامی زکریا ص:٤٨٦، ج١؛، باب الحیض۔ شامی کراچی ص:٢٩١، ج:١، زیلعی ص١٦٤ ج١ باب الحیض، مطبوعه امدادیه ملتان۔ **(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٥-٢٢٦)**

## حالت حیض میں فوق الازار بیوی سے استمتاع کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت حیض میں فوق الازار بیوی سے استمتاع کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** جب حائل موجود ہو تو ممنوع نہیں ہے(١٩٩)[١]۔ وھو الموفق

[١]قال العلامة ابن عابدین رَحِمَهُ ٱللَّهُ: (قوله یعنی مابین سرة وركبة) فیجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والركبة وماتحتها ولو بلا حائل وكذا بما بینهما بحائل بغیر الوطء۔

( ردالمحتار هامش الدرالمختار ص ٢١٤ جلد١ مطلب فی حكم وطء المستحاضة )

**(فتاوی فریدیہ ج٢/١٠٦)**

## ناف سے لے کر گھٹنہ تک بغیر حائل کے حائضہ سے استمتاع جائز نہیں

**سوال:** دراں حالیکہ ایام حیض میں عورت سے مساس وغیرہ جائز ہے تو کیا بغیر دخول اوپر اوپر جسم کے زیر ناف جماع جائز ہو گا یا نہیں؟

---

(١٩٩)عن عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قالت: " كان رسول ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يأمرنا في فوح حيضتنا أن نتزر، ثم يباشرنا. وأيكم يملك إربه كما كان رسول ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يملك إربه؟

(سنن أبي داودرقم ٢٧٣ج ١/ ٧١)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ناف کے نیچے اور گھٹنے کے اوپر کا بدن حالت حیض میں مس کرنا بدون حائل کے جائز نہیں،(٢٠٠) اور امام محمدؒ کے نزدیک بجز جماع در فرج کے اور سب طرح مباشرت درست ہے، پس ان کے نزدیک یہ صورت جائز ہے جو سائل نے دریافت کی ہے، اور احتیاط امام صاحبؒ کے قول میں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور ضرورت کے وقت امام محمدؒ کے قول پر بھی عمل جائز ہے۔(٢٠١)

---

(٢٠٠)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: " كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يأمرنا في فوح حيضتنا أن نتزر، ثم يباشرنا. وأيكم يملك إربه كما كان رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يملك إربه؟

(سنن أبي داودرقم ٢٧٣ج ١/ ٧١)حديث صحيح

(٢٠١)عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُأن اليهود كانوا إذا حاضت المرأة فيهم لم يؤاكلوها، ولم يجامعوهن في البيوت فسأل أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَالنبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَفأنزل اللَّهُ تَعَالَىٰ: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢ إلى آخر الآية، فقال رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «اصنعوا كل شيء إلا النكاح» فبلغ ذلك اليهود، فقالوا: ما يريد هذا الرجل أن يدع من أمرنا شيئا إلا خالفنا فيه، فجاء أسيد بن حضير، وعباد بن بشر فقالا يا رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إن اليهود تقول: كذا وكذا، فلا نجامعهن؟ فتغير وجه رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى ظننا أن قد وجد عليهما، فخرجا فاستقبلهما هدية من لبن إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فأرسل في آثارهما فسقاهما، فعرفا أن لم يجد عليهما.

(صحيح مسلم رقم ٣٠٢ج ١/ ٢٤٦)

قال النووي رَحِمَهُ اللَّهُ:القسم الثالث المباشرة فيما بين السرة والركبة في غير القبل والدبر وفيها ثلاثة أوجه لأصحابنا أصحها عند جماهيرهم وأشهرها في المذهب أنها حرام والثاني أنها ليست بحرام ☜

قال فی الدروقربان ماتحت الإزار یعنی مابین سرة وركبة ولو بلاشهوة وحل ماعداه مطلقا اه وقال الشامی فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها ولو بلاحائل وكذا بما بینهما بحائل بغیر الوطاع إلی أن وقال محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ یحتنب شعار الدم یعنی الجماع فقط اه (ص ٣٠١ ج١) وفی الطحطاوی (ص٨٣) علیٰ مراقی الفلاح وخص محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ التحریم بشعار الدم وهو موضع خروجه كما فی الجوهرة وفی شرح التاویلات ویقول محمدنقول ورجحه صاحب الغایة وقد علمت مابه الفتویٰ اه وهو قول الشیخین رحمهما اللہ (امداد الاحکام ج١/٣٦٣)

**اور بہشتی زیور میں ہے:**

**حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا، جھوٹا پانی وغیرہ پینا، اس سے لپٹ کر سونا، اس کے ناف اور ناف کے اوپر، زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا، اگر چہ کپڑا درمیان میں نہ**

---

ولكنها مكروهة كراهة تنزیه وهذا الوجه أقوی من حیث الدلیل وهو المختار والوجه الثالث إن كان المباشر یضبط نفسه عن الفرج ویثق من نفسه باجتنابه إما لضعف شهوته وإما لشدة ورعه جاز وإلا فلا وهذا الوجه حسن قاله أبوالعباس البصري من أصحابنا وممن ذهب إلی الوجه الأول وهو التحریم مطلقا مالك وأبو حنیفة وهو قول أكثر العلماء منهم سعید بن المسیب وشریح وطاوس وعطاء وسلیمان بن یسار وقتادة وممن ذهب إلی الجواز عكرمة ومجاهد والشعبي والنخعي والحكم والثوري والأوزاعي وأحمد بن حنبل ومحمد بن الحسن وأصبغ وإسحاق بن راهویه وأبو ثور وابن المنذر وداود وقد قدمنا أن هذا المذهب أقوی دلیلا واحتجوا بحدیث أنس الآتي اصنعوا كل شئ إلا النكاح قالوا وأما اقتصار النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في مباشرته علی ما فوق الإزار فمحمول علی الاستحباب. واللہ أعلم (شرح النووي علی مسلم ٣/ ٢٠٥)

ہو،ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے، بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیٰحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور ج۱/۱۷۹)

## حائضہ سے انتفاع کی صورت

**سوال:** اگر مرد اپنی حائضہ بیوی کے مابین السرۃ إلیٰ رکبتیہ کو جبکہ اس پر کپڑا ہو اپنے عضو سے کپڑا لپیٹ کر مس کرے فرج داخل چھوڑ کر اور اس کو انزال ہو جائے تو یہ فعل عند الشرع کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب کپڑا درمیان میں حائل ہے تو یہ صورت ممنوع نہیں۔ فیجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها ولوبلاحائل وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطی ولوتلطخ دماً۔[١](شامی ص:۱۹۴،ج:۱)فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

[١]الشامی نعمانیه ص١٩٤ج١، شامی زکریا ص٤٨٦ج١، کتاب الطهارة باب الحیض۔ البحر الرائق ص١٩٨ج١، مطبوعه ماجدیه کوئٹہ، باب الحیض۔ الهندیة ص٣٩ج١، الفصل الرابع فی أحکام الحیض الخ مطبوعه کوئٹہ (فتاوی محمودیہ ج۸/۲۱۶)

## بوقت ضرورت مباشرت حائضہ اور غلبۂ شہوت میں استمناء

**سوال:** جماع کی سخت ضرورت ہو اور منکوحہ حیض میں ہو تو سرین یا مقامِ دبر کے اوپر رگڑ کر منی اخراج کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ اپنے اوپر مکمل اعتماد ہو کہ مقامِ خاص میں داخل نہ کریں گے، یا کوئی صورت ہو۔

۲-اگر بیوی پاس میں نہ ہو، زید کہیں باہر رہتا ہے، یا ن کاح نہیں ہوا ہے اور شہوت سے عورتوں پر نظریں پڑتی ہیں،ذہن دماغ پریشان رہتا ہے،نمازوغیرہ میں بھی خیال منتشر ہوتا ہے، اس عمل(استمناء) کو معمول نہ بنائے بلکہ گاہے گاہے زیادہ پریشان ہو تو سکون حاصل کرنے کیلئے

ایسا کر سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ صورت ناجائز ہے، البتہ پنڈلی یا پیٹ یا ہاتھ پر رکھ کر اگر انزال کرنے سے تسکین ہو جائے، معصیت سے بچ جائے تو درست ہے[١]

٢- اگر بغیر اس کے زنا میں مبتلا ہو جانے کا ظن غالب ہو تو زنا سے تحفظ کے لئے ایسا کر لینے سے امید ہے کہ عذاب نہ ہو گا[٢] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]اعلم أن مباشرة الحائض على ثلاثة أنواع:

**أحدها**:المباشرة في الفرج بالوطئ وهوحرام بالنص والإجماع

**الثاني**:المباشرة بما فوق السرة ودون الركبة باليد أوالذكر وغيره وهو مباح بالإجماع

**الثالث**: الاستمتاع بما بينهما خلا الفرج والدبر فمختلف فيما بين الائمة وقال أبوحنيفة ومالک والشافعی رحمهمﷺ وأكثر العلماء لايجوز أوجز المسالک ص:٣٢٦، ج:١، مايحل للرجل من امرأته وهی حائض، مطبوعه إمدادية مكه مكرمه، شامی زكريا ص:٤٨٦، ج:١، باب الحيض۔ عالمگیری ص٣٩ ج١الباب السادس الفصل الرابع فی أحكام الحيض مطبوعه کوئٹہ۔

[٢]وكذا الاستمناء بالكف وإن كره تحريماً ولوخاف الزنا يرجىٰ أن لاوبال عليه الخ الدرالمختار علىٰ الشامی زكريا ص:٣٧١، ج:٣، باب مايفسدالصوم، مطلب في حكم الاستمناء بالكف۔ فتح القدير ص٣٣٠ ج١ وعناية مع فتح القدير ص٣٣٠ ج١ كتاب الصوم مايوجب القضاء والكفارة الخ، مطبوعه دارالفكر بيروت۔

**(فتاوی محمودیہ ج٨/٢١٧-٢١٨)**

## حائضہ کے ساتھ مضاجعت

**سوال:** حیض ونفاس کی حالت میں مرد اپنی عورت کے پاس سو سکتا ہے کہ نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** سو سکتا ہے۔ یجوز مباشرة الحائض فوق الازار وإن لزم منه التلطخ بالدم اهـ (شامي ص٢٩٨ج١) فقط واللہ سبحانه تعالیٰ أعلم

(فتاوی محمودیہ ج٨/٢١٦-٢١٧)

## مباشرت از حائضہ

**سوال:** جماع اور مباشرت میں کیا فرق ہے؟ بخاری شریف کے باب مباشرة الحائض نمبر ٢٠٧، میں جو احادیث بیان کی گئی ہیں انہیں دیکھ کر بعض مرشدین نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ جو انسان اپنے نفس پر قابو نہیں پا سکتا وہ حائضہ کی شرم گاہ پر کپڑا رکھ کر خواہش پوری کر سکتا ہے۔ لیکن حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں بحوالہ در مختار ص ١٩٤ ج١، میں لکھا ہے کہ حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں اور صحبت کے سواء اور سب باتیں درست ہیں یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ علامہ شرنبلالی نے نور الإیضاح میں باب الحیض والنفاس والاستحاضه میں لکھا ہے کہ حالت حیض میں عورت کی ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک کسی حصہ سے تمتع حاصل کرنا یعنی لذت لینا حرام ہے۔ لہٰذا مباشرت اور جماع کے معنی کی تشریح فرمائیں اور مسئلہ کی وضاحت بھی فرمایئے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جماع کو تو سب ہی جانتے ہیں، اس میں تو کوئی خفا نہیں۔ مباشرة کے معنی ہیں کھال سے کھال ملانا اور کبھی اس سے مراد لیتے ہیں مرد کے عضو مخصوص کا عورت کے عضو مخصوص سے بحالت شہوت بغیر کسی حائل کے ملانا جس کو مباشرت فاحشہ بھی کہتے ہیں جیسا کہ

مراقی الفلاح میں ہے[١] حائضہ سے مباشرت کی تین صورتیں ہیں، ایک حرام ہے وہ یہ کہ اس سے جماع یعنی ادخال کیا جائے، دوسری صورت جائز ہے وہ یہ کہ ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے کے حصۂ جسم سے استمتاع کیا جائے، تیسری صورت میں اختلاف ہے وہ یہ کہ جماع تو نہ کیا جائے لیکن ناف سے گھٹنوں تک کے حصۂ جسم سے استمتاع کیا جائے، بعض علماء نے اس کی اجازت دی ہے، بعض نے منع کیا ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں اور أوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک رحمہ اللہ ص:١٣٦، ج:١،[٢] پر یہ تفصیل مذکور ہے۔

بعض مرشدین کا جو قول آپ نے نقل کیا ہے آپ خود دیکھ لیں کہ بخاری شریف کی کس حدیث سے ثابت ہے حضرت عائشہؓ کا ارشاد اس باب میں مذکور ہے وأيكم يملك إربه، كما كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يملك إربه -[٣] اس کا حاصل یہ ہے کہ حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی خواہش پر جیسے قابو یافتہ تھے تم میں کون ایسا قابو یافتہ ہے یعنی حالت حیض میں ناف سے گھٹنوں تک کے حصۂ جسم کو کپڑے سے مستور کرا دیتے تھے پھر ساتھ لیٹتے تھے اور پھر بھی پورے طور سے قابو یافتہ رہتے اور خواہش پوری نہیں کیا کرتے تھے تم میں کس کو یہ قوت ضبط حاصل ہے کہ ایسی حالت میں خواہش پوری نہ کرے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]مباشرة فاحشة وهي مس فرج أو دبر بذكرمنتصب بلاحائل مراقى الفلاح ص ١٤، فصل ينقض الوضوء اثناعشرشيئاًمطبوعه مصرى۔

[٢]اعلم أن مباشرة الحائض على ثلاثة أنواع:

**أحدها**: المباشرة في الفرج بالوطئ وهوحرام بالنص والإجماع

**الثاني**: المباشرة بمافوق السرة ودون الركبة باليد أوالذكر وغيره وهو مباح بالإجماع

**الثالث**: الاستمتاع بما بينهما خلا الفرج والدبر فمختلف فيما بين الأئمة وقال أبوحنيفة

ومالک والشافعی رحمهمﷺ وأکثر العلماءلایجوز أوجز المسالک ص:٣٢٦، ج:١، مایحل للرجل من امرأته وهی حائض، مطبوعه إمدادیة مکه مکرمه، شامی زکریا ص:٤٨٦، ج:١، باب الحیض۔ عالمگیری ص٣٩ ج١الباب السادس الفصل الرابع فی أحکام الحیض مطبوعه کوئٹہ۔

[٣]بخاری شریف ص:٤٤، ج:١، کتاب الحیض، باب مباشرة الحائض، رقم الحدیث ٣٠٠ مطبوعه أشرفی دیوبند۔ **(فتاوی محمودیہ ج٨/٢١٨-٢١٩)**

## حالت حیض میں بیوی کے عضو مخصوص کو دیکھنا اور چھونا

**سوال:** بیوی کے حائضہ ہونے کی حالت میں ماتحت السرہ نیز اعضاء مخصوصہ کو دیکھنا چھونا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** درمختار میں ہے: وهل یحل النظر ومباشرتها له فیه تردد إلخ

شامی میں ہے: أي بشهوة وهذا کالاستثناء من عموم حل ما عدا القربان وأصل التردد لصاحب البحر حیث ذکر أن بعضهم عبر بالاستمتاع فیشمل النظر وبعضهم بالمباشرة فلا یشمله ومال إلی الثانی ومال أخوه فی النهر إلی الأول وانتصر العلامة للأول وأقول فیه نظر إلی أن قال ولا یخفی أن الأول صریح فی حل عدم النظر إلی ماتحت الإزار والثانی قریب منه وقال بعد أسطر واستظهر فی النهر الثانی لکن فیما إذا کانت مباشرتها له بما بین سرته ورکبته کما إذا وضعت یدها علی فرجه کما اقتضاه کلام البحر لا إذا کانت بما بین سرتها ورکبتها کما إذا وضعت فرجها علی یده الخ، (ردالمحتار[١]نعمانیة ص:١٩٤-١٩٥، ج:١، باب الحیض)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ بیوی کے ماتحت السرۃ اعضاء مخصوصہ حالت حیض میں دیکھنے اور

چھونے کی اجازت نہیں۔ فقط واللہ تعالی أعلم

[١]درمختار مع الشامی زکریا ص:٤٨٧، ج:١، شامی کراچی ص:٢٩٢، ج:١، باب الحیض. (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٣-٢٢٤)

## شوہر نے بے خبری میں ایام حیض میں جماع کیا اور عورت کو بھی اپنے حائضہ ہونے کا احساس نہ ہو سکا

**سوال:** ایک عورت کو ہمیشہ مہینہ کے آخری ہفتہ میں حیض ہوا کرتا تھا اس کی شادی مہینے کے دوسرے ہفتے میں ہوئی اول شب کو ہم بستر ہونے سے اسے حیض شروع ہو گیا لیکن بے خبری کی وجہ سے خاوند دوبارہ ہمبستر ہوا ایسی حالت میں دونوں میں سے کسی پر گناہ ہوا یا نہیں؟ اگر گناہ ہوا تو اس کا کفارہ وغیرہ کتنا دینا چاہئیے شادی کے بعد سے حیض مہینہ کے دوسرے ہفتہ میں ہونے لگا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** بے خبری سے ایسا ہو گیا تو دونوں میں سے کسی پر گناہ نہیں ہوا۔[٢٠٢] ثم هو كبيرة لو عامداً مختاراً عالماً بالحرمة لا جاهلا أو مكرهاً أو ناسياً

---

(٢٠٢)قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِن نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦ ۖ وَٱعْفُ عَنَّا وَٱغْفِرْ لَنَا وَٱرْحَمْنَآ ۚ أَنتَ مَوْلَىٰنَا فَٱنصُرْنَا عَلَى ٱلْقَوْمِ ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٢٨٦﴾ ﴾(البقرة:٢٨٦)

عن أبي ذر الغفاري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إن اللَّهُ قد تجاوز عن أمتي الخطأ، والنسيان، وما استكرهوا عليه»(سنن ابن ماجه رقم ٢٠٤٣ ج ١/ ٦٥٩)

( الدر المختار مع رد المحتار، باب الحيض ١/ ٢٩٧، ط سعيد ) (کفایت المفتی ج۲/۳۰۲)

## اگر مرد نے لاعلمی میں حالت حیض میں عورت سے وطی کرلی اور عورت کو اپنے بارے میں معلوم تھا کہ وہ حیض میں ہے

**سوال:** اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی سے حالت حیض میں وطی کرلی اور مرد کو کچھ علم نہیں کہ حیض میں ہے یا طہر میں اور اس کی بیوی نے بھی اس بات کو شوہر کو نہیں بتایا، وطی سے فارغ ہونے کے بعد عورت نے پھر اپنے شوہر کو پوری بات بتادی کہ میں حیض کی حالت میں تھی، تو دریافت طلب بات یہ ہے کہ مرد گناہ کا مرتکب ہوگا یا نہیں؟ نیز اگر عورت حالت حیض میں بوجہ غلبۂ شہوت کے اپنے شوہر کو وطی کرنے پر اصرار کرے تو مرد کو ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیئے؟ نیز عورت کی جانب سے یہ بھی خطرہ ہے کہ اگر اصرار کو پوا رنہ کیا جائے تو کوئی برا فعل نہ کر بیٹھے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر حالت حیض میں مرد نے عدم علم کی بناء پر جماع کیا اور عورت کو معلوم ہے تو عورت گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوگی نیز اگر عورت حالت حیض میں بوجہ غلبۂ شہوت کے مرد کو وطی پر مجبور کرے تو مرد کو وطی کرنا ایسی حالت میں بالکل درست نہیں ہے۔[۲۰۳] ووطأها في الفرج عالماً بالحرمة عامداً مختاراً كبيرةٌ لاجاهلاً ولاناسياً ولامكرهاً (كذا في البحر الرائق ص:١٩٧، ج:١) فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم (فتاوی محمودیہ ج۸/۲۲۰)

---

(۲۰۳)لقد تقدم دليل المسئلة من قبل.

## ہمبستری کے بعد حیض آجائے تو پاک ہو کر غسل کرے

**سوال:** ایک شخص اپنی بیوی سے ہمبستری ہوا، صبح کو اس کی بیوی حائضہ ہو گئی تو اس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** غسل جنابت اس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے۔ (عزیز الفتاوی ج۱/۱۸۲)

## ایام عادت سے پہلے اگر خون ٹھہر جائے تو احتیاطاً غسل کر کے نماز، روزہ تو ادا کرے گی لیکن جماع جائز نہیں

**سوال:** ایام عادت سے پہلے اگر خون منقطع ہو جائے تو جیسا کہ شرح الوقایہ میں مذکور ہے کہ وہ آخر وقت نماز ادا کرے گی تو اس حالت میں جماع جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہو المصوب۔ اگر چہ کہ اس صورت میں اس عورت کا نماز روزہ ادا کرنا مقتضائے احتیاط ہے۔ لیکن جماع جائز نہیں۔ (۲۰٤) فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔ لو انقطع دم

---

(۲۰٤)ولو انقطع الدم لدون عادتها فوق الثلاث لم يقربها حتى تمضي عادتها وإن اغتسلت لأن العود في العادة غالب، فكان الاحتياط في الاجتناب، هداية.( اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤)

قوله تعالى: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ ﴾ (البقرة٢٢٢) فقد قرأ «شعبة، وحمزة، والكسائي، وخلف العاشر» «يطهرن» بفتح الطاء، والهاء، مع التشديد فيهما، مضارع «تطهر» اي اغتسل، والأصل «يتطهرون» فأدغمت التاء ☜

دون عادتها يكره قربانها و إن اغتسلت حتى تمضى عادتها و عليها أن تصلى و تصوم للاحتياط هكذا فى التبيين انتهى. (فتاوی باقیات صالحات ص ۴)

اور کتاب الفتاوی میں ہے:

اگر ایام عادت سے کم میں خون بند ہو جائے اور عورت غسل کر لے تو فقہاء نے لکھا ہے کہ زمانہ عادت پوری ہونے تک احتیاط کے پہلو پر عمل کرے، یعنی نماز ادا کرے، روزہ رکھے، لیکن میاں بیوی کے تعلق سے اجتناب برتے، جب ایام عادت پورے ہو جائیں تو اب میاں بیوی کے تعلق میں کوئی کراہت نہیں۔

" لو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها ، و إن اغتسلت حتى يمضى عادتها و عليها أن تصلى و تصوم احتياطا"[١]

[١]الفتاوى الهندية : ١/ ٣٩، الفصل الرابع في أحكام الحيض و النفاس۔

(کتاب الفتاوی ج ۲/۹۷-۹۸)

## ایام عادت سے زیادہ خون آئے تو بیوی سے قربت کرنے کا حکم

**سوال:** اگر عورت کے ماہواری کے دن عادت سے زیادہ ہو جائیں تو کیا اس حالت میں شوہر اس کے ساتھ تعلق قائم کر سکتا ہے؟

---

في الطاء.وقرأ الباقون «يطهرن» بسكون الطاء، وضم الهاء مخففة، مضارع «طهر» يقال طهرت المرأة اذا شفيت من الحيض.( أي انقطع حيضها) (القراءات وأثرها في علوم العربية ١/ ٣٨)

فلو جامعها في هذه الحالةو عاودها الدم فيكون مجامعاً في الحيض لذا يحتاط

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر خون عادت سے بڑھ جائے، لیکن ابھی دس دن نہ پورے ہوئے ہوں، تو یہ زیادہ ایام بھی حیض ہی کے ہیں، اس میں ہمبستری سے پرہیز کرے، کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ خون دس دن کے اندر اندر بند ہو جائے گا یا اس سے بڑھ جائے گا، اگر خون آتے ہوئے عورت غسل کرلے پھر بھی اس حالت میں اس سے تعلق قائم کرنا درست نہیں، پھر اگر دس کے اندر اندر خون بند ہو گیا تو یہ سارے ایام حیض کے شمار ہونگے اور اگر دس دن سے بڑھ جائے تو عادت کی طرف لوٹا دیا جائے گا یعنی جتنے دن عادت ہے وہ حیض باقی استحاضہ ہو گا اس حالت میں عادت سے بڑھنے والے ایام میں نمازیں قضا پڑھنی ضروری ہیں۔ (کتاب الفتاوی ج ۲/۹۷-۹۸)

## حیض بند ہونے سے کتنی دیر بعد ہمبستری جائز ہے؟

**سوال:** عورت جب حیض سے پاک ہو تو غسل سے پہلے اس کے ساتھ ہمبستری جائز ہے بلکہ غسل کے بعد حلال ہے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر دس روز مکمل ہونے کے بعد خون بند ہوا ہے، تو اسی وقت ہمبستری جائز ہے(۲۰۵)

---

(۲۰۵) (فإن انقطع دمها لعشرة أيام جاز وطؤها قبل الغسل) لأن الحيض لا مزيد له على العشرة إلا أنه لا يستحب قبل الغسل للنهي في القراءة بالتشديد هداية.

( اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤)

وفي تفسيرروح البيان:ولا تقربوهن بالجماع حتى يطهرن من الحيض أو ينقطع دمهن فذهب أبوحنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ إلى أن له أن يقربها إذا كانت أيامها عشرة بعد انقطاع الدم وإن لم تغتسل وفي ☜

مگر مستحب یہ ہے کہ غسل کے بعد کرے اور اگر دس روز سے قبل پاک ہوگئی تو حلت وطی کے لئے دوشرطوں میں سے ایک کا وجود ضروری ہے۔یعنی عورت غسل کرلے (٢٠٦) یاخون بند ہونے کے

---

أقل الحيض لايقربها حتى تغتسل أو يمضى عليها وقت صلاة فإذا تطهرن أى اغتسلن فإن التطهر هو الاغتسال فأتوهن من حيث أمركم اللّٰه أى من المأتى الذي حلله لكم وهو القبل إن اللّٰه يحب التوابين من الذنوب ويحب المتطهرين المتنزهين عن الفواحش والأقذار كمجامعة الحائض والإتيان في غير المأتى.( روح البيان ١/ ٣٤٧)

وقال أبوحنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ معنى قراءة التخفيف حتى يطهرن من الحيض وتنقطع دمهن فيجوز على هذه القراءة القربان بعد الانقطاع قبل الغسل ومعنى قراءة التشديد الاغتسال فعلى هذه القراءة لا يجوز ذلك فيحمل أبوحنيفة قراءة التخفيف على ما إذا انقطع دمها بعد عشرة أيام وقراءة التشديد على ما دون العشرة (التفسير المظهري ١/ ٢٧٨)

(٢٠٦) (وإذا انقطع دم الحيض لأقل من عشرة أيام) ولو لتمام عادتها (لم يجز) أي لم يحل (وطؤها حتى تغتسل) أو تتيمم بشرطه، وإن لم تصل به الأصح، جوهرة لقوله تَعَالَىٰ:﴿ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ﴾ أو لقوله تَعَالَىٰ:﴿ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُوا۟ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ﴾ ( اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤) عملاً بقراءة التشديد في قوله تَعَالَىٰ:﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢ فقد قرأ «شعبة، وحمزة، والكسائي، وخلف العاشر» «يطهرن» بفتح الطاء، والهاء، مع التشديد فيهما، مضارع «تطهر» أي اغتسلن، والأصل «يتطهرون» فأدغمت التاء في الطاء.

وقرأ الباقون «يطهرن» بسكون الطاء، وضم الهاء مخففة، مضارع «طهر» يقال طهرت المرأة إذا شفيت من الحيض.( أي انقطع حيضها) (القراءات وأثرها في علوم العربية ١/ ٣٨)

بعد اتناوقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ نماز کی قضاء فرض ہو جائے (٢٠٧) جب تک ان دونوں میں سے کوئی ایک شرط نہیں پائے جائے گی، ہمبستری حلال نہ ہو گی۔ نماز کی قضاء تب فرض ہوتی ہے کہ خون بند ہونیکے بعد نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پھرتی سے غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے پس اگر عصر سے کچھ قبل خون بند ہوا مگر غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کے برابر وقت نہ تھا تو غروب سے پہلے وطی حلال نہیں اس لئے کہ اس سے قبل اس کے ذمہ کوئی نماز فرض نہیں۔

قال شارح التنویر یحل وطؤها إذا انقطع حیضها لأکثره بلا غسل وجوبا بل ندبا و قال ابن عابدین رَحِمَهُ ٱللَّهُ تعالی اعلم أنه إذا انقطع دم الحائض لأقل من عشرة و کان لتمام عادتها فإنه لا یحل وطؤها إلا بعد الاغتسال أو التیمم بشرطه کما مر لأنها صارت طاهرة حقیقة أو بعد تصیر الصلاة دینا فی ذمتها و ذلک بأن ینقطع و یمضی علیها أدنی وقت صلوة من آخره وهو قدر مایسع الغسل و اللبس تحریمة سواء کان الانقطاع قبل الوقت أو فی أوله أو قبیل آخره بهذا القدر فإذا انقطع قبل الظهر مثلًا أو فی أول وقته لا یحل وطؤها حتی یدخل وقت العصر لأنها لما مضی علیها من آخر الوقت ذلک القدر صارت الصلوة دینا فی ذمتها لأن المعتبر فی الوجوب آخر الوقت و إذا صارت الصلاة دینا فی ذمتها صارت

---

(٢٠٧)قال في اللباب في شرح الكتاب:(أو يمضي عليها وقت صلاة كامل) بأن تجد من الوقت زمناً يسع الغسل ولبس الثياب والتحريمة وخرج الوقت ولم تصل لأن الصلاة صارت ديناً في ذمتها فطهرت حكماً.(اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤)

تنبیہ: وطی حلال ہونے کے لیے جو دو شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ خون بند ہونے کے بعد اتناوقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ نماز قضاء فرض ہو جائے۔ اس حالت میں وطی تو حلال ہو جائے گی۔ لیکن یہ عورت نماز قضاء کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہو گی۔ کیونکہ نماز قضاء کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

طاهرة حكما لأنها لا تجب فى الذمة إلابعد الحكم عليها بالطهارة و كذا لو انقطع فى آخره و كان بين الانقطاع و بين وقت العصر ذلک القدر و طؤها بعد دخول وقت العصر لما قلنا أما إذا كان بينهما دون ذلک فلا يحل إلا بعد الغروب لصيرورة صلوة العصر دينا فى ذمتها دون صلوة الظهر لأنها لم تدرک من وقتها ما يمكنها الشروع فيه الخ.

( رد المحتار ج١/ ٢٧٣)

فقط واللہ تعالی أعلم ٢٥ / ربيع الأول سنه ٩٧ ه (احسن الفتاوی ج٢/٦٩، ٧٠)

اور امداد الاحکام میں ہے: جب عورت کے ایام حیض گزر جائیں اور دس دن سے پہلے خون بند ہو جائے اور بندش کے بعد ایک نماز کامل کا وقت کامل گزر جائے تو اس عورت سے جماع جائز ہے، غسل کرے یا نہ کرے، اور دس دن کے بعد وقت نماز گزرنے کی بھی ضرورت نہیں واللہ اعلم،

٢٠ محرم ٤٥ھ (امداد الاحکام ج١/٣٦٣-٣٦٤)

اور مرغوب الفتاوی میں ہے:

عورت کو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن حیض آنے کے بعد بند ہو گیا تو فورا صحبت کرنا بغیر غسل کے درست نہیں، لیکن اگر غسل نہ کیا اور ایک نماز کا وقت نکل گیا اور اس نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو گئی تو اب بغیر غسل کے ہی صحبت درست ہے، اس سے پہلے درست نہیں[١]۔ (عالمگیری ص ٢٤ ج١،) فقط، واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم واحکم

[١]و إذاانقطع دم الحيض لأقل من عشرة أيام لم يجز و طؤها حتى تغتسل أو يمضى عليها آخر وقت الصلوة الذى يسع الاغتسال والتحريمة الخ،و أما مضى كمال الوقت بان ينقطع دمها فى أول الوقت ويدوم الانقطاع حتى يمضى الوقت فليس بمشروط هكذا فى النهاية( عالمگيرى ص ٣٩ ج١ ،الفصل الرابع فى أحكام الحيض)(مرغوب الفتاوی ج٢/٣٩)

اور فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے:

اگر انقطاع حیض اکثر مدت حیض یعنی دس دن میں ہوا تو قبل غسل جماع اس سے درست ہے اگرچہ بہتر بعد الغسل ہے، در مختار میں ہے ویحل وطوئها إذا انقطع حیضها لأکثره بلا غسل وجوباً بل ندباً الخ۔[٢] اور اگر دس دن سے کم مگر عادت کے موافق چھ سات دن میں مثلاً حیض منقطع ہوا تو جماع اس سے اس وقت درست ہے کہ غسل کرلے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اس میں غسل کر کے کپڑے پہن کر نماز شروع کر سکے، یا یوں کہا جاوے کہ نماز کا وقت بعد انقطاع حیض کے گذر جاوے اور وہ نماز اس کے ذمہ لازم ہو جاوے۔[٣] اور بحالت حیض اگر جماع کر لیا تو کفارہ اس کا یہ ہے کہ توبہ کرے، اور مستحب ہے کہ بقدر ایک دینار کے یا نصف دینار کے صدقہ کرے۔[٤] ایک دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے۔ فقط۔

[٢] الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض جلد أول ص ٢٧١ ظفیر۔

[٣] وإن لأقله الخ لایحل حتی تغتسل أو تیمم بشرطه أو یمضی علیها زمن یسع الغسل ولبس الثیاب الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحیض ج١ ص ٢٧٢) ظفیر۔

[٤] ویندب تصدقه بدینا ر ونصفه ومصرفه کزکوٰة وهل علی المرأة تصدق قال فی الضیاء الظاهر لا (الدرالمختارعلی هامش ردالمحتارباب الحیض ص ٢٧٥ ج١) ظفیر۔

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٥٧)

## اسقاط حمل کے بعد حیض یا استحاضہ کا حکم

**سوال:** اگر حمل گرنے کے بعد کوئی عضو ظاہر نہ ہوتا ہو بلکہ نرا خون ہی خون ہو یا محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ خون جو بعد اسقاط کے دیکھا ہے وہ حیض ہے یا استحاضہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی الدرالمختار وسقط ظهر بعض خلقه كيد أورجل أواصبع أوظفر أو شعر ولد حكما فتصير به نفساء إلى قوله فإن لم يظهر له شيئ فليس بشيئ والمرئی حيض إن دام ثلاثا وتقدمه طهرتام وإلا استحاضة اه- وفی ردالمحتار قوله وتقدمه أي وجد قبله بعد حيضها السابق ليصير فاصلابين الحيضتين الخ قوله و الاستحاضة أي إن لم يدم ثلثا وتقدمه طهرتام أو دام ثلثا ولم يتقدمه طهر تام أولم يدم ثلثا ولا تقدمه طهر تام. **پس صورت مسئولہ میں نفاس تو نہیں پھر اگر یہ خون تین دن تک رہا اور اُس کے قبل طہر کی مدّت پوری ہوئی تھی تو حیض ہے ورنہ استحاضہ۔**(٢٠٨)(امداد الفتاویٰ ج١/٤٥)

---

(٢٠٨)قَالَ تعالى: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَـٰنَ مِن سُلَـٰلَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَـٰهُ نُطْفَةً فِى قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا ٱلنُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا ٱلْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا ٱلْمُضْغَةَ عِظَـٰمًا فَكَسَوْنَا ٱلْعِظَـٰمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَـٰهُ خَلْقًا ءَاخَرَ ۚ فَتَبَارَكَ ٱللَّهُ أَحْسَنُ ٱلْخَـٰلِقِينَ ﴿١٤﴾ ﴾[المؤمنون: ١٢]

حدثنا عبدﷲ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حدثنا رسول ﷺ وهو الصادق المصدوق، «إن أحدكم يجمع في بطن أمه أربعين يوما، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث ﷲ إليه ملكا بأربع كلمات، فيكتب عمله، وأجله، ورزقه، وشقي أو سعيد، ثم ينفخ فيه الروح، فإن الرجل ليعمل بعمل أهل النار، حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل أهل الجنة فيدخل الجنة، وإن الرجل ليعمل بعمل أهل الجنة، حتى ما يكون بينه وبينها إلا ذراع، فيسبق عليه الكتاب، فيعمل بعمل أهل النار، فيدخل النار»

(صحيح البخاري رقم ٣٣٣٢ ج ٤/ ١٣٣)

وعن عبد ﷲ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول ﷺ : " تكون النطفة في الرحم ☜

أربعين ليلة نطفة،وأربعين ليلة علقة،وأربعين ليلة مضغة،ثم يبعث إليه ملك فيؤمر بأربع كلمات: برزقه،وأجله،وشقي أو سعيد(شرح مشكل الآثاررقم ٣٨٧٠ج ٩/ ٤٨٥)

(ذكر لغاته) قوله " نطفة " بضم النون قال الجوهري النطفة الماء الصافي قل أو كثر والجمع النطاف ونطفان الماء سيلانه وقد نطف ينطف وينطف من باب نصر ينصر وضرب يضرب وليلة نطوف تمطر إلى الصباح ويقال جمع النطفة نطف أيضا وكل شيء خفي نطفة ونطافة حتى أنهم يسمون الشيء الخفي بذلك وأصله للماء القليل يبقى في الغدير أو السقاء أو غيره من الآنية ويقال له ما دام نطفة صراة ذكره ابن سيده في المخصص.

قوله " علقة " بفتح اللام قال الأزهري في التهذيب العلقة الدم الجامد الغليظ ومنه قيل لهذه الدابة التي تكون في الماء علقة لأنها حمراء كالدم وكل دم غليظ علق وفي الموعب العلق الدم ما كان وقيل هو الجامد قبل أن ييبس وقيل هو ما اشتدت حمرته والقطعة منه علقة وفي المغيث هو ما انعقد وقيل اليابس كأن بعضه علق ببعض تعقدا ويبسا قوله " مضغة " قال الجوهري المضغة قطعة لحم وفي الغريبين وجمعها مضغ ويقال مضيغة وتجمع على مضائغ ويقال المضغة اللحمة الصغيرة قدر ما يمضغ وفي المحكم قال عمر بن الخطابي رَضِيَٱللَّهُعَنْهُ إنا لا نتغافل المضغ بيننا أراد الجراحات وسماها مضغا على التشبيه بمضغة الإنسان في حلقه يذهب بذلك إلى تصغيرها وتقليلها.(عمدة القاري ٣/ ٢٩٣)

أقول واللّٰه تعالى أعلم علم من ذلك أن المرأة إذا أسقطت علقة أومضغةلن يستبين خلقه لا تصير به نفساء لأنها أسقطت دما جامداً وليس ولداً(مرتب جامع الفتاوى عفااللّٰه عنه وعافاه)

قال صاحب البناية شرح الهداية :[السقط الذي استبان بعض خلقه]م: (والسقط) ش: بالحركات الثلاث في السين م: (الذي استبان) ش: أي ظهر م: (بعض خلقه ولد) ش: وارتفاع ولد على أنه خبر للمبتدأ، أعني قوله والسقط وبعض خلقه كالإصبع والشعر والظفر م: (حتى ☜

## کیا حائضہ میت کے پاس بیٹھ سکتی ہے؟

**سوال:** کیا حائضہ عورت میت کے پاس بیٹھ سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** بہتر یہ ہے کہ حائضہ عورت میت کے پاس نہ بیٹھے۔(٢٠٩)

---

تصير المرأة به) ش: أي بالسقط م: (نفساء وتصير الأمة أم ولد به وكذا العدة تنقضي به) ش: أما في أمومية الولد إذا وجد الدعوة من المولى.

وأما انقضاء العدة ففي تعليق الطلاق بالولادة لأنه ولد ولأنه ناقص الخلقة، ونقصان الخلقة لا يمنع ثبوت أحكام الولد كما لو ولدت ولداً ليس له بعض أطرافه، فإن لم يظهر شيء من خلقه فلا نفاس لأن هذه علقة أو مضغة فلم يكن الدم الذي عنه نفاساً، ولكن إن أمكن جعله المرئي من الحيض وسمي الدم حيضاً بأن تقدمه طهر تام جعل حيضها إن كان ثلاثة أيام وإلا فهو استحاضة. البناية شرح الهداية (١/ ٦٨٩)

(٢٠٩)قال: سمعت أبا زرعة بن عمرو، يحدث عن عبد اللّٰه بن نجي، عن أبيه، قال: سمعت عليا، يحدث عن النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال: «لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة، ولا كلب، ولا جنب»( صحيح ابن حبان – مخرجارقم ١٢٠٥ج ٤/ ٥)إسناده حسن

عبد اللّٰه بن نجي، صدوق، ووالده نجي ذكره المؤلف في «الثقات» ٥/ ٤٨٠ وقال: لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد، وقال العجلي في «الثقات» ص٤٤٨: تابعي ثقة، وذكره ابن أبي حاتم ٨/ ٥٠٣ ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، وقال ابن ماكولا: كان على مطهرة علي، وكان له عشرة أولاد قتل منهم سبعة مع علي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وفي «التقريب»: مقبول، أي: حيث يتابع وإلا فهو لين، وباقي رجاله ثقات على شرط الشيخين.

☜

ملاحظہ ہو۔ الفقہ الاسلامی میں ہے: قال الحنفية:ويخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب لامتناع حضورالملائكة بسببهم - (الفقه الإسلامی وأدلته ٢/ ٤٥٤)

البحرالرائق میں ہے :قال ابن نجيم:ويخرج من عنده الحائض والنفساء-( ٢/ ١٧١)

رد المحتار میں ہے :قال ابن عابدين (ويخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب ) فی النهروينبغی إخراج الحائض ... وفی نورالإيضاح واختلف فی إخراج الحائض-

(رد المحتار٢/ ١٩٣)

طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے :

(واختلفوا فی إخراج الحائض) إخراجهم على سبيل الأولوية إذا كان عن حضورهم غنى فلاينافی ما ذكره الكاكی من أنه يمتنع حضورالجنب والحائض وقت الاحتضارووجه عدم الإخراج أنه قد لايمكن الإخراج للشفقة أوللاحتياج إليهن -(٢١٠)

(طحطاوی على مراقی الفلاح ص ٣٠٨)

خلاصہ یہ ہے کہ حائضہ عورت میت کے پاس نہ ٹھہرے یہی اولی ہے۔الأولىٰ أن لاتجلس عند الميت الحائض والنفساء والجنب- واللہ أعلم (فتاوی دارالعلوم زکریاج۱/۵۲۷-۵۲۸)

**وضاحت:لیکن اگر ضرورت یاشفقت ومحبت کی وجہ سے ٹھہرے تو ٹھہرنے دیاجائے۔(مرتب)**

---

أقول والحائض مثل الجنب في الأحكام فلامتناع حضورالملائكة بسببهم يكره جلوس الحائض عند الميت لكنه كراهة تنزيهة لاكراهة تحريمة(مرتب عفااللہ عنه وعافاه)

(٢١٠)عن الحسن، «أنه كان لا يرى بأسا أن تحضر الحائض الميت»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٠٨٥٦ ج٢/ ٤٤٦)

## کیا حائضہ میت کو غسل دے سکتی ہے؟

**سوال:** کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ضرورت کے وقت دے سکتی ہے(٢١١) اور اگر اس کے علاوہ خواتین موجود ہوں تو وہ غسل دیں(٢١٢) واللہ تعالی اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ کا زمانہ حیض کے کپڑوں میں نماز ادا کرنا

**سوال:** کیا حائضہ زمانہ حیض کے کپڑوں میں نماز ادا کر سکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** بالفرض اگر کہیں خون لگا ہوا ہو تو خون کی جگہ دھو کر نماز ادا

---

(٢١١)عن إبراهيم، قال: أرسلت أمي إلى علقمة تسأله عن «الحائض تغسل الميت، فلم ير به بأسا»(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٠٩٦٠ج٢/ ٤٥٤)

عن عطاء، قال: «لا بأس أن يغسل الميت الحائض والجنب»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٠٩٥٨ ج ٢ / ٤٥٤)

(٢١٢) عن الحسن وابن سيرين، أنهما كانا «يكرهان أن تغسل الحائض والجنب الميت»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٠٩٥٩ ج٢/ ٤٥٤)

عن عطاء، في المرأة الحائض في عنقها التعويذ أو الكتاب؟ قال: «إن كان في أديم فلتنزعه وإن كان في قصبة مصاغة من فضة، فلا بأس إن شاءت وضعت، وإن شاءت لم تفعل» قيل لعبد اللّٰه: تقول بهذا قال: «نعم»(سنن الدارمي رقم ١٢١٢ ج١/ ٧٥٠)إسناده صحيح إلى عطاء

کر سکتی ہے(٢١٣)واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ سے طواف وداع ساقط ہے

**سوال:** کیا حائضہ پر طواف وداع واجب نہیں ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ پر طواف وداع واجب نہیں ہے(٢١٤)۔

(فتاوی فیض رحمانی ج١)

---

(٢١٣)عن معاذة قالت:سألت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عن الحائض يصيب ثوبها الدم قالت: «تغسله فإن لم يذهب أثره فلتغيره بشيء من صفرة». قالت:«ولقد كنت أحيض عند رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثلاث حيض جميعا لا أغسل لي ثوبا»(سنن أبي داودرقم ٣٥٧ ج١/ ٩٨)حديث صحيح

وعن مجاهد، قال: المرأة «الحائض تصلي في ثيابها التي تحيض فيها، إلا أن يصيب شيئا منها دم، فتغسل موضع الدم» (سنن الدارمي رقم ١٠٥٥ ج١/ ٦٨٧)إسناده صحيح

(٢١٤)عن الأعرج، قال: حدثني أبو سلمة بن عبد الرحمن، أن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: حججنا مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فأفضنا يوم النحر، فحاضت صفية فأراد النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ منها ما يريد الرجل من أهله، فقلت: يا رسول اللَّهُ إنها حائض، قال: «حابستنا هي»، قالوا: يا رسول اللَّهُ أفاضت يوم النحر، قال: «اخرجوا» ويذكر عن القاسم، وعروة، والأسود، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أفاضت صفية يوم النحر(صحيح البخاري رقم ١٧٣٣ج٢ / ١٧٥)

وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: «أمر الناس أن يكون آخر عهدهم بالبيت، إلا أنه خفف عن الحائض»(صحيح البخاري رقم ١٧٥٥ج٢/ ١٧٩)

## حائضہ مسجد کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے سکتی ہے

**سوال:** کیا حائضہ مسجد کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی چیز لے سکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہاں لے سکتی ہے۔

كما جاء في حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: قال لي رسول اللهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ناوليني الخمرة من المسجد»، قالت فقلت: إني حائض، فقال: «إن حيضتك ليست في يدك»

(صحيح مسلم رقم ٢٩٨ج١/ ٢٤٤ في باب الحائض تناول من المسجد)

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ مناسک حج سارے ادا کرے گی سوائے بیت اللہ کے طواف کے

**سوال:** کیا حائضہ مناسک حج ادا کرے گی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ مناسک حج سارے ادا کرے گی سوائے بیت اللہ کے طواف کے لما جاء في حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: قال لي رسول اللهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ناوليني الخمرة من المسجد»، قالت فقلت: إني حائض، فقال: «إن حيضتك ليست في يدك»(صحيح مسلم رقم ٢٩٨ج١/ ٢٤٤ في باب الحائض تناول من المسجد)

واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ کا احرام باندھنا

**سوال:** حائضہ حج اور عمرۃ کا احرام کس طرح باندھے گی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ حج اور عمرہ کا احرام اس طرح باندھے گی غسل نظافت

کے بعد بغیر نفل ادا کئے ہوئے قبلہ رخ بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے گی اور یہ افضل صورت ہے اگر اس نے بغیر غسل نظافت کے احرام باندھ لیا یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تب بھی احرام میں داخل ہو جائے گی۔

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: نفست أسماء بنت عميس بمحمد بن أبي بكر بالشجرة «فأمر رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا بكر أن تغتسل فتهل»

(سنن أبي داود رقم ١٧٤٣ ج٢ / ١٤٤) حديث صحيح.

عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «الحائض والنفساء إذا أتتا على الوقت تغتسلان، وتحرمان وتقضيان المناسك كلها غير الطواف بالبيت». قال أبو معمر، في حديثه حتى تطهر ولم يذكر ابن عيسى، عكرمة ومجاهدا، قال: عن عطاء، عن ابن عباس، ولم يقل ابن عيسى، كلها قال: «المناسك إلا الطواف بالبيت»

(سنن أبي داود رقم ١٧٤٤ ج٢/ ١٤٤)حديث صحيح (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ کا معتکف کے سر میں کنگھی کرنا

**سوال:** کیا حائضہ معتکف کے سر میں جو کہ اس کا محرم ہو کنگھی کر سکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہاں کر سکتی ہے مسجد میں داخل ہوئے بغیر اور یہ اس وقت تک ہو سکتا ہے جب کہ مسجد اور حجرہ برابر میں ہو اور معتکف اپنا سر مسجد سے حجرہ کی طرف کر دے اور حائضہ اپنے کمرہ میں رہتے ہوئے معتکف کے سر میں کنگھی کر دیا کرے۔ عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قالت: «كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يصغي إلي رأسه وهو مجاور في المسجد، فأرجله وأنا حائض»

(صحيح البخاري رقم ٢٠٢٨ ج٣/ ٤٨) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ کا خضاب لگانا

**سوال:** کیا حائضہ خضاب لگا سکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہاں لگا سکتی ہے-لما جاء في حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قالت: «كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يصغي إلى رأسه وهو مجاور في المسجد، فأرجله وأنا حائض» (صحيح البخاري رقم ٢٠٢٨ ج٣/ ٤٨) واللہ تعالی اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## حائضہ اور نفساء کے ساتھ کھانا، پینا اور لیٹنا

**سوال:** حائضہ عورت کا ناپاکی کی حالت میں بستر سے علیحدہ رہنا، بے غسل کھانا نہ پکانا، چھوت کے خیال سے جو چھوئے اس پر بھی غسل ضروری ہونا، ناپاکی کی حالت میں کپڑے برتن وغیرہ دھونا ضروری کہنا، بے دھوئے بڑا گناہ کہنا کیسا ہے؟ اسی طرح نفساء کو بھی بلکہ اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا حرام ناپاک ہونے تک سمجھنا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ اور نفساء سے اتنا پرہیز کرنا اور اس کے پکائے ہوئے کھانے اور چھوے ہوئے کپڑے برتن وغیرہ سے احتراز کرنا اور اس کا بستر علیحدہ رکھنا یہ یہود کا طریقہ ہے اسلام نے اس سے منع کیا ہے(٢١٥) البتہ صحبت وغیرہ جو امور ناجائز ہیں ان سے بچنا ضروری ہے[١]

---

(٢١٥)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في، فيشرب، وأتعرق العرق وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في» ولم يذكر زهير فيشرب.(صحيح مسلم رقم ٣٠٠ج١/ ٢٤٥)

☜

فيجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها ولو بلاحائل وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطء ولو تلطخ دما ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما إلا إذا توضأت بقصد القربة كما هو المستحب فإنه يصير مستعملا وفي الولوالجية ولاينبغى أن يعزل عن فراشها لأن ذلک يشبه فعل اليهود اه-(رد المحتار ص:٣٠١، ج:١)

فقط واللہ سبحانه تعالیٰ أعلم

[١]الشامى نعمانية ص١٩٤ج١،وشامى زكريا ص:٤٨٦، ج:١، كتاب الطهارة، باب الحيض البحر الرائق ص١٩٧ج١، مطبوعه ماجديه كويته باب الحيض، الهندية ص٣٩ج١، كتاب الطهارة، الباب السادس، الفصل الرابع فى أحكام الحيض والنفاس و الاستحاضة

**(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۱۱-۲۱۲)**

## حیض کی حالت میں مسجد سے گزرنا

**سوال:** ہم لوگ ایک ایسی مسجد کے روم میں رہتے ہیں جس کا دروازہ مسجد کے اندر ہے، مسجد کے اندر ہی سے آمد ورفت ہوتی ہے، میں بیوی کے ساتھ رہتا ہوں، تو حالتِ حیض میں بہ حالت مجبوری وہ مسجد کے اندر سے روم میں جاسکتی ہیں یا نہیں؟ واضح ہو کہ میں اس مسجد کا امام ہوں اور مسجد والوں نے ہمیں رہائش کے لئے یہی روم دیا ہے۔

---

وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كانت إحدانا إذا كانت حائضا، فأراد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن يباشرها " أمرها أن تتزر في فور حيضتها، ثم يباشرها، قالت: وأيكم يملك إربه، كما كان النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يملك إربه "(صحيح البخاري رقم ٣٠٢ ج١/ ٦٧باب مباشرة الحائض)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حالتِ حیض میں مسجد میں داخل ہونا، یا مسجد سے گزرنا جائز نہیں۔(٢١٦)

"أفاد منع الدخول ولو للمرور"[١] اس لئے آپ کو مسجد کے ذمہ داروں سے خواہش کرنی چاہئے کہ یا تو آپ کے لئے کسی اور مکان کا انتظام کریں یا ایسا راستہ نکالیں جو مسجد کے اندر سے نہیں گزرتا ہو۔

[١]رد المحتار : ١/ ٤٨٦، باب الحيض ، كتاب الطهارة - (کتاب الفتاوی ج٢/٩٦)

## حیض کی حالت میں عید گاہ کی طرف جانا

**سوال:** کیا حائضہ عید گاہ کی طرف جاسکتی ہے؟

---

(٢١٦) عن جسرة بنت دجاجة قالت: سمعت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تقول: جاء رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ووجوه بيوت أصحابه شارعة في المسجد، فقال: «وجهوا هذه البيوت عن المسجد». ثم دخل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ولم يصنع القوم شيئا رجاء أن تنزل فيهم رخصة، فخرج إليهم بعد فقال: «وجهوا هذه البيوت عن المسجد، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب» قال أبو داود: هو فُلَيتٌ العامِرِيُ (سنن أبي داودرقم ٢٣٢ ج١/ ٦٠)

سكت عنه أبوداود وإسناده حسن (شرح سنن أبي داود للعباد٣٧/ ٤ )

وفي شرح السنة للبغوي:قال الإمام: ولا يجوز للجنب، ولا للحائض المكث في المسجد عند كثير من أهل العلم، لما روي عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «وجهوا هذه البيوت عن المسجد، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب» وهذا قول سفيان، ومالك، والشافعي، وأصحاب الرأي. (شرح السنة للبغوي ٢/ ٤٥)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حائضہ عید گاہ کی طرف جاسکتی ہے دعا میں شرکت کے خاطر لیکن مصلی (عید گاہ) سے علیحدہ رہے (سادہ لباس میں مکمل پردے کے ساتھ اور مردوں کے اختلاط سے بچتے ہوئے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نہ جائے)

لما جاء في حديث عن حفصة، قالت: كنا نمنع عواتقنا أن يخرجن في العيدين، فقدمت امرأة، فنزلت قصر بني خلف، فحدثت عن أختها، وكان زوج أختها غزا مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثنتي عشرة غزوة، وكانت أختي معه في ست، قالت: كنا نداوي الكلمى ونقوم على المرضى، فسألت أختي النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أعلى إحدانا بأس إذا لم يكن لها جلباب أن لا تخرج؟ قال: «لتلبسها صاحبتها من جلبابها ولتشهد الخير ودعوة المسلمين» فلما قدمت أم عطية، سألتها أسمعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قالت: بأبي، نعم، وكانت لا تذكره إلا قالت:بأبي، سمعته يقول: «يخرج العواتق وذوات الخدور، أوالعواتق ذوات الخدور، والحيض، وليشهدن الخير، ودعوة المؤمنين، ويعتزل الحيض المصلى»، قالت حفصة: فقلت الحيض، فقالت: أليس تشهد عرفة، وكذا وكذا.

(صحيح البخاري رقم ٣٢٤ج١/ ٧٢)واللہ تعالی اعلم (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## ایام حیض میں استعمال ہونے والے کپڑوں کا حکم

**سوال:** بعض خواتین ایام حیض میں استعمال شدہ کرسف (کپڑا) باہر گلی کوچوں میں پھینک دیتی ہیں جس سے انسانی ذہن میں عجیب وغریب قسم کے گندے خیالات پیدا ہوتے ہیں، سوال یہ ہے کہ ایسے کپڑے کے بارے میں شریعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** غیرت اور حیاء کا یہ تقاضا ہے کہ ایام حیض میں استعمال ہونے والا کرسف (کپڑا) دوبارہ استعمال نہ ہو سکتا ہو تو اسے جلادیا جائے، ایسے کپڑے کو گلی کوچوں میں پھینکنا

مناسب نہیں۔

قال العلامة الحصكفى رَحِمَهُ ٱللَّهُ : كل عضو لا يجوز النظر إليه قبل الانفصال لا يجوز بعده كشعر عانته و شعر رأسها و عظم ذراع حرة ميتة و ساقها و قلامة ظفر رجلها دون يدها و أن النظر إلى ملاءة الأجنبية بشهوة حرام - ( الدرالمختار ج٦/ ٣٧١ كتاب الكراهية فصل فى النظر )[١]

[١]و فى خير الفتاوى :اگر دھونے کے بعد دوبارہ استعمال نہ ہو سکیں تو جلا دیا جائے۔

(خیر الفتاوی ج ۲/۱۳۹ باب الحیض)

(فتاوی حقانیہ ج ۲/۵۵۸)

اور فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے:

حیض کے کپڑے دفن کرنا بہتر ہے ہاں البتہ اگر تھیلی وغیرہ میں پھینک دئے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

يدفن أربع الظفر والشعر وخرقة الحيض والدم كذا فى فتاوى عتابية-(فتاوى هنديه ٥/ ٩٦)

مجمع الزوائد میں ہے:

" عن أم سعد امرأة زيد بن ثابت قالت سمعت رسول ٱللَّهُ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يأمربدفن الدم إذا احتجم - رواه الطبرانى فى الأوسط وفيه هياج بن بسطام وهوضعيف-

(مجمع الزوائد ٥/ ٩٤)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خون کو دفن کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ لہذا حیض کے کپڑے جو کہ خون آلود ہوتے ہیں اس کو بھی دفن کرنا چاہئے۔

نیز علامہ ابن قدامہ ایک روایت نقل کرتے ہیں :عن أبى جريج عن النبى صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قال:کان یعجبه دفن الدم "۔ (المغنی ۱/ ۷۲)

لہذا بہتر یہ ہے کہ حیض کے کپڑے کو دفن کر دیا جائے۔ واللہ اعلم(۲۱۷)

(فتاوی دارالعلوم زکریا ج۱/ ۵۲۴)

## حیض و نفاس کی حالت میں غسل

**سوال:** کیا حیض و نفاس کی حالت میں جب تک پاک نہ ہو جائے غسل کرنا منع ہے؟ اکثر عورتیں حیض و نفاس کی حالت میں غسل کرنے کو صحیح نہیں سمجھتیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض و نفاس کی حالت میں نظافت کے نقطۂ نظر سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں، ہاں! اگر طبی نقطۂ نظر سے ڈاکٹر منع کریں تو ان کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے، فقہاء نے وقوف عرفہ کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ یہ غسل نظافت ہے، اس لئے حائضہ عورتوں کو بھی یہ غسل کرنا مسنون ہے۔

---

(۲۱۷)عن ابن جریج عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: کان یعجبه دفن الدم. (الوقوف والترجل من مسائل الإمام أحمدرقم ۱۵۵ص: ۱٤۱)مرسل سنده لابأس به والمرسل عندنا حجة

والحدیث: " کان یعجبه دفن الدم " أخرجه الخلال کما في المغني لابن قدامة(۱ / ۸۸ )

وفي إسناده إرسال وقال أخبرني منصور بن الولید أن جعفر بن محمد حدثهم قال:سمعت أبا عبد اللّٰه یسأل عن دفن الدم والشعر والأظافر؟

قال: نعم یستحب. (الوقوف والترجل من مسائل الإمام أحمدرقم ۱۵۰ص: ۱٤۰)

وقال أحمد: کان ابن عمر یفعله. وکذلك تدفن العلقة والمضغة التي تلقیها المرأة.

(نهایة المحتاج ۱ / ۳٤۱)

" صرحوا بأن هذه الاغتسالات الأربعة للنظافة لا للطهارة " [١]

[١]ردالمحتار:١/٣٠٩۔ (کتاب الفتاوی ج٢/١١٠-١١١)

## وہ احکام جو حیض کے ساتھ خاص ہیں

وہ احکام جو حیض سے مختص ہیں یعنی نفاس کے لئے ثابت نہیں پانچ ہیں:

١۔عدت کا تمام ہونا(٢١٨)(اس کی صورت یہ ہے کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو بچہ جنے تو طالق ہے پھر

---

(٢١٨)لقوله تعالى: وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ [البقرة: ٢٢٨]

عن مجاهد: { وَٱلْمُطَلَّقَٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ } [البقرة: ٢٢٨]يعني: «ثلاث حيض»(تفسير مجاهد ص: ٢٣٥)

وفي تفسير النسفي: {ثَلَٰثَةَ قُرُوٓءٍ } جمع قرء أو قرء وهو الحيض لقوله عليه السلام دعي الصلاة أيام أقرائك وقوله طلاق الأمة تطليقتان وعدتها حيضتان ولم يقل طهران وقوله تَعَالَىٰ:﴿ وَٱلَّٰٓـِٔي يَئِسْنَ مِنَ ٱلْمَحِيضِ مِن نِّسَآئِكُمْ إِنِ ٱرْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَٰثَةُ أَشْهُرٍ ﴾ الطلاق: ٤ فأقام الأشهر مقام الحيض دون الأطهار ولأن المطلوب من العدة استبراء الرحم والحيض هو الذي يستبرأ به الأرحام دون الطهر ولذلك كان الاستبراء من الأمة بالحيضة ولأنه لو كان طهرا كما قال الشافعى لا نقضت العدة بقرأين وبعض الثالث فانتقض العدد عن الثلاثة لأنه إذا طلقها لآخر الطهر فذا محسوب من العدة عنده وإذا طلقها في آخر الحيض فذا غير محسوب من العدة عندنا والثلاث اسم خاص لعدد مخصوص لا يقع على ما دونه.(تفسير النسفي ١/ ١٨٩)

عن عائشة رَضِيَٱللَّهُعَنْهَا عن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَقال: «طلاق الأمة تطليقتان، وقرؤها حيضتان» قال أبو عاصم: فذكرته لمظاهر بن أسلم فقلت: حدثني كما حدثت ابن جريج، فحدثني مظاهر، ☜

اس نے بچہ جنا تو نفاس کے بعد تین حیض گذار کر اس کی عدت پوری ہوگئی لیکن اگر حیض پر طلاق معلق ہوتی تو وہ داخل عدت ہوتا، مزید تشریح طلاق کے بیان میں آئے گی۔

۲۔ استبرا کا تمام ہونا(۲۱۹) (استبرا کی صورت یہ ہے کہ حاملہ لونڈی خریدے اور اس کے بچہ پیدا ہوا

---

عن القاسم، عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «طلاق الأمة تطليقتان، وقرؤها حيضتان» مثل ما حدثه مظاهر بن أسلم شيخ من أهل البصرة، لم يذكره أحد من متقدمي مشايخنا بجرح، فإذا الحديث صحيح، ولم يخرجاه، وقد روي عن ابن عباس رضي اللهُ عنهما حديث يعارضه "(المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم ٢٨٢٢ ج٢/ ٢٢٣)وصححه الذهبي

وعن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ورفعه، أنه قال في سبايا أوطاس: «لا توطأ حامل حتى تضع، ولا غير ذات حمل حتى تحيض حيضة»(سنن أبي داود رقم ٢١٥٧ ج٢/ ٢٤٨)حديث صحيح

وعن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال في المستحاضة: «تدع الصلاة أيام أقرائها التي كانت تحيض فيها، ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلاة، وتصوم وتصلي»،(سنن الترمذي ت شاكر رقم ١٢٦ج ١/ ٢٢٠)حديث صحيح

(۲۱۹)وعن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ورفعه أنه قال في سبايا أوطاس: «لا توطأ حامل حتى تضع، ولا غير ذات حمل حتى تحيض حيضة»(سنن أبي داود رقم ٢١٥٧ ج٢/ ٢٤٨)حديث صحيح وقال ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: «إذا وهبت الوليدة التي توطأ، أو بيعت، أو عتقت فليستبرأ رحمها بحيضة، ولا تستبرأ العذراء» وقال عطاء: «لا بأس أن يصيب من جاريته الحامل ما دون الفرج» وقال اللهُ تعالى: ﴿ إِلَّا عَلَىٰٓ أَزۡوَٰجِهِمۡ أَوۡ مَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُهُمۡ ﴾ المؤمنون: ٦ (صحيح البخاري ج٣/ ٨٣)وعن ابن مسعود قال: «تستبرأ الأمة بحيضة»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ١٢٨٩٧ ج٧/ ٢٢٥)موقوف لكنه في حكم المرفوع

اور ایک بچہ اس کے پیٹ میں ہے تو دونوں بچوں کے درمیان کا خون نفاس ہے مگر اس سے استبرا نہ ہو گا بلکہ دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد ہو گا بخلاف حیض کے)۔

۳۔ بلوغ کا حکم، یعنی حیض سے بلوغ ثابت ہوتا ہے(۲۲۰) نفاس سے ثابت نہیں ہوتا۔

۴۔ طلاقِ سنت و بدعت میں فرق کرنا۔

(۲۲۱) نفاس سے طلاق سنت و طلاقِ بدعت میں فرق واقع نہیں ہوتا۔

۵۔ پیہم روزوں کے اتصال کا قطع نہ ہونا۔ نفاس کفارہ کے روزوں کے اتصال یعنی پے در پے ہونے کو توڑ دیتا ہے۔(۲۲۲) (عمدۃ الفقہ ج۱/۲۵۲)

---

(۲۲۰)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أم المؤمنين أن رسول اللهﷺ قال: «لا يقبل اللهﷺ صلاة حائض إلا بخمار» فأخبر عليه السلام أن الحائض تلزمها الأحكام وأن صلاتها تقبل على صفة ما ولا تقبل على غيرها(المحلى بالآثار١/ ١٠٤)

وأجمع أهل العلم على أن المرأة إذا حاضت وجبت عليها الفرائض.

(الإقناع في مسائل الإجماع١/ ١٢٥)

(۲۲۱)حدثنا حنظلة، سمعت سالما، وسئل عن رجل طلق امرأته وهي حائض؟ فقال: لا يجوز طلق ابن عمر امرأته وهي حائض " فأمره رسول اللهﷺ أن يراجعها "، فراجعها (مسند أحمد ط الرسالة رقم ٥٢٧٢ج ٩ / ٢٠٧) إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وعن عبد اللهﷺ قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾الطلاق: ١ قال: «طاهرا من غير جماع»(مصنف ابن أبي شيبةرقم ١٧٧٢٥ج ٤/ ٥٥ في باب ما قالوا في طلاق السنة ما ومتى يطلق؟)

(۲۲۲)أن المرأة مخاطبة بنصوص الشرع كما أن الرجل مخاطب بهافقول اللهﷺ عزوجل﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَـًٔا وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ ☜

أَهۡلِهِۦٓ إِلَّآ أَن يَصَّدَّقُواْۚ فَإِن كَانَ مِن قَوۡمٍ عَدُوّٖ لَّكُمۡ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖۖ وَإِن كَانَ مِن قَوۡمِۭ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُم مِّيثَٰقٞ فَدِيَةٞ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰٓ أَهۡلِهِۦ وَتَحۡرِيرُ رَقَبَةٖ مُّؤۡمِنَةٖۖ فَمَن لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ تَوۡبَةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمٗا ﴿٩٢﴾

﴾[النساء: ٩٢]مخاطب به الرجال والنساء بالإجماع والمرأة الحائض لاتستطيع أداء هذا الحكم إلا مع مراعاة عذرها الشرعي فتترك الصيام في أيام عادتها وتكمل صيام شهرين قال اللّٰه تعالى : لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ [البقرة: ٢٨٦]

قال مالك، في المرأة: إنها إذا اعتكفت، ثم حاضت في اعتكافها، إنها ترجع إلى بيتها. فإذا طهرت رجعت إلى المسجد أية ساعة طهرت، ولا تأخر ذلك، ثم تبني على ما مضى من اعتكافها.

قال يحيى، قال زياد، قال مالك: ومثل ذلك، المرأة، يجب عليها صيام شهرين متتابعين. فتحيض، ثم تطهر. فتبني على ما مضى من صيامها. ولا تؤخر ذلك.

(موطأ مالك رقم ١١٣١ ج ٣/ ٤٥٦)

وفي الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني:أخبرنا محمد عن أبي حنيفة عن حماد عن الشعبي أنه قال في المرأة يكون عليها صيام شهرين متتابعين فتحيض فيهما إنها تصله بالشهرين ولا تستقبل أخبرنا محمد عن أبي حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال تستقبل فقلت لأبي حنيفة بم تأخذ قال آخذ بحديث الشعبي قلت أرأيت لو كانت فرغت من الشهرين وقد كانت حاضت في كل شهر خمسة أيام أتصوم هذه العشرة الأيام وتصلها بالشهرين قال نعم قلت فإن أفطرت فيها ما بينها وبين الشهرين يوما من غير حيض أتستقبل الصيام قال نعم لأنها إذا أفطرت من غير حيض فعليها أن تستقبل. (الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني ٢/ ٢٢٠)

# حیض ونفاس کے مشترک احکام

حیض نفاس اور استحاضہ کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہے کہ خون نکلے اور ظاہر ہو جائے، ظاہر مذہب یہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور جو احکام حیض ونفاس میں مشترک ہیں وہ آٹھ ہیں:

ا۔ حیض ونفاس والی عورت سے نماز ساقط ہو جاتی ہے خواہ رکوع وسجود والی نماز ہو یا نمازِ جنازہ، اور پھر اس کی قضا بھی نہیں(٢٢٣) اول مرتبہ جو خون نظر آئے اسی وقت عورت نماز چھوڑ دے یہی صحیح ہے، پس اگر وہ حیض کی حد کو نہ پہنچے تو ان نمازوں کی قضا کرے، اسی طرح عادت والی عورت کو عادت کے بعد خون آئے تو نماز نہ پڑھے اور غسل بھی نہ کرے بلکہ دس دن تک انتظار کرے، اگر اس مدت کے اندر بند ہو گیا تو اب نہا کر نماز پڑھے اور جو اس مدت کے بعد بھی جاری رہا تو نہائے اور عادت کے بعد باقی دنوں کی قضا کرے، جس نماز کے وقت میں حیض یا نفاس آئے اس وقت کا فرض اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا خواہ نماز پڑھنے کے لئے وقت رہا ہو یا نہ رہا ہو، پس اگر نماز کا وقت آخر ہو گیا اور نماز ابھی تک نہیں پڑھی کہ حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا یا فرض نماز پڑھنے میں حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے اور اس پر اس نماز کی قضا لازم نہیں لیکن اگر وہ شروع کی ہوئی نماز نفل و سنت ہے تو قضا لازم ہو گی۔ حیض ونفاس والی عورت جب سجدہ کی آیت سنے تو اس پر سجدہ واجب نہیں اور اس حالت میں سجدہ شکر وسجدہ تلاوت حرام ہے۔(٢٢٤)

---

(٢٢٣)عن قتادة قال: حدثتني معاذة، أن امرأة قالت لعائشة: أتجزي إحدانا صلاتها إذا طهرت؟ فقالت: أحرورية أنت؟ «كنا نحيض مع النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ فلا يأمرنا به» أو قالت: فلا نفعله .
(صحيح البخاري ١/ ٧١)

(٢٢٤)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

۲۔ حیض و نفاس والی عورت پر اس حالت میں روزہ رکھنا حرام ہے(۲۲۵) مگر اس کی قضا ہو گی(۲۲٦) فرض کی قضا فرض اور واجب کی قضا واجب ہے اگر روزہ کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا اس کی قضا رکھے، نفلی روزہ شروع کیا اور حیض آ گیا تو وہ روزہ قضا کرے۔(۲۲۷)

۳۔ حیض و نفاس والی عورت پر جنبی کی طرح مسجد میں داخل ہونا حرام ہے(۲۲۸) خواہ وہ اس میں بیٹھنے

---

(۲۲۵)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(۲۲٦)عن معاذة أن امرأة سألت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فقالت: أتقضي إحدانا الصلاة أيام محيضها؟ فقالت عائشة: أحرورية أنت؟ قد «كانت إحدانا تحيض على عهد رسول اللَّهِ ثم لا تؤمر بقضاء»

(صحيح مسلم ١/ ٢٦٥)

(۲۲۷)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنت أنا وحفصة صائمتين، فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه، فجاء رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فبدرتني إليه حفصة، وكانت ابنة أبيها، فقالت: يا رسول اللَّهِ إنا كنا صائمتين، فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه، قال: اقضيا يوما آخر مكانه.

(سنن الترمذي ت بشار ٢/ ١٠٤)

قال ابن الملك: يدل على أن من أفطر في التطوع يلزمه القضاء مكانه. قال الخطابي: هذا القضاء على سبيل التخيير والاستحباب، لأن قضاء شيء يكون حكمه حكم الأصل، فكما أن في الأصل كان الشخص فيه مخيرا، فكذلك في قضائه. أقول: هذا منقوض بالحج والعمرة إذا كانا نفلين وفسدا، فإن قضاءهما واجب اتفاقا. وقال ابن الهمام: وحمله على أنه أمر ندب خروج عن مقتضاه بغير موجب بل محفوف بما يوجب مقتضاه من قوله تعالى ولا تبطلوا أعمالكم .

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ٤/ ١٤٣٣)

(۲۲۸)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

کے لئے ہو یا اس میں سے گذر جانے کے لئے ہو۔

**مسئلہ:** جب مسجد میں پانی رکھا ہو، یا کنواں ہو اور کہیں اور پانی نہ ملے، اسی طرح جب درندے یا چور یا سردی کا خوف ہو تو مسجد میں داخل ہونے میں مضائقہ نہیں(٢٢٩) اور ایسے وقت اولیٰ یہ ہے کہ مسجد کی تعظیم کے لئے تیمم کرلے مسجد کی چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے۔

**مسئلہ:** جس کے پیٹ میں ریح کا زور ہو تو وہ اس کو خارج کرنے کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے یہی قول اصح ہے۔(٢٣٠)

**مسئلہ:** اور اگر کسی کو مسجد میں احتلام ہو جائے تو وہ تیمم کرکے جلد باہر نکلے، یہ تیمم جائز ہے واجب نہیں، اور اگر دشمن یا جانور کے خوف کی وجہ سے جلد نہ نکلے اور وہیں ٹھہرا رہے تو تیمم کرے یہ تیمم واجب ہے۔

**مسئلہ:** ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مسجد سے لینا جائز ہے(٢٣١)۔

---

(٢٢٩) يستنبط ذلك من قوله تَعَالَىٰ:﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ الحج: ٧٨

ومن قوله تَعَالَىٰ:﴿ وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ النساء: ٢٩

(٢٣٠)عن جابر بن عبد اللهعن النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: " من أكل من هذه البقلة، الثوم وقال مرة: من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم "( صحيح مسلم ١/ ٣٩٥)

(٢٣١)يستدل لذلك من حديث عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا:«كنت أرجل رأس رسول اللهصَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا حائض» (صحيح البخاري ١/ ٦٧)

**مسئلہ: عید گاہ اور جنازہ گاہ (یعنی وہ مکان جو جنازہ کی نماز کے لئے بنایا جائے) اور جو جگہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے خاص کرلی جائے اور خانقاہ و مدرسہ احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں یعنی ان کے اندر جانے میں مضائقہ نہیں۔** (٢٣٢)

**٤۔ حیض و نفاس والی عورت کو خانہ کعبہ و مسجد الحرام کے اندر جانا اور خانہ کعبہ کا طواف** (٢٣٣) **حرام ہے (یعنی مکروہ تحریمی ہے کیونکہ طواف کے لئے طہارت واجب ہے از شامی۔ مؤلف) اگرچہ مسجد**

---

(٢٣٢)لأن هذه الأمكنة ليست في حكم المسجد فلا مانع من دخول الحائض منها وفي الحديث عن حفصة، قالت: كنا نمنع عواتقنا أن يخرجن في العيدين، فقدمت امرأة، فنزلت قصر بني خلف، فحدثت عن أختها، وكان زوج أختها غزا مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثنتي عشرة غزوة، وكانت أختي معه في ست، قالت: كنا نداوي الكلمى، ونقوم على المرضى فسألت أختي النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أعلى إحدانا بأس إذا لم يكن لها جلباب أن لا تخرج؟ قال: «لتلبسها صاحبتها من جلبابها ولتشهد الخير ودعوة المسلمين»، فلما قدمت أم عطية، سألتها أسمعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قالت: بأبي، نعم، وكانت لا تذكره إلا قالت: بأبي، سمعته يقول: «يخرج العواتق وذوات الخدور، أو العواتق ذوات الخدور، والحيض، وليشهدن الخير، ودعوة المؤمنين، ويعتزل الحيض المصلى»، قالت حفصة: فقلت الحيض، فقالت: أليس تشهد عرفة، وكذا وكذا (صحيح البخاري ١/ ٧٢)

(٢٣٣)ففي صحيح مسلم : عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: خرجنا مع النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ولا نرى إلا الحج، حتى إذا كنا بسرف، أو قريبا منها، حضت فدخل على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا أبكي، فقال: «أنفست؟» يعني الحيضة قالت قلت: نعم، قال: «إن هذا شيء كتبه اللَّهُ على بنات آدم فاقضي ما يقضي الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تغتسلي» قالت: وضحى رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن نسائه بالبقر (صحيح مسلم رقم ١٢١١ج٢/ ٨٧٣)

کے باہر سے کریں جنبی کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر چہ مسجد الحرام میں داخل ہونے اور طواف شروع کرنے کے بعد حیض یا نفاس عارضی ہو۔

۵۔ قرآن مجید پڑھنا بھی ان تینوں (جنبی اور حیض و نفاس والی) کو حرام ہے(٢٣٤) تلاوت کے مقصد سے ذرا بھی نہ پڑھیں۔(٢٣٥) پوری آیت ہو یا کچھ حصہ، اصح قول کے موافق دونوں حرام ہونے میں برابر ہیں(٢٣٦) لیکن اگر قرأت کا قصد نہ کریں ثنا یا کام شروع کرنے یا دعا کے ارادہ سے چاہیں مثلاً شکر کے ارادہ سے الحمد للہ کہیں یا کھانا کھاتے وقت یا اور وقت بسم اللہ پڑھیں تو مضائقہ نہیں اور جنبی یا حیض و نفاس والی عورت قرآن پڑھنے کے واسطے کلی کرے تو قرآن پڑھنا حلال نہ ہو گا، یہی صحیح ہے۔ نیز ان تینوں کو توریت اور انجیل اور زبور کا پڑھنا جن میں ردوبدل واقع نہیں ہوا مکروہ ہے۔

**مسئلہ:** اگر معلمہ یعنی پڑھانے والی عورت کو حیض یا نفاس آجائے تو اس کو چاہئے کہ بچوں کو رواں

---

(٢٣٤)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(٢٣٥)وقد ذكر الفقهاء في كتبهم: أنه يحرم على الجنب والحائض والنفساء قراءة شيء من القرآن وإن قل، حتى بعض آية، ولو كان يقرأ في كتاب فقه أو غيره فيه احتجاج بآية حرم عليه قراءتها لأنه يقصد القرآن للاحتجاج، أما إذا كان لا يقصد القرآن فلا بأس لأنهم قالوا: يجوز للجنب والحائض والنفساء أن تقول عند المصيبة: إنا لله وإنا إليه راجعون، إذا لم تقصد القرآن.

(الموسوعة الفقهية الكويتية ٣/ ٢٨٢)

وورد عن ابن عمر أن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ قال: لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن. فلو قصد الدعاء أو الثناء أو افتتاح أمر تبركا، ولم يقصد القراءة، فلا بأس. وفي أحد قولين للمالكية: لا يحرم قراءة آية للتعوذ أو الرقية، ولو آية الكرسي. (الموسوعة الفقهية الكويتية٨/ ٨٦)

(٢٣٦)لأنه جزء من كلام رب العالمين وهو كلام عزيز ،كريم ،علي ،حكيم ،عظيم ،مجيد-

پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک کلمہ سکھائے اور دو کلموں کے درمیان میں توقف کرے اور سانس توڑ دے اور قرآن کے ہجے کرانا اس کو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: ظاہر روایت کے بموجب قنوت کی قرأت بھی مکروہ نہیں، اسی پر فتویٰ ہے، نیز ان تینوں کو وہ دعائیں جو قرآن شریف میں آئی ہیں دعا کی نیت سے پڑھنا جبکہ تلاوت کی نیت نہ ہو، مثلاً الحمد شریف کی پوری سورت بہ نیت دعا اور قَالَ تَعَالَیٰ: ﴿ رَبَّنَآ ءَاتِنَا فِی ٱلدُّنۡیَا ﴾ یا قَالَ تَعَالَیٰ: ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِینَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ ﴾ آخر تک وغیرہ پڑھنا، اذان کا جواب دینا اور مثل اس کے اور چیزیں مثلاً کلمہ شریف، درود شریف، خدائے تعالیٰ کا نام، استغفار، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إلا باللہ یا کوئی اور وظیفہ پڑھنا منع نہیں ہے، یہ سب بلا کراہت جائز و درست ہے۔(٢٣٧)

٦۔ حیض و نفاس والی عورت اور جنبی اور بے وضو کو قرآن مجید کا چھونا جائز نہیں(٢٣٨) لیکن اگر قرآن شریف ایسے غلاف میں ہو جو اس سے جدا ہو جیسے تھیلی یا رومال یا ایسی جلد جو اس میں سلی ہوئی نہ ہو تو چھونا جائز ہے اور جو اس سے متصل ہو چولی ہو یا جلد تو جائز نہیں، یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور صحیح یہ ہے کہ قرآن شریف کے حاشیوں اور اس سفیدی کا جہاں قرآن لکھا ہوا نہیں ہے چھونا بھی جائز نہیں، ہے، اور وضو نہ ہونے کی صورت میں اعضائے وضو کے علاوہ دیگر اعضا سے چھونے میں، نیز وضو پورا نہ ہونے کی صورت میں جو اعضائے وضو دھولئے ہیں ان سے وضو کے پورا ہونے سے قبل چھونے میں اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ منع ہے جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں جیسے کرتے کا دامن آستین اور دوپٹہ کا آنچل وغیرہ ان سے بھی قرآن شریف کا چھونا جائز نہیں البتہ بدن سے الگ کوئی

---

(٢٣٧)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(٢٣٨)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کر اٹھانا جائز ہے۔(٢٣٩) اور ان تینوں کو تفسیر فقہ اور حدیث کی کتابوں کو چھونا(٢٤٠) مکروہِ تحریمی ہے اور ان کو توریت و انجیل اور زبور (جن میں ردوبدل نہیں ہوا) اور قرآن کا چھونا بھی مکروہ ہے مگر آستین سے چھونے میں مضائقہ نہیں، اور ہر اس کتاب کا جس میں آیاتِ قرآنی لکھی ہوئی ہوں یہی حکم ہونا چاہئے جیسے شروح نحو وغیرہ اور ان سب کا آستین سے چھونا بھی، صحیح یہ ہے کہ بدن کے دوسرے کپڑوں سے چھونے کی طرح مکروہ تحریمی ہے اور یہی احوط ہے، درہم یا روپیہ پیسہ یا طشتری یا تختی یا کسی اور کاغذ کے پرچہ (تعویذ وغیرہ) پر یا دیوار وغیرہ کسی اور چیز پر قرآن شریف کی کوئی پوری آیت لکھی ہوئی ہو تو اس خاص لکھی ہوئی جگہ کا چھونا بھی ان لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی میں یا کسی برتن میں یا کاغذ وغیرہ میں رکھے ہوئے ہوں تو اس تھیلی یا برتن وغیرہ کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ آیت سے کم ہو تو اس کا چھونا مکروہ نہیں۔ اگر قرآن محض اردو یا فارسی میں (یعنی صرف ترجمہ) لکھا ہوا ہو تو ان سب کو اس کا چھونا امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ کا بھی صحیح قول یہی ہے نیز اس کا چھونا جس میں قرآن شریف کے سوا اللہ کا ذکر لکھا ہوا ہے ان سب پر عامہ مشائخ نے ایک ہی حکم کیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ کراہتِ تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے۔ جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن شریف کا دیکھنا مکروہ نہیں اور ایسی عبارت لکھنا جس کی بعض سطروں میں قرآن شریف کی آیت ہو مکروہ ہے اگرچہ وہ اس کو پڑھتے نہیں، قرآن شریف کا لکھنا اگرچہ کتاب زمین پر رکھی ہو اور وہ اس پر ہاتھ بھی نہ رکھے ان تینوں کے لئے فتویٰ کی رو سے جائز نہیں اگرچہ آیت سے کم ہو، بچوں کو قرآن شریف دے دینے میں

---

(٢٣٩) لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(٢٤٠) لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

مضائقہ نہیں اگر چہ وہ بے وضو رہتے ہوں یہی صحیح ہے۔ حیض و نفاس والی عورت اور جنبی کو دعاؤں کے پڑھنے، چھونے اور اٹھانے میں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور سبحان اللہ کہنے میں مضائقہ نہیں، ان چیزوں کے لئے وضو کر لینا مستحب ہے اور ترکِ وضو خلافِ والیٰ ہے۔

٧۔ حیض و نفاس والی عورت سے جماع حرام ہے۔(٢٤١) اور اس کو جائز و حلال جاننا کفر ہے، البتہ امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک مرد کو جائز ہے کہ ایسی بیویوں سے بوس و کنار کرے اور ان کو پاس لٹائے اور سوائے اتنے بدن کے جو گھٹنے اور ناف کے درمیان میں ہے اور تمام بدن سے لذت حاصل کرے اور ساتھ کھائے پیے، اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا ناجائز نہیں جبکہ کپڑا وغیرہ حائل نہ ہو خواہ شہوت سے ہو یا بے شہوت، اور اگر ایسا حائل ہو کہ بدن کی گرمی محسوس نہ ہو گی تو مساس میں کچھ حرج نہیں، اگر ہمراہ سونے میں غلبہ شہوت اور اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھنے کا احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے اور اگر غلبۂ شہوت کا گمان غالب ہو تو ساتھ سونا منع اور گناہ ہے، اور عدم غلبہ شہوت میں حلال نہ جان کر ساتھ نہ سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے، حائضہ عورت سے کھانا پکوانا اور اس کی مستعملہ چیزوں کو استعمال کرنا جائز ہے، اسی طرح نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ اس کو ساتھ کھلانے یا اس کو جھوٹا کھانے میں حرج نہیں، ایسی بیہودہ رسموں سے جو کہ ہنود اور یہود سے مشابہ ہیں بچنا لازم ہے۔ اگر کسی نے ایسی عورت سے اپنے اختیار سے مجامعت کی اور جانتا ہے کہ حرام ہے تو گناہِ کبیرہ کے ساتھ سخت گنہگار ہوا اور اس پر توبہ اور استغفار لازم ہے، اور مستحب یہ ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے (یعنی اگر جماع شروع حیض میں ایسی حالت میں کیا ہے جبکہ خون سرخ آرہا ہے تب تو ایک دینار

---

(٢٤١) لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(ساڑھے چار ماشہ) سونا صدقہ دے اور اگر اخیر حیض یعنی خون کی زردی کی حالت میں جماع کیا ہے تو نصف دینار (سوا دو ماشہ) سونا دے، ظاہر اً عورت کے لئے یہ حکم نہیں ہے، اور اگر اس کی حرمت نہ جانتا ہو یا کسی کے جبر کرنے سے بے اختیار ہو یا حیض کو بھول کر جمع کیا تو گناہ کبیرہ نہیں یعنی اس کے لئے معافی ہے۔ حیض و نفاس والی عورت اور جنبی کو کھانے پینے کے لئے ہاتھ دھولینا اور کلی کرنا مستحب واولیٰ ہے اور ترک مکروہ تنزیہی ہے اور پورا وضو کرلینا زیادہ بہتر ہے۔(٢٤٢)

٨۔ خون بند ہونے کے وقت غسل واجب ہوتا ہے(٢٤٣) اگر اکثر مدتِ حیض جو دس دن ہیں گزر چکی ہو تو غسل سے پہلے بھی وطی حلال ہے یعنی اس کو وطی کے لئے غسل واجب نہیں خواہ پہلے ہی بار حیض آیا ہو یا عادت والی عورت ہو اور مستحب یہ ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے وطی نہ کرے اور اس کو قبل غسل وطی کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر حیض کا خون دس دن سے کم میں بند ہو جائے تو جب تک وہ نہانہ لے یا تیمم جائز کرنے والے عذر کی حالت میں تیمم نہ کرے یا اس کے ذمے ایک وقت کی نماز قضا نہ ہو جائے یعنی اس پر نماز کا آخری وقت اس قدر نہ گزرے کہ جو تحریمہ (یعنی ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا) اور غسل و کپڑے پہننے کا کافی ہو تب تک اس سے وطی جائز نہیں اس لئے کہ اس پر نماز اسی وقت واجب ہوتی ہے کہ جب نماز آخری وقت اس قدر موجود ہو کہ نہا کر اور کپڑے پہن کر ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکے پس اس نماز کی قضا پڑھے گی اور اس سے وطی بھی جائز ہو جائے گی، اگر حیض چاشت کے وقت منقطع ہوا اور اس نے نہ غسل کیا اور نہ تیمم، تو تاوقتیکہ ظہر کا وقت نہ گزر جائے

---

(٢٤٢) عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كان رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا كان جنبا، فأراد أن يأكل أو ينام، توضأ وضوءه للصلاة» (صحيح مسلم رقم ٣٠٥ ج١/ ٢٤٨)

(٢٤٣) لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

اس سے وطی حلال نہیں، اس لیے کہ زوال سے پہلے کا وقت مہمل وقت ہے، اسی طرح اگر طلوع آفتاب سے اتنے قبل حیض منقطع ہوا کہ وہ غسل اور تحریمہ پر قادر نہیں تو تاوقتیکہ ظہر کا وقت نہ نکل جائے اس سے وطی حلال نہیں۔ اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اور نہانے کی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنی چاہئے۔ پورے وقت کا گزرنا یعنی خون نماز کے اول وقت میں بند ہونا اور اسی بند ہونے کی حالت میں تمام وقت گذر جانا شرط نہیں۔ اگر خون عادت کے دنوں سے کم میں بند ہو تو اس سے وطی کرنا بھی حلال نہیں اگرچہ وہ نہالے جب تک اس کی عادت کے دن پورے نہ ہو جائیں لیکن اس پر بطور احتیاط کے غسل اور نماز وروزہ لازم ہے اور اس کو نماز کے آخری وقتِ مستحب تک تاخیر کرنا واجب ہے مثلاً اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن میں آکر بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں تب تک مجامعت کرنا درست نہیں، شاید کہ پھر خون آجائے۔ اقل مدت کے بعد اگر دس دن سے کم میں (عورت کی عادت پر) خون بند ہوا تو اگر وہ عورت اہل کتاب سے ہے تو اس سے جماع کرنا فی الحال حلال ہو گیا اس لئے کہ وہ احکام شرع کے مخاطب نہیں اور غسل اس پر واجب نہیں اور اگر عورت مذکورہ مسلمان ہے تو جماع حلال نہیں جب تک وہ غسل نہ کرے، اور اس کو نماز کے آخری مستحب وقت تک تاخیر کرنا مستحب ہے، مثلاً اگر عشاء کے وقت میں منقطع ہوا تو اس وقت تک تاخیر کرے کہ جس کے بعد غسل کر کے آدھی رات سے پہلے نماز پڑھ لے اس کے بعد مکروہ ہے اور اگر اس نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس سے وطی حلال نہ ہو گی جب تک کہ وہ نماز نہ پڑھ لے یہی صحیح ہے۔ اصح یہ ہے کہ بالاجماع یہی حکم ہے، پھر اگر پانی ملا تو (غسل سے پہلے) قرآن پڑھنا حرام ہو جائے گا اور وطی حرام نہ ہو گی یہی اصح ہے۔ جس عورت کو پہلی ہی دفعہ حیض آیا ہو اور دس دن سے کم میں وہ پاک ہو جائے یا عادت والی عورت اپنی عادت سے کم

دنوں میں پاک ہو جائے تو وضو اور غسل میں اس قدر تاخیر کرے گی کہ نماز کے لئے وقت مکروہ نہ آجائے۔

کسی عورت کو تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو بھی غسل نہ کرے اور نہ نماز پڑھے، اگر دس دن رات پورے ہونے پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ بھی قضا نہیں پڑھنی پڑے گی، اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب دن حیض کے ہوں گے، اور اگر گیارویں دن (یعنی دس دن رات سے ذرا بھی اوپر) خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے اور باقی سب استحاضہ ہے پس گیارہویں دن نہائے اور (عادت کے دن چھوڑ کر باقی) سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا درست نہیں، شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہو گا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی اور اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہے جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا اور اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل تو کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک مرتبہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ سکے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے یہاں نماز اور روزہ کے حکم میں سوائے تحریمہ کے اور کچھ فرق نہیں ہے کہ نماز میں تحریمہ کی گنجائش معتبر ہے اور روزہ میں نہیں، پس اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ کی نیت کرے اور صبح کو غسل کر لے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی

درست نہیں بلکہ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا بھی کرے،(٢٤٤) نفاس کے لئے بھی یہی احکام ہیں پس اگر چالیس دن آکر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے، اور اگر چالیس دن سے کم آکر بند ہوا ہو اور عدت سے بھی کم ہو تو عادت گزر جانے کے بعد، اور اگر عادت کے موافق بند ہو تو غسل کے بعد یا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد جماع وغیرہ جائز ہے، پھر بھی ان سب صورتوں میں مستحب یہ ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔ اگر کسی کو اقل مدتِ حیض سے کم یعنی ایک یا دو دن خون آکر بند ہو گیا تو غسل واجب نہیں ہے، وضو کرکے اخری وقت میں نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ پس اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجائے تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کرکے باقی ایام کی نمازیں پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنی چاہئے۔(٢٤٥)

ایک مرتبہ عادت کے بدلنے سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عادت بدل جاتی ہے اسی پر فتویٰ ہے اگر دو پورے طہر کے درمیان میں خون آئے اور زیادہ دن آنے میں یا کم دن آنے میں یا عادت سے پہلے آجانے میں یا بعد کو آجانے میں یا دونوں باتوں میں عادت کے خلاف ہو تو عادت وہی مقرر ہو جائے گی، حقیقی خون ہو یا حکمی یہ جب ہے کہ وہ دس دن سے زیادہ نہ ہو جائے اور اگر زیادہ ہو تو جو اس کی معمولی عادت ہے وہ حیض ہو گا اور اس کے سوا استحاضہ ہو گا اور عادت نہ بدلے گی اور یہی حکم نفاس کا

---

(٢٤٤)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

(٢٤٥)لقد ذكرت دلائل هذه المسائل من قبل.

ہے پس نفاس عادت کے خلاف دنوں تک اور چالیس دن سے زیادہ نہ ہوا تو عادت بدل جائے گی، اگر نفاس کی کچھ عادت مقرر ہے اور کبھی چالیس دن سے زیادہ ہو گیا تو جس قدر عادت کے دن ہیں وہی نفاس سمجھے جائیں گے برابر ہے کہ معمولی عادت خون پر ختم ہو یا طہر پر، یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے۔ جس عورت کی عادت مقرر ہے اب اس کا خون بند نہیں ہوتا اور حیض کی عادت کے دنوں میں اور مکان میں یعنی یہ کہ حیض مہینے کے کون سے عشرہ میں ہوتا تھا اور دورہ میں شبہ پڑ گیا تو گمان غالب پر عمل کرے اور اگر کوئی گمان غالب بھی نہ ہو تو نہ اس کو حیض ٹھہراوے نہ طہر، بلکہ احتیاط پر عمل کرے اور ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور جن چیزوں سے حیض والی عورتیں بچتی ہیں مثلاً وطی، طواف، مسجد میں جانا، قرآن پڑھنا وغیرہ ان سے بچتی رہے پس فرض اور واجب اور سنتِ موکدہ پڑھے اور صحیح قول کے موافق نفل نہ پڑھے اور قرآن صرف بقدر فرض اور واجب کے پڑھے، اور صحیح یہ ہے کہ فرض کہ دونوں رکعتوں میں چھوٹی سورتیں یا تین آیتیں پڑھے اور فرض کی پچھلی دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ بھی پوری پڑھے، اور اگر صرف بعض میں شبہ ہو مثلاً طہر میں اور حیض کے داخل ہونے میں شبہ ہو تو ہر نماز کے لئے وضو کرے اور اگر طہر میں اور حیض سے فارغ ہونے میں شک ہو تب استحسان یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے وضو کرے اور صواب یہ ہے کہ ہر نماز کے واسطے غسل کرے اور یہی اصح ہے اور رمضان شریف میں کسی روز روزہ کا افطار نہ کرے۔

(۱) لیکن اس مہینے کے گذرنے کے بعد حیض کے دنوں کی قضا اس پر واجب ہو گی پس اگر یہ بات معلوم ہو کہ حیض اس کا رات کو شروع ہوتا تھا تو اس پر بیس روزے کی قضا آئے گی۔

(۲) اور اگر یہ معلوم ہو کہ دن میں حیض شروع ہوتا تھا تو احتیاطاً بائیس دن کی قضا آئے گی۔

(۳) اور اگر دن رات کے شروع ہونے میں بھی شبہ ہو تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہے کہ بیس دن کی قضا آئے گی اور بعض کے نزدیک بائیس دن کے روزے سے احتیاطاً قضا کرے خواہ روزے ملا کر رکھے۔

(۴) یا جدا جدا رکھے۔

(۵) یہ اس وقت ہے جب اس کا دورہ معلوم ہو مثلاً یہ بات کہ ہر مہینے میں آتا ہے اور اگر دورہ بھی معلوم نہیں تو اگر یہ بات معلوم ہو کہ حیض اس کا رات سے شروع ہوتا تھا تو احتیاطاً پچیس دن کی قضا کرے۔

(٦) خواہ ملا کر رکھے یا جدا جدا، اور اگر یہ بات معلوم ہو کہ حیض دن میں شروع ہوتا تھا تو اگر ملا کر روزہ رکھے اور احتیاطاً بتیس دن کی قضا کرے۔

(۷) اور اگر جدا جدا رکھے تو اڑتیس دن کی۔

(۸) اور جو یہ بھی نہیں معلوم تو اگر ملا کر روزے رکھے تو بھی بتیس دن کی قضا کرے اور اگر جدا جدا رکھے تو اڑتیس دن کی قضاء کرے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ رمضان تیس دن کا ہو، اور جو کم کا ہو سینتیس دن کی قضا کرے۔

(۹) عادت والی عورت جب ولادت کے بعد خون دیکھے اور اپنی عادت بھول جائے تو اگر خون اس کا چالیس دن سے زیادہ نہ ہو اور چالیس دن کے بعد پوراطرہ ہوا تو جس قدر نمازیں چھوٹی ہیں ان کا اعادہ نہ کرے گی اور اگر خون چالیس دن سے زیادہ ہو گیا یا زیادہ نہ ہوا لیکن چالیس دن کے بعد طہر پندرہ دن سے کم ہوا تو اس پر یہ لازم ہے کہ اپنے دل میں سوچے اگر گمان غالب عادت کے دنوں کا ہو تو اسی کو عادت سمجھے اور اسی پر عمل کرے اور اگر کچھ گمان غالب نہ ہو تو احتیاطاً چالیس روز کی سب نمازیں قضا کرے۔ کسی عورت کو اسقاط ہوا اور اس میں شک ہے کہ اس کے بعد اعضا کی خلقت ظاہر ہوئی تھی یا نہیں اور خون بند نہیں ہوتا تو اگر اس کے حیض کی عادت کے جو دن ہیں ان کے اول میں اسقاط ہوا ہے تو بقدر عادت کے دنوں تک بطور شک کے نماز پڑھے اس لئے کہ یا اس کو طہر ہے یا نفاس پھر جب تک حیض کی عادت کے دن ہیں تب تک بالیقین نماز چھوڑ دے اس لئے کہ اس کو نفاس ہے یا حیض ہے پھر اگر وقت اسقاط سے چالیس دن پورے ہو چکے تو غسل کرے اور جب تک طہر کی عادت کے دن ہیں بالیقین نماز پڑھے اور اگر پورے نہیں تو جس قدر چالیس دن کے اندر ہیں تب تک بطور شک کے

نماز پر ھے اور اس کے بعد بطور یقین کے نماز پڑھے پھر ہمیشہ یہی کرتی رہے اور اگر بعد ایام حیض کے اسقاط ہوا تو وہ اسی وقت سے جب تک اس کے حیض کی عادت کے دن ہیں بطور شک کے نماز پر ھے پھر حیض کی عادت کے دنوں میں بالیقین نماز چھوڑ دے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ شک کے لئے کوئی حکم نہیں ہوتا اور احتیاط واجب ہے۔

جس عورت کی ایک عادت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی مثلاً چھ دن حیض کے ہوں اور کبھی سات دن، اب جو خون آیا تو کبھی بند ہوتا ہی نہیں تو اس کے لئے نماز روزہ کے حق میں کم مدت یعنی چھ دن حیض کے قرار دیئے جائیں گے اور ساتویں دن نہا کر نماز پڑھے اور روزہ رکھے مگر سات دن پورے کرنے کے بعد پھر نہانے کا حکم ہے اور ساتویں دن جو فرض روزہ رکھا ہے اس کی قضا کرے اور عدت گزارنے اور جماع کے بارے میں سات دن حیض کے مانے جائیں گے یعنی پورے سات دن کے بعد جماع کر سکتے ہیں پہلے نہیں۔ اگر کسی بالغ لڑکی کو پہلی بار حیض آیا اور اس طرح جاری ہو گیا کہ پہلے دن خون دوسرے دن پاکی اور اسی طرح ایک دن چھوڑ کر ہمیشہ خون آتا رہا تو اس کا حکم اسی لڑکی جیسا ہے جو شروع سے متواتر خون دیکھے اور پاکی اسے نہ ہو یعنی ہر مہینے میں اول دس دن حیض کے شمار ہوں گے باقی بیس دن استحاضہ اور اسی طرح جس عورت کو جلدی جلدی خون آئے اور کامل طہر کا وقفہ نہ ملے یعنی پندرہ دن گزرنے نہ پائیں کہ پھر خون جاری ہو جائے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس کو بھی خون جاری کا حکم دیں گے اور ہر مہینے اول کے دس دن حیض اور باقی بیس دن استحاضہ شمار ہوں گے اسی پر فتویٰ ہے۔

قضا روزوں کی جو تعداد متعین کی گئی ہے وہ بظاہر زیادہ معلوم ہوتی ہے اس لئے اس کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا عبد الرشید صاحب نعمانی مدظلہٗ العالی نے ازراہ عنایت اس پر حواشی کا اضافہ فرمادیا ہے جو ناظرین کرام کی سہولت کے لئے درج کئے جاتے ہیں:

ا۔ کیوں کہ ہر روز احتمال ہے کہ وہ اس دن پاک ہو جائے، معلوم ہونا چاہیے کہ قضائے صوم کی تمام

صورتیں احتیاط اور یقین کو مد نظر رکھتے ہوئے بنائی گئی ہیں ان کے مطابق عمل کر لینے کے بعد یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ متحیرہ (یعنی جس عورت کو معلوم نہ ہو کہ اس کا حیض دن کو شروع ہوتا ہے یا رات میں اور مہینہ میں ایک دفعہ عارضہ پیش آتا ہے یا زیادہ) کے پورے مہینے کے روزے ایام طہارت میں ادا ہو گئے ہیں حیض کی حالت میں نہیں خواہ اس کی عادت کچھ ہی ہو۔

۲۔ دس دن رمضان کے جو حیض کی وجہ سے شمار نہ ہوں گے اور دس دن قضا کے۔

۳۔ کیوں کہ جس دن میں حیض شروع ہوا تو اس دن کا بھی شمارہ نہ کیا جائے گا تو کل گیارہ دن ہوئے جو رمضان میں قضا ہوئے لہٰذا گیارہ روزے رمضان کے اور گیارہ ہی قضا کے ہوئے تو مجموعہ بائیس ہوا۔

۴۔ یعنی شوال کی ۲ تاریخ سے قضا شروع کر دے۔

۵۔ یعنی ۲ شوال کو شروع نہ کرے بلکہ تین، چار یا زیادہ ایام گذرنے کے بعد قضا کرے۔

٦۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً رمضان کی پہلی پانچ تاریخوں میں حیض تھا اس کے بعد پھر پندرہ دن طہر ہو گا جس کے روزے صحیح ہوں گے پھر اس کے بعد دس دن حیض ہو گا تو اگر ملا کر روزے رکھے گی تو پندرہ دن کے روزے فاسد ہوں گے، دس دن رمضان کے اور پانچ دن شوال کے تو قضا کے پہلے پانچ دن حیض ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کئے جائیں گے پھر اس کے بعد چودہ دن طہر کے شمار ہوں گے پھر دس دن حیض کے نہیں شمار کئے جائیں گے پھر ایک دن شمار کیا جائے گا۔

۷۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً رمضان کی پہلی تاریخ میں اس کا حیض شروع ہوا تو یکم شوال دوسرے حیض کا پانچواں دن ہو گا اور یوم الفطر روزہ نہ رکھے اس کے بعد پانچ دن حیض ہونے کی وجہ سے قضا میں شمار نہ ہوں گے پھر اس کے بعد چودہ دن طہر کے معتبر ہوں گے پھر اس کے بعد گیارہ دن قضا صحیح نہ ہو گی اس لئے کہ یہ ایام تیسرے حیض کے ہوں گے پھر اس کے بعد دو یوم اور قضا میں شمار ہوں گے جن کا مجموعہ بتیس دن ہے۔

۸۔ اور اگر جدا جدا کر رکھے تو اڑتیس ۳۸ دن کی قضا کرے کیوں کہ ممکن ہے جب سے قضا شروع کر

رہی ہے تو وہ دن حیض کا اول دن ہو تو ابتدا سے دس دن کے روزے شمار نہیں ہوں گے جبکہ پہلی صورت میں حیض کے ابتدا قضا کے پانچ دن تھے۔

۹۔ کیوں کہ ایک دن کم ہو گیا باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے۔ (عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۷-۲۵۲)

## حیض کی بندش اور مانع حمل دوائیاں استعمال کرنے کی صورت میں ایام طہر کا حکم

**سوال:** زید بچے نہ جننے کی وجہ سے دوائی استعمال کرواتا ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز حیض بند کرنے کے واسطے گولیاں دے کر طہارت کا حکم ہو گا یا حیض کا؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** غرض صحیح کے بنا پر یہ اقدام جائز ہے[۱] جیسا کہ عزل وغیرہ جائز ہے[۲] اور حیض بند کرنے کے وقت طہر کے احکام جاری ہوں گے[۳]۔ وھو الموفق

[۱] مثلاً بیوی کی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے بچہ جننے کے قابل نہ ہو اور بیوی بیمار نہ ہو صحت یاب ہو تو پھر عارضی وقفہ کی بھی اجازت نہ ہو گی، کیونکہ اس سے مسلمانوں کی افرادی قوت کو نقصان پہنچ جاتا ہے جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

[۲]قال العلامة ابن عابدين الشامی ( قوله ويكره أن تسقی لإسقاط حملها وجاز لعذر) كالمرضعة إذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها وليس لأبی الصبی مايستأجر به الظئر ويخاف هلاک الولد قالوا يباح لها أن تعالج فی استنزال الدم مادام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو وقدروا تلک المدة بمائة وعشرين يوماً وجاز لأنه ليس بآدمی وفيه صيانة الآدمی خانية-

(ردالمحتار هامش الدرالمختار ص٣٠٤، ٣٠٥ جلد١ كتاب الحظر والإباحة باب البيوع)

[۳]وفی الهندية لا يثبت حكم كل منها إلا بخروج الدم وظهوره وهذا هو ظاهر مذهب أصحابنا وعليه عامة مشائخنا وعليه الفتوىٰ وهكذا فی المحيط- (فتاوىٰ هندية ص٣٨

جلد١ فصل فی أحکام الحیض والنفاس و الاستحاضة ) (فتاوی فریدیہ ج١٠٨/٢)

## حیض بند کرنے کیلئے علاج کرنا جائز ہے

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض خواتین یہ چاہتی ہیں کہ رمضان شریف کے پورے روزے رکھے اور حج کے ایام میں مناسک حج طواف وغیرہ ادا کرنے میں بھی کمی وغیرہ نہ ہونی پائے، اس غرض کیلئے وہ انگریزی علاج کا ٹیکہ لگواتی ہیں جس سے ان کا حیض مقررہ مدت تک کیلئے بند ہو جاتا ہے چونکہ زید ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہے ان کا کہنا ہے کہ یہ علاج مکمل طور پر موثر ہے، اور مذکورہ انجکشن لگوانے سے حیض کچھ مدت کیلئے رک جاتا ہے، تو ازروئے شریعت یہ فعل جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض بند کرنے یا کھولنے کیلئے معالجہ کرنا مباح ہے(٢٤٦) نہ

---

(٢٤٦)لأن الأصل في الأشياء الإباحة مالم يرد دليل على تحريمه فعن أبي ثعلبة الخشني قال: قال النبي صَلَّىٰٓاللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ: «إن اللّٰه تعالى فرض عليكم فرائض فلا تضيعوها، وحرم حرمات فلا تنتهكوها، وحد حدودا فلا تضيعوها، وسكت عن أشياء رحمة بكم فلا تبحثوا عنها»

(معجم ابن المقرئ رقم ٤٧١ ص: ١٦٢)

جامع حسن الحديث الحافظ أبو بكر بن السمعاني في " أماليه ".وهوحديث حسن، رواه الدارقطني وغيره. اختلف في رفعه ووقفه على أبي ثعلبة و قال الدارقطني: الأشبه بالصواب المرفوع، قال: وهو أشهر. (العلوم والحكم ٢/ ١٥٠)

وعن ابن عباس، أنه سئل عن لحم الغراب والحديا، فقال: «أحل اللّٰه حلالا، وحرم حراما، وسكت عن أشياء فما سكت عنه فهو عفو عنه»(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٩٨٧٩ ج٤/ ٢٥٩)

☜

مطلوب شرعی ہے اور نہ ممنوع شرعی (ردالمحتار ص۸۲۷ جلد۱ )[۱]وھوالموفق

[۱]قال العلامه ابن عابدين: قال فی السراج سئل بعض المشائخ عن المرضعة إذا لم ترحيضا فعالجته حتى رأت صفرة فی أيام الحيض قال هو حيض تنقضی به العدة- (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص۲۰۲جلد۱ باب العدة) (فتاوی فریدیہ ج۲/۱۰۸-۱۰۹)

توضيح المسئله:فكما جاز إجراء الحيض يجوز إيقافه لمدة معينه لغرض صحيح(مرتب)

اور فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے:

حیض چونکہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ اس کا جاری رہنا ضروری ہو بلکہ عارضی چیز ہے اسے روکنے کے لئے دوا کھانا ممنوع نہیں ہے، بلکہ جائز ہے خصوصاً حج یا رمضان میں دوائی کا استعمال فائدہ مند ہو سکتا ہے، تاکہ عورت اپنے واجبات سہولت اور آسانی کے ساتھ ادا کر سکے کیونکہ ان ایام میں حیض آنے سے عموماً تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں البتہ حیض کو مستقل بند کرنے کے لئے دوا استعمال کرنا مناسب نہیں ہے چونکہ اس میں صحت پر اثر پڑنے کا اندیشہ ہے اس لئے احتیاط بہتر ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

وقال فی السراج سئل المشائخ عن المرضعة إذا لم ترحيضاً فعالجته حتى رأت صفرة فی أيام الحيض قال هوحيض تنقضی به العدة-(رد المحتار۱/ ۳۰٤)

نیز مذکور ہے: وأيضا لوانقطع دمها فعالجته بدواء حتى رأت صفرة فی أيام الحيض أجاب بعض المشائخ بأنه تنقضی به العدة.(رد المحتار ۳/ ۵۵)

---

ولكن إذا يضر هذا الاستعمال بصحة المرأة فلايجوز لقوله تعالى: ﴿ وَأَنفِقُواْ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَلَا تُلۡقُواْ بِأَيۡدِيكُمۡ إِلَى ٱلتَّهۡلُكَةِۛ وَأَحۡسِنُوٓاْۛ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ١٩٥ ﴾ [البقرة: ١٩٥]

جس طرح عورت اپنے حیض کو جاری کرنے کے لئے علاج کرا سکتی ہے مصلحۃً عدت پوری کرنے کے لئے اسی طرح حیض کو بند کرنے یا روکنے کے لئے بھی دوا کھا سکتی ہے اپنے واجبات کو ادا کرنے کی مصلحت کی وجہ سے، کیونکہ نہ حیض آنا مطلوب شرعی ہے اور نہ روکنا۔

جدید فقہی مسائل میں ہے:

حج کے ایام میں تمام افعال حج کو معمول اور اپنے مقررہ اوقات پر انجام دینے کے لئے اگر خواتین ایسی ادویہ استعمال کریں جو وقتی طور پر حیض کے خون کو روک دیں تو کوئی قباحت نہیں تاکہ افعال حج کو مقررہ وقت کے اندر ادا کر سکیں۔(جدید فقہی مسائل ۱/۲۴۳)۔واللہ اعلم

(فتاوی دارالعلوم زکریا ج۱/۵۲۸-۵۲۹)

اور فتاوی حقانیہ میں ہے:

حیض کا تعلق اس خون کو دیکھنے سے ہے جو بلا کسی سبب کے رحم سے آئے، گویا کہ حیض نام ہے خون آنے کا، صورت مسئولہ میں چونکہ خون بذریعہ انجکشن بند ہے اس لیے صرف ایام کو حیض نہیں کہا جائے گا اور نہ اس پر حیض کے احکام جاری ہوں گے، بلکہ اس قسم کی خاتون کو نماز، روزہ، طواف وغیرہ سب کچھ جائز اور لازمی ہے۔

قال العلامة عالم بن العلاء الأنصاري رَحِمَهُ ٱللَّهُ: يجب أن يعلم بأن حكم الحيض و النفاس و الاستحاضة لايثبت إلا بخروج الدم و ظهوره وهذا هو ظاهر مذهب أصحابنا و عليه عامة المشائخ - ( الفتاوى التاتارخانيه ج١/ ٣٣٠ كتاب الحيض) [١]

[١]و فى الهندية : إذا رأت المرأة الدم تترک الصلوة من أول مارأت قال الفقيه و به نأخذ- (الهندية ج١/ ٣٨ الباب السادس ) (فتاوی حقانیہ ج۲/۵۶۵)

## گولیاں کھا کر ماہواری کا خون بند کرنے سے متعلق ایک اور سوال کا مفصل جواب

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی کو ہر ماہ آٹھ تاریخ سے سترہ (١٧) تاریخ تک خون آتا ہے اور میں گھر سے پندرہ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک اس کول میں ملازم ہوں ہفتے کے بعد گھر آتا ہوں دو راتیں ٹھہر کر واپس چلا جاتا ہوں اس مرتبہ جب آیا تو بیوی کو ماہواری کا خون آرہا تھا میں نے کہا چلو اگلے ہفتے ہمبستری کرلیں گے اس نے کہا معمول کو ترک کرنا اچھا نہیں ہے خواہ مخواہ یہ جمعرات بد دعا دے گی میں ابھی بندوبست کرلیتی ہوں اس نے گولیاں کھالیں جن سے خون بند ہو گیا اب حیض کے ایام میں خون کو گولیوں کے ذریعے بند کر کے ہمبستری کرنا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** خون بند کرنے والی گولیاں اگر حیض شروع ہونے سے پہلے کھائی جائیں اور پھر مقررہ ایام میں خون جاری نہ ہو تو عورت کیلئے مقررہ ایام پاکی کے شمار ہوں گے اور اگر حیض ہونے کے بعد کھائی جائیں تو اگر تین دن سے پہلے پہلے خون بند ہو گیا ہے اور اس کے بعد دس دن تک دوبارہ خون نہیں آیا تو پاکی کے احکام جاری ہوں گے اور جماع کرنا بھی جائز ہو گا اور اگر تین دن کے بعد خون بند ہوا ہے تو عورت کی جو عادت ہو گی اس وقت تک جماع کرنا جائز نہیں ہو گا اور عادت کے بعد بھی اس وقت جائز ہو گا جب عورت غسل کرلے۔ اگر اس دن سے قبل خون بند ہوا ہو۔ بس صورت مسئولہ میں عورت نے حیض شروع ہونے کے بعد گولیاں کھائی تھیں پھر اگر تین دن خون جاری رہنے کے بعد کھائی تھیں تو اس پر خون بند ہونے کے باوجود پاکی کے احکام جاری نہیں ہوئے

تھے اور جماع کرنا بھی جائز نہیں تھا(٢٤٧) لہٰذا آپ دونوں نے جماع کرکے گناہ کا ارتکاب کیا، توبہ واستغفار لازم ہے۔

لما فی فتاوی اللجنة الدائمة(٥/ ٤٠٠): یجوز أن تستعمل المرأة أدویة فی رمضان لمنع الحیض إذا قرر أهل الخبرة الأمناء من الدکاترة ومن فی حکمهم أن ذلک لا یضرها ولا یؤثر علی جهاز حملها وخیرلها أن تکف عن ذلک وقد جعل اللّٰہ لها رخصة فی الفطر إذا جاء ها الحیض فی رمضان.

وفی إعلاء السنن(طبع بیروت)(١/ ٣٤٠): وفی الثالث: وهو ما إذا انقطع لدون العادة لا یقربها وإن اغتسلت مالم تمض عادتها... وفی الثالثة لا یجوز قربانها قبل الغسل وبعده مالم تمض عادتها وهذا بإجماع-

وفی عالمگیری(١/ ٣٩): لو انقطع دمها دون عادتها یکره قربانها وإن اغتسلت حتی تمضی عادتها وعلیها أن تصلی وتصوم للاحتیاط هکذا فی التبیین- (نجم الفتاوی ج٢/ص١٨٨)

---

(٢٤٧) لاحتمال عود الدم فیکون مجامعاً في الحیض فعن عامر، قال: سمعت النعمان بن بشیر، یقول: سمعت رسول اللّٰہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یقول: " الحلال بین، والحرام بین، وبینهما مشبهات لا یعلمها کثیر من الناس، فمن اتقی المشبهات استبرأ لدینه وعرضه، ومن وقع في الشبهات: کراع یرعی حول الحمی، یوشك أن یواقعه، ألا وإن لکل ملك حمی، ألا إن حمی اللّٰہ في أرضه محارمه، ألا وإن في الجسد مضغة: إذا صلحت صلح الجسد کله، وإذا فسدت فسد الجسد کله، ألا وهي القلب "(صحیح البخاري رقم ٥٢ ج١/ ٢٠)

## بلوغ کو روکنے کیلئے مانعِ حیض دواؤں کے استعمال کا حکم

**سوال:** بعض ایسی دوائیں ہوتی ہیں جن کے کھلانے سے ماہواری نہیں آتی، اگر قریب البلوغ لڑکیوں کے بلوغ کو روکنے کی غرض سے ایسی دوائیں کھلائی جائیں تو کیا شریعت میں ایسا کرنے کی گنجائش ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایسا کوئی بھی عمل جو صحتِ انسانی کے لئے مضر ہو، انسان کی فطری قوت و صلاحیت کو ضائع یا کمزور کرتا ہو، کسی شرعی ضرورت کے بغیر مناسب نہیں، طبی اعتبار سے ماہواری کو مسلسل روکے رکھنا صحت کے لئے نقصان دہ ہے، اس لئے ایسا نہ کیا جائے،(٢٤٨)

ہاں! کسی ضرورت کے تحت عارضی طور پر اس کا استعمال کرنا درست ہے، مثلاً ایام حج میں ایسی دوا کھالی جائے کہ تمام افعالِ حج اپنے وقت پر ادا ہو جائیں، تو قباحت نہیں۔ یہ بھی ذہن نشیں رہے کہ اگر مصنوعی طور پر حیض نہ آنے دیا جائے، لیکن لڑکی کی عمر ١٥/ سال ہو جائے، تو اس سے وہ تمام احکام متعلق ہوں گے، جو بالغوں کے ہیں، نماز روزہ اور مالدار ہونے کی صورت میں زکاۃ وغیرہ ادا کرنی ہو گی (کتاب الفتاوی ج ٢/١٠٧-١٠٨)

## دوا کے استعمال سے ایام عادت بگڑنے کا حکم

**سوال:** ایک عورت نے حیض روکنے کی دوا استعمال کی جسکی وجہ سے اسکی عادت بگڑ گئی اب اس کو حیض مہینے میں بیس دن آتا ہے لیکن جو اس کے ایام عادت ہیں اس میں کم مقدار میں آتا ہے اور انکے

---

(٢٤٨) لقوله سبحانه: ﴿ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ البقرة: ١٩٥

علاوہ دنوں میں زیادہ مقدار میں آتا ہے اب یہ عورت کیا کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ عورت اپنے ایام عادت میں نماز وغیرہ سے رکی رہے گی اور ان ایام کو ایام حیض شمار کرے گی اور باقی ایام ایام استحاضہ شمار ہونگے، مقدار خون کی کمی اور زیادتی کا اعتبار نہیں ہو گا۔ واللہ تعالی اعلم (٢٤٩) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## "کاپر ٹی" لگانے پر ایام حیض بڑھ جائیں

**سوال:** کسی عورت کی عادت آٹھ دن کی رہی ہو، اس نے "کاپر ٹی" لگایا اور اب اس کو بارہ دن خون آنے لگا، تو کتنے ایام حیض کے سمجھے جائیں گے اور کتنے ایام بیماری کے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** امام ابو حنیفہؒ کے یہاں حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے، اور اصول یہ ہے کہ حیض مقررہ مدت سے بڑھ جائے اور دس دن کو بھی پار کر جائے، تو عادت کے ایام حیض کے شمار کئے جاتے ہیں، اور بقیہ ایام بیماری (استحاضہ) کے، لہذا اس صورت میں چار دن

---

(٢٤٩) أخبرنا مالك، أخبرنا سمي مولى أبي بكر بن عبد الرحمن، أن القعقاع بن حكيم، وزيد بن أسلم أرسلاه إلى سعيد بن المسيب يسأله عن المستحاضة كيف تغتسل؟ فقال سعيد «تغتسل من طهر إلى طهر، وتتوضأ لكل صلاة، فإن غلبها الدم استثفرت بثوب» .

قال محمد: تغتسل إذا مضت أيام أقرائها، ثم تتوضأ لكل صلاة وتصلي، حتى تأتيها أيام أقرائها، فتدع الصلاة، فإذا مضت، اغتسلت غسلا واحدا، ثم توضأت لكل وقت صلاة وتصلي، حتى يدخل الوقت الآخر ما دامت ترى الدم وهو قول أبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ والعامة من فقهائنا.

(موطأ الإمام محمد رقم ٨٣ ص: ٥٢)

استحاضہ کے سمجھے جائیں گے دس دن گذرتے ہی غسل کرلے گی، اور نویں دسویں دنوں کی نمازوں کی قضا کرے گی، ہاں اگر آٹھ دن سے بڑھ کر دس دنوں پر ماہواری تھم جائے تو پورے دس دن حیض کے شمار ہوں گے۔[١](٢٥٠)

[١]" وإن كانت عادتها خمسة فالزيادة عليها حيض معها إلى تمام العشرة " (بدائع الصنائع : ١/ ١٥٨، باب الحيض ، كتاب الطهارة) محشی (کتاب الفتاوی ج٢/١٠٦-١٠٧)

**سوال:** ایک عورت کا رحم آپریشن کے ذریعے مکمل نکال دیا گیا ہے اس عورت کو سات ماہ تک کوئی خون وغیرہ نہیں آیا پھر سات ماہ کے بعد خون جاری ہو گیا تو کیا یہ خون حیض شمار ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ خون حیض کا خون شمار نہیں ہو گا بلکہ استحاضہ ہو گا کیونکہ حیض کا خون تو وہ ہوتا ہے جو رحم سے آتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

فالحيض دم ينفضه رحم بالغة تسع سنين لا داء بها ولا حبل تبلغ سن الإياس ، وهو خمس و خمسون سنة على المفتى به -( مراقى الفلاح ٧٥) (فتاوی فیض رحمانی ج١)

## لڑکی حیض آنے یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے

**سوال:** لڑکی کس عمر میں بالغ ہوتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب لڑکی کو حیض آنے لگے(٢٥١) یا پندرہ سال کی پوری ہو جائے

---

(٢٥٠)لقدتقدم دليل المسألة من قبل.

(٢٥١)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لا تقبل صلاة الحائض إلا ☜

بالغہ ہو جاتی ہے[١] محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

[١]بلوغ الجارية بالاحتلام والحيض والحبل فإن لم يوجد منهما فحتى يتم بكل منهما خمس عشرة سنةً به يفتى(تنويرالأبصار مع رد المحتارفصل بلوغ الغلام بالاحتلام ٦/ ١٥٣ط سعيد)(کفایت المفتی ج ٢/ ٣٢٣)

## لڑکی حیض آنے یا احتلام یا پندرہ سال کی ہونے سے بالغہ ہو جاتی ہے

سوال:(١)لڑکی کے شرعی بالغہ ہونے کا قطعی معیار اور یقینی پہچان کیا ہے؟

(٢)کیا صرف موئے زیر ناف کا ظاہر ہونا لڑکی کے شرعی بالغہ ہونے کا کافی ثبوت ہے؟

(٣)اگر حیض کا آنا بالغہ ہونے کی دلیل ہو تو شبہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کو محض آٹھ نو برس کے سن میں جب کہ نہ موئے زیر ناف کا پتہ ہوتا ہے نہ کسی اور علامت کا مگر حیض کا آنا شروع ہو جاتا ہے پھر کیا ایسی لڑکیوں کو ہم بالغہ کہیں گے؟

(٤) یہ ظاہر ہے کہ بالغہ لڑکیوں کو اپنے نکاح میں اختیار ہے اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح درست نہیں ہوتا تو معاملہ نکاح میں لڑکی کے بالغہ یا نابالغہ ہونے کی پہچان کیا ہے؟

(٥)خون حیض آنے کے بعد لڑکی باکرہ کہلائے گی یا نہیں؟

(٦)مراہق اور مراہقہ کی پہچان کیا ہے؟

---

بخمار.وفي الباب عن عبد اللّٰہ بن عمرو.حديث عائشة حديث حسن.والعمل عليه عند أهل العلم: أن المرأة إذا أدركت فصلت وشيء من شعرها مكشوف لا تجوز صلاتها.وهو قول الشافعي قال: لا تجوز صلاة المرأة وشيء من جسدها مكشوف.

(سنن الترمذي رقم ٣٧٧ ج٢ / ٢١٥)

(۷)معاملات میں شہادت بالغ ہونا شرط ہے تو اس وقت علامت بلوغ کون سی چیز قرار پائے گی؟

(۸)لڑکوں کے بالغ ہونے کی کیا کیا علامتیں ہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (۱)حیض(۲۵۲)احتلام(۲۵۳)حمل علامات بلوغ ہیں یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا[۱]

(۲)نہیں[۲]

(۳)اگر نو سال کی عمر والی لڑکی کو باقاعدہ حیض آنے لگے تو وہ بالغہ قرار دی جائے گی(۲۵٤)[۳]

---

(۲۵۲)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أم المؤمنين أن رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا يقبل اللَّهُ صلاة حائض إلا بخمار» فأخبر صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن الحائض تلزمها الأحكام وأن صلاتها تقبل على صفة ما ولا تقبل على غيرها.(المحلى بالأثار١/ ١٠٤) وأجمع أهل العلم على أن المرأة إذا حاضت وجبت عليها الفرائض.(الإقناع لمسائل الإجماع١/ ١٢٥)

(۲۵۳)عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبى حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل)

(سنن أبي داود ٦/ ٤٥٥)حديث صحيح

جعل صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الاحتلام غاية لارتفاع الخطاب، والخطاب بالبلوغ دل أن البلوغ يثبت بالاحتلام. (بدائع الصنائع٧/ ١٧١)

(۲٥٤) وفي البخاري وغيره: قالت: عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: إذا بلغت تسع سنين فهي امرأة، قال ابن تيمية: ورواه القاضي أبو يعلى بإسناده، يعني إذا حاضت،

وأعجل من سمعت به من النساء حضن نساء تهامة يحضن لتسع سنين، فلو رأت امرأة الحيض قبل تسع سنين فاستقام حيضها اعتدت به وأكملت ثلاثة أشهر في ثلاث حيض فإن ارتفع عنها ☜

(۴)باقاعدہ حیض یا پندرہ سال کی عمر پوری ہونا[٤](احتلام یا حمل حیض کے بعد ہی واقع ہوتے ہیں)

(۵)ہاں باکرہ کہلائے گی یعنی حیض آنے سے بکارت زائل نہیں ہوتی[٥]

(٦)قریب البلوغ کو مراہق کہتے ہیں لڑکیوں میں اس کی پہچان چھاتیوں کا ابھار وغیرہ ہے[٦]

(۷)وہی علامتیں جو اوپر مذکور ہوئیں(۲۵۵)۔

(۸)احتلام یا انزال یا پندرہ سال کی عمر پوری ہو جانا[٧]

[١]حوالہ بالا(صفحہ گزشتہ)

[٢]مفاده أنه لا اعتبار لنبات العانة(۲۵٦) (رد المحتار فصل فی بلوغ الغلام، ٦/ ١٥٣)

---

الحيض وقد رأته في هذه السنين (كتاب الأم٥/ ٢٢٩)

قالت عائشة رَضِيَٱللَّهُعَنْهَا: إذا بلغت الجارية تسع سنين فهي امرأة . وروي مرفوعا من رواية ابن عمر(الموسوعة الفقهية الكويتية١٨/ ٢٩٧)

(۲۵۵)والبلوغ بالسن: يكون عند عدم وجود علامة من علامات البلوغ قبل ذلك، واختلف الفقهاء في سن البلوغ.فيرى الشافعية، والحنابلة، وأبويوسف ومحمد من الحنفية: أن البلوغ بالسن يكون بتمام خمس عشرة سنة قمرية للذكر والأنثى، كما صرح الشافعية بأنها تحديدية لخبر ابن عمر عرضت على النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يوم أحد، وأنا ابن أربع عشرة سنة فلم يجزني، ولم يرني بلغت، وعرضت عليه يوم الخندق وأنا ابن خمس عشرة سنة فأجازني، ورآني بلغت.

(الموسوعة الفقهية الكويتية ٨/ ١٩٢)

(۲۵٦)وقال أحمد، وإسحاق: البلوغ ثلاثة منازل بلوغ خمس عشرة، أو الاحتلام فإن لم يعرف سنه ولا احتلامه فالإنبات يعني العانة.(ترمذي٣/ ٣٥)

☜

[٣](بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال) والأصل هو الإنزال (والجارية بالاحتلام والحيض والحبل) ولم يذكر الإنزال صريحا لأنه قلما يعلم منها (فإن لم يوجد فيهما) شيء (فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى) لقصر أعمار أهل زماننا(وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين) هو المختار كما في أحكام الصغار.

(الدر المختار وحاشية ابن عابدين ٦/ ١٥٤)

[٤]حواله بالا

[٥]وإذا زالت بكارتها بوثبة أو حيضة أو جراحة أو تعنيس فهي في حكم الأبكار ( هدايه' باب الأولياء والأكفاء ٢/ ٣١٥ ط مكتبه شركت علميه' ملتان)

[٦]و أما نهود الثدى فلا يحكم به البلوغ فى ظاهر الرواية.

( رد المحتار فصل فى بلوغ الغلام ٦/ ١٥٣)

[٧]بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل' فإن لم يوجد منهما فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة ( تنوير الأبصارمع رد المحتار' فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ٦/ ١٥٣' ١٥٤' ط سعيد) (کفایت المفتی ج ۲/ ۳۲۳-۳۲۴)

---

ومستدلهم أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أمر في قتل قريظة أن ينظروا فمن أنبت عانته قتل ومن لا فلا والجواب أنه لم يأمربذلك ثمه إلا لأنه لم يك ثمه سوى ذلك من سبيل للعلم بحالهم لأنهم لو سألوا عن أعمارهم ما كانوا ليجيبوا وفاقاً للحق.....ولا سبيل إلى العلم باحتلامهم إلا إخبارهم فلم يبق إلا رؤية العانات. (الكوكب الدري مختصراً ٢/ ٣٥٥)

# متفرقات

## جنبی اور حائضہ تسمیہ پڑھ سکتے ہیں

**سوال:** کیا جنبی اور حائضہ تسمیہ پڑھ سکتے ہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** پڑھ سکتے ہیں۔

## دس دن سے زیادہ مختلف رنگوں کا خون آئے تو اس میں طہارت و نماز کا حکم

**سوال:** مجھے حیض کا مسئلہ پوچھنا ہے، مجھے جو خون آتا ہے وہ نو یا دس دن صاف رہتا ہے، نویں، دسویں یا گیارہویں دن سے رنگ بدل جاتا ہے، پہلے کچھ پیلا رہتا ہے پھر رنگ اور گہرا ہو جاتا ہے، کبھی خون کا دھبہ بھی آجاتا ہے، اس طرح پانچ پانچ دن رہتا ہے، چھٹے ساتویں دن خون باقاعدہ جاری رہتا ہے، چوبیسویں دن ذرا بہاؤ کم رہتا ہے، چوبیسویں دن رات سے زیادہ بہاؤ شروع ہو جاتا ہے۔

اس سے پہلے مجھے پندرہ دن صاف رہتا تھا، پھر چودہ دن صاف رہنا شروع ہوا، پھر بارہ دن اور اب صرف دس دن صاف رہتا ہے۔ نویں یا دسویں سے رنگ بدل جاتا ہے، سب سے پہلے سولہویں سے رنگ بدلنا شروع ہو جاتا ہے، پہلے پیلا پن ہوتا ہے پھر رنگ مٹیالا ہو جاتا ہے، پھر کچھ سرخ چوتھے یا پانچویں دن خون شروع ہو جاتا ہے اور خون شروع ہونے کے دسویں یا گیارہویں دن صاف ہوتا ہے، کبھی ساتویں دن آٹھویں دن، لیکن باقاعدہ خون شروع ہونے کا وقت ضرور مقرر ہے۔ باقاعدہ خون شروع ہونے کے تیئس دن گزرنے کے بعد دوسرا خون شروع ہو جاتا ہے۔

اس کے درمیان میں آٹھ یا دس دن بالکل صفائی رہتی ہے، اس کے بعد پیلا پن، مٹیالا پن اور سرخ مائل رنگ رہتے ہیں اب مجھے بتائیں کہ میں کب نماز پڑھوں اور کب چھوڑوں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** شرعا اصول یہ ہے(۲) کہ حیض تین دن سے کم دس سے زیادہ نہیں ہوتا اور طہر یعنی وہ زمانہ جو شرعا پاکی کا زمانہ مانا گیا ہے، پندرہ دن سے کم نہیں ہوتا۔ پہلے خون آجائے تو وہ خون حیض کا نہیں ہوگا، اس خون کو استحاضہ کا خون کہیں گے اور اصولی طور پر یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جب کسی عورت کی عادت دس دن کے اندر اندر حیض آنے کی تھی اور پھر خون اتنے دن آنے لگا کہ دس دن سے بھی گزر گئے تو ایسا ہونے سے پہلے سب سے آخری مہینہ میں جتنے دن خون آیا تھا صرف اتنے دن حیض مانا جائے گا اور اس سے زائد سب استحاضہ ہوگا۔ ہاں اگر دس دن سے آگے نہ بڑھے تو دس دن کے اندر جو خون ہوگا وہ حیض ہوگا، ان اصولی باتوں کو سامنے رکھ کر آپ اپنے بارے میں فیصلہ کرلیں۔

استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ مذکورہ حکم کے مطابق جب حیض کی مدت ختم ہوجائے تو پاک ہونے کی نیت سے غسل کرلے، اس کے بعد پندرہ دن سے جو خون ہوگا اس کے ہوتے ہوئے بھی نماز پڑھیں اور روزہ رکھیں ۔ ہمیشہ وضو کرکے نماز پڑھ لیا کریں ، اگرچہ خون بہتا رہے، جب اس نماز کا وقت گزر جائے گا جس کے لیے وضو کیا تھا تو وضو خود سے ٹوٹ جائے گا، نیا وقت آنے پر پھر وضو کریں۔

اگر خون کا کوئی قرار نہ ہو کبھی ذرا بھر میں آتا ہے اور کبھی بند ہوجاتا ہے۔ تو اس کا اصول یہ ہیکہ جب کسی نماز کا پورا وقت اسی حال میں گزر جائے کہ خون بند نہیں ہوا تو اس کے بعد مذکورہ بالا طریقہ پر وقت کے شروع میں وضو کرلے اور یہ وضو وقت کے ختم تک چلے گا۔ ایام حیض میں خالص سفید کے علاوہ جو رنگ بھی نظر آئے وہ سب حیض میں شمار ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

# نفاس کے احکام

## نفاس کی تعریف

(۱)بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔نفاس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے(۲۵۷) اور کم از کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک لمحہ بھی خون آکر بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔ (بہشتی زیور ج۲/۲۱۱،۲۱۰)

## نفاس کا بیان

(۲)اگر اکثر(نصف سے زیادہ)بچہ باہر نکل آیا تو نفاس ہو گا ورنہ نہیں اور یہی حکم اس وقت بھی ہے جبکہ بچہ رحم کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اکثر باہر نکل آئے(۲۵۸)۔(عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۴-۲۴۶)

---

(۲۵۷) النفاس: الدم الخارج عقيب الولادة، ولا حد لأقله، وأكثره أربعون يوما. وإذا جاوز الدم الأربعين ولها عادة فالزائد عليها استحاضة، فإن لم يكن لها عادة فنفاسها أربعون، والنفاس في التوأمين عقيب الأول، والسقط الذي استبان بعض خلقه ولد.(الاختيار ص ۳)

عن كثير بن زياد قال: حدثتني الأزدية قالت:حججت فدخلت على أم سلمة فقلت: يا أم المؤمنين، إن سمرة ابن جندب يأمر النساء يقضين صلاة المحيض، فقالت: لا يقضين، كانت المرأة من نساء النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **تقعد في النفاس أربعين ليلة**، لا يأمرها النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بقضاء صلاة النفاس حديث حسن (سنن أبي داود ت ۱/ ۲۳۰)

(۲۵۸) ففي مراقي الفلاح [ص ٨٦] وشرعا ( هو الدم ) الخارج من الفرج ( عقب الولادة ) أو خروج أكثر الولد ولو سقطا استبان بعض خلقه .( والنفاس دم يخرج عقب ولد ) أو أكثره ولو متقطعا عضوا عضوا لا أقله الدر المختار [۱ / ۲۹۹]

## جمے ہوئے خون کے بعد جو خون آئے اُس کا حکم

**سوال:** بعد سقوط علقہ مضغہ جو دم آئے گا وہ دم نفاس ہو گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** نہیں۔

فی الدرالمختار والنفاس دم یخرج عقب ولد أو أکثرہ ولو متقطعاً عضواً عضواً لا أقلہ- فقط (۲۵۹) (امداد الفتاویٰ ج۱/۴۴)

## مدت نفاس میں جس رنگ کا بھی خون آئے وہ نفاس ہو گا

**سوال:** ایک عورت کو بارہ روز نفاس آکر سفید پانی آگیا بعد میں پھر خون آگیا اس خون کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ نفاس میں شمار ہو گا اور درمیان میں جو دن خالی گزریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔

البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کے نفاس کے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہو گا مثلا تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ ہو گا۔(۲۶۰) کما فی الہدایۃ وشرح الوقایہ۔ اور اگر پہلے سے کوئی عادت متعین نہ تھی تو چالیس دن نفاس

---

(۲۵۹) لأن العلقة ليس بولد والنفاس دم يخرج عقب ولد أو أكثره.(مرتب جامع الفتاوى)

(۲۶۰) عن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل وتصلي، والوضوء عند كل صلاة» قال أبو داود: «زاد عثمان ☜

اور باقی دس دن استحاضہ ہو گا(۲٦۱)۔ (امداد المفتین ج۲/۲۴۵)

## اکثر مدت نفاس گزرنے کے بعد فرج سے پانی نکلے تو یہ نفاس شمار ہو گا یا نہیں؟

**سوال:** نفاس کا خون بند ہو گیا ہے لیکن دوار کھنے سے کچھ پانی نکلتا رہتا ہے یہ نفاس ہی شمار ہو گا یا نہیں، اگر خون نہیں ہے بلکہ پانی ہے تو غسل کر کے نماز پڑھنا چاہیے یا نہیں، اگر غسل کے بعد بھی یہ پانی نکلتا رہے تو اس پانی کے نکلنے سے پھر غسل تو واجب نہ ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ پانی صاف شفاف ہے یا اس میں کچھ زردی وغیرہ بھی ہے، اگر بالکل صاف ہے تو یہ نفاس نہیں اور بطریق مذکورہ بالا نماز پڑھنا ضروری ہے، اور اگر صاف نہیں بلکہ

---

وتصوم وتصلي»(سنن أبي داود رقم ۲۹۷ج۱/ ۸۰)حديث صحيح.أقول فأربعون يوماً نفاس وما زاد عليها استحاضة(مرتب جامع الفتاوٰی)

(۲٦۱) عن مسة الأزدرية عن أم سلمةرَضِيَٱللَّهُعَنۡهَا قالت : كانت النفساء تجلس على عهد رسول ٱللَّهِصَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ أربعين يوما فكنا نطلي وجوهنا بالورس من الكلف قال أبو عيسى هذا حديث [غريب ] لا نعرفه إلا من حديث أبي سهل عن مسة [ الأزدرية ] عن أم سلمة واسم أبي سهل كثير بن زياد قال محمد بن إسمعيل على بن عبد الأعلى ثقة و أبو سهل ثقة ولم يعرف محمد هذا الحديث إلا من حديث أبي سهل وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي .(سنن الترمذي رقم ۱۳۹ ج۱ / ۲٥٦)

میلا اور زردی مائل ہے تو چالیس دن کے اندر اندر یہ نفاس ہی شمار ہے(۲٦۲)جس سے نماز ساقط ہے، والکل ظاھر لمن نظر فی الفقه،۱۸ذی الحجہ ۴۴ھ۔(امداد الاحکام ج۱/۳٦۴)

## چالیس ۴۰ دن بعد خون آیا ایک ہفتہ پاک رہی پھر خون آگیا تو اسے کیا شمار کیا جائے گا۔

**سوال:** ایک عورت کو پورے چالیس روز نفاس رہا بعد چالیس روز کے آٹھ سات روز پاک رہی پھر سرخ خون آیا۔ یہ خون حیض شمار ہو گا یا استحاضہ، پہلی دفعہ تیس ۳۰ دن خون نفاس رہا تھا؟

---

(۲٦۲) ذكر الإمام البخاري رَحِمَهُ ٱللَّهُ في باب إقبال المحيض وإدباره وكن نساء يبعثن إلى عائشة بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة فتقول لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذلك الطهر من الحيضة . (صحيح البخاري ج١ / ٧١)

قال محمد : وبهذا نأخذ لا تطهر المرأة ما دامت ترى حمرة أو صفرة أو كدرة حتى ترى البياض خالصا وهو قول أبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ . (الموطأ رواية محمد بن الحسن رقم ۸۵ ج١/ ١٥١)

عن أم سلمة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قالت : كانت النفساء تجلس على عهد صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربعين يوما فكنا نطلي وجوهنا بالورس من الكلف قال أبو عيسى هذا حديث [ غريب ] لا نعرفه إلا من حديث أبي سهل عن مسة [ الأزدرية ] عن أم سلمة واسم أبي سهل كثير بن زياد قال محمد بن إسمعيل على بن عبد الأعلى ثقة و أبو سهل ثقة ولم يعرف محمد هذا الحديث إلا من حديث أبي سهل وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي .

(سنن الترمذي – رقم ۱۳۹ ج١ / ٢٥٦)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** نفاس اس کا اس دفعہ چالیس دن ہے اور آٹھ سات دن کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ کا ہے کیونکہ پندرہ دن طہر کے بعد نفاس کے پورے نہیں گذرے۔[۱](۲٦۳)

قال فی الشامی إن الأصل فیه أن المخالفة للعادة فی النفاس فإن جاوز الدم الأربعین فالعادة باقیة ترد إلیها والباقی استحاضة وإن لم یجاوز انتقلت العادة إلی مارأته والکل نفاس -[۲]فقط-

[۱]أقل الطهر بین الحیضتین أوالنفاس والحیض خمسة عشر یوما ولیالیها إجماعا (درمختار) هذا إذا لم یکن فی مدة النفاس (رد المحتار باب الحیض ج ۱ ص ۲٦۳-ط-س-ج۱ص۲۸۵)

[۲]رد المحتار باب الحیض ج۱ ص۲۷۷-ط-س-ج۱ص۳۰۱-۱۲ظفیر-

---

(۲٦۳)وفي المهذب في فقه الإمام الشافعي للشيرازي: وأقل طهر فاصل بين الدمين خمسة عشر يوماً لا أعرف فيه خلافاً (المهذب للشيرازي ۱/ ۷۸)

وفي الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي:أقل الطهر:قال الجمهور غير الحنابلة: إن أقل الطهر الفاصل بين الحيضتين: خمسة عشر يوماً (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي ۱/ ٦۱۷)

وفي الموسوعة الفقهية الكويتية :مدة الطهر: يرى الحنفية والمالكية والشافعية والثوري أن أقل الطهر بين الحيضتين خمسة عشر يوما، واستدل الحنفية على ذلك بقول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أقل الحيض ثلاثة، وأكثره عشرة أيام، وأقل ما بين الحيضتين خمسة عشر يوما منقول عن إبراهيم النخعي، وقد قيل: أجمعت الصحابة عليه ولأنه مدة اللزوم، فكان كمدة الإقامة. واستدل الشافعية على ذلك بأن الشهر غالبا لا يخلو عن حيض وطهر، وإذا كان أكثر الحيض على رأيهم خمسة عشر يوما لزم أن يكون أقل الطهر كذلك، ولا حد لأكثر الطهر بالإجماع، فقد لا تحيض المرأة في عمرها إلا مرة، وقد لا تحيض أصلا. (الموسوعة الفقهية الكويتية ۲/ ۱٤)

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۶۰-۲۶۱)(ومثلہ فی عزیز الفتاوی ج۱/۱۸۲)

## مکمل نفاس کے گیارہ دن بعد آنے والے خون کا حکم

**سوال:** ایک عورت نفاس کے چالیس دن مکمل کرکے پاک ہوگئی اس کے گیارہ دن بعد دوبارہ اس نے خون دیکھا تو کیا یہ خون حیض ہوگا یا استحاضہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورتِ مسئولہ میں اس خون کو استحاضہ شمار کیا جائے گا اس لئے کہ طہر کی اقل مدت دو حیضوں کے درمیان یا نفاس اور حیض کے درمیان پندرہ دن ہے پندرہ دن سے کم استحاضہ ہے حیض نہیں ہے(٢٦٤)۔

درمختار میں ہے:

وأقل الطهر بين الحيضتين أوالنفاس والحيض(خمسة عشريوماً) ولياليها إجماعاً ولاحد لأكثره- (درمختار ١/ ٢٨٥)

ردالمحتار میں ہے:

( قوله بين الحيضتين الخ) أي الفاصل بين ذلک ولم يذكرأقل الطهرالفاصل بين النفاسين وذلک نصف حول(قوله أوالنفاس والحيض) هذا إذا لم يكن فى مدة النفاس، لأن الطهرفيها لايفصل عند الإمام سواء قل أوكثرفلا يكون الدم الثانى حيضاً-(رد المحتار

---

(٢٦٤)عن أبي سلمة، أن أم أبي بكر، حدثته، أن عائشة أخبرتها، أن رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال في المرأة التي ترى ما يريبها بعد الطهر قال: " إنما هي عرق أو إنما هي عروق "

(السنن الكبرى للبيهقي – رقم ١٦٦٢ ج١ / ٣٣٧)

١/ ٢٨٥)-واللّٰہ أعلم (فتاوی دارالعلوم زکریاج١/٥٣٦)(ومثلہ فی عزیز الفتاوی ج١/١٨٢)

## چند دن نفاس کا خون آیا پھر بند ہو گیا پھر تھوڑے دن آکر بند ہو گیا تو کتنے ایام نفاس کے شمار ہوں گے

**سوال:** ایک عورت کو نفاس اس طرح آتا ہے کہ چار روز آیا پھر بند ہو گیا پھر چار دن آیا پھر بند ہو گیا اسی طرح معاملہ رہتا ہے حتیٰ کہ چالیس ٤٠ روز ختم ہو جاتے ہیں تو جن دنوں میں خون نہیں آیا وہ دن طہارت کے شمار ہوں گے یا نفاس کے ؟ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں پورے چالیس روز نفاس کے شمار ہوں گے۔ درمیان کا زمانہ طہارت میں شمار نہ ہو گا(٢٦٥)۔جب کہ چالیس روز کی عادت ہو چکی ہے۔[١]

فقط واللہ اعلم۔

لأن من أصله أن الدم إذا كان فى أربعين فالطهر المتخلل فيه لا يفصل طال الطهر أو قصر حتى لو رأت ساعة دما وأربعين إلا ساعتين طهراً ثم ساعة دما كان الأربعون كله نفاساً .

البحر الرائق تحت قوله ولا حد لأ قله باب الحيض ص ٢١٩۔(فتاوی رحیمیہ ج٤/٤٧)

---

(٢٦٥)ووجهه أن استيعاب الدم مدة الحيض ليس بشرط بالإجماع فيعتبر أوله وآخره كالنصاب في باب الزكوة (الهداية ٣٤/١)

والنفاس كالحيض فيما ذكرنا من الأحكام(المبسوط للسرخسى ١٥٣/٣)

## مدتِ نفاس کی ابتداء اور اخیر میں دس دس دن خون آیا تو کتنا نفاس ہو گا؟

**سوال:** اگر کسی عورت کو نفاس کے دنوں میں ابتداءً دس دن خون آیا پھر بیس دن پاک رہی پھر دس دن خون آیا تو کتنا نفاس شمار ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں پورے چالیس دن نفاس کے شمار ہوں گے۔

ترمذی شریف میں ہے:

"عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت كانت النفساء تجلس على عهد رسول اللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربعين يو ماً"-(رواه التر مذى ١/ ٣٦)

رد المحتار میں ہے:

إن من أصل الإمام أن الدم إذا كان فى الأربعين فالطهر المتخلل لايفصل طال أو قصر حتى لورأت ساعة دما وأربعين إلاساعتين طهراً ثم ساعة دما كان الأربعون كلها نفاساً وعليه الفتوىٰ -(رد المحتار١/ ٢٩٩)و هكذا فى حاشية الطحطاوى على الدرالمختار١/ ١٥٣) وفى البحرالرائق ١/ ٢١٩)

وفى الهندية : الطهرالمتخلل فى الأربعين بين الدمين نفاس عند أبى حنيفة وإن كان خمسة عشر يوماً فصاعداً وعليه الفتوىٰ-(فتاوى هندية١/ ٣٧)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہو گیا کہ صورت مسئولہ میں مفتٰی بہ قول کے مطابق پورے چالیس دن نفاس کے شمار ہوں گے اور درمیان کے جن بیس دنوں میں خون نہیں آیا وہ بھی دم متوالی کی طرح ہے واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریا ج۱/۵۳۸)

# عورت کو نفاس کا خون وقفہ وقفہ سے چالیس دن سے زیادہ آئے تو چالیس دن نفاس کے ہوں گے!

**سوال:** ایک عورت کو ۳۶ دن نفاس کا خون آیا اور بعد کی حالت یہ ہے کہ تین دن طہر پھر ایک دن خون پھر تین دن طہر پھر دس دن خون پھر ایک دن طہر پھر ایک دن خون پھر نو دن طہر نو دن خون اور اس کے بعد سے اب تک طہر ہے اس عورت کو پہلے ایک نفاس ہو چکا ہے جو ۳۵ یوم کا تھا پہلے عموماً اس کو آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر تاریخیں یاد نہیں تو اب صورت مسئولہ میں اس کے نفاس کے یوم کتنے اور طہارت کے یوم کتنے اور حیض کے یوم کتنے شمار ہوں گے اگر خدانخواستہ آئندہ ایسی ہی گڑبڑی کی حالت رہی تو طہارت و حیض کے دن کس طرح شمار کئے جائیں گے اس کے لئے قاعدہ بتادیں نفاس اور حیض کے درمیان طہارت کم از کم دن کتنے ہوتے ہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلما:** نفاس کے چالیس دن ہوں گے اس کے بعد طہارت کا حکم ہو گا [۱][(۲٦٦)] اور کیا اس کو ایام رضاعت میں پہلے بھی خون حیض کا آتا رہا ہے یا رضاعت کے ایام میں

---

(۲٦٦)وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي .

(سنن الترمذي رقم ۱۳۹ ج۱ / ۲٥٦)

عن أبي سلمة، أن أم أبي بكر، حدثته، أن عائشة أخبرتها، أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال في المرأة التي ترى ما يريبها بعد الطهر قال: " إنما هي عرق أو إنما هي عروق ".

(السنن الكبرى للبيهقي – رقم ١٦٦٢ ج١ / ۳۳۷)

حیض نہیں آتا تھا اس کا جواب دیا جائے تو آئندہ کا حکم بتایا جائے۔

**تتمہ سوال:** جواب میں جو بات دریافت فرمائی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں پہلے بھی ایام رضاعت میں اس کو حیض کا خون آتا رہا ہے اور یہ وہی ہے جو سوال میں لکھا گیا ہے کہ اس کو پہلے عموماً آٹھ یوم کا حیض آتا تھا مگر اس کی تاریخیں یاد نہیں ہیں تو اب باقی ایام میں طہارت کے دن کتنے اور حیض کے دن کتنے ؟

حضرت والا ! یہی مسئلہ میں نے جامعہ ڈابھیل کے مفتی اسمعیل بسم اللہ صاحب مد ظلہ العالی پر بھی لکھا تھا مگر سوال میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس آپ کے سوال میں آخری طہر ۱۹ دن کا ہے اور ان کے سوال میں پانچ دن کا ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ان پر سوال لکھا اور اس کا جواب آیا اور پھر آپ پر سوال لکھا تو یہ جو ایام طہر کے گزرے وہ زیادہ کر دیئے گئے۔

انہوں نے جواب دیا ہے کہ حد فاصل دوم کے درمیان میں طہارت کے جو پندرہ دن ہونے چاہئیں وہ کہیں نہیں ہیں لہذا اس کی نفاس کی عادت کے ۳۵ یوم نفاس شمار کر کے باقی ایام استحاضہ میں شمار ہوں گے جس میں نماز روزے ادا کرنے ہوں گے لہذا اس کو جن تاریخوں میں پہلے آٹھ یوم حیض آتا تھا عادت کا وہ اب ان تاریخوں میں آٹھ یوم حیض شمار ہو گا اور باقی کا استحاضہ۔

حضرت والا ! میرے ناقص مطالعہ کے لحاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ عرض کرتا ہوں اگر چالیس دن نفاس کے شمار کئے جائیں تب بھی دو خون کے درمیان کی اقل مدت طہر پندرہ یوم وہ نہیں آتی لہذا آخری طہر جو ۱۹ یوم کا ہے اور اس وقت ۲۸ یوم کا ہوا ہے اس کے علاوہ سب ایام استحاضہ کے ہیں لہذا اس کی نفاس کی سابقہ عادت جو ۳۵ یوم کی ہے وہ عود کر آئے گی تو اس کا یہ نفاس بھی ۳۵ یوم کا ہو گا اس کے بعد احتیاطاً ۱۵ دن کا طہر ہو گا اس کے بعد اس کی سابقہ عادت کے مطابق آٹھ دن حیض کے ہوں گے اور اس کے بعد اب تک کے ایام طہر کے ہوں گے اگر خدانخواستہ ان کو پندرہ دن

کا طہر نہ آتا تو پھر ان کو بائیس دن طہر کے ہوتے پھر آٹھ دن حیض کے پھر بائیس دن طہر کے پھر آٹھ دن حیض کے اور ایسے ہی حکم چلتا رہتا اس لئے کہ عورتوں کو عموماً مہینے میں ایک بار دم حیض آتا ہے ایام رضاعت میں حیض نہ آنے کو اس مسئلہ سے کیا نسبت ہے وہ بھی ارشاد فرمائیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلما:** (از مولانا مفتی عبد الغنی صاحب۔ صدر مفتی دار الافتا مدرسہ امینیہ۔ بعد وفات حضرت مفتی اعظمؒ) جب کہ نفاس کی ۳۵ دن کی پہلی عادت تھی لیکن اس دفعہ خلاف عادت ۳٦ دن خون آیا لیکن تین دن بند رہ کر پھر چالیسویں دن بھی خون آگیا اس کے بعد کچھ دن بند رہا اس صورت میں نفاس کے چالیس دن شمار ہوں گے البتہ اگر خون مستمر رہتا یہاں تک کہ چالیس یوم سے متجاوز ہو جاتا تو بے شک عادت سے زائد کو استحاضہ میں شمار کیا جاتا(٢٦٧) در مختار میں ہے أما المعتاده فترد لعادتها وكذا الحيض شامی[٢] میں ہے إذا كان عادتها فی النفاس ثلاثين يوماً فانقطع دمها على رأس عشرين يوماً و طهرت عشرة أيام تمام عادتها فصلت و صامت ثم عاودها الدم فاستمر بها حتى جاوز الأربعين ذكر أنها مستحاضة فيما زاد على الثلاثين دوسری جگہ ہے صورته فی النفاس كانت عادتها فی كل نفاس ثلاثين ثم رأت مرة إحدى و ثلثين ثم طهرت أربعة عشر ثم رأت الحيض فإنها ترد إلى عادتها وهی الثلاثون و يحسب اليوم الزائد من الخمسة عشر التی هی طهر [٣] کیونکہ دم نفاس اور دم حیض میں کم از کم

---

(٢٦٧)عن أبی الدرداء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وأبی هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالا قال رسول اللّٰه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تنظر النفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلک فإن بلغت أربعين يوماً ولم تر الطهر فلتغتسل وهي بمنزلة المستحاضة- رواه ابن عدی وابن عسا كر.

(زجاجة المصا بيح ص١٥٤-١٥٥ باب الحيض)

پورے پندرہ یوم کا فاصلہ ضروری ہے- أقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوماً وليا ليهاإجماعا [٤]اگر عادت بھول گئی یعنی ایام حیض کے عدد یاد ہیں لیکن یہ بھول گئی کہ مہینے کے پہلے عشرہ میں حیض آیا ہے یا دوسرے عشرہ میں یا تیسرے عشرہ میں تو تحری کرکے ظن غالب پر عمل کرے گی۔و من نسيت عادتها إما بعدد أو بمكان أو بهما أنها تتحرى[٥]الخ فقط

محمد عبد الغنی غفرلہ (ذیقعدہ ۱۳۷۳ھ)

[١]أقل النفاس لاحد له' وأكثره أربعون يوماً والزائد عليه استحاضه.

( هداية فصل فى النفاس ١/ ٧٠ ط مكتبه شركة علميه ملتان )

[٢]باب الحيض ١/ ٣٠٠ ط سعيد

[٣]المرجع السابق ١/ ٣٠٠

[٤]المرجع السابق ١/ ٢٨٥

[٥]المرجع السابق ١/ ٢٨٦ (کفایت المفتی ج۲/۳۰۳-۳۰۵)

## بارہ دن خون پھر سفید پانی پھر خون آگیا، کیا حکم ہو گا

**سوال:** ایک عورت کو بارہ روز نفاس آکر سفید پانی آگیا۔ بعد میں پھر خون آگیا، اس خون کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مدت نفاس یعنی چالیس دن کے اندر جو خون آئے گا وہ سب نفاس میں شمار ہو گا۔ اور درمیان میں جو دن خالی گذریں گے وہ بھی نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔ البتہ اگر چالیس دن سے زائد خون جاری رہا تو پھر دیکھا جائے گا کہ اس عورت کی نفاس سے متعلق کوئی عادت پہلے سے متعین تھی یا نہیں۔ اگر متعین ہے تو ایام عادت کے بعد سے استحاضہ شمار ہو گا۔ مثلاً تیس دن کی عادت تھی اور خون پچاس دن تک جاری رہا تو تیس دن نفاس اور باقی بیس دن استحاضہ

ہو گا۔کما فی الھدایہ وشرح الو قایہ۔ اور اگر پہلے سے کوئی عادت معین نہ تھی تو چالیس دن نفاس اور باقی دس دن استحاضہ ہوا۔[۱]فقط۔

[۱]وأكثره أربعون يوماالخ والزائد على أكثره استحاضة لو مبتداءة وأما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض فإن انقطع على أكثرهما أو قبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج۱ ص ۲۷۷-ط-س-ج۱ص۳۰۰)ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبندج۱/۲۶۰)

(ومثلہ فی عمدۃ الفقہ ج۱،ص۳۴۶،۳۴۴،وامداد المفتین ج۲/۳۴۵)

## جس عورت کے پہلا بچّہ پیدا ہو اُس کے پاک ہونے میں چالیس روز کا انتظار نہیں

جس عورت کے اوّل مرتبہ بچّہ پیدا ہو اپاک ہونے میں چالیس روز کا انتظار نہیں ہے اور اُس کو چار روز خون نفاس کا آکر بند ہو گیا اور ایک شب وروز بند رہا تو دوسرے روز شوہر کو اُس سے وطی جائز ہے یا نہیں کیونکہ اوّل کا بچّہ ہے عادت کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ یا اوّل بچّہ جس عورت کے ہو اُس کا انتظار چالیس روز کرنا شوہر کو ضروری ہے اگر نہیں ہے تو کتنے دن خون آنے کے بعد وطی کرے احتمال ہے کہ پھر آئے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** في الدرالمختار وإن لعادتها إلىٰ قوله حتى تغتسل أو يمضى وفى ردالمحتار تحت قوله وإن لعادتها ما نصه وكذا لوكانت مبتدأة چونکہ حیض ونفاس کا حکم اس امر میں

یکساں ہے روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ صورۃ مسئولہ میں وطی جائز ہے۔(۲٦۸)

(امداد الفتاویٰ ج۱/۴۷)

## چالیس روز ختم ہونے سے پہلے نفاس بند ہو جائے؟

**سوال:** ایک عورت پہلی مرتبہ ہی حاملہ ہوئی ہے اور اس کو چالیس روز سے قبل خون نفاس بند ہو جائے تو وہ غسل کر کے نماز پڑھ سکتی ہے؟ یا چالیس دن پورے کرنے لازمی ہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** چالیس دن پورے کرنے ضروری نہیں ہیں۔ جب خون بند ہو گیا نفاس ختم ہو گیا۔ اب غسل کر کے نماز پڑھے،(۲٦۹) نہیں پڑھے گی تو گنہگار ہو گی۔ یہ عقیدہ غلط ہے کہ چالیس روز پورے کئے بغیر غسل نہ کرے۔ چالیس روز نفاس کی آخری مدت ہے۔

---

(۲٦۸)وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي .

(سنن الترمذي رقم ۱۳۹ ج۱ / ۲٥٦)

(۲٦۹) عن مسة الأزدرية عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت : كانت النفساء تجلس على عهد رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربعين يوما فكنا نطلي وجوهنا بالورس من الكلف قال أبو عيسى هذا حديث [غريب ] لا نعرفه إلا من حديث أبي سهل عن مسة [ الأزدرية ] عن أم سلمة واسم أبي سهل كثير بن زياد قال محمد بن إسمعيل على بن عبد الأعلى ثقة و أبو سهل ثقة ولم يعرف محمد هذا الحديث إلا من حديث أبي سهل **وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي** .(سنن الترمذي رقم ۱۳۹ ج۱ / ۲٥٦)

چالیس ۴۰ روز کے اندر جب بھی بند ہو جائے گا نفاس ختم مان لیا جائے گا۔ آنحضرت کے ارشادات سے یہی ثابت ہوتا ہے۔وروی الدار قطنی وابن ماجه عن انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أنه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وقت للنفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلک وروى هذا من عدة طرق لم يخل عن الطعن لكنه يرتفع بكثرتها إلى الحسن(شامی ج١ ص ٢٧٧ باب الحيض تحت قوله كذا رواه الترمذی وغيره) عن ابی الدرداء وأبی هريرة قالا قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تنظر النفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلک فإن بلغت أربعين يوماً ولم تر الطهر فلتغتسل وهي بمنزلة المستحاضة- رواه ابن عدی وابن عسا كر (زجاجة المصا بيح ص١٥٤-١٥٥ باب الحيض)

(فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۵)

## چالیس دن سے کم مدت میں نفاس پاک ہو جائے تو نماز روزہ دونوں لازم ہیں

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کی عورت کو زچگی ہوئی اور ایک ماہ میں نفاس سے پاک ہوگئی اب یہ عورت نماز پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اپنے خاوند سے ہم صحبت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں!

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** نفاس کی اقل مدت متعین نہیں ہے ہاں انتہائی مدت چالیس روز ہے۔ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے۔ أقل النفاس ما يوجد ولو ساعة وعليه الفتوىٰ وأكثره أربعون كذا فی السراجية(ص٣٧ ج١ الباب السادس فی الدمآء المختصة بالنسآء الفصل الثانی فی النفاس)

لہذا ایک ماہ کے اندر نفاس سے پاک ہوگئی ہے تو غسل کر کے نماز ادا کرے روزہ کا زمانہ ہو تو روزہ بھی

رکھے (۲۷۰) اور زچگی کا یہ پہلا موقع ہو تو صحبت بھی درست ہے (۲۷۱) اور اگر پہلے کی عادت ایک ماہ سے زیادہ کی تھی اور اس وقت عادت سے پہلے خون موقوف ہو گیا ہے تو صحبت کی اجازت نہ ہو گی ولو انقطع دمها دون عادتها يكره قربانها حتى يمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للاحتياط هكذا فى التبيين- (فتاوىٰ عالمگيرى -ص ٣٩ج١ الفصل الرابع فى أحكام الحيض والنفاس والا ستحاضة) فقط واللہ اعلم بالصواب-(فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۵)

## دم نفاس دس بیس روز کے بعد بند ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

**سوال:** ایک عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد دس ۱۰ یا بیس ۲۰ روز خون نفاس آیا اور پھر بند ہو گیا۔ تو کیا وہ عورت غسل کر کے اپنے شوہر سے ہمبستر ہو سکتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** زیادہ سے زیادہ نفاس کی مدت چالیس روز ہیں اگر اس سے پہلے خون بند ہو جائے اور یہ پہلا بچہ ہے یا اس سے پہلے بچے ہوئے ہیں اور ابھی جتنے دن خون آیا ہے اس سے زیادہ خون نہیں آیا تھا تو اس صورت میں غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور ہمبستری بھی درست ہے۔[۲] فقط واللہ اعلم بالصواب۔(۲۷۲)

[۲]ولا حد لأقله أي النفاس ...وذكرشيخ الإسلام فى مبسوطه اتفق أصحابنا على أن

---

(۲۷۰) لقد مردليل المسئلة آنفاً.

(۲۷۱) لأنها طهرت بيقين لانقطاع الدم على تمام عادتها.(مرتب جامع الفتاوى)

(۲۷۲) لقد مردليل المسئلة آنفاً.

أقل النفاس ما يو جد فإنها كما ولدت إذا رأت الدم ساعة ثم انقطع الدم عنها فإنها تصوم وتصلى وكان مارأت نفاساً لا خلاف فى هذا بين أصحابنا البحرالرائق باب الحيض ج-١ ص ٢١٩- (فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۷)

## بذریعہ آپریشن ولادت ہو تو بعد میں آنے والے خون کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر آپریشن کے ذریعے بچہ پیدا ہو تو بعد میں آنے والے خون کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلما:** صورت مسئولہ میں آپریشن کے بعد آنے والا خون، اگر زخم سے نہ رس رہا ہو۔ بلکہ رحم سے آرہا ہو تو نفاس کا ہو گا، ورنہ نہیں۔(٢٧٣)

وفى الهندية(١/ ٣٧): ولو ولدت من قبل سرتها بأن كان ببطنها جرح فانشقت وخرج الولد منها، تكون صاحبة جرح سائل لانفساء هكذا فى الظهيرية

وفي التبيين : إلا إذا خرج من الفرج دم عقيب خروج الولد من السرة فإنه حينئذ يكون نفاساً -

وفى الدرالمختار(١/ ٢٩٩): فلو ولدته من سرتها، إن سال الدم من الرحم فنفساء، وإلا فذات جرح، وإن ثبت له أحكام الولد----- وحكمه، كالحيض فى كل شيئ إلافى سبعة ذكرتها فى الخزائن -

---

(٢٧٣) لسيلان الدم من الرحم بعد الولادة.

وفی فتاوی اللجنة الدائمة (٥/ ٤١٩): سوال: بعض النسوة تعسر عليهن الولادة فيضطر إلى توليدهن بطريقة العملية الجراحية، ولربما يحصل من جراء ذلک خروج الولد عن طريق غير الفرج- فما حكم أمثال هولاء النسوة فی الشرع من ناحية دم النفاس؟ وما حكم غسلهن شرعاً؟

جواب: حكمها- حكم النفساء، إن رأت دماً جلست حتى تطهر، وإن لم تر دماً فإنها تصوم وتصلی كسائر الطاهرات- (نجم الفتاوی ج۲/۱۸۹)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

اگر بچہ ناف کی طرف سے پیدا ہوا اس طرح کہ اس (حاملہ) کے پیٹ میں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اس طرف سے بچہ نکل آیا تو اگر وہ خون رحم سے آیا ہے تو نفاس ہے اور رحم سے نہیں آیا تو اس کا وہ حکم ہو گا جو زخم سے خون جاری ہونے کی صورت میں ہوتا ہے اور نفاس نہ سمجھا جائے گا (مگر بچہ کے حق میں بچہ ہونے کے احکام ثابت ہوں گے حتی کہ طلاق جو بچہ پیدا ہونے پر معلق ہو گی واقع ہو جائے گی اور طلاق حمل میں اس کی ماں کی عدت پوری ہو جائے گی اور وہ ام ولد ٹھہرے گی وغیرہ) لیکن اگر ناف سے بچہ نکلنے کے بعد فرج کی طرف سے بھی خون آجائے تو نفاس ہو گا۔ (عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۵)

اور بہشتی زیور میں ہے:

**مسئلہ:** بڑے آپریشن کے ذریعہ بچہ پیدا ہوا تو بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔ (بہشتی زیور ج۲/۲۱۱)

## بچہ کی ولادت پر نفاس نہیں آیا

**سوال:** عورت کے بچہ پیدا ہونے کے بعد نفاس نہیں آیا تو اس پر غسل واجب ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** قولِ مختار یہ ہے کہ غسل واجب ہے۔(۲۷٤)[۱]

(كذافي ردالمحتار ص:۱۱۳، ج:۱)**فقط واللہ تعالیٰ اعلم**

[۱]أو ولدت ولم تر دماً هذا قول الإمام وبه أخذ أكثرالمشايخ وعند أبي يوسف وهورواية عن محمد لاغسل عليها لعدم الدم صححه في التبيين والبرهان كما بسطه في الشرنبلالية ومشى عليه في نورالايضاح لكن في السراج أن المختار الوجوب احتياطاً وهو الأصح (الشامی نعمانیه ص:۱۱۳، ج:۱، وشامی زکریا ص:۳۰۷، ج:۱ کتاب الطهارة، مطلب في ابحاث الغسل- عالمگیری ص۳۷ ج۱ الفصل الثانی فی النفاس، مطبوعه کوئٹه- الدرالمنتقی علی مجمع الأنهر ص۸۲ ج۱باب الحیض، دارالکتب العلمیه بیروت-

**(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۲۷-۲۲۸)**

**اور عمدۃ الفقہ میں ہے:**

**اگر بچہ پیدا ہوا اور خون ظاہر نہ ہوا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غسل واجب نہ ہو گا اور امام محمدؒ سے بھی یہی روایت ہے، یہی صحیح ہے لیکن بچہ کے ساتھ نجاست نکلنے کی وجہ سے اس پر (احتیاطاً) وضو**

---

(۲۷٤)لحديث النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذي رواه الإمام الحسن بن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ففي سنن الترمذی عن أبي الحوراء السعدي، قال: قلت للحسن بن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ما حفظت من رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ قال: حفظت من رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : دع ما يريبك إلى ما لا يريبك، فإن الصدق طمأنينة، وإن الكذب ريبة وفي الحديث قصة.وأبو الحوراء السعدي اسمه: ربيعة بن شيبان.وهذا حديث صحيح.

(سنن الترمذي ت بشار رقم الحديث ۲۵۱۸ ج٤/ ۲٤۹)فالمسئلة مستنبطة من هذا الحديث

واجب ہو گا اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہو گا اس لئے کہ ولادت تھوڑے خون سے خالی نہیں ہوتی(۲۷۵)، اکثر مشائخ کا یہی مذہب ہے اور یہی معتمد ہے،

(عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۴-۲۴۵)

## ولادت کے بعد تین ماہ تک خون آیا تو ایام نفاس اور حیض کا حکم

سوال: عورت کو ولادت کے بعد تقریباً تین ماہ سے اس کا خون نہیں رکتا ہاں کبھی کبھی کم ہو جاتا ہے تو اس کے نفاس کے ایام کتنے ہیں اور حیض کے کتنے ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر پہلی ولادت ہے یعنی مبتدأہ ہے تو ولادت کے بعد چالیس روز نفاس کے ہونگے،(۲۷٦) اس کے بعد پندرہ دن تک طہر شمار ہو گا اور اس درمیان میں جو خون نظر آیا وہ استحاضہ ہے اس کے بعد حیض شمار ہو گا اس کی عادت کے موافق پھر استحاضہ پھر عادت کے موافق حیض اس طرح شمار ہو گا۔

اور اگر پہلی ولادت نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ہو چکی ہے یعنی معتادہ ہے تو اس کی عادت کے مطابق نفاس شمار ہو گا اس کے بعد پندرہ دن طہر کے ہوں گے پھر عادت کے موافق حیض شمار ہو گا پھر استحاضہ پھر حیض عادت کے موافق اسی طرح شمار ہو گا۔

شامی میں ہے:

قال ابن عابدين:(قوله والزائد على أكثره أوأكثرالنفاس)أي فى حق المبتدأة اماالمعتادة فما

---

(۲۷۵) لقد مردليل المسئلة آنفاً.

(۲۷٦) لقد مردليل المسئلة آنفاً.

زاد على عادتها ويجاوزالعشرةفى الحيض والأربعين فى النفاس يكون استحاضة كما أشارإليه بقوله أوعلى العادة-(شامى١/ ٢٨٥)

**در مختار میں ہے:** وأقل الطهر بين الحيضتين أوالنفاس والحيض خمسة عشر يوما ولياليها إجماعاً- (الدر المختار١/ ٣٠٠،٢٨٥)

**فتاوی ہندیہ میں ہے:**

وان زاد الدم على الأربعين فالأربعون فى المبتدأة والمعروفة فى المعتادة نفاس هكذا فى المحيط- ولورأت الدم بعد أكثرالحيض والنفاس فى أقل مدة الطهرفمارأت بعد الأكثر إن كانت مبتدأة وبعد العادة إن كانت معتادة استحاضة-(فتاوى هنديه١/ ٣٧)

**نیز ملاحظہ ہو: فتاوی ہندیہ ۱/ ۴۰۔ وامداد الاحکام ۱/ ۳۲۶۔ واللہ اعلم**

**(فتاوی دارالعلوم زکریا ج۱/۵۳۲-۵۳۳)**

## اسقاط یا صفائی رحم کے بعد کا خون حیض ہو گا یا استحاضہ یا نفاس؟

**سوال:** اگر عورت کے بچے کا اسقاط ہو جائے یا عورت خود رحم کی صفائی کرائے تو اس کے بعد آنے والا خون حیض شمار ہو گا یا استحاضہ یا نفاس؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر اسقاط میں بچہ کا ایک آدھ عضو بن چکا تھا تو اسقاط کے بعد آنے والا خون نفاس ہو گا(۲۷۷) اور اگر کوئی بھی عضو نہیں بنا محض گوشت ہی گوشت ہو تو یہ خون

---

(۲۷۷ ) (وسقط) مثلث السين: أي مسقوط (ظهر بعض خلقه كيد أو رجل) أو أصبع أو ظفر أو شعر، ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يوما (ولد) حكما (فتصير) المرأة (به نفساء ☜

نفاس کا نہیں ہو گا، ہاں اگر حیض ہو سکتا ہو تو حیض شمار ہو گا ورنہ استحاضہ (بہشتی زیور ص ٦٢ حصہ دوم)

علامہ ابن الہمام تحریر فرماتے ہیں:

والسقط الذی استبان بعض خلقه كأصبع أوظفرولد فلولم يستبن منه شئی لم يكن ولداً فإن أمكن جعله حيضاً بأن امتد جعل إياه وإلا فاستحاضة-

(فتح القدير ١/ ١٨٧)-واللہ أعلم (فتاوی دارالعلوم زکریا ج ١/ ٥٣٥)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہو گئی جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال (اگر چہ ابھی پورا نہیں بنا کہ اسقاط ہو گیا (گر گیا) خواہ دوائی وغیرہ سے گرادے یا خود ہی گر جائے) تو وہ بچہ ہے اس کے نکلنے سے عورت کو نفاس ہو گا اور اگر اس کی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا (بلکہ صرف خون کا لوتھڑا نکلا) تو نفاس نہ ہو گا اور جو کچھ خون وغیرہ اس کے ساتھ نکلا ہے اگر ہو سکے گا (یعنی مدت وغیرہ کے اعتبار سے جبکہ تین دن سے کم نہ ہو اور اس کے پہلے پورا طہر یعنی پندرہ دن گذر جائیں) تو حیض ہو گا ورنہ استحاضہ ہو گا (٣) (عضو بننے کے لئے مدت کے لحاظ سے ایک سو بیس دن (چار ماہ) کا گزرنا ہے یعنی مدت کے لحاظ سے اس سے پہلے ظہور اعضا نہیں ہوتا) اگر بچہ نکلنے سے پہلے بھی خون آیا اور بعد میں بھی آیا اور بچہ کی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو جو خون اس بچہ کے نکلنے سے قبل آیا وہ حیض نہ ہو گا (بلکہ استحاضہ ہو گا) اور جو بعد میں آیا وہ نفاس ہو گا۔

(٤) اور اگر اس کی خلقت ظاہر نہ ہوئی تھی تو جو خون قبل اسقاط کے آیا اگر وہ حیض ہو سکے گا (یعنی

---

والأمة أم ولد ويحنث به) في تعليقه وتنقضي به العدة، فإن لم يظهر له شيء فليس بشيء، والمرئي حيض إن دام ثلاثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة. (الدر المختار ١/ ٣٠٣)

مدتِ حیض کو پہنچ جائے گا)تو حیض ہو گا،(عمدۃ الفقہ ج١/٢٤٥)

## تین ماہ کا حمل ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی خاتون کا حمل تین مہینے کے بعد ضائع ہو جائے یا ضائع کر دیا جائے تو آیا اس کے بعد آنے والا خون حیض سے شمار ہو گا یا نفاس سے شمار کیا جائے گا؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** اگر کسی عورت کا حمل تین ماہ کے بعد ضائع ہو جائے یا ضائع کر دیا جائے تو اگر اس حمل کے اعضاء(مثلاً ہاتھ، پیر وغیرہ) ظاہر ہو گئے ہوں[٢٧٨] تو پھر اس کے بعد

---

(٢٧٨) في البدائع وغيرها بأنه يكون أربعين يوما نطفة وأربعين علقة وأربعين مضغة. وعبارته في عقد الفرائد قالوا: يباح لها أن تعالج في استنزال الدم ما دام الحمل مضغة أو علقة ولم يخلق له عضو، وقدروا تلك المدة بمائة وعشرين يوما، وإنما أباحوا ذلك لأنه ليس بآدمي. اهـ كذا في النهر.

أقول: لكن يشكل على ذلك قول البحر: إن المشاهد ظهور خلقه قبل هذه المدة، وهو موافق لما في بعض روايات الصحيح «إذا مر بالنطفة ثنتان وأربعون ليلة بعث اللّٰه إليها ملكا فصورها وخلق سمعها وبصرها وجلدها» وأيضا هو موافق لما ذكره الأطباء

فقد ذكر الشيخ داود في تذكرته أنه يتحول عظاما مخططة في اثنين وثلاثين يوما إلى خمسين، ثم يجتذب الغذاء ويكتسي اللحم إلى خمس وسبعين، ثم تظهر فيه الغاذية والنامية ويكون كالنبات إلى نحو المائة، ثم يكون كالحيوان النائم إلى عشرين بعدها فتنفخ فيه الروح الحقيقية الإنسانية. اهـ ملخصا.نعم نقل بعضهم أنه اتفق العلماء على أن نفخ الروح لا يكون إلا بعد أربعة أشهر أي ☜

آنے والا خون نفاس شمار ہو گا اور اگر اس حمل کے اعضاء وغیرہ کچھ ظاہر نہ ہوئے ہوں تو پھر اس کے بعد آنے والا خون اگر کم از کم تین روز تک آیا ہو، اور اس سے پہلے ایک طہر تام (پندرہ دن کا دورانیہ) گزرا ہو تو پھر یہ حیض (ماہواری) ہے اور اگر یہ صورت بھی نہ ہو تو پھر یہ خون نہ نفاس ہے اور نہ حیض بلکہ استحاضہ (بیماری) کا خون ہو گا۔

لما فی الهندية(١/ ٣٧): والسقط إن ظهر بعض خلقه من إصبع أو ظفر أو شعر ولد فتصير به نفساء هكذا فی التبيين-

و فی الدرالمختار (١/ ٣٠٢):( وسقط) مثلث السين أی مسقوط (ظهر بعض خلقه كيد أورجل) أو أصبع أوظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلابعد مائة وعشرين يوما( ولد) حكما ( فتصير) المرأة (به نفساء والأمة أم ولد ويحنث به) فی تعليقه وتنقضی به العدة فإن لم يظهرله شئ فليس بشئ والمرئی حيض إن دام ثلا ثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة-

وفی الفقه الإسلامی (٦٢١/١): ويعد الدم عند هؤلاء دم النفاس بخروج أكثر الولد ولو متقطعاً عضواً عضواً ولو سقطاً استبان فيه بعض خلقة الإنسان كإصبع أوظفر----- فإن رأت دما بعد إلقاء نطفة أو علقة فليس بنفاس-[٢٧٩](نجم الفتاوی ج٢/ ١٨٤-١٨٥)

---

عقبها كما صرح به جماعة. وعن ابن عباس أنه بعد أربعة أشهر وعشرة أيام وبه أخذ أحمد، ولا ينافي ذلك ظهور الخلق قبل ذلك لأن نفخ الروح إنما يكون بعد الخلق، وتمام الكلام في ذلك مبسوط في شرح الحديث الرابع من الأربعين النووية، فراجعه(رد المحتار١/ ٣٠٢)

(٢٧٩) لقد مر دليل المسئلة سابقاً.

## اسقاط حمل کے احکام متعلقہ نفاس و نماز روزہ وغیرہ

**سوال:** دوماہ کا اسقاط ہو گیا مضغۂ گوشت جس میں نشانات صورت نمودار تھے۔ گرا اس کا کیا حکم ہے۔ دفن کرنا اور کفن لازم ہے یا نہیں اور اس صورت میں جو خون قبل اسقاط یا بعد اسقاط جاری ہو وہ نفاس میں داخل ہے یا نہیں۔ نماز، روزہ سے ایسی حالت میں کنارہ کش ہونا واجب ہے یا نہیں۔ کیونکہ پُوری ولادت نہیں ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی الدرالمختار باب الحیض فی أحکام النفاس- وسقط ظهر بعض خلقه کیدٍ أورجل أوإصبعٍ أو ظفر أو شعر ولا یستبین خلقه إلا بعد مائة وعشرین یوماً ولد حکما فتصیر المرأة به نفساء إلیٰ قوله فإن لم یظهر له شیئ فلیس بشیئ والمرئی حیض إن دام ثلثا وتقدمه طهر تام وإلا استحاضة وفیه باب صلوٰة الجنازة وإلا أي وإن لم یستهل غسل وسمی عند الثانی وهو الأصح فیفتٰی به علٰی خلاف ظاهر الروایة إکراما لبنی اٰدم کما فی ملتقی البحار وفی النهر عن الظهیریة وإن استبان بعض خلقه غسل وحشرهو المختار وأدرج فی خرقة ودفن ولم یصل علیه اٰه وفی ردالمحتار مواخذا علی تقدیره بمائة وعشرین یوماً ما نصه ولکن یشکل علٰی ذلک قول البحر أن المشاهد ظهور خلقه قبل هذه المدة إلیٰ قوله أیضا هو موافق لما ذکره الأطباء الخ وفیه علیٰ قوله وإلا یستهل ما نصه شمل ما تمّ خلقه ولا خلاف فی غسله وما لم یتم وفیه خلاف والمختار أنه یغسل ویلف فی خرقة ولا یصلی علیه اٰه روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی جزء اجزاء بدن انسانی سے مثل ہاتھ یا پاؤں یا اُنگلی یا ناخن یا بال وغیرہ نمودار ہو گیا ہے تو وہ شرعاً بچّہ ہے اور اُس کے بعد جو خون آیا وہ نفاس ہے اس لئے نماز ساقط ہو جائے گی اور روزہ دوسرے ایّام میں قضا کرے گی اور اس صورت میں اُس کو غسل بھی دیا جائے گا۔ اور اگر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوئی تو وہ بچّہ نہیں ہے

نہ اُس کے لئے غسل وکفن ہے نہ قاعدہ کے موافق دفن ہے البتہ چونکہ جزو آدمی ہے اس لئے زمین میں ویسے ہی دبا دینا چاہیئے۔ اور اس صورت میں وہ خون نفاس بھی نہیں ہے بلکہ دیکھنا چاہیئے کہ اس سے قبل حیض آئے ہوئے کتنا زمانہ ہوا اور یہ خون کتنے روز آتا ہے۔ اگر حیض آئے ہوئے پندرہ روز یا زیادہ ہوگئے ہوں اور یہ خون کم از کم تین روز آئے تو حیض ہے اور ایک شرط بھی کم ہو جاوے تو استحاضہ ہے جس میں نماز روزہ سب صحیح ہے واللہ اعلم (٢٨٠)

## چار ماہ کا حمل ساقط ہوا اور دوسرا بچہ پیٹ میں ہے تو آنے والے خون کا حکم

**سوال:** ایک عورت کے حمل پر چار ماہ گذرے تھے کہ اسقاط ہو گیا لیکن پتہ چلا کہ اس کے پیٹ میں دوسرا بچہ موجود ہے، اور اسقاط کے بعد سے خون بدستور جاری ہے، تو دوسرے بچے کی پیدائش سے پہلے یہ خون حیض شمار ہو گا یا استحاضہ یا نفاس؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں (١) اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش سے چالیس دن کے اندر اندر پیدا ہو تو پہلے بچے کی ولادت سے چالیس دن تک نفاس شمار ہو گا باقی استحاضہ (٢) اور اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کے چالیس دن بعد پیدا ہوا تو یہ خون استحاضہ ہے نفاس نہیں ہے۔

---

(٢٨٠) عن عدي بن ثابت رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل، وتتوضأ لكل صلاة، وتصوم، وتصلي»

(سنن ابن ماجه رقم الحديث ٦٢٥ ج١ / ٢٠٤)حديث صحيح

ردالمحتار میں ہے:

والمرئی عقیب الثانی إن کان فی الأربعین فمن نفاس الأول وإلافاستحاضة -

(رد المحتار١/ ٣٠١)

قال فی الطحطاوی:ما تراہ عقب الثانی إن کان قبل الأربعین فھونفاس للأول لتمامھا واستحاضة بعد تمامھا فتغسل کما وضعت الثانی وھوالصحیح کذا فی البحر-

(الطحطاوی علی الدرالمختار ١/ ١٥٤) واللّٰہ أعلم **(فتاوی دارالعلوم زکریاج١/٥٣٩)**

## جس عورت کے چھ مہینے سے کم مدت میں دو بچے پیدا ہوئے اس کے نفاس کا حکم

**سوال:** کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زبیدہ خاتون کے پیٹ میں دو بچے تھے اس نے ایک کو جنم دیاہے دوسرا پیٹ میں موجود ہے ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک ماہ بعد پیدا ہو گا اب معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کا نفاس کب سے سمجھا جائے گا؟ اگر پہلے بچے سے شروع ہے تو دوسرے بچے کے بعد آنے والا خون نفاس ہو گا یا استحاضہ ؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلما:** اگر کسی عورت کو چھ مہینے سے کم مدت میں دو بچے پیدا ہوں تو شیخین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عورت کا نفاس پہلے بچے کے پیدا ہونے کے بعد شمار ہو گا۔ یہی قول راجح ہے پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر مثلاً تیس دن بعد ہوا تو اس کے بعد دس دن تو نفاس کے شمار ہوں گے تا کہ نفاس کی مدت چالیس دن پوری ہو جائے اور اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو اس کے بعد آنے والا خون استحاضہ کا ہو گا۔ لہٰذا زبیدہ خاتون کا نفاس پہلے بچے سے شروع ہو گیا ہے اگر دوسرا بچہ ایک ماہ بعد پیدا ہوا تو اس کے بعد دس دن تو نفاس کے شمار ہوں گے اور اس کے بعد والا خون استحاضہ ہو گا۔ فقط، واللہ سبحانہ اعلم

لما فی الطحطاوی علی الدر(١/ ١٥٤،١٥٣): قولہ من الأول لأنہ بالولد الأول ظھر انفتاح

الرحم فكان المرئ عقبه نفاساً وهو المعتمد وأفاد المصنف أن ماتراه عقب الثانی إن كان قبل الأربعين فهو نفاس للأول لتمامها واستحاضة بعد تمامها فتغتسل وتصلی كما وضعت الثانی وهو الصحيح كذا فی البحر-

وفی الدر المختار مع شرحه (١/ ٣٠١): (والنفاس لأم توأمين من الأول) هما ولدان بينهما دون نصف حول وكذا الثلاثة ولو بين الأول والثالث أكثر منه فی الأصح (و) انقضاء (العدة من الأخير وفاقاً) لتعلقه بالفراغ-

وفی الشامية تحته: قوله من الأول والمرئی عقيب الثانی إن كان فی الأربعين فمن نفاس الأول وإلا فاستحاضة وقيل إذا كان بينهما أربعون يجب عليها نفاس من الثانی والصحيح هو الأول عناية وبحر ثم ما ذكره المصنف قولهما وعند محمد وزفر النفاس من الثانی قوله (لتعلقه بالفراغ)أي لتعلق انقضاء العدة بفراغ الرحم وهو لا يفرغ إلابخروج كل مافيه...-(نجم الفتاوی ج ٢/ ١٩٠-١٩١)

اور تسہیل بہشتی زیور میں ہے:

**مسئلہ:** اگر چھ مہینے کے اندر اندر یکے بعد دیگرے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے شروع ہو گی۔ اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا ایک، دو مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہیں کریں گے۔[ مثلاً: کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم کا وقفہ ہے تو پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد سے ہی نفاس سمجھا جائے گا، لہٰذا اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے بچہ کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے، اس کے بعد استحاضہ ہے اور اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہوا تو دوسرے کے پیدا ہونے کے بعد جو خون آیا وہ سارا استحاضہ ہے، نفاس نہیں۔ مگر دوسرا پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز

پڑھے۔ اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو یہ جڑواں نہیں ہوں گے، بلکہ یہ دو حمل اور دو نفاس ہوں گے۔ یادرہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہوتی ہے۔(٢٨١)

(بہشتی زیور ج١/٢١١-٢١٢)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

اگر توأم (جوڑا) بچے پیدا ہوں تو نفاس اول بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے ہو گا اور دو توأم بچوں کی شرط یہ ہے کہ ان دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہو مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا، پس اگر دوسرا بچہ پہلے بچہ کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے بچہ کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے(٢٨٢) پھر استحاضہ ہے اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے بچہ کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا، یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے،(٢٨٣)

اور اگر دونوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو دو حمل اور دو نفاس ہوں گے۔

اور اگر تین بچے پیدا ہوں اور پہلے اور دوسرے کی ولادت میں اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے کی

---

(٢٨١)لأن أقل مدة الحمل ستة أشهر فقد تكامل مدة حملين اثنين فيكون نفاس بعد وضع كل حمل على حدة(مرتب جامع الفتاوى)

(٢٨٢)لأنه يعتبر حمل واحد فيكون معه نفاس واحد فقط.

(٢٨٣)لأنها طاهرةو قد مضى أيام نفاسها من قبل.

ولادت میں چھ چھ مہینے سے کم وقفہ ہو لیکن پہلے اور تیسرے کی ولادت میں چھ مہینے سے زیادہ کا وقفہ ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کو حمل سمجھا جائے گا اور پہلے کی پیدائش کے بعد سے زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک نفاس ہے اور باقی استحاضہ ہے، نفاس کی کم سے کم مدت کچھ مقرر نہیں نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد بس خون آجائے اگرچہ ایک ہی ساعت ہو، اور اسی پر فتویٰ ہے اور نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہیں اگر خون چالیس دن سے زیادہ رہا تو اس عورت کے لئے جس کو پہلی مرتبہ نفاس آیا چالیس دن نفاس ہو گا اور باقی استحاضہ ہے (یہی حکم اس کا ہے جس کو یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا) (عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۵)

## نفاس والی عورت کی عادت مختلف ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

**سوال:** کسی عورت کو پہلی بار پینتیس دن دوسری بار بتیس دن اور تیسری بار تیس دن نفاس کا خون جاری رہا تو تیسری بار وہ عورت کب سے پاک ہے اور شوہر اس سے صحبت کب سے کر سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس صورت میں تیس دن کے بعد غسل کر کے نماز پڑھے رمضان ہو تو روزہ رکھے۔ لیکن صحبت مکروہ ہے(۲۸٤) ہاں بتیس ۳۲ دن کے بعد (جو اس کی عادت تھی) صحبت درست ہے۔(۲۸۵) عالمگیری (ج۱ ص۳۹) میں ہے۔ ولو انقطع دمها دون عادتها

---

(۲۸٤) لاحتمال عود الدم في أيام عادتها.

(۲۸۵) لأنها طاهرة وقد مضى أيام نفاسها .

يكره قربانها حتىٰ يمضى عادتها وعليها أن تصلى وتصوم للاحتياط [٢٨٦] هكذا فى التبيين(الفصل الرابع فى أحكام الحيض والنفاس و الاستحاضة)

فقط واللّٰہ أعلم بالصواب-(فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۷)

## نفاس میں عادت پوری ہو جانے کے بعد نماز پڑھے یا نہیں؟

**سوال:** جس عورت کو یہ عادت ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن کے اندر دس پندرہ دن میں خون نفاس بند ہو گیا، اور اس کو ہمیشہ یہی عادت ہے تو وہ بعد خون بند ہونے کے نماز پڑھ سکتی ہے اور روزہ رکھ سکتی ہے یا نہیں، اس کا شوہر اس سے صحبت کر سکتا ہے یا نہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر اس کو عادت یہی ہے تو بعد انقطاع دم غسل کر کے اس پر نماز اور روزہ فرض ہو جاتا ہے، اور اس عورت سے اس کے شوہر کو ہمبستری کرنا بھی درست ہے-[١] فقط-[٢٨٧]

[١]أما المعتادة فترد لعادتها وكذاالحيض (درمختار) وفيه قبل وإن انقطع لأقله الخ لا يحل

---

(٢٨٦)لعدم احتمال عود الدم فتصلي وتصوم احتياطاً لأمر العبادة.

(٢٨٧)لأنها طهرت بمضي أيام عادةوانقطاع الدم عنها ولقوله تعالىٰ:﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلْمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ ﴾ البقرة: ٢٢٢

أقول و النفاس كالحيض في الأحكام.كذا فى مبسوط السرخسى

حتى تغتسل أو تيمم بشرطه أو يمضى عليها زمن يسع الغسل ولبس الثياب والتحريمة الخ (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج ۱ص ۲۷۲-ط-س-ج۱ص۳۰۰) ظفير-(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۵۸)

## معتادہ کا خون نفاس میں عادت سے تجاوز کر جائے تو کیا حکم ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی عورت کی عادت ہو کہ اس کو نفاس کا خون پانچ دن آتا ہے لیکن اب اس کو بیس دن تک خون جاری رہا تو کیا یہ سارا خون نفاس کا شمار ہو گا یا پانچ دن نفاس کا شمار ہو گا اور باقی استحاضہ کا خون سمجھا جائے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر عورت معتادہ (جس کی عادت مقرر) ہو اس کا خون عادت (مثلاً پانچ دن) سے تجاوز کر کے چالیس دن کے اندر (مثلاً بیس دن پر) بند ہو جائے تو وہ نفاس کا خون شمار ہو گا، اور سمجھا جائے گا کہ اس کی عادت بدل گئی ہے پہلے پانچ دن تھی اور اب بیس دن ہو گئی ہے۔ اور اگر چالیس دن سے بھی تجاوز کر جائے تو اس کی عادت بر قرار رہے گی اور اس کی عادت کے بعد جو خون آئے گا وہ استحاضہ کا شمار ہو گا۔ یعنی پہلے پانچ دن صرف نفاس اور باقی دن استحاضہ کے ہوں گے۔

وفی التاتارخانية(۱/ ۳۹۱): ولوكانت المرأة لها عادة معروفة فى النفاس وهى التى ولدت غير مرة فكلما رأت من الدم ولم يجاوز الأربعين فذلك كله نفاس بالإجماع-

وفى الهندية(٤٠/۱): وكذا النفاس فإن رأت لاعلى العادة ولم يجاوز الأربعين انتقلت- هكذا فى المحيط

وفى الشامية(۱/ ۳۰۱): فإن جاوز الدم الأربعين فالعادة باقية تردّ اليها والباقى استحاضة

وإن لم يجاوز انتقلت العادة إلى مارأته والكل نفاس۔[٢٨٨] (نجم الفتاوی ج ٢/١٨٩-١٩٠)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

اور جس عورت کو نفاس کی عادت مقرر ہے اس کے لئے عادتِ معمولہ کے دنوں تک نفاس ہے اور باقی استحاضہ، مثلاً کسی کی عادت تیس دن کے نفاس کی ہے اور خون پچاس دن جاری رہا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی بیس دن استحاضہ ہے (اور اگر چالیس دن سے کم رہا تو عادت بدل جانے کا حکم ہو گا اور وہ سب نفاس کہلائے گا) چالیس دن کے درمیان میں جو دو خونوں کے درمیان میں طہر (پاکی) آجائے وہ بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفاس سمجھا جائے گا، اگرچہ پندرہ دن یا اس سے بھی زیادہ ہو اسی پر فتویٰ ہے صاحبین کے نزدیک پندرہ دن یا اس سے زیادہ پاک رہے تو وہ طہر ہے اور اس کے بعد جو خون آئے وہ حیض ہے، اور اگر پندرہ دن سے کم وقفہ ہو تو وہ بالاتفاق نفاس ہے[٢٨٩]۔

---

(٢٨٨)عن أم سلمة،رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زوج النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن امرأة كانت تهراق الدم على عهد رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ استفتت لها أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: «**لتنظر الليالي والأيام التي كانت تحيض من الشهر قبل أن يصيبها الذي أصابها**، فلتترك الصلاة **قدر ذلك من الشهر**، فإذا خلفت ذلك، فلتغتسل ثم لتستثفر بثوب فلتصل» .

قال محمد: وبهذا نأخذ، وتتوضأ لوقت كل صلاة، وتصلي إلى الوقت الآخر، وإن سال دمها، وهو قول أبي حنيفة رَحِمَهُ اللَّهُ(موطأ الإمام محمد رقم الحديث ٨٢ ص: ٥٢)

**أقول و النفاس كا لحيض في الأحكام.**

(٢٨٩)لأن من أصله أن الدم إذا كان في الأربعين فالطهر المتخلل فيه لا يفصل طال الطهر أو قصر حتى لو رأت ساعة دما وأربعين إلا ساعتين طهرا، ثم ساعة دما كان الأربعون كله نفاسا ☜

نفاس کی عادت اس کے ایک بار خلاف ہونے سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدل جاتی ہے، امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک دفعہ کے خلاف ہونے سے وہی پہلی عادت باقی رہے گی اور دو دفعہ خلاف ہونے میں عادت بدل جائے گی، اس کا فائدہ جب ہو گا جب خون آئے اور وہ چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو وہ عادت پر قیاس کرے مثلاً جس عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد بیس روز خون آنے کی عادت تھی ایک دفعہ خلافِ عادت بائیس روز خون آیا اور پھر پاک رہ کر دوبارہ خون آنا شروع ہوا یہاں تک کہ چالیس دن سے زیادہ ہو گیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس صورت میں عادت بدل جائے گی اور بائیس روز نفاس کے ہوں گے اور طرفین کے نزدیک وہی قدیم عادت یعنی بیس دن نفاس ہو گا اور باقی استحاضہ ہو گا، فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے(۲۹۰)۔(عمدۃ الفقہ ج۱/۲۴۵-۲۴۶)

اور بہشتی زیور میں ہے:

**مسئلہ:** کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے، پھر اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سارا نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائیں تو صرف تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سارا استحاضہ ہے۔ اس لیے اب فوراً غسل کرے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔(۲۹۱)(بہشتی زیور ج۱/۲۱۱)

---

وعندهما إن لم يكن الطهر خمسة عشر يوما فكذلك، وإن كان خمسة عشر يوما فصاعدا يكون الأول نفاسا والثاني حيضا إن أمكن وإلا كان استحاضة وهو رواية ابن المبارك عنه.

(البحر الرائق ١/ ٢٣٠)

(٢٩٠ )وهي تثبت وتنتقل بمرة به يفتى (الدر المختار ١/ ٣٠١)

(٢٩١) لقد مر دليل المسئلة سابقاً.

## مسئلہ نفاس کی ایک صورت

**سوال:** ایک عورت کو پہلے وقت نفاس ۱۴ دن آکر بند ہو گیا اور اس نے غسل کر کے نماز شروع کی، دو دن کے بعد پھر خون معلوم ہوا اور بیس دن کے بعد ختم ہوا پھر دوسرے وقت بیس دن کو بند ہوا، مگر اس نے غسل نہ کیا اور کہنے پر یہ کہا کہ ایک دو دن راہ دیکھ لوں، اس کے بعد ایک پھر ذرا خون کا دھبہ معلوم ہوا مگر وہ ایک ہی وقت، پھر نہ معلوم ہوا تو ایسی عورت کی مدت نفاس کتنی ہے اور اس کو ایک دو روز راہ دیکھنا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں، اور قضا پڑھے یا نہیں؟ دم ۱۴، ط ۲: دم ۲۰ کل ۳۶ دن،

تنقیح: یہ سمجھ میں نہیں آیا دوسرے وقت سے کیا مراد ہے؟

جواب تنقیح: دوسرے وقت سے دوسرا نفاس مراد ہے جو بعد وضع حمل ثانی کے ہے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اول مرتبہ کل ۳۶ یوم نفاس تھا اور دوسری مرتبہ عادت سے قبل پاک ہونے پر بھی نماز پڑھنی چاہئے تھی، البتہ اس حالت میں اتنا چاہئے کہ وقت مستحب کے اخیر تک انتظار کرے، لیکن جب بعد میں خون دیکھا تو ظاہر ہو گیا کہ وہ دن نفاس کا تھا اس لیے قضا واجب نہیں، ہاں ۳۶ یوم سے قبل جماع مکروہ ہے۔

فی العالمگیریة لوانقطع دمها دون عادتها یکره قربانها وإن اغتسلت حتی تمضی عادتها وعلیها أن تصلی وتصوم للاحتیاط هکذا فی التبیین وقال بعد ومتی طهرت المبتدأة دون العشرة أو المعتادة دون عادتها أخرت الوضوء والاغتسال إلی آخر الوقت بحیث لا تدخل الصلاة في الوقت المکروه کذا في الزاهدي.،(امداد الاحکام ج۱/۳۶۴-۳۶۵)

## مسئلہ نفاس کی ایک صورت کے متعلق استفتاء کا جواب

**سوال:** زچگی کے زمانے میں جب تک خون برابر آتا رہے نماز نہیں پڑھی جاتی، لیکن بعض اوقات

ایسا ہوتا ہے کہ دو دن کے واسطے خون بند ہو گیا اور ایک دو روز پھر آ گیا، پھر بند ہو گیا، پھر آنے لگا، تو ایسی صورت میں نماز پڑھتی رہے یا قضا کرے، زچگی کے زمانے میں بار بار غسل نہیں کر سکتی تو اس زمانے میں اگر نماز پڑھی جائے تو کیا تیمم جائز ہو گا، تیمم، غسل اور وضو دونوں کے لیے کیا جا سکتا ہے یا غسل کے لیے تیمم کرے اور پانی سے وضو کرے، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خون تو نہیں آتا لیکن پانی آتا رہتا ہے، بعض دفعہ خود اور بعض اوقات اس وجہ سے کہ ایک مہینہ تک دوائیں استعمال ہوتی رہتی ہیں، اس وجہ سے اس صورت میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں، زیادہ حد ادب

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** قال ابن عابدین فی رسالته منهل الواردین: ثم إن المرأة کلما رأت الدم تترک الصلوٰة مبتدأة کانت أومعتادة کما سیأتی فی الفصل السادس (بشرط کون الرؤیة فی خلال المدة لابعدها )وکلما انقطع دمها فی الحیض قبل ثلٰثة أیام تصلی لکن تنتظر اٰخرالوقت أي المستحب وجوبا فإن لم یعد فی الوقت توضأت وتصلی وتصوم إن انقطع لیلا وتشبه بالصائم إن انقطع نهارا وإن عاد فی الوقت أو بعده فی العشرة کما یأتی بطل الحکم بطهارتها فتقعد عن الصلوٰة والصوم وبعد الثلاثة إن انقطع قبل العادة فکذلک الحکم لکن هنا تصلی بالغسل کلما انقطع لابالوضوء لأنه تحقق کونها حائضا برؤیة الدم ثلاثة فأکثر أو بعد العادة فالحکم أیضاً کذلک لکن هنا تأخیرالغسل لأجل الصلوٰة مستحب لا واجب وإن عاد الدم فی العشرة ولم یتجاوزها بطل الحکم بطهارتها فلوتجاوزها فالعشرة حیض لو مبتدأة والأیام عادتها، ولواعتادت فی الحیض یوماً دماً ویوماً طهراً هکذا إلی العشرة فإذا رأت الدم فی الیوم الأول تترک الصلوٰة والصوم وإذا طهرت فی الثانی توضأت وصلت (ولا غسل) لعدم کونها حائضا بعده وفی الثالث تترک الصلوٰة والصوم وفی الرابع تغتسل وتصلی هکذا إلی العشرة کذا فی التتارخانیة ونحوه فی صدر الشریعة والنفاس کالحیض فی الأحکام المذکورة غیرأنه یجب الغسل فیه

كلما انقطع على كل حال سواء كان قبل ثلاثة أوبعدها لأنه لا أقل له ففى كل انقطاع يحتمل خروجها من النفاس فيجب الغسل بخلاف ماقبل الثلاث فى الحيض اه ص٩٣

خلاصہ یہ ہے کہ نفاس کی مدت میں (جو کہ چالیس دن ہے) عورت جب خون دیکھے تو نماز روزہ چھوڑ دے، اور جب تک خون جاری رہے چھوڑے رکھے اور اگر کسی وقت خون بند ہو جائے تو اس وقت جس نماز کا وقت ہو اس کے وقت مستحب کے اخیر کا انتظار کرے(٢٩٢) اگر اخیر وقت میں خون جاری ہو جائے تو نماز چھوڑ رکھے اور اگر اخیر وقت تک بند رہے تو غسل کر کے نماز پڑھے اور رات کو بند ہو اور صبح کے قریب تک بند رہے تو روزہ بھی رکھنا واجب ہے، اور دن میں بند ہو تو روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے،(٢٩٣) بشرطیکہ دن بھر بند رہے ورنہ خون آجانے پر روزہ داروں کی طرح رہنا واجب نہ رہے گا، اور خون بند ہونے کے وقت یہ دیکھنا چاہیے کہ عادت سابقہ سے پہلے بند ہوا ہے یا عادت کے بعد اگر پہلے بند ہوا ہے تو غسل کر کے نماز پڑھنا واجب ہے،(٢٩٤) مگر غسل و نماز میں وقت مستحب کے اخیر کا انتظار کرنا واجب ہے،(٢٩٥) اور اگر عادت کے بعد بند ہوا ہے تو نماز پڑھنا اب بھی واجب ہے(٢٩٦) مگر اس صورت میں غسل و نماز کے لیے اخیر وقت کا انتظار مستحب

---

(٢٩٢) لاحتمال عود الدم.

(٢٩٣) لأنها طهرت قبل طلوع الفجر فوجب عليها الصلاة والصوم.

(٢٩٤) لعدم احتمال عود الدم.

(٢٩٥) لاحتمال عود الدم.

(٢٩٦) لأنها طهرت بمضي أيام عادتها وانقطاع الدم عنها ولقوله تعالى ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ ☜

ہے، واجب نہیں(٢٩٧)، چالیس دن کے اندر خون آنے اور بند ہونے کا تو یہی حکم ہے، اور اگر چالیس دن سے زائد خون آیا تو عادت کے ایام کو تو نفاس سمجھا جائے گا اور باقی کو بیماری، تو ایام عادت کے بعد جتنے دنوں کی نماز خون آنے کے سبب سے نہیں پڑھی گئی، ان کی قضا کرنا واجب ہو گی۔

(امداد الاحکام ج١/٣٦٥-٣٦٧)

## حیض و نفاس والی عورت کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے

**سوال:** حیض و نفاس والی عورت، کا جھوٹا اور ان کا پسینہ کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض و نفاس والی عورت کا جھوٹا پاک ہے اسی طرح ان کا پسینہ بھی پاک ہے(٢٩٨) واللہ تعالیٰ اعلم (فتاوی فیضِ رحمانی ج١)

---

حَيۡثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾ البقرة: ٢٢٢ و النفاس کالحیض في الأحکام.

(٢٩٧)لعدم احتمال عود الدم.

(٢٩٨)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في، فيشرب، وأتعرق العرق وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في» ولم يذكر زهير فيشرب(صحيح مسلم رقم ٣٠٠ج١/ ٢٤٥ باب سؤر الحائض) و في (شرح سنن النسائي للراجحی ٢٠/ ١٨):هذا الحديث فيه الانتفاع بفضل الحائض، وفيه طهارة سؤر الحائض وعرقها.

## نفساء کے ہاتھ کا پکاہوا کھانا اور اسکے ہاتھ کے دھلے ہوئے کپڑے

**سوال:** رکوع کی حالت بناکر عورتوں کو پائخانہ پیشاب کرنا اور حائضہ عورت کا ناپاکی کی حالت میں بستر سے علیحدہ رہنا بے غسل کھانا نہ پکانا چھوت کے خیال سے جو چھوے اس پر بھی غسل ضروری ہونا ناپاکی کی حالت میں کپڑے برتن وغیرہ دھونا ضروری کہنا بے دھوئے بڑا گناہ کہنا کیسا ہے اسی طرح نفساء کو بھی بلکہ اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا حرام ناپاک ہونے تک سمجھنا کیسا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** رکوع کی حالت بناکر پیشاب پائخانہ کرنا تو انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کا طریقہ ہے انسان کا طریقہ نہیں، حائضہ اور نفساء سے اتنا پرہیز کرنا اور اس کے پکائے ہوئے کھانے اور چھوے ہوئے کپڑے برتن وغیرہ سے احتراز کرنا اور اس کا بستر علیحدہ رکھنا یہ یہود کا طریقہ ہے اسلام نے اس سے منع کیا ہے(٢٩٩) البتہ صحبت وغیرہ جو امور ناجائز ہیں ان سے بچنا

---

(٢٩٩)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كنت أشرب وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في، فيشرب، وأتعرق العرق وأنا حائض، ثم أناوله النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيضع فاه على موضع في» ولم يذكر زهير فيشرب.

(صحيح مسلم رقم ٣٠٠ج١/ ٢٤٥في باب سؤر الحائض)

عن أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أن اليهود كانت إذا حاضت منهم المرأة أخرجوها من البيت، ولم يواكلوها، ولم يشاربوها، ولم يجامعوها في البيت، فسئل رسول عن ذلك، فأنزل اللَّهُ تعالى ذكره: ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْمَحِيضِ ۖ قُلْ هُوَ أَذًى فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ ﴾ إلى آخر الآية [البقرة: ٢٢٢]، فقال رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"جامعوهن في البيوت واصنعوا كل شيء غير النكاح"(سنن أبي داود ت ١/ ١٨٥)

ضروری ہے، ويمنع الحيض قربان زوجها ما تحت إزارها كما في البحر (قوله يعني ما بين سرة وركبة) فيجوز الاستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها ولو بلا حائل، وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطء ولو تلطخ دما، ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين أو ماء أو نحوهما إلا إذا توضأت بقصد القربة كما هو المستحب فإنه يصير مستعملا.

وفي الولوالجية:ولا ينبغي أن يعزل عن فراشها؛ لأن ذلك يشبه فعل اليهود (درمختارص:٣٠١، ج:١)١[١]فقط واللہ سبحانه أعلم (فتاوی محمودیہ ج٨/٢١١-٢١٢)

## مدت نفاس میں استحاضہ کا آنا

(ولادت کے بعد ٢٨ دن خون آیا تیرہ دن بند رہا پھر خون آیا)

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کا بچہ پیدا ہوا تو ٢٨/ دن تک خون آیا تھا، یعنی نفاس والا خون جاری تھا پھر تیرہ دن خون بند رہا چودہویں دن پھر خون جاری ہوا، اب اس عورت کا نفاس کتنے دن ہو گا، اور حیض کا کیا حکم ہو گا؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** واضح رہے کہ نفاس اور حیض میں توالی ناممکن ہے، جیسا کہ دو حیضوں میں توالی ناممکن ہے ان کے درمیان کم از کم پندرہ دن کا وقفہ ضروری ہے[١](شامی، بحر) پس صورۃ مسئولہ میں اگر یہ عورت معتادہ نہ ہو، تو ٤٠=١٢+٢٨ دن اس کا نفاس اور اس کے بعد والی مدت طہر ہے اور یہ خون استحاضہ ہے[٢] طہر کی مدت سابقہ عادت نہ ہونے کی تقدیر پر پندرہ دن ہو گی۔ وھو الموفق

[١]قال الحصكفي وأقل الطهر بين الحيضتين أوالنفاس والحيض خمسة عشر يوماً ولياليها إجماعاً ولاحد لأكثره-(الدرالمختار على هامش ردالمحتار ص٢٠٩ جلد١)

[٢]قال العلامه ابن عابدين إذا وقع فی المبتدأة ... ونفاسها أربعون ثم عشرون طهرها إذ لا يتوالی نفاس وحيض ثم عشرة حيضها ... خلافا لما فی الإمداد من أن طهرها خمسة عشر والمعتادة ترد إلیٰ عادتها فی الطهر... وهذا علی قول الميدانی الذی عليه الأكثر- (ردالمحتار هامش الدرالمختار ص٢٠٩ جلد١ مبحث فی مسائل المتحيره باب الحيض)

(فتاوی فریدیہ ج۲/۱۰۹-۱۱۰)

## ولادت کے بعد کب تک نماز معاف ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس میں کتنے دن تک نماز نہیں پڑھنی چاہیے؟ ہمارے ہاں مشہور ہے کہ چالیس دن تک نماز نہیں پڑھنی چاہیے، کیا یہ بات صحیح ہے؟ نیز اگر خون چالیس دن کے بعد بھی بند نہ ہو تو پھر کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلما:** صورت مسئولہ میں اگر خون چالیس دن تک بند نہ ہو تو چالیس دن تک نماز کی ادائیگی معاف ہے اور اگر چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے، تو اسی دن سے نماز پڑھنی لازم ہو جاتی ہے چالیس دن کا انتظار نہیں کیا جائے گا، مثلاً پندرہ دن کے بعد ظہر کی ابتداء میں خون بند ہو گیا تو ظہر کے آخر وقت تک انتظار کرلیں اگر خون نہ آئے تو غسل کرکے نماز پڑھنی واجب ہو گی۔ اور اگر خون چالیس دن کے بعد بھی جاری رہے تو اس میں دو صورتیں ہیں، اول اس عورت کی پہلے سے کوئی عادت ہے یا نہیں اگر پہلے سے کوئی عادت ہے تو وہی نفاس ہو گا باقی استحاضہ شمار ہو گا (استحاضہ کے معنی یہ ہیں کہ یہ خون کسی بیماری کی وجہ سے ہے، اس حالت کے سارے احکام ایسے ہوں گے جیسے پاکی کے ہوتے ہیں) اور اگر پہلے سے کوئی عادت نہیں ہے تو چالیس روز تک نفاس ہو گا

باقی استحاضہ شمار ہو گا(۳۰۰)

لما فی الدرالمختار (۱/ ۳۰۱،۳۰۰):(وأكثره أربعون يوما) ..... (والزائد) على أكثره(استحاضة) لو مبتدأة أما المعتادة فترد لعادتها وكذا الحيض فإن انقطع على أكثرهما أو قبله فالكل نفاس ۔(۳۰۱) (نجم الفتاوی ج۲/۱۹۱)

## نفاس میں خلل ہو تو عورت کیا کرے

**سوال:۸۔** رمضان المبارک کو میرے گھر میں مردہ بچہ اسقاط ہوا تھا جو غالباً پانچ یا چھ ماہ کا ہو گا۔ اعضاء بچہ کے سب مکمل ہو چکے تھے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ تیسرے یا چوتھے روز قدرے قلیل زرد یا مٹی کے سے رنگ کا پانی بجائے نفاس کے خارج ہوتا ہے، آیا جب تک یہ دھبہ رہے نماز روزہ موقوف رکھا جاوے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس صورت میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر نفاس کے دنوں کے پہلے سے کچھ عادت نہ ہو تو چالیس دن تک حکم نفاس کا جاری رہے گا اس میں نماز روزہ کچھ نہ ہو گا۔ البتہ جب بالکل دھبہ نہ آوے یا ایام عادت پورے ہو جاویں، اس وقت پھر غسل کر کے نماز روزہ کیا جاوے۔[۵]فقط

---

(۳۰۰)عن ابی الدرداء وأبی هريرة قالا: قال رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تنظر النفساء أربعين يوماً إلا أن ترى الطهر قبل ذلک فإن بلغت أربعين يوماً ولم تر الطهر فلتغتسل وهي بمنزلة المستحاضة- رواه ابن عدی وابن عسا کر (زجاجة المصا بيح ص١٥٤-١٥٥باب الحيض)

(۳۰۱)لقد مرت دلائل المسئلة من قبل .

[٥]وأكثره أربعون يوما الخ لو مبتدأة أما المعتادة فترد لعاد تها وكذا الحيض فإن انقطع على أكثرهما أوقبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ج١ ص ٢٧٧-ط-س-ج١ص ٣٠٠)ظفير-[٣٠٢] **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۵۸)**

## حالت نفاس میں اگر جماع کر لیا تو اس کی تلافی کیسے کرے؟

**سوال:** اگر ایام ممانعت میں جماع کرے تو فریقین کے لئے کیا تلافی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** توبہ اور استغفار کرے اور آئندہ کو ایسا نہ کرے، در مختار میں لکھا ہے کہ اگر حالت حیض میں اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو توبہ و استغفار کرے اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کر دے کما وردفی الحدیث۔ پس بحالت نفاس جماع کرنے میں بھی صدقہ[٣٠٣] کر دینا اچھا ہے۔[١] فقط۔

[١]ثم هو أي وطوء الحائض كبيرة لو عامدا مختارا عالما بالحرمة لاجاهلا أو مكرها أو ناسيا فتلزمه التوبة ويندب تصدقه بدينار أونصفه ومصرفه كزكوٰة (الدر المختار على هامش ردالمحتار باب الحيض ج١ ص ٧٥-ط- س-ج١ص٢٩٧...٢٩٨)ظفير-

**(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۵۹-۲۶۰)**

---

(٣٠٢)لقد مرت دلائل المسئلة من قبل.

(٣٠٣) وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: إذا أصابها في أول الدم فدينار، وإذا أصابها في انقطاع الدم فنصف دينار. (سنن أبى داود رقم ٢٦٥ ج١ / ١٠٩)

## بچہ پیدا ہونے کے بعد جماع کی کب تک ممانعت ہے

**سوال:** جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے ساتھ کب تک جماع کی ممانعت ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کے لئے مدت نفاس زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے پس اگر کسی عورت کو اس مدت میں برابر خون کم و بیش آتا رہے، تو اس کا شوہر چالیس دن تک اس سے مجامعت نہیں کر سکتا بعد چالیس دن کے جائز ہے اور چونکہ نفاس میں کم مقدار کی کچھ مدت نہیں ہے، اس لئے اگر چالیس دن سے پہلے خون منقطع ہو جاوے تو بعد غسل کے اس سے صحبت جائز ہے۔[١](٣٠٤)

[١]وأكثره أربعون يوما كذا رواه الترمذي وغيره الخ فإن انقطع على أكثرهما أو قبله فالكل نفاس (الدر المختار على هامش ردالمحتارباب الحيض ص ٢٧٥ ج١) وتوطأ بلاغسل بتصرم لأكثره ولأقله لاحتى تغتسل أو يمضى عليها أدنى وقت صلوٰة (كنز) اعلم أن هذه المسئلة على ثلثة أوجه لأن الدم إما ينقطع لتمام العشرة أو دونها لتمام العادة أو دونها ففيما إذا انقطع لتمام العشرة يحل وطؤ ها بمجرد الانقطاع ويستحب له أن

---

(٣٠٤)(وإذا انقطع دم الحيض لأقل من عشرة أيام) ولو لتمام عادتها (لم يجز) أي لم يحل (وطؤها حتى تغتسل) أو تتيمم بشرطه، وإن لم تصل به الأصح، جوهرة لقوله تعالى وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۚ (البقرة: ٢٢٢)و لقوله تعالى فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ (النساء: ٤٣)

(اللباب في شرح الكتاب ١/ ٤٤)

لايطأها حتى تغتسل وفيما إذا انقطع لما دون العشرة دون عادتها لا يقربها وإن اغتسلت ما لم تمض عادتها وفيما إذا انقطع للأقل لتمام عادتها إن اغتسلت أو مضى عليها وقت صلاة حل وإلا لاوكذا النفاس إذا انقطع لما دون الأربعين لتمام عادتها فإن اغتسلت أومضى الوقت حل وإلا لا الخ -ط-س-ج١ص٣٠٠(البحرالرائق باب الحيض ج١ ص ٢١٣-ط-س- ج١ص٢٢٠) ظفير- (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۵۹-۲۶۰)

## حالت حمل میں وطی

**سوال:** حاملہ بیوی سے وطی کرنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو وضعِ حمل سے کتنے دن پہلے چھوڑ دیناچاہیئے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** شوہر کو حاملہ بیوی سے وطی کرنادرست ہے علاوہ ان ایام کے جبکہ وطی بچہ کو مضر ہو[١] اوراس سلسلہ میں حکیم حاذق سے معلوم کرلیاجائے کہ کب وطی بچہ کو مضر ہوتی ہے؟ فقط واللہ اعلم (۳۰۵)

[١]كما يستفاد من هذه العبارة لايحل له وطؤها بما يؤدى إلىٰ إضرارها الخ شامى زكريا

---

(۳۰۵)عن عامر بن سعد بن أبي وقاص أن أسامة بن زيد أخبر والده سعد بن أبي وقاص قال: إن رجلا جاء إلى رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال إني أعزل عن امرأتي. قال: «لم؟» قال: شفقة على الولد. فقال رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إن كان كذلك فلا ما كان ليضر فارس والروم» ففي هذا الحديث إباحة وطء الحبالى وإخبار من النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أن ذلك إذا كان لا يضر فارس والروم فإنه لا يضر غيرهم. ( شرح معاني الآثار ٣/ ٤٦)

ص ٣٨١ ج ٤،كتاب النكاح، باب القسم-

**نوٹ:-** حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میاں کے پاس نہ جائیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے۔ الخ بہشتی زیور ص ۵۴ حصہ نہم حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان، مطبوعہ ادارۂ تھانوی دیوبند۔ (فتاوی محمودیہ ج۲۲۶/۸)

## جن ایام میں زن وشوہر کا تعلق جائز نہیں

**سوال:** وہ کون سے مخصوص ایام ہیں جن میں شوہر بیوی سے میاں بیوی کے تعلق قائم نہیں کر سکتا؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** قرآن مجید نے حیض ونفاس کی حالت میں اس سے منع کیا ہے:

قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ فَٱعْتَزِلُوا۟ ٱلنِّسَآءَ فِى ٱلْمَحِيضِ ۖ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ ۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢ [١]

اس لیے اس حالت میں بیوی سے تعلق قائم کرنا حرام ہے، اگر جنابت کی حالت ہو تو حرام نہیں،

(۲) اسی طرح اگر عورت کی صحت اس کی متحمل نہ ہو اور ڈاکٹر نے جماع سے منع کیا ہو، یا مرد کسی ایسی خطرناک بیماری میں مبتلاء ہو جو جماع سے متعدی ہوتی ہو، تو عورت کو ہمبستری کے لیے مجبور کرنا درست نہیں، کیوں کہ یہ عورت کو ضرر پہونچانا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس کی اجازت نہیں(٣٠٦)۔

[١]البقرة :٢٢٢ -

[٢]بدائع الصنائع : ١/ ١٦٢ - (کتاب الفتاوی ج۲/۱۱۳)

(٣٠٦) عن يحيى المازني: أن رسول اللهﷺ قال: «لا ضرر ولاضرار وروي: ولا إضْرار» . أخرجه مالك فى الموطأ. ٢ / ٧٤٥ مرسلاً في الأقضية، باب القضاء في المرفق.

# نفاس کے چالیس دن مکمل ہوتے ہی حیض آسکتا ہے یا نہیں؟

**سوال:** کیا چالیس دن نفاس کے بعد فوراًبلا طہر حیض آسکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** چالیس دن نفاس کے گذر جانے کے بعد حیض نہیں آسکتا جب تک کہ کم از کم پندرہ دن طہر کے نہ گذر جائیں اگر چالیس دن کے بعد بھی خون جاری ہے تو وہ دم استحاضہ ہے نہ کہ حیض۔

رد المحتار میں ہے:

قوله والزائد على أكثره فى حق المبتدأة ، أما المعتادة فما زاد على عادتها ويجاوز العشرة فى الحيض والأربعين فى النفاس يكون استحاضة -(رد المحتار ١/ ٢٨٥)

وفى الهندية : لو رأت الدم بعد أكثر الحيض والنفاس فى أقل مدة الطهر فما رأت بعد الاكثر إن كانت مبتدأة وبعد العادة إن كانت معتادة استحاضة وفى ص٤٠وإذا جاوز الأربعين ولها عادة فى النفاس ردت إلى أيام عادتها -(فتاوى هندية ١/ ٣٧)

وفى الفقه الإسلامى وأدلته :

وأكثره...عند الحنفية والحنابلة : أربعون يوماً وما زاد على ذلک فهواستحاضة، بدليل قول أم سلمة:كانت النفساء تجلس على عهد رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أربعين يوماً وأربعين ليلة -رواه أبوداود والترمذى وابن ماجه وأحمد -(الفقه الإسلامى وأدلته١/٤٦٧)

امداد الاحکام میں ہے:

پس صورت مذکورہ میں اس کا نفاس عادتِ سابقہ کے موافق شمار ہو کر باقی دم استحاضہ ہے حیض نہیں، کیونکہ نفاس کے بعد جب تک پندرہ دن پورے نہ گذر جائیں اس وقت تک حیض نہیں ہو سکتا، ہاں اگر نفاس کے پندرہ دن کے بعد خون آتا رہا اور وہ تاریخیں حیض کی ہوں تو اس کو حیض کہا جائے

گا۔(امداد الاحکام ۱/ ۳۶۳)

ان عبارات سے معلوم ہو گیا کہ چالیس دن نفاس کے گذرنے کے فوراًبعد حیض نہیں آسکتا۔واللہ اعلم

(فتاوی دارالعلوم زکریاج۱/۵۳۷-۵۳۸)

## طہر متخلل

**سوال:** صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت کے پہلی بار پیدائش ہوئی اور ۲۰/ روز تک نفاس کا خون آتا رہا، بعد ازاں ۱۹/ روز تک پاک رہی، پھر بیسویں روز خون آیا وہ خون کیسا ہے؟ اور حیض کی عادت تک آتا رہا، حیض یا نفاس نیز درمیان میں جو ۱۹/ روز پاکی رہی، اس مدت میں نماز، روزہ، جماع وغیرہ کر سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نماز نہیں پڑھ سکتی ہے تو اس کے اوپر قضا واجب ہو گی یا نہیں؟ اور اگر پڑھ لی تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ نیز اس مدت میں جماع کرے تو کیا حکم ہے؟ اگر یہ صورت رمضان شریف میں پیش آجائے تو اس طہر والی مدت میں روزہ رکھا تو روزہ ہو گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ۲۰/ روز کے بعد جو ۱۹/ روز تک طہر رہا تو یہ طہر متخلل ہے جو کہ کالدم المتوالی ہے،[۱] اس میں نماز، روزہ، جماع درست نہیں، اگر اس مدت میں رمضان شریف کا روزہ رکھا ہے تو دوبارہ رکھے، اگر نماز نہیں پڑھی تو اس کی قضا لازم نہیں، اگر جماع کر لیا ہے تو استغفار کیا جائے۔[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

[۱]الطهر المتخلل بين الأربعين في النفاس لايفصل عند أبي حنيفة سواء كان خمسة عشر أو أقل أواكثر ويجعل إحاطة الدمين بطرفيه كالدم المتوالى وعليه الفتوى شامى زكريا ص:٤٨٤، ج:١، وشامى كراچى ص :٢٩٠، ج:١، باب الحيض، مطلب لوافتى مفت بشئ الخ - شامى زكريا ص٤٩٤ ج١ باب الحيض

[۲]فإن جامعها فليس عليه إلا التوبة والاستغفار عالمگیری مختصراً ص۳۹ج۱، الفصل الرابع في أحكام الحيض الخ مطبوعه کوئٹہ ۔عالمگیری ص۳۷ ج۱ الفصل الثانی فی النفاس، تاتارخانیه ص ۳۹۰ ج۱ باب النفاس، **(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۱۵)**

## ولادت کے بعد غسل اور نماز

**سوال:** اکثر عورتیں بچہ تولد ہونے کے بعد چالیس دن تک نماز نہیں پڑھتیں، اور چالیس دن کے بعد پانی پر کچھ دعا پڑھ کر پھونکتی ہیں، اور اس سے نہاتی ہیں، ایام حیض کے بعد جب غسل کرتی ہیں، تو اس وقت بھی پانی پر کچھ دعاء پڑھ کے غسل کرتی ہیں، کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** (الف) ولادت کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں ،نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے، لیکن ہمیشہ چالیس دن ہی خون آنا ضروری نہیں، اگر چند دن خون آکر پاک صاف ہو جائیں، تو اب غسل کر کے نماز ادا کرنی چاہئے، اگر چالیس دن تک نماز نہ پڑھیں، تو خون بند ہونے کے بعد جو ایام گزرے ہیں، ان میں نماز نہ پڑھنے کا گناہ ہو گا، اور قضاء واجب ہو گی۔(۳۰۷)

---

(۳۰۷) عن مسة الأزدرية عن أم سلمةرَضِيَٱللَّهُعَنْهَا قالت : كانت النفساء تجلس على عهد رسول ٱللَّهِصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ أربعين يوما فكنا نطلي وجوهنا بالورس من الكلف قال أبو عيسى هذا حديث [غريب ] لا نعرفه إلا من حديث أبي سهل عن مسة [ الأزدرية ] عن أم سلمة واسم أبي سهل كثير بن زياد قال محمد بن إسمعيل على بن عبد الأعلى ثقة و أبو سهل ثقة ولم يعرف محمد هذا الحديث إلا من حديث أبي سهل وقد أجمع أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ ☜

(ب) ایسی کوئی مخصوص دعاء منقول نہیں،(۳۰۸) جو غسل کے پانی میں پھونک کر اس سے غسل کیا جائے، ہاں اگر ازراہ علاج کوئی ایسی دعاء جس میں مشرکانہ کلمات نہ ہوں، پڑھ کر دم کر کے اس سے غسل کرنے کو کہا گیا ہو، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (کتاب الفتاوی ج ۲/ ۱۱۲-۱۱۳)

## حیض و نفاس کی حالت میں غسل

**سوال:** کیا حیض و نفاس کی حالت میں جب تک پاک نہ ہو جائے غسل کرنا منع ہے؟ اکثر عورتیں حیض و نفاس کی حالت میں غسل کرنے کو صحیح نہیں سمجھتیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض و نفاس کی حالت میں نظافت کے نقطۂ نظر سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں (۳۰۹)، ہاں! اگر طبی نقطۂ نظر سے ڈاکٹر منع کریں تو ان کے مشورہ پر عمل کرنا چاہئے، فقہاء نے وقوف عرفہ کے بارے میں یہی لکھا ہے کہ یہ غسل نظافت ہے، اس لئے حائضہ

---

والتابعين ومن بعدهم على أن النفساء تدع الصلاة أربعين يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك فإنها تغتسل وتصلي .(سنن الترمذي رقم ١٣٩ ج١ / ٢٥٦)

ذكر الإمام البخاري رَحِمَهُ ٱللَّهُ في باب إقبال المحيض وإدباره وكن نساء يبعثن إلى عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة فتقول لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذلك الطهر من الحيضة . (صحيح البخاري ج١ / ٧١)

(۳۰۸) لم يرد في ذلك شيء.(مرتب جامع الفتاوى)

(۳۰۹) عن عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قالت: نفست أسماء بنت عميس بمحمد بن أبي بكر بالشجرة، فأمر رسول ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أبا بكر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ، «يأمرها أن تغتسل وتهل» فيه دليل على جواز الغسل في حالة الحيض والنفاس(صحيح مسلم رقم الحديث ١٠٩ج ٢ / ٨٦٩)

عورتوں کو بھی یہ غسل کرنا مسنون ہے۔

صرحوا بأن هذه الاغتسالات الأربعة للنظافة لا للطهارة "[١]

[١]رد المحتار: ١/ ٣٠٩- (کتاب الفتاوی ج۲/۱۱۰-۱۱۱)

## مدت نفاس میں عورت کے گھر سے باہر نکلنے کا حکم

**سوال:** بچہ کی پیدائش کے ۴۰ روز کے اندر عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** عورت بچہ کی پیدائش کے ۴۰ دن کے اندر گھر سے باہر وبوقت ضرورت شرعیہ نکل سکتی ہے۔(۳۱۰) اور بغیر ضرورت شرعیہ کے تو بچہ کی پیدائش کے علاوہ بھی باہر نہیں نکل سکتی۔(۳۱۱) عوام میں یہ غلط بات مشہور ہے کہ عورت بچہ کی پیدائش کے بعد ۴۰ دن تک گھر سے باہر بالکل نہیں نکل سکتی۔ نیز واضح رہے کہ ڈلیوری کے بعد جب نفاس کا خون آنا بند ہو جائے چاہے وہ ۴۰ دن سے پہلے ہی ہو جائے تو اس کے لیے غسل کر کے نماز پڑھنا لازمی ہے۔

يجب ان يعلم بان النفاس هو الدم الذى يخرج عقيب الولادة .....و ليس لقليله غاية

---

(۳۱۰) لم يرد النهي عن الخروج في تلك الحالة .

(۳۱۱) لقَوْلِهِ تعَالَىٰ: ﴿ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ لَسۡتُنَّ كَأَحَدٖ مِّنَ ٱلنِّسَآءِۚ إِنِ ٱتَّقَيۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِٱلۡقَوۡلِ فَيَطۡمَعَ ٱلَّذِي فِي قَلۡبِهِۦ مَرَضٞ وَقُلۡنَ قَوۡلٗا مَّعۡرُوفٗا ٣٢ وَقَرۡنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ ٱلۡجَٰهِلِيَّةِ ٱلۡأُولَىٰۖ وَأَقِمۡنَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتِينَ ٱلزَّكَوٰةَ وَأَطِعۡنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذۡهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجۡسَ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِ وَيُطَهِّرَكُمۡ تَطۡهِيرٗا ٣٣ ﴾ الأحزاب: ٣٢ - ٣٣

على ظاهر رواية أصحابنا..... و أكثر مدة النفاس مقدر بأربعين يوما عندنا -

( الفتاوى التتارخانيه ١/ ٣٩٠ ) ..... واللّٰہ تعالى أعلم (اشرف الفتاوی ص ۸۵)

## نفاس والی عورت کے چھوئے ہوئے برتنوں کو ناپاک سمجھنا

**سوال:** نفاس والی عورت جب کہ تلویث کا ڈر نہ ہو اس کے چھوئے ہوئے مٹی کے ظروف کو عقیدۃً ناپاک سمجھنا۔ رسومات کافرہ کی پابندی کرنا مثلاً لڑکے کے کان کسی بزرگ کے نام پر چھدوانا۔ حقوق العباد کو تلف کرنا اور کھا جانا۔ بطلب حقوق شدت اور سختی سے پیش آکر بحلف ان کار کرنا یہ فاسد عادتیں ایک سردار قوم کے اندر پائی جائیں تو ایسے شخص کو سردار ازروئے شریعت تصور کرنا چاہئیے یا نہیں۔ اور ایسے شخص سے مسلمانوں کو کیسا برتاؤ کرنا چاہئیے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلما:** حیض و نفاس والی عورت کے ہاتھ جب کہ ان پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو پاک ہیں اور نہ ان کے لگنے چھونے سے مٹی تانبے وغیرہ(٣١٢) کے برتن ناپاک نہیں ہوتے[١]

---

(٣١٢) عن عائشة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قالت قال لي رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ناوليني الخمرة من المسجد فقلت إني حائض قال إن حيضتك ليست في يدك.

(الجمع بين الصحيحين البخاري ومسلم رقم ٣٣٧٧ ج٤ / ١٥٦)

کسی بزرگ کے نام پر بچوں کے کان چھیدنا حرام ہے(٣١٣) کسی کا حق مارنا اور کھا جانا بھی حرام ہے (٣١٤) ایسا شخص سرداری کے لائق نہیں جو لوگوں پر ظلم کرے اور ان کے مال مارے۔(٣١٥)[٢]

فقط محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی

[١]ولا يكره طبخها ولا استعمال مامسته من عجين أو ماء أو نحوهما ( رد المحتار باب الحيض ١/ ٢٩٢ ط سعيد)

[٢]لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعى (عالمگيريه فصل فى التعزير ٢/ ١٦٧ ط ماجديه، كوئٹه) (کفایت المفتی ج ٢/ ٣٠٢-٣٠٣)

---

(٣١٣)لقوله تعالى: ﴿ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ ءَاذَانَ ٱلْأَنْعَٰمِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ ٱللَّهِ ۚ وَمَن يَتَّخِذِ ٱلشَّيْطَٰنَ وَلِيًّا مِّن دُونِ ٱللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا ﴿١١٩﴾ ﴾ النساء: ١١٩

(٣١٤)«عن أبي حميد الساعدي أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "لا يحل لامرئ أن يأخذ عصا أخيه بغير طيب نفس منه"قال ذلك لشدة ما حرم اللَّهُ من مال المسلم على المسلم.

( صحيح ابن حبان ١٣/ ٣١٧)

(٣١٥) عن عائذ بن عمرو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: سمعت رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «إن شر الرعاء الحطمة» . رواه مسلم.

(الحطمة) بضم ففتح مبالغة الحاطم من الحطم، وهو الكسر، وهو من يظلم الرعية ولا يرحمهم في البلية، وقيل: الأكول الحريص الذي يأكل ما يرى ويقضمه، ومنه الحطمة للنار الموقدة فإن من هذا دأبه يكون دنيئا في النفس ظالما بالطبع، شديد الطمع فيما في أيدي الناس. هذا خلاصة كلام القاضي (مرقاة المفاتيح ٦/ ٢٤٠٣)

# نفاس کے چند احکام

**مسئلہ:** اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے، ہر گز قضا نہ ہونے دے۔

**مسئلہ:** نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے، روزہ معاف نہیں بلکہ قضا رکھنا فرض ہے۔

**مسئلہ:** اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے(٣١٦)۔ (بہشتی زیور ج١/٢١٢)

---

(٣١٦)والنفاس في جميع ما ذكر من الأحكام كالحيض. (تبيين الحقائق ج١ / ٥٧)

ويحرم بالحيض أشياء: منها

١.[الوطء في الفرج] لقوله قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَٱعۡتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِي ٱلۡمَحِيضِۖ وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ ﴾ البقرة: ٢٢٢

٢. [وكراهية الطلاق] لقوله تَعَالَىٰ:﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ ففي تفسير الطبري( ٢٣/ ٤٣٤)

عن قتادة، قوله تَعَالَىٰ:﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِذَا طَلَّقۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ الطلاق: ١ والعدة: أن يطلقها طاهرًا من غير جماع تطليقة واحدة.

وعن مجاهد في قول ٱللَّهُ عزّ وجلّ: ﴿ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ ﴾ قال: لطهرهن.

٣.[والصلاة] عن عائشة رَضِيَٱللَّهُعَنۡهَا قالت: قال النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ: «إذا أقبلت الحيضة، فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم وصلي»(صحيح البخاري رقم الحديث ٣٣١ ج ١ / ٧٣)

☜

٤.[والصوم] لقوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم» قلن: بلى، قال: «فذلك من نقصان دينها»( صحيح البخاري رقم الحديث ٣٠٤ج١/ ٦٨)

[وتقضي الحائض والنفساء الصوم لا الصلاة] لحديث معاذة، قالت: سألت عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فقلت: ما بال الحائض تقضي الصوم، ولا تقضي الصلاة. فقالت: أحرورية أنت؟ قلت: لست بحرورية، ولكني أسأل. قالت: «كان يصيبنا ذلك، فنؤمر بقضاء الصوم، ولا نؤمر بقضاء الصلاة» ( صحيح مسلم رقم الحديث ٦٩ ج١ / ٢٦٥)

٥.[والطواف] فعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، قالت: خرجنا مع رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا نذكر إلا الحج، حتى جئنا سرف فطمثت، فدخل على رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وأنا أبكي، فقال: «ما يبكيك؟» فقلت: واللَّهِ، لوددت أني لم أكن خرجت العام، قال: «ما لك؟ لعلك نفست؟» قلت: نعم، قال: «هذا شيء كتبه اللَّهُ على بنات آدم، افعلي ما يفعل الحاج غير أن لا تطوفي بالبيت حتى تطهري» (صحيح مسلم رقم الحديث ١٢٠ج٢ / ٨٧٣)

٦.[وقراءة القرآن]فعن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الحائض، ولا الجنب شيئا من القرآن»، وفي الباب عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، حديث ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا حديث لا نعرفه إلا من حديث إسماعيل بن عياش "، عن موسى بن عقبة، عن نافع، عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لا تقرأ الجنب ولا الحائض» وهو قول أكثر أهل العلم من أصحاب النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، والتابعين، ومن بعدهم مثل: سفيان الثوري، وابن المبارك، والشافعي، وأحمد، وإسحاق، قالوا: لا تقرأ الحائض ولا الجنب من القرآن شيئا، إلا طرف الآية والحرف ونحو ذلك، ورخصوا للجنب والحائض في التسبيح والتهليل "، وسمعت محمد بن إسماعيل، يقول: «إن إسماعيل بن عياش يروي عن أهل الحجاز، وأهل العراق أحاديث مناكير، كأنه ضعف روايته عنهم فيما يتفرد به»، وقال: «إنما حديث إسماعيل بن عياش عن أهل الشأم» وقال ☜

# حیض ونفاس کے مشترک احکام

**مسئلہ:** حیض ونفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں، اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل

---

أحمد بن حنبل: «إسماعيل بن عياش أصلح من بقية، ولبقية أحاديث مناكير عن الثقات». حدثني بذلك أحمد بن الحسن، قال: سمعت أحمد بن حنبل يقول ذلك.

( سنن الترمذي ت شاكر رقم الحديث ١٣١)

.٧.[ومس المصحف] لقوله تَعَالَىٰ: لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ففي تفسيرابن كثير (٧/ ٢٠٠)

إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ﴿٧٧﴾ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٨٠﴾ (الواقعة: ٧٧ - ٨٠ ) وَقَال تَعَالَىٰ: كَلَّآ إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿١١﴾ فَمَن شَآءَ ذَكَرَهُۥ ﴿١٢﴾ فِى صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿١٣﴾ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ﴿١٤﴾ بِأَيْدِى سَفَرَةٍ ﴿١٥﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿١٦﴾ (عبس: ١١ - ١٦) ولهذا استنبط العلماء، رحمهم الله، من هاتين الآيتين: أن المحدث لا يمس المصحف، كما ورد به الحديث إن صح لأن الملائكة يعظمون المصاحف المشتملة على القرآن في الملأ الأعلى فأهل الأرض بذلك أولى وأحرى، لأنه نزل عليهم، وخطابه متوجه إليهم، فهم أحق أن يقابلوه بالإكرام والتعظيم،والانقياد له بالقبول والتسليم، لقوله تَعَالَىٰ: وَإِنَّهُۥ فِىٓ أُمِّ ٱلْكِتَٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِىٌّ حَكِيمٌ ﴿٤﴾

٨.[والدخول في المسجدواللبث فيه] جسرة بنت دجاجة قالت: سمعت عائشة تقول جاء رسول اللهﷺ ووجوه بيوت أصحابه شارعة في المسجد، فقال: وجهوا هذه البيوت عن المسجد ثم دخل النبيﷺ ولم يصنع القوم شيئا رجاء أن تنزل فيهم رخصة فخرج إليهم، فقال: "وجهوا هذه البيوت عن المسجد، فإني لا أحل المسجد لحائض ولا جنب"

(سنن أبي داود ١/ ١٦٧) و إسناده حسن.

معاف ہو جاتی ہے، پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضاواجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا، پاک ہونے کے بعد قضار کھناواجب ہے(٣١٧)۔

**مسئلہ:** فرض نماز پڑھتے ہوئے حیض یانفاس شروع ہو گیاتو وہ بھی معاف ہو گئی، پاک ہونے کے بعد اس کی قضانہ پڑھے۔ اگر نفل یاسنت نماز میں حیض یانفاس شروع ہوا تو اس کی قضاپڑھناہو گی۔

**مسئلہ:** اگر نماز کے آخری وقت میں حیض یانفاس شروع ہوااور ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی تو بھی معاف ہو گئی۔(٣١٨)

---

(٣١٧)يحرم بالحيض والنفاس ثمانية أشياء الصلاة والصوم وقراءة آية من القرآن ومسها إلا بغلاف ودخول مسجد والطواف والجماع والاستمتاع بما تحت السرة إلى تحت الركبة(نورالإيضاح ص ٣٢)

(٣١٨ ) ولو شرعت تطوعا فيهما فحاضت قضتهما خلافا لما زعمه صدر الشريعة بحر.

(الد رالمختار ١/ ٢٩١)

(قوله ولو شرعت تطوعا فيهما) أي في الصلاة والصوم أما الفرض ففي الصوم تقضيه دون الصلاة وإن مضى من الوقت ما يمكنها أداؤها فيه لأن العبرة عندنا لآخر الوقت كما في المنبع.

(رد المحتار ١/ ٢٩١)

# استحاضہ کے احکام

## استحاضہ کی تعریف اور صورتیں

اکثر مدتِ حیض (دس دن)(٣١٩) اور اکثر مدتِ نفاس (چالیس دن)(٣٢٠) کے بعد کم سے کم مدت طہر (پاکی) کے درمیان جو خون ظاہر ہو اگر اس کو پہلی مرتبہ خون آیا ہو تو جس قدر خون اکثر مدتِ

---

(٣١٩)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحيض ثلاث، وأكثره عشر»(المعجم الكبير للطبراني ج٨ص١٢٩)

عن أبي أمامة الباهلي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «لا يكون الحيض للجارية والثيب التي قد أيست من الحيض أقل من ثلاثة أيام ولا أكثر من عشرة أيام فإذا رأت الدم فوق عشرة أيام فهي مستحاضة فما زاد على أيام أقرائها قضت ودم الحيض أسود خاثر تعلوه حمرة ودم المستحاضة أصفر رقيق(سنن الدار قطني١/ ٤٠٥)

(٣٢٠)عن أم سلمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «كانت النفساء على عهد رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تقعد بعد نفاسها أربعين يوما أو أربعين ليلة وكنا نطلي على وجوهنا الورس تعني من الكلف»

(سنن أبي داود ج١ص٨٣)

وعن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وقت النفاس أربعون يوما إلا أن ترى الطهر قبل ذلك»(سنن الدار قطني١/ ٤٠٨)

حیض یا نفاس کے بعد ظاہر ہوا وہ استحاضہ ہے(٣٢١) اور اگر اس کی عادت مقرر ہے تو عادتِ معمولہ کے بعد جس قدر ظاہر ہوا وہ استحاضہ ہے، اور اسی طرح وہ خون جو کم سے کم مدتِ حیض سے کم ہو، اور جو خون بہت بوڑھی عورت سے ظاہر ہو، یا بہت چھوٹی لڑکی سے (نو سال سے قبل) ظاہر ہو، اور وہ خون جس کو حاملہ عورت دورانِ حمل میں دیکھے چاہے جتنے دن آئے یا ولادت کی حالت میں بچہ نکلنے سے قبل دیکھے وہ استحاضہ ہے، مختصر یہ ہے کہ جو خون حیض اور نفاس کی صفت سے باہر ہو وہ استحاضہ ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس میں بد بو نہیں ہوتی اور حیض کے خون میں بدبو ہوتی ہے اور اس (استحاضہ) کی مندرجہ ذیل بارہ صورتیں ہیں:

١۔ جو اقل مدتِ حیض (تین دن) سے کم ہو،(٣٢٢)

٢۔ جو اکثر مدتِ حیض (دس دن) سے زیادہ ہو(٣٢٣)،

٣۔ اکثر مدتِ نفاس (یعنی چالیس روز) سے زیادہ ہو(٣٢٤)،

٤و٥۔ حیض و نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور دونوں کی اکثر مدت سے تجاوز کر جائے(٣٢٥)

---

(٣٢١)عن فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها كانت تستحاض فقال لها رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إذا كان دم الحيض فإنه دم أسود يعرف فأمسكي عن الصلاة، فإذا كان الآخر فتوضئي فإنما هو عرق»(سنن النسائي ج١ص١٢٣)

(٣٢٢)أقل الحيض ثلاثة ايام ولياليها وما نقص من ذلك فهو استحاضة.(الهداية ج١ص٣٢)

(٣٢٣)" وأكثره عشرة أيام ولياليها والزائد استحاضة "(الهداية ج١ص٣٢)

(٣٢٤)وأما إذا كان لها عادة وتجاوز عادتها حتى زاد على أكثر الحيض والنفاس فإنها تبقى على عادتها والزائد استحاضة(مراقي الفلاح ص٦١)

(٣٢٥)وأقل النفاس لا حد له وأكثره أربعون يوماً وما زاد على ذلك فهو استحاضة(القدوري ص ٢٠)

٦۔ حاملہ کا خون دورانِ حمل میں چاہے جتنے دن آئے۔(٣٢٦)

٧۔ صغیرہ یعنی نو برس سے کم عمر کی لڑکی کو جو خون آئے۔(٣٢٧)

٨۔ آئسہ یعنی جو عورت پچپن برس سے زیادہ عمر کی ہو جائے اور اس کو جو خون آئے (بشرطیکہ وہ قوی نہ ہو)(٣٢٨)یعنی زیادہ سرخ وسیاہ نہ ہو جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

٩۔ مدتِ طہر (یعنی پندرہ روز) سے کم وقفہ ہونا (اگر کسی عورت کو چالیس دن نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں ہے اس لئے نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن سے کم تک حیض نہیں ہوتا بلکہ پورے پندرہ دن کا وقفہ ہے)

١٠۔ پچھلے راستہ (دبر) سے جو خون آئے۔(٣٢٩)

---

(٣٢٦)والدم الذي تراه الحامل ابتداء أو حال ولادتها قبل خروج الولد استحاضة " وإن كان ممتدا. (الهداية ١/ ٣٥)

(٣٢٧) (وما تراه) صغيرة دون تسع على المعتمد وآيسة على ظاهر المذهب (حامل) ولو قبل خروج أكثر الولد (استحاضة.) (شامي ج١ص٢٨٥)

(٣٢٨) الوقت وهو من تسع سنين إلى الإياس. هكذا في البدائع الإياس مقدر بخمس وخمسين سنة وهو المختار. كذا في الخلاصة وهو أعدل الأقوال. كذا في المحيط وعليه الاعتماد. كذا في النهاية والسراج الوهاج وعليه الفتوى. هكذا في معراج الدراية فما رأت بعدها لا يكون حيضا في ظاهر المذهب والمختار أن ما رأته إن كان دما قويا كان حيضا. كذا في شرح المجمع لابن الملك(الهندية ج١ص٣٦)

(٣٢٩)فإن رأته من الدبر لا يكون حيضا ويستحب أن تغتسل عند انقطاع الدم كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية ١/ ٣٦)

١١۔ جو خون ولادت کے وقت بچہ ظاہر ہونے سے پہلے آئے اگر آدھا بچہ باہر آگیا ہو تب بھی استحاضہ ہے، آدھے سے زیادہ باہر آنے پر نفاس ہو جائے گا۔(٣٣٠)

١٢۔ بالغ ہونے پر پہلی دفعہ حیض آیا اور وہ بند نہیں ہوا تو ہر مہینے میں پہلے دس روز حیض کے شمار ہوں گے اور بیس روز استحاضہ کے شمار ہوں گے اسی طرح جس کو پہلی دفعہ نفاس آیا اور خون بند نہیں ہوا تو پہلے چالیس روز نفاس کے شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ(٣٣١)۔ (عمدۃ الفقہ ج١/٢٤٦)

## استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم وہی ہے جو نکسیر کا ہے(٣٣٢)، ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے، نماز اور

---

(٣٣٠)(وما تراه الحامل حال الحمل، وعند الوضع قبل خروج أكثر الولد استحاضة) لأن الحيض دم، وبالحبل ينسد فم الرحم فما تراه حينئذ يكون استحاضة روى خلف عن الشيخين أن الدم الذي تراه بعد خروج أكثر الولد نفاس لأن للأكثر حكم الكل. (مجمع الأنهر ١/ ٥٥)

(٣٣١) (قوله: ولو مبتدأة فحيضها عشرة ونفاسها أربعون) أي لو كانت المستحاضة ابتدأت مع البلوغ مستحاضة(بحر ج١ص٢٢٥)

(٣٣٢)عن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: «إذا تطهرت المرأة من المحيض، ثم رأت بعد الطهر ما يريبها، فإنما هي ركضة من الشيطان في الرحم. فإذا رأت مثل الرعاف، أو قطرة الدم، أو غسالة اللحم، توضأت وضوءها للصلاة، ثم تصلي فإن كان الدم عبيطا الذي لا خفاء به، فلتدع الصلاة»

( سنن الدارمي رقم ٩٠٢ ج١/ ٦٣٨)إسناده حسن من أجل الحارث الأعور

وعن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت يا رسول اللَّهِ إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا إنما ذلك عرق وليس بحيض فإذا أقبلت حيضتك فدعي الصلاة وإذا أدبرت فاغسلي عنك ☜

روزے قضا کرنا جائز نہیں اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔(۳۳۳)

[ اگر استحاضہ کی بیماری اتنی مسلسل ہو کہ معذور کے حکم میں داخل ہو جائے تو اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے۔]

## تین دن سے کم خون آنا حیض شمار نہیں ہو گا بلکہ وہ استحاضہ ہے

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت جس کی عمر تقریباً پینتیس سال ہے اور اسے ہر ماہ صرف دو دِن خون آتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ خون حیض شمار ہو گا یا نہیں؟ اور جن دنوں میں یہ خون آتا ہو، ان دنوں میں عورت کیلئے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح دیگر احکامات مثلاً تلاوت وغیرہ کرنا، قرآن پاک چھونا جائز ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** شریعت میں حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس رات ہے جو خون تین دن تین رات سے کم یا دس دن دس رات سے زیادہ

---

الدم ثم صلي قال وقال أبي ثم توضئي لكل صلاة حتى يجيء ذلك الوقت.

(صحيح البخاري رقم٢٢٨ ج١/ ٥٥)

وعن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في «المستحاضة تدع الصلاة أيام أقرائها، ثم تغتسل وتصلي، والوضوء عند كل صلاة» قال أبو داود: «زاد عثمان وتصوم وتصلي»(سنن أبي داود رقم ٢٩٧ ج١/ ٨٠)حديث صحيح

(٣٣٣ ) عن عكرمة قال: كانت أم حبيبة تستحاض، فكان زوجها يغشاها.

(سنن أبي داود ١/ ٢٢٧)

عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا في «المستحاضة لم ير بأسا أن يأتيها زوجها» (سنن الدارمي ١/ ٦١٧)

آئے تو وہ خون حیض کا شمار نہیں ہو گا وہ استحاضہ کا خون ہے(۳۳٤) اور استحاضہ کا حکم پاکی کا ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں وہ عورت جس کو ہر ماہ صرف دو دن خون آتا ہے یہ خون حیض کا شمار نہیں ہو گا لہٰذا یہ عورت جس طرح پاکی کے ایام میں فرائض (نماز، روزہ وغیرہ) ادا کرتی ہے اسی طرح ان دنوں میں بھی فرائض ادا کرے گی اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا یا باوضو اسے چھونا سب اس کے لیے جائز ہو گا۔ البتہ اس پر معذور کے احکامات آئیں گے۔

لما فی بدائع الصنائع(۱/ ۲۸۸): ولنا ماروی أبو أمامة الباهلی- رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ- عن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أنه قال" أقل ما یکون الحیض للجاریة الثیب والبکر جمیعا ثلاثة أیام، و أکثر ما یکون من الحیض عشرة أیام وما زاد علی العشرة فهو استحاضة" وهذا حدیث مشهور، وروی عن جماعة من الصحابة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ... وأما الثانی فذکر فی ظاهر الروایة أن أقل الحیض ثلاثة أیام ولیالیها.

وفی الدر المختار(۱/ ۲۸٤): و(أقله ثلاثة أیام ولیالیها) الثلاث، فالإضافة لبیان العدد المقدر بالساعات الفلکیة لا للاختصاص، فلا یلزم کونها لیالی تلک الأیام وکذا قوله(و أکثره عشرة) بعشر لیال کذا رواه الدار قطنی وغیره- (نجم الفتاوی ج۲/ ۱۷۸)

## پہلے پانچ دن خون آتا تھا اب ایک رات آکر بند ہو جاتا ہے تو کیا حکم ہے

**سوال:** ایک عورت کو ہر تین ماہ پر خون آتا ہے پہلے پانچ دن کی عادت تھی لیکن اب ایک رات خون

---

(۳۳٤) عن أبي أمامة رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عن النبي صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال: «أقل الحیض ثلاث، وأکثره عشر»(المعجم الکبیر للطبراني ج۸ص۱۲۹)

آکر موقوف ہو جاتا ہے۔ بہشتی زیور میں مسئلہ ہے کہ تین دن اور تین رات سے کم جو خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے بیماری کا خون ہے عورت مذکورہ کو جو خون آتا ہے اس کو کیا کہا جائے۔ حیض یا استحاضہ ؟ عورت کی عمر ۳۵ سال ہے۔ نماز، تلاوت کے لئے کیا کیا جائے۔ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** تین دن اور تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے ہدایہ میں ہے أقل الحيض ثلاثة أيام ولياليها وما نقص من ذلک فهو استحاضة. (هدايه ١/ ٥٤) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (فتاوی رحیمیہ ج۴/۴۶)

## تین دن ماہواری آکر دس دن کے بعد پھر آنے والے خون کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت کو رمضان المبارک میں حیض تین دن تک رہا پھر وہ پاک ہو گئی پھر اس نے دس روزے رکھے پھر حیض شروع ہو گیا اور ایک دن رہا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ یہ حیض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ایک مہینے میں دو مرتبہ حیض کس طرح آیا؟ اگر استحاضہ ہے تو پھر جو روزے رکھے ہیں وہ ہو گئے ہیں یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مذکورہ عورت کو جب مکمل تین دن ورات خون (حیض) آیا پھر وہ پاک ہو گئی تو اس کا حیض ختم ہو گیا۔ دس روزے رکھنے کے بعد جو خون آیا وہ حیض نہیں(۳۳۵) بلکہ استحاضہ ہے اور جو دس روزے اس نے رکھے ہیں وہ بھی ہو گئے ہیں لہٰذا عورت نے اگر استحاضہ کے دوران نمازیں نہیں پڑھیں تو روزہ کی قضا کے ساتھ ساتھ نمازوں کی قضا بھی کرے۔

---

(۳۳۵)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث **وأكثره عشر** (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه(مرتب جامع الفتاوی)

لما فی خلاصة الفتاوىٰ(١/ ٢٣٣):الفاصل بين الدمين الطهر إذا كان أقل من خمسة عشر يوما لا يعتبر ولا يصير فاصلا بين الدمين ويصير كالدم المتوالى عند أبي يوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ و إذا كان خمسة عشر يوما أو أكثر يعتبر فاصلا-

وفی الهندية(١/ ٣٦): أقل الحيض ثلاثة أيام وثلاث ليال فی ظاهر الرواية هكذا فی التبيين و أكثره عشرة أيام ولياليها كذا فی الخلاصة...(١/ ٣٧)

روى أبو يوسف عن أبي حنيفة رَحِمَهُ ٱللَّهُ أن الطهر المتخلل بين الدمين إذا كان أقل من خمسة عشر يوما لم يفصل و كثير من المتاخرين أفتوا بهذه الرواية لأنها أسهل على المفتى والمستفتى... وإلاخذ بهذا أيسر كذا فی الهداية وعليه استقر رأى الصدر الشهيد حسام الدين وبه يفتى كذا فی المحيط.

وفی الدر المختار(١/ ٢٨٤-٢٨٥): والحيض دم صحة شمنى و(أقله ثلاثة أيام بلياليها)... (و أكثره عشرة) بعشر ليال ... (والناقص) عن أقله (والزائد) على أكثره... (استحاضة و أقل الطهر) بين الحيضتين أو النفاس والحيض (خمسة عشر يوما) ولياليها إجماعا(ولا حد لأكثره).

وفی كتاب الفقه(١/ ١٢٩): فلو حاضت المرأة ثم انقطع حيضها بعد ثلاثة أيام مثلا واستمر منقطعا إلى أربعة عشر يوما أو أقل ثم رأت الدم لا يكون حيض.

وفيه أيضاً(١/ ١٣٠): وحكم الاستحاضة أنها لا تمنع شيئاً من الأشياء التى يمنعها الحيض والنفاس الخ- (نجم الفتاوی ج ٢/ ١٧٩-١٨٠)

## عادت والی عورت کو کبھی دس دن کبھی گیارہ دن خون آئے تو کیا کرے؟

**سوال:** ایک عورت کو پانچ دن عادت حیض کی تھی بعد میں کبھی دس دن خون آتا کبھی گیارہ دن۔ تو

پانچ دن کے بعد یہ بحکم حائضہ ہے یا طاہرہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر دس دن کے اندر اندر خون آیا ہے تو کل حیض شمار ہو گا (٣٣٦) اور اگر دس دن سے تجاوز کر گیا تو صورت مذکورہ میں ایام عادت یعنی پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ شمار ہو گا(٣٣٧)۔ ہدایہ و شرح وقایہ۔ فقط (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦١-٢٦٢)

## استحاضہ والی عورت کن تاریخوں کو طہر شمار کرے

**سوال:**(١) ایک عورت استحاضہ کے مرض میں عرصہ سے مبتلا ہے، خون برابر جاری رہتا ہے۔ مہینہ میں کبھی کبھی دو تین دن کا وقفہ ہوتا ہے کبھی وہ بھی نہیں اور اپنی قدیم عادت بھی اسے یاد نہیں ہے۔

٢- مہینہ کی کن تاریخوں کو وہ طہر شمار کرے اور کن تاریخوں کو حیض سمجھے؟

٣- کن دنوں میں نماز روزہ تلاوت کی پابندی کرے اور کن دنوں میں نہ کرے؟

٤- جن دنوں میں اس پر نماز روزہ فرض ہے اس کی تعیین فرمائیں۔

٥- جن دنوں میں وہ نماز پڑھ سکتی ہے ان دنوں میں وہ وضو کر کے قرآن پاک کی تلاوت کر سکتی ہے اور قرآن پاک چھو سکتی ہے یا نہیں؟

٦- طہر اور حیض کے دنوں کی تشریح فرمائیں اور قرآن پاک کی تلاوت کے حکم کو بھی واضح فرمائیں۔

---

(٣٣٦)عن أبي أمامة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال : أقل الحيض ثلاث وأكثره عشر (رقم٧٥٨٦ المعجم الكبير ج٨ / ١٢٩) حسن لتعدد طرقه (مرتب)

(٣٣٧)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سألت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: إني أستحاض فلا أطهر، أفأدع الصلاة، فقال: «لا إن ذلك عرق، ولكن دعي الصلاة قدر الأيام التي كنت تحيضين فيها، ثم اغتسلي وصلي»(صحيح البخاري رقم ٣٢٥ج١/ ٧٢)

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** ایسی عورت تحری کرے یعنی اگر اس کو اپنی عادت قدیمہ یاد نہیں اور لون سے بھی نہیں پہچانتی تو دل پر بہت زور ڈال کر غور کرے اور خوب سوچے اور اللہ سے دعا کرے، پھر جن ایام کے متعلق اس کا دل گواہی دے کہ یہ حیض کے ایام ہیں ان کو حیض کا زمانہ تصور کرلے(٣٣٨) ان میں نماز نہ پڑھے نہ روزہ رکھے نہ تلاوت کرے نہ قرآن پاک کو ہاتھ لگائے

---

(٣٣٨)عن حمنة بنت جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش، فقلت: يارسول اللَّهِ إني أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما تأمرني فيها، فقد منعتني الصيام والصلاة؟ قال: أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم قالت: هو أكثر من ذلك، قال: فتلجمي قالت: هو أكثر من ذلك، قال: فاتخذي ثوبا قالت: هو أكثر من ذلك، إنما أثج ثجا، فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سآمرك بأمرين: أيهما صنعت أجزأ عنك، فإن قويت عليهما فأنت أعلم فقال: إنما هي ركضة من الشيطان، فتحيضي ستة أيام أو سبعة أيام في علم ثم اغتسلي، فإذا رأيت أنك قد طهرت واستنقأت فصلي أربعا وعشرين ليلة، أو ثلاثا وعشرين ليلة وأيامها، وصومي وصلي، فإن ذلك يجزئك، وكذلك فافعلي، كما تحيض النساء وكما يطهرن، لميقات حيضهن وطهرهن، فإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجلي العصر، ثم تغتسلين حين تطهرين، وتصلين الظهر والعصر جميعا، ثم تؤخرين المغرب، وتعجلين العشاء، ثم تغتسلين، وتجمعين بين الصلاتين، فافعلي، وتغتسلين مع الصبح وتصلين، وكذلك فافعلي، وصومي إن قويت على ذلك فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وهو أعجب الأمرين إليَّ.هذا حديث حسن صحيح.

(سنن الترمذي رقم ١٢٨ج١/ ١٨٨)

☜

(٣٣٩)۔ان ایام کے علاوہ بقیہ ایام میں یہ سب کام کرے گی، البتہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے گی اور اس وضو سے نماز فرض، سنت، نفل سب کچھ پڑھے گی اور تلاوت بھی کرے گی، قرآن پاک کو ہاتھ بھی لگائے گی۔[١] اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے اور پریشانی دور کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]ومن نسيت عادتها وتسمى المحيرة والمضلة.....وحاصله أنها تتحرى أي إن وقع تحريها على طهر تعطى حكم الطاهرات وإن كان على حيض تعطى حكمه أي لأن غلبة الظن من الأدلة الشرعية، درمختار مع الشامی زکریا ص ٤٨٠ج١، باب الحيض.

(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٢٦-٢٢٧)

## طہر کا مطلب کیا ہے اور اگر تین ماہ مسلسل خون آئے تو اس کے حیض کا کیسے حساب ہو گا؟

**سوال:** معنی طُہر چیست۔ اگر زنے را بلاناغہ تا مدت سہ ماہ خون رواں باشد مدت حیضش چگونہ محسوب گر دد از ابتداء ماہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حیض معتادہ موافق عادت او گرفتہ باقی را حکم طہر باید داد، واگر معتادۃ نیست مبتدئہ ہست دہ روز کہ اکثر حیض است از ہر ماہ حیض شمردہ در باقی بست روز نماز وروزہ

---

(قوله:فتحيضي ستة أيام أو سبعة أيام (أو) تمثيلا لا تخصيصا كما في حاشية المشكاة للشيخ نصيرالدين ص ٥٩ (مطبوعة المكتبة الحقانية )

(٣٣٩) عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: لا تقرأ الحائض، ولا الجنب شيئا من القرآن.(ترمذي ج١ص١٩٤)

بکند۔وے کہ زائد از اکثر مدت حیض است یا زائد از عادت معتادہ است آں استحاضہ است نماز وروزہ دراں واجب است و معنی طہر عدم حیض و تفصیل مسائل حیض واستحاضہ و معتادہ مبتدئہ از کتب فقہ باید۔ [۱]فقط

[۱]وأكثره عشرة بعشر ليال كذا رواه الدار قطنى وغيره والناقص عن أقله والزائد على أكثره أو أكثر النفاس أو على العادة وجاوز أكثرهما وما تراه صغيرة دون تسع على المعتمد وآيسة على ظاهر المذهب وحامل الخ استحاضة و أقل الطهر بين الحيضتين أو النفاس والحيض خمسة عشر يوما و لياليها إجما عا ولا حد لأ كثره الخ (الدر المختارعلى هامش ردالمحتارباب الحيض ج۱ ص ۲٦۲ وج۱ ص ۲۹۳-ط-س-ج۱ص۲۸٤)ظفير

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲٦۱)

**ترجمہ سوال:** طہر کے کیا معنی ہے اور اگر کسی عورت کو مسلسل تین ماہ تک خون جاری ہو تو اس کے حیض کا حساب کس طرح ہو گا مہینے کی ابتداء سے؟

**ترجمہ جواب:** معتادہ کے حیض کو عادت کے موافق شمار کر کے باقی کو طہر کا حکم دیا جائے گا اور اگر معتادہ نہیں بلکہ مبتدئہ ہے تو دس دن حیض کے جو اکثر حیض ہے ہر ماہ میں شمار کر کے باقی بیس دنوں میں نماز روزے کا اہتمام کریں وہ (خون) جو اکثر مدت حیض یا معتادہ کی عادت سے زیادہ ہو وہ استحاضہ ہے اس میں نماز روزہ واجب ہے، طہر کے معنی حیض کا نہ ہونا ہے اور حیض واستحاضہ، معتادہ ومبتدئہ کے مسائل کتبِ فقہ سے معلوم کئے جائیں۔

## ولادت سے قبل خروج ماء کا حکم

**سوال:** میرے گھر میں ولادت سے دس بارہ گھنٹے بیشتر پانی جاری ہے جو ولادت کے وقت سے کچھ پہلے بند ہوا، پائجامے بالکل تر ہو جاتے تھے، اور متعدد پائجامے تبدیل کرنے پڑے، اس حالت میں نماز

پڑھناچاہیے تھی یانہیں؟اگر نماز پڑھی جاتی تو بھی وہ پانی برابر جاری رہتا۔

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** یہ پانی نفاس یا حیض نہیں(٣٤٠)بلکہ رطوبت نجسہ ہے،اس کانکلنا مانع صلوٰۃ نہیں،بلکہ اس کے باوجود بھی نماز پڑھناضروری ہے،اور اگر نماز کے پورے وقت میں کوئی زمانہ ایسانہ مل سکے جو اس رطوبت سے خالی ہو تو اس صورت میں معذور ہوں گی،اور اس رطوبت کے خروج کے ساتھ نماز صحیح ہو گی،مگر یہ ضروری ہے کہ اگر گدی رکھنے سے تکلیف نہ ہو اور گدی رکھنے سے فرج خارج میں رطوبت نہ آئے تو اس حالت میں گدی کانماز اور وضو سے پہلے رکھناواجب ہو گا، ١٨ذی الحجہ ٤٤ھ (امداد الاحکام ج١/٣٦٤)

## دورانِ حمل آنے والے خون کا حکم

**سوال:** کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے پانچ سال کے بعد دوبارہ حمل ٹھہرا ہے ایک بیٹی ہے چار سال کی،رسولی بھی ہے اور خون کی شکایت بھی ہو جاتی ہے،درد بھی ہوتا ہے ،تو میں ایسی صورت میں نماز اور قرآن پڑھ سکتی ہوں؟ اور کوئی دعا یا کچھ پڑھنے کو بتادیں،اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ میرے بچے کے اعضاء پورے بنائے اور نیک بیٹا عطا کرے آپ بھی دعا کروادیں۔کسی حضرت نے بتایا ہے کہ دن میں کسی بھی وقت پانچ تسبیحات "لاحول ولا قوۃ" کی آدھے گلاس پانی پر دم کرکے پیو رسولی وہیں ٹھہر جائے گی۔آپ بھی کچھ وظائف بتادیں اور دعاؤں میں بھی یاد رکھئے۔اور مجھے چلنے پھرنے سے خون کی شکایت ہو جاتی ہے؟کوئی دعابتائیں تاکہ یہ

---

(٣٤٠)هذا الماء ليس بحيض لأنها حامل والحامل لاتحيض وليس باستحاضة لأنه ليس بدم وإنما هي رطوبة نجسة. (مرتب عفا اللّٰہ عنه)

بند ہو جائے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حمل کی حالت میں نکلنے والا خون استحاضہ یعنی بیماری کا خون کہلاتا ہے لہٰذا آپ کو خون حمل ٹھہرنے کے بعد آرہا ہے اس لئے یہ استحاضہ ہے(٣٤١) استحاضہ والی عورت پاک ہوتی ہے(٣٤٢) لہٰذا آپ وضو کرکے اور خون سے صفائی حاصل کرکے نماز بھی پڑھ سکتی ہیں اور تلاوت بھی کر سکتی ہیں، لیکن اگر وضو کے بعد دوبارہ خون نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ وضو کرکے آپ زیادہ نہ چلیں اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی وجہ سے بھی خون جاری ہو جاتا ہے تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھیں۔

سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ، اس کے اوّل و آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کرکے

---

(٣٤١)عن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ورفعه أنه قال في سبايا أوطاس:"لا توطأ حامل حتى تضع، ولا غير ذات حمل حتى تحيض حيضة"(سنن أبي داود ٣/ ٤٨٦)

وقد يستدل بهذا الحديث من يرى أن الحامل لا تحيض وأن الدم الذي تراه أيام حيضها غير محكوم له بحكم الحيض في ترك الصلاة والصيام، قال وذلك لأنه جعل الحيض دليل براءة الرحم فلو صح وجوده مع الحمل لانتقضت دلالته في الاستبراء ولم يكن للفرق الذي جاء في هذا الحديث بينهما معنى، وإلى هذا ذهب أصحاب الرأي. (معالم السنن ٣/ ٢٢٥)

(٣٤٢)عن علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: «إذا رأت المرأة بعد ما تطهر من الحيض مثل غسالة اللحم، أو قطرة الرعاف، أو فوق ذلك أو دون ذلك، فلتنضح بالماء، ثم لتتوضأ ولتصل ولا تغتسل، إلا أن ترى دما غليظا فإنما هي ركضة من الشيطان في الرحم».

(مصنف ابن أبي شيبة ترقيم عوامة ١٠٠٠ ج١/ ٩٣)

**پئیں اور شفایابی کا یقین اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ جلد صحت یابی عطا فرمائیں گے، ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نیک صالح نرینہ اولاد عطا فرمائے، آمین۔**

لما فی مشکوة المصابیح(١/ ٥٧): عن النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال فی المستحاضة تدع الصلوة أیام أقرائها التی کانت تحیض فیها ثم تغتسل وتتوضأ عند کل صلوة وتصوم وتصلی.

وفی الترمذی(٢/ ٢٦):عن أبي سعید رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال بعثنا رسول اللّٰہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فی سریة فنزلنا بقوم فسألناهم القری فلم یقرونا فلدغ سیدهم فأتونا فقالوا هل فیکم من یرقی من العقرب قلت نعم أنا ولکن لا أرقیه حتی تعطونا غنماً قالوا فإنا نعطیکم ثلاثین شاة فقبلنا فقرأت علیه الحمد سبع مرات فبرأ وقبضنا الغنم قال فعرض فی أنفسنا منها شیئ فقلنا لا تعجلواحتی تأتوا رسول اللّٰہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال فلما قدمنا علیه ذکرت له الذی صنعت قال وما علمت أنها رقیة اقبضوا الغنم واضربوا لی معکم بسهم-

وفی الفتاوی الهندیة(١/ ٣٧ ـ٣٨ ):لو رأت الدم بعد أکثر الحیض والنفاس فی أقل مدة الطهر فما رأت بعد الأکثر إن کانت مبتدأة وبعد العادة إن کانت معتادة استحاضة... وکذا ما تراه الحامل ابتداءً أو حال ولادتها قبل خروج الولد کذا فی الهدایة... (صـ٣٩) ودم الاستحاضة کالرعاف الدائم لایمنع الصلاة ولا الصوم ولا الوطء.

وفی الشامیة(١/ ٢٩٨): (قوله وقتاً کاملاً) ظرف لقوله دائم، الأولی عدم ذکر هذا القید: أی قید الدوام لأنه فی حکمه فی الدوام وعدمه (قوله لا یمنع صوما الخ) أی ولا قراءة ومس مصحف ودخول مسجد، وکذا لا تمنع عن الطواف إذا أمنت من اللوث-

(نجم الفتاوی ج ٢/ ١٨٢-١٨٣)

## دم نفاس اگر چالیس روز سے بڑھ جائے

**سوال:** ایک عورت کی عادت نفاس کبھی ایک ماہ کبھی اس سے کچھ کم ہے، مگر اس مرتبہ خون چالیس روز سے زیادہ بڑھ گیا اور رنگ اس کا اس خون حیض کے مشابہ ہے جو ہر ماہ اس کو پانچ روز آتا ہے اور تاریخیں بھی اس وقت خون حیض ہی کی ہیں جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعد انقطاع دم نفاس دم حیض جاری ہو گیا ہے اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** قال فی منهل الواردين من بحار الفيض علىٰ ذخر المتأهلين فی مسائل الحيض وأكثره أي النفاس أربعون يوما وقد علم إجمالا مما مر من بيان أكثر الحيض والنفاس وأن الزائد عليهما لايكون حيضاً ولا نفاساً وأن الدم الصحيح لايعقبه دم صحيح وحينئذ فالحيضان لايتواليان بل الثانی منهما استحاضة وكذا فی الأخيرين فی قوله وكذا النفاسان والنفاس والحيض بل لابد من طهرتام فاصل بينهما أي بين كل اثنين من الحيضين والنفاسين والحيض والنفاس اه (ص ٧٧و٧٨) وفی ردالمحتار فی حكم المتحيرة المبتدأة ونفاسها أربعون ثم عشرون طهرها إذ لايتوالی نفاس وحيض اه (ص ٢٩٤ج ١) پس صورت مذکورہ میں اس کا نفاس عادت سابقہ کے موافق شمار ہو کر باقی دم استحاضہ ہے، حیض نہیں، کیونکہ نفاس کے بعد جب تک پندرہ دن پورے نہ گزر جائیں اس وقت تک حیض نہیں ہو سکتا، ہاں اگر نفاس کے پندرہ دن کے بعد بھی خون آتا رہا اور وہ تاریخیں حیض کی ہوں تو اس کو حیض کہا جائے گا۔ (امداد الاحکام ج١/٣٦٢-٣٦٣)

## مستحاضہ پر استنجاء لازم ہے یا نہیں؟

سوال: اگر کسی عورت کو استحاضہ کا خون آتا ہو، اور راستے میں نماز کی ضرورت پیش آجائے تو کیا اس پر

استنجاءلازم ہے یانہیں؟

**الجواب حامداًومصلیاًومسلماً:** مستحاضہ ہر نماز کے وقت وضو کرے استنجاءاس پر لازم نہیں ہے اِلا یہ کہ وضو سے پہلے پیشاب یاپاخانہ کیاہو۔

در مختار میں ہے :ودم استحاضة حكمه كرعاف دائم وقتاً كاملاً لايمنع صوماً وصلوةً ولونفلاً وجماعاًلحديث"توضئى وصلى وإن قطرالدم على الحصير"(الدرالمختار١/ ٢٩٨)

البحرالرائق میں ہے:

قوله وتتوضأ المستحاضة ومن به سلس البول...لوقت كل فرض وقيد بالوضوء لأنه لايجب عليها الاستنجاء لوقت كل صلوة كذا فى الظهيرية أيضاً- (البحرالرائق١/ ٢١٥)

البتہ اگر شرم گاہ کے اطراف میں خون لگا ہوا ہو اور مقدار میں ایک درہم سے زائد ہو تو اس کا ازالہ ضروری ہے۔(٣٤٣)

---

(٣٤٣)عن أسماء ابنة أبي بكر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أن امرأة سألت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الثوب يصيبه الدم من الحيضة؟ فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : حتيه، ثم اقرصيه بالماء، ثم رشيه، وصلي فيه.وفي الباب عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وأم قيس بنت محصن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

حديث أسماء في غسل الدم حديث حسن صحيح.وقد اختلف أهل العلم في الدم يكون على الثوب فيصلي فيه قبل أن يغسله:

فقال بعض أهل العلم من التابعين: إذا كان الدم مقدار الدرهم فلم يغسله وصلى فيه أعاد الصلاة.وقال بعضهم: إذا كان الدم أكثر من قدر الدرهم أعاد الصلاة، وهو قول سفيان الثوري، وابن المبارك.ولم يوجب بعض أهل العلم من التابعين وغيرهم عليه الإعادة وإن كان ☜

فتاوی قاضی خان میں ہے:

النجاسة نوعان ... والغليظة إذا زادت على قدرالدرهم تمنع جوازالصلوة-

(فتاوى قاضى خان ١/ ١٨)

بدائع الصنائع میں ہے:

ولنا ماروى عن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أنه سئل عن القليل من النجاسة فى الثوب فقال إذاكان مثل ظفرى هذا لايمنع جوازالصلوة ولأن القليل من النجاسة مما لايمكن الاحترازعنه ... ولأنا أجمعنا على جوازالصلوة بدون الاستنجاء بالماء... ولهذا قدرنا بالدرهم على سبيل الكناية عن موضع خروج الحدث-(بدائع الصنائع ١/ ٧٩)-واللہ أعلم

(فتاوی دارالعلوم زکریا ج١/٥٤٣-٥٤٤)

## مستحاضہ کے کپڑوں اور بدن کی پاکی کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری ماہواری کے ایام سات ہیں جو نو تاریخ سے شروع ہو کر سولہ تاریخ تک رہتے ہیں اب میرے ساتھ یہ مسئلہ ہو گیا

---

أكثر من قدر الدرهم، وبه يقول أحمد، وإسحاق.وقال الشافعي: يجب عليه الغسل وإن كان أقل من قدر الدرهم، وشدد في ذلك. (سنن الترمذي ت بشار رقم ١٣٨ ج١/ ٢٠١)

وعن إبراهيم، قال: «إذا كان الدم قدر الدرهم والبول وغيره، فأعد صلاتك، وإن كان أقل من قدر الدرهم، فامض على صلاتك» وقال محمد: يجزئه صلاته حتى يكون ذلك أكثر من قدر الدرهم الكبير المثقال فإذا كان كذلك لم تجزئه صلاته، وهو قول أبي حنيفة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

(الآثار لمحمد بن الحسن رقم ١٤٦ ج١/ ٣٧٧)

ہے کہ عام ایام میں بھی آگے کے راستہ سے پانی کی طرح ایک رطوبت بہتی رہتی ہے، اس رطوبت کا کیا حکم ہو گا اگر یہ کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو ان کو دھونا لازم ہو گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ہر وہ عورت جس کو ایام مخصوصہ کے علاوہ بھی جریان اور سیلان الدم اور رطوبت کا سلسلہ لاحق ہو وہ عورت مستحاضہ کہلاتی ہے اور مستحاضہ معذور کے حکم میں ہوتی ہے اور معذور کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کیلئے وضو کرے گا(٣٤٤) اور جب نماز کا وقت نکل جائے تو خروج وقت سے خود بخود اس کا وضو ٹوٹ جائے گا البتہ اس کے بدن اور کپڑوں کی طہارت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ زخم اس طرح ہے کہ اگر اس کی نجاست کو دھو لیا جائے اور پوری نماز طہارت کے ساتھ پڑھی جاسکتی ہو، تو اس صورت میں اس خون اور رطوبت کو دھونا ضروری ہے اور اگر پوری نماز طہارت کے ساتھ نہ پڑھی جاسکتی ہو (یعنی دورانِ نماز دوبارہ وہ خون وغیرہ کپڑوں اور بدن کو لگے گا) تو اس صورت میں اس نجاست کو دھونا ضروری نہیں لہٰذا آپ مستحاضہ ہیں۔ اور نماز آپ کے اوپر

---

(٣٤٤)(والمستحاضة ومن به سلس البول وانطلاق البطن وانفلات الريح والرعاف الدائم والجرح الذي لا يرقأ، يتوضئون لوقت كل صلاة ويصلون به ما شاءوا) لرواية ابن عمر أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «تتوضأ المستحاضة لوقت كل صلاة» . «وقال - عليه الصلاة والسلام - لفاطمة بنت أبي حبيش حين قالت له: إني أستحاض فلا أطهر " توضئي لوقت كل صلاة» وعليه يحمل قوله - عليه الصلاة والسلام - «المستحاضة تتوضأ لكل صلاة» ، لأنه يراد بالصلاة الوقت. قال - عليه الصلاة والسلام -: «أينما أدركتني الصلاة تيممت وصليت» ، ويقال: آتيك لصلاة الظهر: أي لوقتها.قال: (فإذا خرج الوقت بطل وضوؤهم، فيتوضئون لصلاة أخرى) لما روينا. (الاختيار لتعليل المختار ١/ ٢٩)

فرض ہے البتہ بہنے والی رطوبت کو کسی روئی یا کپڑے کے ذریعے روک دیں تاکہ دوران نماز آپ کے بدن اور کپڑے پاک رہیں اور اگر علاج اور تدبیر کے باوجود بھی رطوبت کپڑوں یا بدن کو لگ جائے تو پھر اس کا دھونا ضروری نہیں۔(٣٤٥)

لما فی فتاوی الولوالجیة(١/ ٤٢): کل ما یخرج من بدن الحیوان(الإنسان) فهو نجس-

وفی الشامیة(١/ ٢٩٨):رطوبة الفرج نجسة وفیه أیضاً مع الدر(١/ ٣٠٥): (وحکمه الوضوء) لاغسل ثوبه ونحوه (لکل فرض) اللام للوقت... إلی أن قال (وإن سال علی ثوبه) فوق الدرهم (جازله أن لایغسله إن کان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) أي الصلاة (و إلا) یتنجس قبل فراغه (فلا) یجوز ترک غسله، هو المختار للفتوی، (قوله وحکمه) أي العذر أو صاحبه (قوله الوضوء) أي مع القدرة علیه و إلا فالتیمم (قوله لاغسل ثوبه) أي إن لم یفد کما یأتی متنا (قوله ونحوه) کالبدن والمکان ط... إلی أن قال (قوله هو المختار للفتوی) وقیل لایجب غسله أصلا، وقیل إن کان مفیدا بأن لا یصیبه مرة أخری یجب، وإن کان یصیبه المرة بعد الأخری فلا واختاره السرخسی بحر.قلت بل فی البدائع أنه اختیار مشائخنا وهو الصحیح اهـ فإن لم یمکن التوفیق بحمله علی مافی المتن فهو أوسع علی المعذورین ویؤید التوفیق ما فی الحلیة عن الزاهدی عن البقالی لو علمت المستحاضة أنها لو غسلته یبقی طاهراً إلی أن تصلی یجب بالإجماع وإن علمت أنه یعود نجساً غسلته عند أبي یوسف رَحِمَهُ ٱللَّهُ دون محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ ... ( إلی أن قال) لکن هذا قول

---

(٣٤٥)لأنها معذورة والأعذار تبیح المحظورات قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ ﴾ البقرة: ٢٨٦ ولقول ﷺ تَعَالَىٰ:﴿ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ ﴾ التغابن: ١٦ (مرتب عفا ﷺ عنه)

ابن مقاتل الرازی فإنه يقول يجب غسله فی وقت كل صلاة قياسا على الوضوء-

(نجم الفتاوی ج ٢/ ١٩٢-١٩٣)

## کافی عرصہ کے بعد خون کا قطرہ دیکھنے پر ماہواری کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج سے چند سال پہلے میرے یہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی تھی۔ اس کے بعد سے مجھے ماہواری آنا بند ہوگئی۔ میں نے اس کا علاج کروایا تو مجھے ایک روز خون کا قطرہ دکھائی دیا، آیا یہ میری ماہواری شمار ہوگی یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اگر تین دن سے کم خون نظر آئے تو یہ حیض کا خون نہیں ہوتا بلکہ یہ استحاضہ کا خون ہوتا ہے لہٰذا جو آپ کو ایک روز خون کا قطرہ نظر آیا ہے یہ آپ کی ماہواری یعنی حیض کا خون نہیں ہے بلکہ استحاضہ کا خون ہے پس اس بناء پر اگر آپ نے فرض نماز چھوڑ دی ہے تو آپ پر اس کی قضاء لازم ہوگی۔

لما فی سنن الدار قطنی (١/ ٢١٧): عن أنس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال "أدنى الحيض ثلاثة وأقصاه عشرة، قال وكيع: ((الحيض ثلاث إلى عشر فما زاد فهى مستحاضة))-"وفی سنن الدار قطنی (١/ ٢١٧): عن سفيان قال: (( أقل الحيض ثلاث و أكثره عشر))-

وفی الفقه الإسلامی وأدلته(١/ ٦١٥) إن أقل الحيض: ثلاثة أيام ولياليها وما نقص عن ذلک فليس بحيض وإنما هو استحاضة- (نجم الفتاوی ج ٢/ ١٨١)

# معذور وبیمار کے احکام

## معذور شرعی کی تعریف کیا ہے؟

**سوال:** معذور شرعی جس کو وقتیہ وضو سے نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت ہے، اس کی مفتی بہ تعریف کیا ہے؟ مجھے ریاح جاری رہتی ہے قریب قریب کوئی نماز بدون اس کے نہیں گذرتی۔ آیا میرے لئے صرف ایک دفعہ وضو کرلینا ہر وقت کے لئے کافی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** معذور شرعی ابتداءً اس وقت ہوتا ہے کہ تمام وقت نماز میں کوئی وقت ایسا اس کو نہ مل سکے کہ وضو کر کے نماز بدون اس عذر کے ادا کر سکے(٣٤٦)۔ بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتو ضأويصلى فيه خاليا عن الحدث. الخ و هذا شرط العذر فى حق الابتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال يشترط استيعاب الانقطاع تمام الوقت . الخ الدرالمختار.[١] پس اگر ایک دفعہ بھی تعریف مذکور اس پر صادق آگئی تو وہ معذور ہو گیا۔ پھر اس وقت تک معذور ہی رہے گا جب تک وہ عذر بالکل منقطع نہ ہو جائے۔ پس ایسے معذور کو وقت میں ایک دفعہ وضو کرلینا کافی ہے، تمام وقت میں اس عذر کے

---

(٣٤٦)هذه المسئلة مستنبطة من حديث المستحاضة عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إني امرأة أستحاض، فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، اجتنبي الصلاة أيام محيضك، ثم اغتسلي، وتوضئي لكل صلاة، وإن قطر الدم على الحصير»

(سنن ابن ماجه – رقم ٦٢٤ ج١/ ٢٠٤)

ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے، پھر خروج وقت سے وہ وضو باطل ہو جاتا ہے(٣٤٧)۔فقط۔[١]الدر المختار على هامش ردالمحتارأحكام المعذور ص ٢٨١ج١-ط-س-ج١ص٣٠٥-١٢ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبندج۱/۲۷۵-۲۷۶)

اور عمدۃ الفقہ میں ہے:

معذور وہ شخص ہے جس کو ایسا عذر لاحق ہو جس کا روکنا اس کے قابو سے باہر ہو اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک برابر قائم رہے اتنا وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز فرض وواجب طہارت کے ساتھ پڑھ سکے مثلاً نکسیر یا استحاضہ کا خون جاری ہو، یا ریح یا پیشاب یا دست یا پیٹ خارج ہوتی رہے، یا بدن کے کسی مقام مثلاً آنکھ، کان، ناف، پستان وغیرہ سے درد کے ساتھ پانی نکلتا رہے(٣٤٨)،

---

(٣٤٧) وقدر أصحابنا رخصة المستحاضة بالوقت دون فعل الصلاة لاحتمال لفظ الخبر : للصلاة والوقت جميعا ،ولايجوز أن يكونا جميعا مرادين ،لتنافيهما ،واتفاق الجميع على خلافه فإذًا المراد أحدهما ،لا هما جميعا .ثم وجدنا الأصول شاهدة لاعتبار الوقت ،دون فعل الصلاة ،لأنا وجدنا فيها رخصة مقدرة بالوقت ،وهو المسح على الخفين ،ولم نجد رخصة مقدرة بفعل الصلاة والدليل على احتمال اللفظ للوقت ،قول النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ((جعلت لي الأرض مسجدًا وطهورًا ،فحيثما أدركتني الصلاة صليت )). والمعنى حيث أدركني وقت الصلاة ،ويقول :آتيك الظهر ،ولقيته العصر ،ويريد الوقت .(شرح مختصر الطحاوي للجصاص ج١/ ٤٧٨ )

(٣٤٨)(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب.....(ولو حكما) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم.(الدر المختار ١/ ٣٠٦)

اور اگر اتنا وقت مل جائے جس میں طہارت سے نماز پڑھ سکے تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔(٣٤٩)

(عمدۃ الفقہ ج١/٢٥٣)

اور کتاب المسائل میں ہے:

شرعا معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقضِ وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسکی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے ، مثلا نکسیر پھوٹی ہو کسی طرح بند نہیں ہوتی یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو(٣٥٠) یا عورت مستحاضہ ہو(٣٥١) وغیرہ وغیرہ۔ (کتاب المسائل ج١/١٩٤)

---

(٣٤٩)عن هشام بن عروة قال كانت بي دماميل فسألت أبي عنها فقال إن كانت ترقأ فاغسلها وتوضأ وإن كانت لا ترقأ فتوضأ وصل فإن خرج شيء فلا تبال فإن عمر قد صلى وجرحه يثعب دما . (مصنف عبد الرزاق رقم ٥٧٨ ج١ / ١٥٠)

(٣٥٠)عن هشام بن عروة، عن أبيه، أن المسور بن مخرمة، أخبره، أنه دخل على عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ من الليلة التي طعن فيها. فأيقظ عمر لصلاة الصبح. فقال عمر: نعم. ولا حظ في الإسلام لمن ترك الصلاة. فصلى عمر، وجرحه يثعب دما.(موطأ مالك رقم ١١٧ ج٢/ ٥٣)

(٣٥١)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ إني امرأة أستحاض، فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، اجتنبي الصلاة أيام محيضك، ثم اغتسلي، وتوضئي لكل صلاة، وإن قطر الدم على الحصير» (سنن ابن ماجه – رقم ٦٢٤ ج١/ ٢٠٤)

اور فتاوی محمودیہ میں ہے:

**سوال:** زید کو عارضہ ریح کا ہے یعنی اس کی ریح جلدی جلدی خارج ہوتی رہتی ہے وضواس کا قرار نہیں پکڑ تا بعض وقت یا بعض دن ایسا ہوتا ہے کہ وضوایک گھنٹہ تک قائم رہتا ہے اور بعض روز کئی کئی روز ایسے گذرتے ہیں کہ وضودس دس منٹ بلکہ اس سے بھی پہلے ٹوٹ جاتا ہے، اس اخراج ریح کی صورت میں وہ شخص فرض قضا نمازوں کو کس طرح ادا کرے آیاایک دفعہ تازہ وضوکر کے تمام دن اسی ایک وضوسے پڑھتا رہے خواہ بیچ میں ریح خارج ہورہی ہو یعنی وضونہ رہا ہو۔

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** اگر ایک مرتبہ کسی نماز کا کامل وقت اس حالت میں گذر جائے کہ اخراجِ ریح مسلسل رہے یعنی اتنی دیر کے لئے بھی بند نہ ہو کہ وہ وضوکر کے وقتیہ نماز پوری کر سکے تب تو یہ شخص معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ہر وقت کے لئے اس کے ذمہ وضوضروری ہے(۳۵۲) اوراس وضوسے فرض، نفل، ادا، قضاجو دل چاہے پڑھتا رہے(۳۵۳)، خروجِ ریاح ناقض

---

(۳۵۲)المسئلة مستنبط من الحديث الآتي فعن عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة؟ فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لا، إنما ذلك عرق، وليس بحيض، فإذا أقبلت حيضتك فدعي الصلاة، وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي» قال: وقال أبي: «ثم توضئي لكل صلاة، حتى يجيء ذلك الوقت»(البخاري رقم ۲۲۸ ج۱/ ۵۵)

عن عدي بن ثابت، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أنه قال في المستحاضة: تدع الصلاة أيام أقرائها التي كانت تحيض فيها، ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلاة، وتصوم وتصلي .

(سنن الترمذي رقم۱۲٦ ج ۱/ ۱۸۷)

☜

عن ابن أبي مليكة ، قال : جاءت خالتي فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فقالت : إني أخاف أن أقع في النار إني أدع الصلاة السنة والسنتين لا أصلي ، فقالت : انتظري حتى يجيء النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فجاء فقالت عائشة : هذه فاطمة تقول كذا وكذا ، فقال لها النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قولي لها فلتدع الصلاة في كل شهر أيام قرئها ، ثم لتغتسل في كل يوم غسلا واحدا ، **ثم الطهور عند كل صلاة** ، ولتنظف ولتحتش ، **فإنما هو داء عرض** ، أو ركضة من الشيطان ، أو عرق انقطع .هذا حديث صحيح ، ولم يخرجاه بهذا اللفظ ، وعثمان بن سعد الكاتب بصري ثقة عزيز الحديث يجمع حديثه. (المستدرك رقم ٦٢٣ ج ١ / ١٧٥)

قال ابو حاتم في عثمان هذا '' شيخ ''وهو من الفاظ التعديل وقال ابو نعيم الحافظ : بصري ثقة (حاشية متن إعلاء السنن نقلا عن حاشية التقريب لمولانا أمير على ص ٣٥٣)

عن عدى بن ثابت عن أبيه عن جده عن النبى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فى المستحاضة في المستحاضة: تدع الصلاة أيام أقرائها التي كانت تحيض فيها، ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلاة، وتصوم وتصلي.

(سنن الترمذي ١/ ١٨٧)

(٣٥٣)قال العلامة المنبجي : فظاهر هذا الحديث متروك، لأن من ألزمها الوضوء لكل صلاة، خصه بكل صلاة هي فرض، ولم يلزمها الوضوء لكل نافلة، فصار تقدير الكلام: " وتتوضأ لكل صلاة فرض "، ونحن نضمر " تتوضأ لوقت كل صلاة "لأن اللام تستعار للوقت، قال اللَّهُ تَعَالَىٰ: ﴿ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ ﴾ الإسراء: ٧٨ أي لوقت دلوكها، وقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إن للصلاة أولا وآخرا "، ويقال: آتيك لصلاة الظهر، أي لوقتها، وتذكر الصلاة ويضمر لها الوقت، قال عليه السلام لأسامة بن زيد: " الصلاة أمامك ". وقال صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أينما أدركتني الصلاة ".ولأن ذهاب الوقت عهد مبطلا للطهارة،كذهاب مدة المسح، والخروج من ☜

نہیں ہوگا،وقت خارج ہونا اس کے حق میں ناقضِ وضوہے(۳٥٤)۔ ہروقت کے لئے علیٰحدہ وضوضروری ہے(۳٥٥)اور یہ شخص معذور رہے گاجب تک کہ کسی ایک نماز کا کامل وقت عذر سے خالی نہ گذر جائے،یعنی معذور رہنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ عذر مسلسل رہے البتہ یہ ضروری ہے کہ ہر نماز کے کامل وقت میں ایک دومرتبہ عذر کا تحقق ہوجائے اورجب ایسی حالت آجائے گی کہ کامل وقت ایک مرتبہ بھی عذر سے خالی گذر جائے گاتو یہ شخص معذور نہ رہے گااوراگر کسی کامل نماز کا وقت ایسا نہیں گذرا کہ اس کو عذر سے خالی رہ کر نماز کا ادا کرنا ممکن ہو،بلکہ اتنی گنجائش مل جاتی ہے کہ ہر وقت میں نماز بلاعذر ادا کرسکتا ہے تو یہ معذور نہیں ہے خروج ریاح اس کے حق میں ناقض وضوہے

---

الصلاة لم يعهد مبطلا للطهارة فكان ما ذهبنا إليه أولى، وقد وافقنا أحمد بن حنبل، رَحِمَهُ ٱللَّهُ في هذا.(اللباب في الجمع بين السنة والكتاب ج١/ ١٤٩ ١٥٠)

(٣٥٤)قال الطحاوي في شرح الآثار ومذهبنا قوي من جهة النظر، وذلك أنا عهدنا الإحداث، إما خروج خارج. أو خروج وقت، فخروج خارج معروف، وخروج الوقت حدث في المسح على الخفين، فرجعنا في هذا الحدث المختلف فيه، فجعلناه كالحدث الذي أجمع عليه ووجد له أصل، ولم نجعله كما لم يجمع عليه، ولم نجد له أصلا لأنا لم نعهد الفراغ من الصلاة حدثا قط، انتهى. (نصب الراية ج ١/ ٢٠٤)

(٣٥٥)قال ابن قدامة: ولنا أنه قد روي في بعض ألفاظ حديث فاطمة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا: «توضئي لوقت كل صلاة.» ولأنه وضوء يبيح النفل، فيبيح الفرض، كوضوء غير المستحاضة، وحديثهم محمول على الوقت، كقول النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أينما أدركتك الصلاة فصل» أي وقتها.

(المغني لابن قدامة ج١/ ٢٦٥)

(هكذا فى الطحطاوى)[١]فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]تتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن وانفلات ريح لوقت كل فرض ويصلون به أي بوضوئهم في الوقت ماشاءوا من الفرائض وماشاءوا من النوافل ويبطل وضوء المعذورين بخروج الوقت فقط ولا يصير معذورا حتى يستوعبه العذر وقتا كاملاً ليس فيه انقطاع لعذره بقدر الوضوء والصلاة اذ لووجد لايكون معذوراً وهذا الاستيعاب شرط ثبوته أي العذر وشرط دوامه وجوده في كل وقت بعد ذلک ولومرة وشرط انقطاعه وخروج صاحبه عن كونه معذوراً خلوّ وقت كامل عنه بانقطاعه حقيقة فهذه الثلاث شروط الثبوت والدوام والانقطاع(مراقى الفلاح مع الطحطاوى ص:١١٨-١١٩ قبيل باب الأنجاس والطهارة عنها، مطبوعه مصر-

(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۳۳-۲۳۴)

تقریباً اسی طرح (فتاوی رحیمیہ ج۴/۶۷) میں بھی ہے

## معذور کی شرائط

اول مرتبہ ثبوت عذر کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک عذر قائم رہے یعنی اس کو اتنا وقت نہیں ملتا جس میں ایسے وضو سے جس میں فقط فرض اعضاء دھوئے جائیں فرض وواجب نماز جو بہت لمبی نہ ہو ادا کر سکتا ہو یہی اظہر ہے اور اسی طرح عذر کا منقطع ہونا بھی اس وقت ثابت ہوتا ہے جب ایک نماز کے پورے وقت کی عذر منقطع رہے، اگر نماز کے بعضے وقت میں خون آیا پورے وقت میں نہ آیا پھر اس نے بطور معذوروں کے وضو کر کے نماز پڑھی پھر وہ وقت خارج ہو کر دوسری نماز کا وقت داخل ہوا اور عذر جاتا رہا یا اسی طرح بعض وقت میں خون منقطع ہو گیا تو اس نماز کا اعادہ کرے اس لئے کہ تمام وقت میں عذر موجود نہ ہوا مثلاً ظہر کا وقت کچھ ہو لیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا

شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے اگر بند ہو جائے تو خیر ورنہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لے، پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے پر معذور ہونے کا حکم لگائیں گے اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے اور جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں (یعنی ظہر و عصر دونوں) وہ درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے مگر اس کو نفل و سنت کی قضا واجب نہیں، عصر کے وقت بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے پھر اگر مکروہ وقت میں بند ہو جائے تو وہ معذور نہ ہو گا اور نماز لوٹائے گا، اور اگر دوسری نماز کے وقت میں عذر منقطع نہ ہوا یہاں تک کہ وہ وقت نکل گیا تو نماز کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ پورے وقت میں عذر موجود ہوا، عذر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ کوئی وقت نماز کا اس پر ایسا نہ گذرے کہ اس میں عذر موجود نہ ہو، پس جب ایک دفعہ معذور ہو گیا تو جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت میں بند رہے تو بھی معذور رہے گا ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا(٣٥٦)۔ (عمدۃ الفقہ ج١/٢٥٣)

اسی طرح مختصراً (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٢) میں بھی ہے۔

---

(٣٥٦) (ومما يتصل بذلك أحكام المعذور) شرط ثبوت العذر ابتداء أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملا وهو الأظهر كالانقطاع لا يثبت ما لم يستوعب الوقت كله حتى لو سال دمها في بعض وقت صلاة فتوضأت وصلت ثم خرج الوقت ودخل وقت صلاة أخرى وانقطع دمها فيه أعادت تلك الصلاة لعدم الاستيعاب.وإن لم ينقطع في وقت الصلاة الثانية حتى خرج لا تعيدها لوجود استيعاب الوقت.وشرط بقائه أن لا يمضي عليه وقت فرض إلا والحدث الذي ابتلي به يوجد فيه هكذا في التبيين.(الهندية ج١ص٤١)

# معذور کا شرعی حکم

**سوال:** ایک شخص اپنی زوجہ کو نماز پڑھنے کے لئے کہتا ہے لیکن اس کی عورت نماز نہیں پڑھتی۔ کہتی ہے کہ مجھ کو ہر وقت پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اس لئے اس خوف سے کہ کہیں ثواب کے بجائے عذاب کا سبب نہ بن جائے۔ میں اس حالت میں نماز نہیں پڑھوں گی، وہ شخص فکر مند ہے آپ سے دریافت کرنا ہے کہ اس عورت کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب عورت کو ہر وقت پیشاب ٹپکتا ہے تو شرعاً یہ معذور ہے اس کو نماز معاف نہیں(٣٥٧)۔ بلکہ ہر نماز کے وقت جدید وضو کر کے(٣٥٨) اور کپڑے بدل کر(٣٥٩)

---

(٣٥٧)عن عائشةرَضِيَٱللَّهُعَنۡهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش إلى النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ فقالت: يارسول ٱللَّهِ إني امرأة أستحاض فلا أطهر أفأدع الصلاة؟ فقال رسول ٱللَّهِ صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ : «لا، إنما ذلك عرق، وليس بحيض، فإذا أقبلت حيضتك فدعي الصلاة، وإذا أدبرت فاغسلي عنك الدم ثم صلي» قال: وقال أبي: « ثم توضئي لكل صلاة، حتى يجيء ذلك الوقت » .(صحيح البخاري رقم ٢٢٨ ج١/ ٥٥)

عن عائشةرَضِيَٱللَّهُعَنۡهَا، قالت: «اعتكفت مع رسولٱللَّهِصَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ امرأة من أزواجه، فكانت ترى الدم والصفرة والطست تحتها وهي تصلي» .( صحيح البخاري رقم٣١٠ ج١/ ٦٩)

(٣٥٨)عن عدي بن ثابترَضِيَٱللَّهُعَنۡهُ، عن أبيه، عن جده، عن النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَأنه قال في المستحاضة: تدع الصلاة أيام أقرائها التي كانت تحيض فيها، ثم تغتسل وتتوضأ عند كل صلاة، وتصوم وتصلي . (سنن الترمذي ت بشار رقم١٢٦ ج ١/ ١٨٧)

فرض، واجب، سنت نفل نماز جتنی چاہے پڑھے۔ چاہے بحالتِ نماز پیشاب کا قطرہ ٹپک جائے۔ اور کپڑے پر بھی لگ جائے معذور ہونے کی وجہ سے شرعاً معاف(٣٦٠) ہے(٣٦١)۔لہذا نماز نہ پڑھنے کا

---

(٣٥٩)قال علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي المتوفى: ٥٨٧هـ : أما طهارة الثوب وطهارة البدن عن النجاسة الحقيقية فلقوله تعالى: {وثيابك فطهر} المدثر: ٤ .(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج١/ ١١٤)

قال ابن زيد، في قوله تَعَالَىٰ: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ قال: كان المشركون لا يتطهرون، فأمره أن يتطهر ويطهِّر ثيابه.وهذا القول الذي قاله ابن سيرين وابن زيد في ذلك أظهر معانيه.

(تفسير الطبري ج٢٣/ ١٢)

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: قالت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لرسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يا رسول اللَّهِ إني لا أطهر أفأدع الصلاة، فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، فإذا أقبلت الحيضة فاتركي الصلاة، فإذا ذهب قدرها، فاغسلي عنك الدم وصلي» .(صحيح البخاري رقم٣٠٦ ج١/ ٦٨)

(٣٦٠)في المسئلة تفصيل كما في الدر المختار : (وإن سال على ثوبه) فوق الدرهم (جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) أي: الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترك غسله، هو المختار للفتوى.(الدر المختارج ١/ ٣٠٦)

(٣٦١)عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال لما طعن عمر احتملته أنا ونفر من الانصار حتى أدخلناه منزله فلم يزل في غشية واحدة حتى أسفر فقال رجل إنكم لن تفزعوه بشيء إلا بالصلاة قال فقلنا الصلاة يا أمير المؤمنين قال ففتح عينيه ثم قال أصلى الناس قال نعم قال أما أنه لا حظ في ☜

**بہانہ غلط ہے نماز معاف نہیں۔** وتتو ضأ المستحاضة ومن به عذر كسلسل بول أو استطلاق بطن لوقت كل فرض ويصلون به ما شاء وامن الفرائض والنوافل (نورالإيضاح مع شرحه مراقى الفلاح ص ۲۹ باب الحيض والنفاس و الاستحاضة لا) فقط والله اعلم بالصواب .(فتاوی رحیمیہ ج۴/۶۵-۶۶)

## حکم معذور میں دخول معلوم کرنے کا آسان طریقہ

**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس بارے میں ایک شخص پیچش کا مریض ہے اس مرض میں ریاح بھی بکثرت خارج ہوتی ہیں تو ایسا شخص نماز کے لئے صرف ایک دفعہ وضو کرے یا ہر دفعہ ریاح خارج ہونے پر وضو کرے۔ میں نے دار العلوم لانڈھی سے جواب منگوایا تھا انھوں نے لکھا تھا کہ ایک وقت نماز کا پورا حالتِ عذر میں گزر جائے اور وہ ریاح کو روکنے پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو اور وہ حالت عذر اسوقت کے بعد بھی برقرار رہے تو ایسا شخص شرعا معذور ہے، اب دوسری نمازوں کے لئے وہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے مگر مجھے کوئی ایسا وقت نہیں ملتا ہے کہ میں شرعا مندرجہ بالا جواب کی مطابق معذور ہوں، تو کیا مرض پیچس شرعا معذوری کے لئے کافی نہیں؟

میں ایک نماز کے لئے بسا اوقات پانچ یا چھ بار وضوء کرتا ہوں تب کہیں جاکر نماز ادا کر پاتا ہوں جماعت کی نماز بھی وضو کرتے کرتے ہی رہ جاتی ہے۔ میرے پاس بسا اوقات وقت بھی اتنا نہیں ہوتا کہ اتنی مرتبہ وضو کر سکوں۔ اگر عشاء کی نماز میں یہ حالت پیش آجائے تو میں اس انتظار میں کب تک

---

الإسلام لأحد ترك الصلاة فصلى وجرحه يثعب دما.(مصنف عبد الرزاق رقم ۵۸۱ ج۱ / ۱۵۰)

رہوں کہ ایک وضو کرنے میں بہت شرم اٹھانی پڑتی ہے لوگ ہنستے ہیں میرے ساتھ تقریباہر نماز میں یہ حالت پیش آتی ہے۔ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** آپ ایک دفعہ ایسی نماز کا وقت منتخب کریں جو کم از کم ہو اور اس وقت میں آپ کو فرصت بھی ہو مغرب کا وقت سب اوقات سے کم ہوتا ہے۔ میرے مرتبہ نقشہ میں غروب شفق احمر کا وقت دیا گیاہے، اس کو وقت مغرب کی انتہائی قرار دیا جاسکتاہے۔ پس آپ کسی روز بوقت مغرب خوب اہتمام سے اسکی کوشش کریں کہ پورے وقت میں ایسا موقع مل جائے جس میں آپ وضو کی اور فرض نماز کی سنتیں چھوڑ کر فرض پڑھ سکیں۔ اگر اتنا وقت نہیں ملتا تو آپ معذور کی تعریف داخل میں ہوگئے آئندہ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ پورا وقت بیٹھے انتظار کرتے رہیں بلکہ صرف پورے وقت میں ایک دفعہ ریاح کا خروج ضروری ہے جب تک یہ حالت رہے گی آپ معذور ہیں، ہر وقت کے لئے نیا وضو ضروری ہو گا(٣٦٢) اسوقت کے اندر اس وضو سے جو چاہیں پڑھیں۔ وقت کے اندر عذر پیش آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ اور کوئی چیز وضو توڑنے والی صادر ہوئی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، خروج وقت سے وضو جاتا رہے گا۔

البتہ اگر انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا پھر خروج وقت تک عذر پیش نہ آیا تو خروج وقت سے وضو

---

(٣٦٢)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ إني امرأة استحاض، فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، اجتنبي الصلاة أيام محيضك، ثم اغتسلي، وتوضئي لكل صلاة، وإن قطر الدم على الحصير» (سنن ابن ماجه رقم ٦٢٤ ج١/ ٢٠٤)

ومعنى "لكل صلاة" أي لوقت كل صلاة واللَّهُ أعلم

نہیں گیا بلکہ اس کے بعد جب پھر عذر پیش آئے گا اسوقت وضو ٹوٹے گا۔ غرضیکہ صرف ایک وقت میں صرف ایک دفعہ آپ کو تکلیف کرنا پڑے گی۔ اگر اس میں عذر ثابت ہو گیا تو آئندہ کے لئے کوئی تکلیف نہیں صرف اس کا خیال رکھیں کہ ہر نماز کے پورے وقت میں ایک دفعہ عذر پیش آتا ہے یا نہیں۔ اگر پورے وقت میں ایک دفعہ بھی عذر پیش نہ آیا تو معذور کا حکم ختم ہو جائے گا۔ حکم معذور ختم ہونیکی صورت میں مزید اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ جو پورا وقت عذر سے خالی گذرا ہے اس سے پہلے وقت میں اگر عذر کی حالت میں وضو کیا مگر نماز پوری کرنے سے قبل عذر منقطع ہو گیا اور پھر دوسری نماز کا پورا وقت بھی بدوں عذر کے گزر گیا تو اس پہلے وقت کی نماز کی قضاء فرض ہے۔ مثلا ظہر کا وضو بحالت عذر کیا مگر ظہر کے فرض شروع کرنے سے قبل یا نماز کے دوران سلام پھیرنے سے قبل عذر ختم ہو گیا، پھیرنے کے بعد عذر منقطع ہوا تو قضاء فرض نہیں، ظہر کی قضاء کی صورت میں صاحب ترتیب کی بھی عصر کی نماز ہو گئی کیونکہ نماز ظہر کے صحیح نہ ہونیکا علم عصر کی نماز کے بعد ہوا ہے اگر آپ کو مغرب کی نماز باوضو پڑھنے کا موقع مل گیا تو پھر کسی اور وقت کا تجربہ کریں۔ عشاء کا وقت زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے اس کے تجربہ میں اگرچہ مشقت زیادہ ہو گی مگر اس لحاظ سے اس میں فائدہ ہے کہ عشاء کی نماز سب نمازوں سے زیادہ طویل ہے اس لئے کہ اس میں وتر بھی شامل ہیں، چار فرض اور تین وتر، سات رکعات پڑھنے تک اگر وضو نہ ٹھہرا تو آپ معذورین کی فہرست میں داخل ہو جائیں گے۔ سفید شفق کے غروب سے لے کر صبح صادق تک عشاء کا وقت ہے(٣٦٣)۔ سفید شفق

---

(٣٦٣)عن أم كلثوم بنت أبي بكر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها أخبرته عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قالت: أعتم النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذات ليلة حتى ذهب عامة الليل، وحتى نام أهل المسجد، ثم خرج فصلى .

(صحيح مسلم رقم ٦٣٨ ج١/ ٤٤٢)

☜

کے غروب کے اوقات میرے مرتبہ نقشے میں عشاء[۲] کے تحت دیئے گئے ہیں۔ عشاء کے پورے وقت میں یہ کوشش کریں کہ پھرتی سے اس طرح وضو کریں کہ صرف چار عضوء دھوئیں جن کا دھونا فرض ہے۔ وضو کی سنتیں چھوڑدیں، پھر چار رکعات فرض اور تین رکعات وتر اس طرح پڑھیں کہ ان میں صرف فرائض اور واجبات ادا کریں سنتیں چھوڑدیں جسکی تفصیل یہ ہے کہ شروع میں ثناء، اعوذ باللہ اور بسم اللہ چھوڑدیں۔ سورہ فاتحہ کے بعد آمین نہ کہیں، پھر کہیں سے بھی اتنا قرآن پڑھیں کہ کل تیس حروف ہو جائیں۔ رکوع اور سجدہ میں صرف ایک تسبیح کہیں، قومہ میں ربنا لک الحمد چھوڑدیں، فرض کی آخری دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ نہ پڑھیں بلکہ ایک بار سبحان ربی الأعلی کہنے کی مقدار قیام کر کے رکوع کرلیں، آخر میں صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں درود شریف اور دعانہ پڑھیں۔ اور وتر میں مسنون دعاء قنوت کی بجائے کوئی مختصر دعا مثلاً ربنا آتنا الخ یا رب اغفرلی وغیرہ پڑھیں۔

اگر آپ پر معذور کا حکم ثابت نہ ہو تو وضو سے نماز شروع کر دیا کریں۔ اگر درمیان میں بلا اختیار وضو ٹوٹ گیا تو دوبارہ وضو کر کے پڑھی ہوئی نماز پر بناء کر لیا کریں۔ مگر صحت بناء کی شرائط کا لحاظ ضروری ہے (ان شرائط کی تفصیل احسن الفتاوی باب مفسدات الصلوۃ میں درج ہے)

---

عن نافع بن جبير، قال: كتب عمر، إلى أبي موسى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أن صل الظهر إذا زالت الشمس، وصل العصر والشمس بيضاء حية، وصل المغرب إذا اختلط الليل، وصل العشاء أي الليل شئت، وصل الفجر إذا نور النور» . (مصنف ابن أبي شيبة رقم ۳۲۳۱ ج۱/ ۲۸۲)

قال الإمام الطحاوي بعد نقل أثر عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ففي هذا أنه جعل الليل كله وقتا لها .

(شرح معاني الآثار ج۱/ ۱۵۹)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۲۵ شعبان سنہ ۹۱ھ (احسن الفتاوی ج ۲/۷۶-۷۸)

اسی طرح بعینہ (تسہیل بہشتی زیور ج ۱/۱۷۰-۱۷۱) میں ہے۔

## انسان کب معذور بنتا ہے اور کس وقت معذور نہیں رہتا اور اس کے شرعی احکام کیا ہیں؟

**سوال:** ایک شخص ہے اس کو پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں۔ علاج بھی بہت کرایا مگر بے سود، اس کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہتا ہے استنجاء میں بھی بہت وقت لگ جاتا ہے اس کے باجود بھی شک وشبہ رہتا ہے۔ نماز کی حالت میں بھی قطرہ ٹپ جانے کا وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ شخص معذور ہو گا یا نہیں؟ اور اس کے لئے شریعت میں طہارت کے سلسلہ میں کچھ رخصت ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مسئلہ یہ ہے کہ کسی کو پیشاب کا قطرہ کم وبیش آتا رہتا ہے مگر نماز کا پورا وقت گھیرتا نہیں ہے اتنا وقت مل جاتا ہے کہ طہارت کی حالت میں نماز ادا کر سکے تو وہ معذور نہیں ہے۔ اس کو چاہیے کہ قطرہ رک جانے کا انتظار کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے اگر نماز پڑھتے ہوئے قطرہ آنے کا شبہ ہو جائے تو نماز نہ توڑے بلکہ نماز کو اسی حالت میں پوری کر لے۔ فارغ ہونے کے بعد وہ جگہ دیکھ لے۔ اگر واقعی قطرہ ہے تو شرم گاہ پانی سے دھوئے اور وضو کر کے کپڑا بدل کر نماز پڑھے (٣٦٤)۔ اگر قطرہ آیا نہ ہو ایسا ہی شبہ ہوا ہو تو آئندہ اس قسم کے شبہ کی پرواہ نہ کرے (٣٦٥) بلکہ

---

(٣٦٤)قال ابن زيد، في قوله: ( وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ) قال: كان المشركون لا يتطهرون، فأمره أن يتطهر ويطهِّر ثيابه.وهذا القول الذي قاله ابن سيرين وابن زيد في ذلك أظهر معانيه .

(تفسير الطبري ج٢٣/ ١٢)

☜

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أنها قالت: قالت فاطمة بنت أبي حبيش لرسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يا رسول اللَّهِ إني لا أطهر أفأدع الصلاة، فقال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:« إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، فإذا أقبلت الحيضة فاتركي الصلاة، فإذا ذهب قدرها، **فاغسلي عنك الدم وصلي**» .

(صحيح البخاري رقم٣٠٦ ج١/ ٦٨)

(٣٦٥) عن سعيد، وعباد بن تميم، عن عمه شكي إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرجل يخيل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة، قال: «لا ينصرف حتى يسمع صوتا، أو يجد ريحا».

(صحيح مسلم رقم٩٨ ج ١/ ٢٧٦)

وعن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا كان أحدكم في المسجد فوجد ريحا بين أليتيه فلا يخرج حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح.

(سنن الترمذي رقم ٧٥ ج١/ ١٠٩)

هذا الحديث أصل من أصول الإسلام وقاعدة عظيمة من قواعد الفقه وهي أن الأشياء يحكم ببقائها على أصولها حتى يتيقن خلاف ذلك ولا يضر الشك الطارئ عليها فمن ذلك مسألة الباب التي ورد فيها الحديث وهي أن من تيقن الطهارة وشك في الحدث حكم ببقائه على الطهارة ولا فرق بين حصول هذا الشك في نفس الصلاة وحصوله خارج الصلاة هذا مذهبنا ومذهب جماهير العلماء من السلف والخلف وحكى عن مالك رَحِمَهُ اللَّهُ روايتان إحداهما أنه يلزمه الوضوء إن كان شكه خارج الصلاة ولا يلزمه إن كان في الصلاة والثانية يلزمه بكل حال وحكيت الرواية الأولى عن الحسن البصري .(شرح النووي على مسلم ج٤/ ٤٩)

عن أبي بكر بن عبد اللَّهِ، أن عبداللَّهِ بن محمد مولى أسلم حدثه، أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جاءه رجل فقال له: إنه يخيل إلي إذا كنت أصلي أنه يخرج من إحليلي الشيء، أو يخرج مني الريح أفأقطع ☜

وضو کرنے کے بعد میانی پر قدرے پانی چھڑک دے(٣٦٦)۔ شبہات سے بچنے کی یہ بھی ایک تدبیر اور علاج ہے(٣٦٧)۔ اور اگر قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت بھی نہ ملے کہ طہارت کے ساتھ اس وقت کی نماز ادا کر سکے تو وہ معذور ہے۔ ولا یصیر معذوراً حتیٰ یستوعبه العذر وقتاً کاملاً لیس فیه انقطاع بقدر الوضوء والصلوٰة وهذا شرط ثبوته (نور الإیضاح ص٥٣ با ب الحیض والنفاس و الاستحاضة ) ایسا معذور ہر نماز کے وقت وضو کر کے پاک کپڑا پہن کر فرض، واجب،

---

صلاتي؟ قال: «لا، إنما ذلك من الشيطان، يدخل في إحليل أحدكم حتى يخيل إليه أنه يخرج منه الريح، فإذا وجد أحدكم ذلك فلا يقطع صلاته حتى يجد بللا، أو ريحا، أو يسمع صوتا»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ٥٣٥ ج١/ ١٤١)

عن عبد الملك بن أبي سليمان قال سمعت سعيد بن جبير قال وسأله رجل فقال إني ألقى من البول شدة إذا كبرت ودخلت في الصلاة وجدته فقال سعيد أطعني افعل ما آمرك خمسة عشر يوما توضأ ثم ادخل في صلاتك فلا تنصرفن(مصنف عبد الرزاق رقم ٥٨٤ ج ١ / ١٥١)

(٣٦٦)عن الحكم بن سفيان الثقفي :أنه رأى رسول ﷺ توضأ ثم أخذ كفا من ماء فنضح به فرجه(سنن ابن ماجه برقم ٤٦١ ج١ / ١٥٧) قال الشيخ :صحيح عن أبي الضحى قال: رأيت ابن عمر «توضأ، ثم نضح حتى رأيت البلل من خلفه في ثيابه»

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني ٥٨٩ ج١/ ١٥٣)

(٣٦٧)عن ابن عباس رضي الله عنهما قال شكا إليه رجل فقال إني أكون في الصلاة فيخيل إلي أن بذكري بللا قال قاتل ﷺ الشيطان إنه يمس ذكر الإنسان في صلاته ليريه أنه قد أحدث فإذا توضأت فانضح فرجك بالماء فإن وجدت قلت هو من الماء ففعل الرجل ذلك فذهب .

(مصنف عبد الرزاق رقم ٥٨٣ ج١ / ١٥١)

سنت، نفل جو چاہے پڑھ سکتا ہے۔ جب تک اس نماز کا وقت باقی رہے گا۔ قطرہ آنے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔(ہاں قطرہ کے علاوہ دوسرے نواقض سے وضو ٹوٹ جائے گا[٣٦٨] وتتوضأ المستحاضة ومن به عذركسلسل بول واستطلاق بطن لوقت كل فرض ويصلون به ما شاءوا من الفرائض والنوافل (نور الإيضاح أيضاً) ایک وقت پورا ایسا گذر جانے کے بعد کہ طہارت سے نماز ادا کرنے کا موقع نہ ملے اور معذور ہونے کا حکم لگ جائے اس کے بعد دوسرے نمازوں کے اوقات میں پورا وقت قطرہ جاری رہنا شرط نہیں۔ کبھی کبھی قطرہ آجانا بھی معذور بنے رہنے کے لئے کافی ہے۔ہاں اگر نماز کا ایک وقت کامل (پورا) ایسا گذر جائے کہ اس میں ایک دفعہ بھی قطرہ نہ آئے تو اب وہ معذور نہ رہے گا۔وشرط دوام العذر وجوده فی كل وقت بعد ذلک ولو مرة وشرط انقطاعه وخروج صاحبه عن كونه معذوراً خلو وقت كامل عنه (نور الإ يضاح ص ٤٥ أيضاً) فقط واللہ أعلم بالصواب (فتاوی فیض رحمانی ج ا)

## معذور کے متعلق مزید تفصیل

مستحاضہ عورت اور وہ شخص جس کو سلس البول (ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتے رہنے) کی بیماری ہو یا دست جاری ہوں یا بار بار ریح نکلتی ہے یا نکسیر جاری ہے یا کوئی زخم ہے جو بند نہیں ہوتا، یہ سب لوگ معذور ہیں[٣٦٩]، ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ ہر نماز کے واسطے وضو کریں[٣٧٠] اور اس سے جو

---

(٣٦٨)لأنه ليس معذورا في حق بقية النواقض فينتقض وضوءه بالناقض الآخر(مرتب)

(٣٦٩) (وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه (أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة)(الدر المختار١/ ٣٠٥)

واجب وسنت اور قضاء نمازیں چاہیں پڑھیں(۳۷۱)، اگر وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور نماز پڑھتے وقت بند تھا اور پھر دوسری نماز کے تمام وقت میں بند رہا تو اس نماز کا اعادہ کرے اور یہی حکم ہے اس صورت میں جب نماز کے اندر خون بند ہوا اور دوسری نماز کے سارے وقت میں بھی بند رہا، معذور کے وضو کو وقت کا جانا یا دوسرے حدث کا لاحق ہونا توڑ دیتا ہے( ۳۷۲)پس اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا دوسرا وضو کرنا چاہیے اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا اگر چہ اشراق و چاشت کے لئے ہو تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے (۳۷۳)ظہر کے وقت نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح اگر معذور عید الفطر یا عید الاضحی کی نماز کے لئے وضو کرے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سے ظہر بھی پڑھ سکتا

---

(۳۷۰)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:أن فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أتت رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ; إني أستحاض فلا ينقطع عني الدم فأمرها أن تدع الصلاة أيام أقرائها ثم تغتسل وتتوضأ لكل صلاة وتصلي وإن قطر الدم على الحصير قطرا "

(شرح معاني الآثار ١/ ١٠٢)

(۳۷۱) (ثم يصلي) به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولى(الدر المختار١/ ٣٠٦)

(۳۷۲) (فإذا خرج الوقت بطل) أي: ظهر حدثه السابق، حتى لو توضأ على الانقطاع ودام إلى خروجه لم يبطل بالخروج ما لم يطرأ حدث آخر أو يسيل كمسألة مسح خفه.

(الدر المختار ١/ ٣٠٦)

(۳۷۳)وأفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع ولو لعيد أو ضحى لم يبطل إلا بخروج وقت الظهر.

(الدر المختار ١/ ٣٠٦)

ہے اس لئے کہ فرض نہ ہونے میں عید وچاشت بمنزلہ واحد ہیں اگر چہ نماز عید واجب ہے اور وقت سے مراد پنجگانہ نماز کا وقت ہے اور طلوع آفتاب کے بعد نصف النہار تک کوئی فرض نماز کا وقت نہیں اس لئے وہ وضو ظہر کا وقت خارج ہونے سے باطل ہو گا اور اسی وقت کے اندر جب تک کوئی دوسرا حدث نہ پایا جائے[١]وہی وضو قائم رہے گا اور اگر وقت کے اندر کوئی دوسرا حدث مثلاً استحاضہ والی عورت کو نکسیر جاری ہونا یا پیشاب پاخانہ کرنا یا ریح خارج کرنا وغیرہ لاحق ہوا تو اب اس دوسرے حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا نہ کہ پہلے کی وجہ سے، اگر ایک بار ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے ظہر کے وقت میں وضو کیا اور دوسری بار اسی ظہر کے وقت میں عصر کے واسطے وضو کیا تو طرفین کے نزدیک اس سے عصر پڑھنا جائز نہیں یہی اصح ہے، اور طہارت اس وضو کی اس وقت ٹوٹتی ہے جب وہ وضو کرے اور خون جاری ہو، یا وضو کے بعد نماز کے وقت میں خون جاری ہو اور اگر وضو کے بعد خون بند رہا یہاں تک کہ وہ وقت نکل گیا تو وہ وضو باقی ہے اور اس کو اختیار ہے کہ اس وضو سے نماز پڑھے جب تک خون جاری نہیں ہو یا کوئی دوسرا حدث نہیں ہو، اگر وقتِ نماز میں بلاضرورت وضو کیا تھا پھر خون جاری ہوا تو اسی وقت کی نماز پڑھنے کے لئے دوبارہ وضو کرے، اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب اس نے سیلان خون (خون بہنے) کے سوا کسی دوسرے حدث کے لئے وضو کیا پھر خون بہنے لگا۔ کسی شخص کے چیچک نکل رہی تھی اور اس کے کسی زخم میں سے رطوبت جاری تھی پھر اس نے وضو کیا پھر ایک دوسری جگہ سے رطوبت جاری ہو گئی جو پہلی جاری نہ تھی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیوں یہ بمنزلہ دو زخموں کے ہے جو بدن کی دو مختلف جگہوں میں ہیں، اسی طرح اگر ناک کے ایک نتھنے سے خون جاری تھا اور اس نے وضو کیا پھر دوسرے نتھنے سے بھی خون جاری ہو گیا تو اس پر دوسرا وضو لازم ہو گا لیکن اگر دونوں نتھنوں سے خون جاری تھا پھر ایک نتھنے کا بند ہو گیا تو باقی وقت تک اس کا وہی وضو باقی ہے، جس عورت کو استحاضہ تھا اس نے وضو کیا اور نفل نماز شروع کی ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ نماز کا وقت نکل گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی اور احتیاطاً اس پر قضا لازم ہو گی، اگر معذور اس بات پر

قادر ہے کہ باندھنے سے یا روئی وغیرہ رکھنے سے بھرنے سے خون وغیرہ عذر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے یا بیٹھنے میں خون جاری نہیں ہوتا اور کھڑے ہونے میں جاری ہوتا ہے تو اس کا بند کرنا واجب ہے(۳۷٤) اور اس کے بند کر سکنے کے سبب سے اب صاحب عذر نہیں رہتا، اگر جھکنے سے سجدہ کے وقت جاری ہوتا ہے ورنہ جاری نہیں ہوتا تو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے(۳۷٥) لیکن اگر لیٹنے سے جاری نہیں ہوتا اور نہ جاری ہوتا ہے تو لیٹ کر پڑھے اب وہ معذور ہے، لیکن حیض یا نفاس والی عورت اگر گدی یا روئی رکھ کر خون بند کرے تو اس کو حیض یا نفاس ہی رہتا ہے، استحاضہ والی عورت اگر روئی وغیرہ رکھ کر روک دے تو اس میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا ہے کہ معذور کی مانند ہے بشرطیکہ استحاضہ کا خون فرجِ خارج میں نہ آجائے، یہی صحیح ہے بعض نے کہا کہ حیض والی کی مانند ہے، یہ قول ضعیف ہے، اگر آنکھ میں درد کی وجہ سے یا آنکھ کی کسی رگ میں سے ہر وقت پانی جاری ہو تو وہ نماز کے ہر وقت کے لئے وضو کرے اس لئے کہ اس کے پیپ ہونے کا احتمال ہے، یہ امام محمدؒ کا قول ہے اور یہ حکم استحباب ہونا چاہیے، البتہ اگر پیپ کے ہونے کا گمان غالب ہو یا طبیب خبر دیں یا علامات سے گمان غالب ہو جائے تو وہ معذور ہے اور ہر وقت کے لئے اعادہ وضو واجب ہونا چاہیے۔ (صحیح یہ ہے کہ جب درد یا مرض کی وجہ سے خون جاری ہو تو ہر حال میں وضو توڑ دے گا اور عذر ہو گا۔

---

(۳۷٤)عن خارجة بن زيد قال: «كبر زيد( أي ابن ثابت) حتى سلس منه البول فكان يداويه ما استطاع، فإذا غلبه توضأ، ثم صلى ».

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ٥٨٢ ج١/ ١٥١، سنن الدارقطني رقم ٧٧٧ ج١/ ٣٧٥)

(۳۷٥)عن سعيد بن المسيب، قال: «إذا لم ينقطع الرعاف أومأ صاحبه إيماء».

(مصنف ابن أبي شيبة –رقم ٨٣٨٥ ج٢/ ٢٢٥)

مؤلف)اگر کسی کا زخم بہتا تھا اور اس پر کپڑا باندھ لیا تھا پھر اس پر قدر درہم سے زیادہ (جو روپے سے زیادہ جگہ گھیرے)خون لگ گیا یا اس کے پہننے کے کپڑے پر لگ گیا، اگر ایسی حالت ہے کہ دھوئے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوبارہ نجس ہو جائے گا تو اس کے بغیر دھوئے نماز پڑھنا جائز ہے اور جو ایسا نہیں تو جائز نہیں کیوں کہ اب اس کا دھونا فرض ہے یہی مختار ہے(۳۷٦)، اگر درہم یا روپیہ کی برابر ہے تو دوبارہ نجس نہ ہونے کی صورت میں دھونا واجب ہے(۳۷۷) اور اس سے کم ہو تو سنت ہے(۳۷۸)، اسی طرح اگر مریض نماز کے لئے زمین پر پاک جگہ نہیں پاتا اور اپنا کپڑا بچھاتا ہے تو اس

---

(۳۷٦)عن الزهري قال: «إذا كان قدر الدرهم أعاد»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ۳۹٦۱ ج۱/ ۳٤٥)

قال في شرح المنية: ولنا أن القليل عفو إجماعا إذ الاستنجاء بالحجر كاف بالإجماع وهو لايستأصل النجاسة والتقدير بالدرهم مروي عن عمر وعلي وابن مسعود وهو مما لا يعرف بالرأي فيحمل على السماع . (رد المحتار على الدر المختار ج۱ / ۳۱٦)

(۳۷۷)عن قتادة قال: في الثوب يصيبه الدم قال: «إن كان فاحشا انصرف، وإن كان قليلا لم ينصرف» قال: وكان يقول: «موضع الدرهم فاحش»(مصنف عبد الرزاق رقم ۱٤٥٦ )

عن أبي قلابة قال: سألته عن الدم أراه في ثوبي بعدما أصلي؟ قال: «اغسله، وأعد الصلاة»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم۳۹٦٥ ج ۱/ ۳٤٥)

عن سعيد بن المسيب، «أنه كان لا ينصرف من الدم حتى يكون مقدار الدرهم» .

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ۳۹٥۷ ج۱/ ۳٤٤)

(۳۷۸)عن عاصم قال: «رأيت أبا وائل، يصلي وفي ثوبه قطرات من دم»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ۳۹٦۱ ج ۱/ ۳٤٥)

☜

کے زخموں سے خون ٹپک کر نماز پوری ہونے سے قبل ناپاک ہو جاتا ہے تو اب اس کو فرش (مصلیٰ) بچھانے کا ترک جائز ہے(٣٧٩)، جس کی نکسیر جاری ہو یا زخم سے خون بہے تو آخر وقت تک انتظار کرے(٣٨٠)، پس اگر خون بند نہ ہو تو وقت نکلنے سے پہلے وضو کر کے نماز پڑھ لے، استحاضہ والی

---

عن إبراهيم، أنه قال: «المني، والدم، والبول، إذا كان مقدار الدرهم، أعاد الصلاة، وإذا كان أقل من ذلك لم يعد»(الآثار لأبي يوسف رقم ١٠ ص: ٤)

عن الحكم، في رجل صلى وفي ثوبه دم قال: «إن كان كثيرا يعيد منه، وإن كان قليلا لم يعد».

(مصنف ابن أبي شيبة قم ٣٩٦٩ ج١/ ٣٤٥)

عن أبي الربيع قال: « رأيت مجاهدا، في ثوبه دم يصلي فيه أياما»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٣٩٥٩ ج١/ ٣٤٤)

عن الحسن قال: «ما في نضحات من دم ما يفسد على رجل صلاته»(ابن أبي شيبة رقم٣٩٥٦ ١/ ٣٤٤)

(النضحة) الشَّيْء الْيَسِير المتفرق من الْمَطَر (جمع) نضحات . (المعجم الوسيط ج٢/ ٩٢٨)

(٣٧٩)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «اعتكفت مع رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امرأة من أزواجه، فكانت ترى الدم والصفرة والطست تحتها وهي تصلي» .

( صحيح البخاري رقم٣١٠ ج١/ ٦٩)

عن هشام بن عروة، عن أبيه، أن المسور بن مخرمة، أخبره، أنه دخل على عمر بن الخطاب من الليلة التي طعن فيها. فأيقظ عمر لصلاة الصبح. فقال عمر: نعم. ولا حظ في الإسلام لمن ترك الصلاة. فصلى عمر، وجرحه يثعب دما. (موطأ مالك ت الأعظمي رقم ١١٧ ج٢/ ٥٣)

(٣٨٠)يستانس له ما في مصنف عبد الرزاق :عن سليمان بن يسار قال: حدثني من كان مع عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ في سفر وليس معه ماء فأصابته جنابة فقال: «أترونا لو رفعنا ندرك الماء قبل

☜

عورت اگر غسل کر کے ظہر کی نماز آخر وقت میں اور عصر کی وضو کر کے اول وقت میں اور اسی طرح مغرب کی غسل کر کے آخر وقت میں اور عشا کی وضو کر کے اول وقت میں پڑھے اور فجر کی بھی غسل کر کے پڑھے تو بہتر ہے اور عجب نہیں کہ یہ ادب جو حدیث میں ارشاد ہوا ہے اس کی رعایت کی برکت سے اس کے مرض کو فائدہ پہنچے،(۳۸۱) جس شخص کو ریح جاری ہے وہ اس شخص کے پیچھے نماز

---

طلوع الشمس؟ » فاغتسل عمر، وأخذ يغسل ما أصاب ثوبه من الجنابة فقال له عمرو بن العاص أو المغيرة : يا أمير المؤمنين، لو صليت في هذا الثوب؟ فقال: «يا ابن عمرو أو المغيرة أتريد أن لا أصلي في ثوب أصابته جنابة؟» فيقال: إن عمر لم يصل في ثوب أصابته جنابة، لا بل أغسل ما رأيت، وأرش ما لم أر . (مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ١٤٤٧ ج١/ ٣٧٠ ،موطأ مالك ت الأعظمي رقم ١٥٧ ج٢/ ٦٨ ،واللفظ للمصنف )

(۳۸۱)عن عمه عمران بن طلحة، عن أمه حمنة بنت جحش قالت: كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَأستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش، فقلت: يا رسول ٱللَّهِ إني أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما تأمرني فيها، فقد منعتني الصيام والصلاة؟ قال: «أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم» قالت: هو أكثر من ذلك، قال: « فتلجمي » قالت: هو أكثر من ذلك، قال: «فاتخذي ثوبا» قالت: هو أكثر من ذلك، إنما أثج ثجا، فقال النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيۡهِوَسَلَّمَ: " سآمرك بأمرين: أيهما صنعت أجزأ عنك، فإن قويت عليهما فأنت أعلم " فقال: «إنما هي ركضة من الشيطان، فتحيضي ستة أيام أو سبعة أيام في علم ٱللَّهِثم اغتسلي، فإذا رأيت أنك قد طهرت واستنقيت فصلي أربعا وعشرين ليلة، أو ثلاثا وعشرين ليلة وأيامها، وصومي وصلي، فإن ذلك يجزئك، وكذلك فافعلي، كما تحيض النساء وكما يطهرن، لميقات حيضهن وطهرهن، فإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجلي العصر، ثم تغتسلين حين ☜

نہ پڑھے جس کا سلس البول (پیشاب جاری رہتا ہو) اس لئے کہ امام میں دو عذر ہیں ایک حدث (بے وضو ہونا) اور دوسرا نجاست (پیشاب لگنا) اور مقتدی میں ایک عذر ہے یعنی صرف حدث کا، بلکہ اس لئے بھی کہ دونوں کے عذر مختلف ہیں اور معذور کی اقتدا معذور کے لئے جائز ہونے میں دونوں کا اتحادِ عذر شرط ہے پس اس مسئلے کا عکس ہو تب بھی مقتدی کی نماز نہ ہوگی،(۳۸۲) مزید تفصیل امامت کے بیان میں ملاحظہ کریں۔

۱۔ معذور کی طہارت دو شرطوں سے وقت کے اندر باقی رہتی ہے اول یہ کہ اس نے اپنے عذر کی وجہ

---

تطهرين، وتصلين الظهر والعصر جميعا، ثم تؤخرين المغرب، وتعجلين العشاء، ثم تغتسلين، وتجمعين بين الصلاتين، فافعلي، وتغتسلين مع الصبح وتصلين، وكذلك فافعلي، وصومي إن قويت على ذلك» فقال رسول اللهﷺ: «وهو أعجب الأمرين إلي». هذا حديث حسن صحيح . (سنن الترمذي ت شاكر –رقم ۱۲۸ ج۱/ ۲۲۱، سنن أبي داود –رقم ۲۸۷ ج۱/ ۷٦ ، مسند أحمد مخرجا رقم ۲۷٤۷٤ ج٤٥/ ٤٦۷)

(۳۸۲)ولا يصلي الطاهر خلف من هو في معنى المستحاضة ولا الطاهرة خلف المستحاضة لأن الصحيح أقوى حالا من المعذور، والشيء لا يتضمن ما هو فوقه، والإمام ضامن بمعنى أن صلاة الإمام في ضمنه صلاة المقتدي ، هذا معنى قوله ﷺ «الإمام ضامن» ومن المعلوم أن صلاة القوم ليست في ذمة الإمام كما ذكرنا، فيكون معنى ضامن لصلاته لتبعية صلاتهم صحة وفسادا، والتضمن إنما يتحقق إذا كان التضمن مثله أو فوقه، أما إذا كان دونه فلا. (البناية ملخصا۲/ ۳٥٦)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول اللهﷺ : «الإمام ضامن، والمؤذن مؤتمن، اللهم أرشد الأئمة، واغفر للمؤذنين».: صحيح (سنن الترمذي ت شاكر رقم ۲۰۷ ج۱/ ٤۰۲)

سے وضو کیا ہو، دوسرے یہ کہ اس پر کوئی اور حدث یا عذر طاری نہ ہو۔

(عمدۃ الفقہ ج۱/۲۵۳-۲۵۵)

تقریباً اسی طرح (تسہیل بہشتی زیور ج۱/۱۶۸-۱۶۹) میں بھی ہے۔

## اگر شرعاً معذور ثابت ہو جائے تو ایک ہی وقت میں ایک ہی وضو کرنا پڑیگا

**سوال:** اگر پیشاب کے بعد قطرات کی بیماری ہو تو ایک ہی استنجاء کرنا پڑے گا یا قطرات آنے کے بعد دوبارہ استنجاء کرنا پڑے گا؟ اور یہ قطرات اگر شلوار پر پڑ جائیں تو ان کا دھونا ضروری ہے یا ویسے ہی نماز ادا ہو جائے گی؟ ایسے ہی ریاح کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

۲: اگر کوئی امام کے متعلق برائی بیان کرتا ہے اور عیب پر نظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق باتیں کرتا ہے تو کیا ایسے شخص کی نماز اس امام کے پیچھے ہو جائے گی؟

۳۔ اگر کوئی کسی کے سامنے کسی کی غیبت کرے اور سننے والا اسے روکنے پر قادر نہ ہو اور مجبوراً سن لیتا ہو تو کیا وہ گناہ گار ہو گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** شرعاً معذور وہ شخص ہے جسے پورے وقت میں عذر سے خالی اتنا وقت بھی میسر نہ ہو کہ جس میں وضو کر کے صرف فرض ادا کر سکے[۳۸۳]۔ اگر طہارت حاصل کرنے کے بعد فرض کی مقدار وقت مل جاتا ہے تو وہ شخص معذور نہیں، اسے خروج قطرہ یا خروجِ ریح کی صورت میں وضو کا اعادہ کرنا ہو گا۔ بدن یا کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگی ہو اس کا ازالہ بھی

---

(۳۸۳) (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث(الدرالمختار ۱/ ۳۰٤)

ضروری ہے(۳۸٤)۔ نیز اگر اکیلا بدون جماعت بغیر عذر نماز ادا کر سکتا ہے تو جماعت چھوڑ دے۔ بلکہ اگر بیٹھ کر یا اشارہ سے ادا کرنے سے عذر سے بچاؤ ہو سکتا ہے تو ویسے ہی ادا کرے۔

قال فی الدرالمختار یجب رد عذره أو تقلیله بقدر قدرته ولو بصلوته مؤمیاً.

(شامیه ص ۲۸۳ ج ۱)

البتہ جو شخص مذکورہ بالا تعریف کے مطابق معذور ہو جائے اس کے لئے عذر کی موجودگی میں نماز ادا کرنا صحیح ہے۔ نماز شروع کرنے سے قبل بدن اور کپڑے سے نجاست دھو لینی چاہیے۔

۲۔ امام کی برائی بیان کرنا اچھا نہیں، نماز ہو جاتی ہے۔

۳۔ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں مجرم ہیں۔ البتہ اگر زبان سے روکنے پر قدرت نہ ہو اپنی بے عزتی اور ضرر کا اندیشہ ہو تو دل سے برا جاننے کی صورت میں غیبت کے گناہ سے مأمون ہونے کی امید ہے(۳۸۵)۔ ان شاء اللہ گناہگار نہ ہو گا۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی جامعہ ہذا

الجواب الصحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء (خیر الفتاوی ج ۲/۶۱-۶۲)

---

(۳۸٤) کما قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ ﴾ المدثر: ٤

(۳۸۵) فقال أبو سعید: أما هذا فقد قضى ما علیه سمعت رسول اللّٰهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یقول: «من رأى منكم منكرا فلیغیره بیده، فإن لم یستطع فبلسانه، فإن لم یستطع فبقلبه، وذلك أضعف الإیمان». (مسلم ۱/ ٦٩)

## ان اعذار کے ہوتے ہوئے کیا حکم ہے؟

**سوال:** مجھے بول کا عارضہ ہے دن رات میں بیس، پچیس مرتبہ پیشاب آتا ہے اور پائجامہ تر ہو جاتا ہے، اس لئے وضو نہیں رہتا نماز کے وقت تازہ کر لیتا ہوں، مگر حالت نماز میں نشست و برخاست سے قطرہ نکل جاتا ہے، ہر رکعت میں یہی حالت ہوتی ہے، اس واسطے نماز بیٹھ کر ادا کرتا ہوں، ایسی حالت میں قطرہ نہیں نکلتا۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں پیٹ زانو سے لگ جاتا ہے، اور سجدہ کے وقت پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف نہیں ہوتیں۔ بلکہ دونوں پیر بچھا کر بیٹھنے میں سکون رہتا ہے۔ سیدھا پیر کھڑا رکھ کر قعدہ میں بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، اس لئے یہ نماز درست ہوتی ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** درمختار میں ہے۔ یجب رد عذره أو تقليله بقدرقدرته [٣٨٦] ولو بصلوٰته مؤمياً [٣٨٧] الخ وفی الشامی وكذا لو سال عند القيام يصلى قاعداً الخ

---

(٣٨٦)عن خارجة بن زيد قال: «كبر زيد حتى سلس منه البول فكان يداويه ما استطاع، فإذا غلبه توضأ، ثم صلى» (مصنف عبد الرزاق الصنعاني ١/ ١٥١)

عن إبراهيم، قال: « إذا لم يسكن الرعاف سده ، ثم بادر فصلى » .(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٨٣٨٤ ج٢/ ٢٢٥)عن عطاء، في رجل رعف فلم يرق عنه حتى يخشى فوت الصلاة، قال: «يشد منخريه بخرقة، ويبادر فيصلي»، قلت: إذا يقع في جوفه، قال: «ولو» . (مصنف ابن أبي شيبة رقم ٨٣٨٦ ج٢/ ٢٢٦)عن الحسن، قال: «يداري بينه وبين أن يخاف فوت الوقت، فإذا كان ذلك بادر فصلى»، يعني الرعاف.(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٨٣٨٧ ج٢/ ٢٢٦)

(٣٨٧)عن سعيد بن المسيب قال: « إذا لم ينقطع الرعاف أومأ صاحبه إيماء»

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٨٣٨٥ ج٢/ ٢٢٥)

.[١]پس صورت موجودہ میں آپ کو نماز بیٹھ کر پڑھنا درست ہے۔جب کہ اس سے قطرہ بند ہوتا ہے اور سجدہ کے وقت اگر بضرورت مذکورہ انگلیاں قبلہ کی طرف نہ ہوں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے(٣٨٨)جس طرح سہولت ہو اور قطرہ بند ہو اسی طرح کریں اور نماز پڑھیں(٣٨٩)فقط۔

[١]رد المحتار فصل أحكام المعذور ج١ ص ٣٨٣ -ط-س-ج١ص٣٠٧-١٢ ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٧)

## ناسور والا معذور ہے یا نہیں؟

**سوال:** جس شخص کے ناسور ہو وہ معذور ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** ناسور اگر ہر وقت بہتا ہے تو صاحب ناسور معذور ہے۔[١]فقط۔

[١]وهذا إذا لم يمض عليهم وقت فرض إلا وذلک الحديث يوجد فيه الخ فالحاصل أن صاحب العذر ابتداء من استوعب عذره تمام وقت صلاة ولو حكما لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم وفى البقاء من وجد عذره فى جزء من الوقت وفى الزوال يشترط استيعاب

---

(٣٨٨)لأنه سنة عند أكثر أهل العلم فلا شيء في تركه عذرًا فعن عبداللّٰہبن عبداللّٰہبن عمر أنه رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أخبره أنه كان يرى عبداللّٰہبن عمر يتربع في الصلاة إذا جلس. قال: ففعلته وأنا يومئذ حديث السن. فنهاني عبداللّٰہبن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا. وقال: إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى، وتثني رجلك اليسرى .قال، فقلت له: فإنك تفعل ذلك.فقال: إن رجلي لا تحملاني.

( موطأ مالك رقم ٢٩٧ ج٢/ ١٢٣)

(٣٨٩)كما قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ ﴾ البقرة: ٢٨٦

الانفطاع حقيقة (البحر الرائق باب الحيض ج١ص ٢٢٨)ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٥)

## خروج ریح اس قدر ہے کہ وضو کی مہلت نہیں ملتی تو کس طرح نماز پڑھے اور اس وضو سے نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے یا نہیں

**سوال:** زید کو بعض دفعہ اس قدر استخراج ریاح بڑھ جاتا ہے کہ اطمینان سے وضو پورا نہیں کر سکتا نماز تو درکنار، اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وضو بھی اور دو رتین رکعت بھی پڑھ لیتا ہے مگر ریاح نہیں آتی۔ ایسی حالت مذکورہ بالا میں زید بلاخطر نماز پڑھا کرے؟ یا کوئی دوسرا حکم شارع علیہ السلام کا ہے؟ ہر دو حالت میں زید اس وضو سے جس نے اس نے نماز ادا کی ہے، تلاوت کلام پاک دیکھ کر یا اور کوئی وظائف یا درود پڑھ سکتا ہے یا تعلیم دے سکتا ہے، یا ہر کسی کے لئے وضو تازہ کیا کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس کا حکم معذور کا ہے، ہر ایک وقت کے لئے جدا وضو کرے (٣٩٠) اور وقت کے اندر ایک دفعہ وضو کرنے سے فرض اور سنن اور نوافل اور سجدہ تلاوت اور تلاوت قرآن بمس مصحف کر سکتا ہے،[١] اور وظائف تسبیح و تہلیل درود شریف تو بلا وضو بھی

---

(٣٩٠) حديث فاطمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «توضئي لوقت كل صلاة.» ولأنه وضوء يبيح النفل، فيبيح الفرض، كوضوء غير المستحاضة، وحديثهم محمول على الوقت، كقول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أينما أدركتك الصلاة فصل» أي وقتها.(المغني لابن قدامة ج١/ ٢٦٥)

پڑھ سکتا ہے(۳۹۱)۔[۲]فقط

[۱]وحكمه الوضوء لكل فرض أي لوقت كل صلاة الخ ثم يصلى به فيه فرضا ونفلا فدخل الواجب بالأولىٰ فإذا خرج الوقت بطل (الدر المختار) أفادأن الوضوء إنما يبطل بخروج الوقت فقط لا بد خوله(رد المحتار أحكام المعذور ص ۲۸۱ج۱) ظفير-

[۲]فالو ضوء لمطلق الذكرمندوب وتركه خلاف الأولى وهو مرجع كراهة التنزيه.

(الدر المختار على هامش ردالمحتارأبحاث الغسل ص ۱٦۱ ج۱-ط-س-ج۱ص۱۷۵) ظفير- (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۷۴-۲۷۵)

اسی طرح بالمعنی(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲٦۷-۲٦۸)میں بھی ہے۔

## انفلات ریح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

**سوال:** اگر ریاحی مریض عشاء کی نماز پڑھ کر سو گیا تو وہ عشاء ہی کے وضو سے تہجد کی نماز اور صبح کی نماز ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی رد المحتار و الأحسن فما فی فتاوی ابن الشبلی حیث

---

(۳۹۱)عن عائشةرَضِيَٱللَّهُعَنْهَاقالت: « كان النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يذكرٱللَّهَعلى كل أحيانه » .(صحيح مسلم رقم ۳۷۳ ج۱/ ۲۸۲) وذكره البخاري في صحيحه تعليقا ،وكان النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَيذكرٱللَّهَعلى كل أحيانه "( صحيح البخاري باب: تقضي الحائض المناسك كلها إلا الطواف بالبيت ج ۱/ ٦۸ سنن الترمذي ت شاكر رقم ۳۳۸٤ ج٥/ ٤٦۳ ،سنن أبي داود رقم ۱۸ ج۱/ ٥) صحيح

قال سئلت عن شخص به انفلات ريح هل ينقض وضوءه بالنوم فأجبت بعدم النقض بناء على ما هو الصحيح من أن النوم نفسه ليس بناقض و إنما الناقض ما يخرج و من ذهب إلى أن النوم نفسه ناقض لزم النقض . ( رد المحتار ج١/ ١٣١)

اس سے معلوم ہوا کہ جس کو انفلات ریح کا مرض ہو اور وہ شرعا معذور ہو اس کی نیند ناقض وضو نہیں کیونکہ نقض کا سبب خروج ریح ہے(۳۹۲) جو اس کے لئے وقت کے اندر ناقض وضو نہیں، لہذا یہ شخص عشاء کے وضو سے تہجد پڑھ سکتا ہے، فجر کی نماز نہیں پڑھ سکتا۔

فقط واللہ تعالی اعلم ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۸۵ ہجری (احسن الفتاوی ج ۲/۷۸-۷۹)

اسی طرح مختصرا (فتاوی فریدیہ ج ۲/۵۵) و (فتاوی دار العلوم دیوبند ج ۱/۲۷۵) میں ہے۔

---

(۳۹۲) وفي شرح مختصر الطحاوي: روى أبو حنيفة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لفاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وتوضئي لوقت كل صلاة» ذكره محمد في الأصل معضلا. وقال ابن قدامة في المغني: وروي في بعض ألفاظ حديث فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وتوضئي لوقت كل صلاة» (فتح القدير ١/ ١٧٩) والمستحاضة ومن به سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذي لا يرقأ يتوضئون لوقت كل صلاة فيصلون بذلك الوضوء في الوقت ما شاءوا من الفرائض والنوافل) (القدوری ص ٢٠)

وكذا كل من هو في معناها وهو من ذكرناه ومن به استطلاق بطن وانفلات ريح لأن الضرورة بهذا تتحقق وهي تعم الكل فيكون حكم الكل حكم المستحاضة.

(كذا في الهداية والعناية ١/ ١٨٦)

# آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کس طرح پڑھے جب کہ طبیب ہلنے کی اجازت نہیں دیتے

**سوال:** آنکھ بنوانے کی صورت میں ممانعت طبیب کی وجہ سے وقت معینہ تک نماز کو مؤخر کرے یا ایماء کرے۔ اگر ایماء کر سکتا ہے تو کیسے، آیا زنخدان (ٹھوڑی) کو سینہ کی طرف خفیف مائل کرے، اور سجدہ کے اشارہ میں اس سے کچھ اور زیادہ، اور تکیہ سر کے نیچے کیسا ہونا چاہیے۔ بعض عبارات سے مفہوم ہوتا ہے کہ ایماء کے واسطے شبیہ بالقعود ہونا چاہیے۔ اور استلقاء بظاہر ایسے چت لیٹنے کو کہتے ہیں کہ تمام جسم بستر سے ملا ہوا ہو۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** آنکھ بنوانے کی صورت میں بعد ممانعت طبیب اشارہ سے نماز پڑھے (۳۹۳) مؤخر کرنا درست نہیں (۳۹٤)، اور اگر مؤخر کی تو استغفار و (توبہ) کرے اور نماز کی قضا

---

(۳۹۳)لقوله تَعَالَىٰ:﴿ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ ﴾ التغابن: ١٦

(۳۹٤)عن أبي ذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وضرب فخذي: «كيف أنت إذا بقيت في قوم يؤخرون الصلاة عن وقتها؟» قال: قال: ما تأمر؟ قال: «صل الصلاة لوقتها، ثم اذهب لحاجتك، فإن أقيمت الصلاة وأنت في المسجد فصل» (صحيح مسلم ١/ ٤٤٨)

وفي رواية عند مسلم : يميتون الصلاة عن وقتها؟». (صحيح مسلم رقم ٦٤٨ ج ١/ ٤٤٨) عن أبي قتادة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:«ليس في النوم تفريط إنما التفريط في اليقظة أن تؤخر صلاة حتى يدخل وقت آخر» . (سنن أبي داود رقم ٤٤١ ج ١/ ١٢١) قال أبو عيسى « وحديث أبي قتادة حديث حسن صحيح »(سنن الترمذي ت شاكر ج١/ ٣٣٥)

کرے(۳۹۵) اور اشارہ سے نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت لیٹے(۳۹٦) اور سر کے نیچے تکیہ رکھ لے(۳۹۷)، جیسا تکیہ بھی ہو، موٹا یا پتلا، لیکن اگر بڑے تکیہ کی اجازت طبیب دیدے تو یہ اچھا ہے کہ

---

(۳۹۵) لقوله تَعَالَىٰ: ﴿ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا ﴿١٠٣﴾ ﴾ النساء: ۱۰۳
ولقوله صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ :أما إنه ليس في النوم تفريط، إنما التفريط على من لم يصل الصلاة حتى يجيء وقت الصلاة الأخرى، فمن فعل ذلك فليصلها حين ينتبه لها، فإذا كان الغد فليصلها عند وقتها.(أخرجه مسلم من حديث أبي قتادة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُ برقم ٦٨١ ج١/ ٤٧٢)

(۳۹٦) عن عمران بن حصين رَضِيَ ٱللَّهُ عَنۡهُ قال كانت بي بواسير فسألت النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ : عن الصلاة فقال صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلى جنب.

(صحيح البخاري حسب ترقيم فتح الباري رقم ١١١٧ ج ٢ / ٦٠)

زاد النسائي: فإن لم تستطع، فمستلقيا، لا يكلف ٱللَّهُ نفسا إلا وسعها (نصب الراية ج ٢/ ١٧٥)

عن نافع، أن ابن عمر قال: «يصلي المريض مستلقيا على قفاه تلي قدماه القبلة » . (مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ٤١٣٠ ج٢/ ٤٧٤)

قال ابن الهمام :لا ينتهض حديث عمران حجة على العموم فإنه خطاب له، وكان مرضه البواسير وهو يمنع الاستلقاء فلا يكون خطابه خطابا للأمة، فوجب الترجيح بالمعنى وهو أن المستلقي تقع إشارته إلى جهة القبلة، وبه يتأدى الفرض بخلاف الآخر، ألا ترى أنه لو حققه مستلقيا كان ركوعا أو سجودا إلى قبلة، ولو أتمه على جنب كان إلى غير جهتها .

(فتح القدير للكمال ابن الهمام ج ٢/ ٤)

(۳۹۷)وجعل وسادة تحت رأسه حتى يكون شبه القاعد ليتمكن من الإيماء والركوع والسجود إذ حقيقة الاستلقاء يمنع الأصحاء عن الإيماء فكيف بالمرضى (العناية ٢/ ٤)

اس میں اشارہ رکوع وسجود کا اچھی طرح اور آسانی سے ہو گا۔ اور اشارہ رکوع کا تھوڑا سا سر کو سینہ کی طرف جھکانے سے ادا ہو جائے گا، اور سجدہ کا اشارہ اس سے کچھ زیادہ ہو(۳۹۸)، شامی میں اشارہ رکوع وسجود کی یہ تشریح کی ہے۔أشار إلى أنه يكفيه أدنى الانحناء عن الركوع.[١]اور در مختار میں ہے ويجعل سجوده أخفض من ركوعه.[٢]

اس کا حاصل یہ ہے کہ رکوع کے لئے تھوڑا سا سر کا جھکانا کافی ہے اور سجدہ کے لئے اس سے کچھ زیادہ ہو، اگر کسی کو کچھ شبہ رہے تو اس نماز یا ان نمازوں کا پھر اعادہ کرے جن میں شبہ رہا۔ اشارہ میں سر کا کسی قدر حرکت دینا ضروری ہے محض زنخدان (ٹھوڑی) کو سینہ کی طرف مائل کرنا کافی نہیں(۳۹۹)۔ فقط السلام۔

[١]رد المحتار باب صلاة المريض ص ٧١١ ج١ -ط-س-ج٢ص٩٨-١٢ ظفير-

[٢]الدر المختار على هامش ردالمحتارباب صلاة المريض ج١ ص ٧١١-ط-س-ج٢ص٩٨-١٢ ظفير- **(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۶۸-۲۶۹)**

---

(۳۹۸)عن جابر بن عبد اللّٰہ قال: عاد رسول اللّٰہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مريضا وأنا معه فرآه يصلي ويسجد على وسادة فنهاه وقال: إن استطعت أن تسجد على الأرض فاسجد وإلا فأومئ إيماء واجعل السجود أخفض من الركوع. (مجمع الزوائد ٢/ ١٤٨)

(۳۹۹) حديث جابر المتقدم يفيد أن المراد بالإيماء الإيماء بالرأس حيث قال »واجعل سجودك أخفض من ركوعك» فإن زيادة الخفض لا تتحقق حقيقة في غير الرأس وليس لهم فيما قالوه نص يعول عليه ونصب الأبدال في العبادات بالرأي غير جائز فبطل(كبيري ص ٢٦٣)

## آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز ادا کرنے سے متعلق ایک اور سوال اور اس کا جواب

**سوال:** آنکھ بنوانے کی حالت میں نماز کے متعلق مدرسہ سنبھل کے مدرسین میں باہم اختلاف ہوا، ایک کی رائے یہ ہے کہ ایماء جائز ہی نہیں جب تک شبیہ بالقعود نہ ہو، دوسرے کی رائے یہ ہوئی کہ بحالت استلقاء ایماء اس طور پر کرے کہ جب سر کی حرکت ممنوع ہے تو زنخدان کو سینہ کی طرف مائل کرے اور سجدہ کی حالت میں اس سے زیادہ تاخیر سے نماز جائز نہیں۔ مولوی کریم بخش صاحب اور مولوی نذیر احمد صاحب کے جوابات مولوی عبد القیوم صاحب کی معرفت آپ کی خدمت میں بھیجے تھے اب ان کو دو کارڈ بھیجے جواب نہیں دیا۔ مولوی نذیر احمد صاحب کا جواب صاف شدہ مرسل خدمت ہے اور مولوی کریم بخش صاحب کا جواب اگر نہ پہنچا ہو تو مولوی عبد القیوم سے لے لیجئے۔ ورنہ خلاصہ اس کا عرض کر دیا ہے کہ ایماء جائز بہ اشارۂ زنخدان؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی عبد القیوم صاحب نے کوئی تحریر جہاں تک یاد ہے نہیں دی، ایک لفافہ حال ہی میں ۲۔ اپریل کو ملا جس میں صرف مولوی نذیر احمد کا جواب آنکھ بنوانے والے کی نماز کے متعلق ہے۔ اس میں کچھ پتہ نہ تھا، اس لئے اس کو کہیں نہ بھیجا گیا۔ اب جناب کا خط پہنچا، اس میں بھی مولوی نذیر احمد کا جواب ہے۔ مولوی کریم بخش کا جواب نہیں دیکھا مگر خلاصہ اس کا آپ کی تحریر سے واضح ہوا۔

جواب صحیح وہی ہے جو مولوی نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے، زنخدان کا اشارہ کافی نہیں، اشارہ سے نماز صحیح ہونے کے لئے اشارہ بالرأس اور حرکت رأس کی ضرورت ہے(٤٠٠) اس لئے تکیہ وغیرہ کی

---

(٤٠٠)نقول: بأن الإيماء عبارة عن الإشارة، والإشارة إنما تكون بالرأس، فأما العين يسمى ☜

ضرورت فقہاء لکھتے ہیں۔ پس اگر اشارہ زنخدان یا اشارہ حاجب وعین سے نماز پڑھ لی تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے۔ اس میں احتیاط بھی ہے۔ اس لئے اب زیادہ اس میں طول دینے کی اور بحث کی ضرورت نہیں ہے۔[١]

[١]ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوما الخ و إن تعذر الإيماء برأسه وكثرت الفوائت الخ سقط القضاء عنه الخ ولم يؤم بعينه وقلبه وحاجبه.

(الدر المختار باب صلاة المريض ط-س-ج٢ص٩٨)ظفير

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٩-٢٧٠)

## تقاطر بول کا حکم

**سوال:** بندہ کو مسلسل چھ سال سے تقاطر بول کی شکایت ہے اکثر تو پیشاب کرنے کے فوراً بعد یا کچھ دیر بعد یا تو کبھی نماز کے اندر یا وضو کرنے کے وقت پیشاب کے قطرے نکل آتے ہیں اب جب نماز میں یہ حالت پیش آتی ہے تو بندہ وضو کے لئے جائے گا تو ادھر جماعت ختم ہو جاتی ہے تو اس صورت میں بندہ کیا کرے کبھی پیشاب کی تعداد اتنی زیادہ ہو جاتی ہے کہ درہم کی تعداد سے زیادہ، بندہ کو کبھی عین درس کی حالت میں یہ بیماری پیش آتی ہے اور درس کے وقت میں وضو کا ہونا ضروری ہے اگر بندہ وضو کیلئے جائے گا تو سبق فوت ہو جائے گا بندہ اس صورت میں کیا کرے بندہ فی الحال

---

إنحاء، ولا يسمى إيماء، وبالقلب يسمى نية وعزيمة وبمجرد النية لا تتأدى الصلاة، ونصب الأبدال بالرأي لا يجوز(المبسوط للسرخسي ١/ ٢١٧)

ولأنه ماورد في حديث ما الحكم بالإشارة بالحاجب والعين والذقن والعبادات تختص بموارد النص و لا دخل فيها للقياس .(مرتب جامع الفتاوی عفاﷲ عنه وعافاه)

ایک کپڑا استعمال کرتا ہے اور ہر نماز سے پہلے کپڑے کو دھولیتا ہے، پیشاب کرکے وضو کرتا ہوں پیشاب کے قطرے نکلے یا نہیں تو کیا میری نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ یا بندہ سب کی قضا کرے کیا بندہ صاحب عذر نہیں ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب آپ صاحبِ عذر (شرعی معذور) نہیں ہیں تو جو نمازیں قطرے آنے کی حالت میں یا قطرے آنے کے بعد بغیر وضو کئے ناپاک کپڑے سے (جبکہ مقدار عفو سے زائد ہو) پڑھی ہوں ان سب کا اعادہ ضروری ہے[١] قطرہ آنا آپ کے حق میں ناقض وضو ہے قطرہ کیلئے مستقل کپڑا رکھیں نماز کے وقت اس کو الگ کر دیا کریں یا نماز کیلئے مستقل لنگی رکھیں اگر اتفاقاً وہ ناپاک ہو جائے تو پاک کر لیں سبق کیلئے پاک رہنا ضروری نہیں(٤٠١) قرآن کریم کو بلا وضو ہاتھ نہ لگائیں(٤٠٢) اور ضرورت پیش آئے تو رومال سے پکڑ لیں(٤٠٣)[٢] کتاب میں گنجائش

---

(٤٠١)عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل عليها، وحاضت بسرف، قبل أن تدخل مكة، وهي تبكي، فقال: «ما لك أنفست؟» قالت: نعم، قال: «إن هذا أمر كتبه اللَّهُ على بنات آدم، فاقضي ما يقضي الحاج، غير أن لا تطوفي بالبيت» فلما كنا بمنى، أتيت بلحم بقر، فقلت: ما هذا؟ قالوا: ضحى رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن أزواجه بالبقر.

(صحيح البخاري رقم ٥٥٤٨ ج٧/ ٩٩)

ففي الحديث منع الحائض عن الطواف وجواز مايفعله الحاج من الأعمال والمناسك ومنها الذكر والأدعية فكذلك الدرس للمحدث بل بالطريق الأولى لأنه أدنى من الحائض(مرتب)

(٤٠٢)قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾ الواقعة: ٧٩

في المطهرين أربعة أقوال: أحدها: أنهم المطهرون من الأحداث، قاله الجمهور. فيكون ظاهر ☜

ہے احتیاط کرنا چاہیں تو کتاب کو بھی رومال سے پکڑ لیا کریں وضو میں سبق کے وقت زحمت ہو اور بغیر وضو کتاب سمجھ میں نہ آئے تو تیمم کی گنجائش ہے(٤٠٤)زیادہ تشویش میں نہ پڑیں۔واللہ اعلم

---

الكلام النفي، ومعناه النهي.(زاد المسير في علم التفسير ج٤/ ٢٢٨)

عن عبداللّٰہبن أبي بكر بن حزم :أن في الكتاب الذي كتبه رسول اللّٰہصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَلعمرو بن حزم أن لا يمس القرآن إلا طاهر . (الموطأ للإمام مالك رقم٤٦٩ ج١ / ١٩٩)

(٤٠٣)كان أبو وائل يرسل خادمه وهي حائض إلى أبي رزين فتأتيه بالمصحف فتمسكه بعلاقته ( صحيح البخاري ج ١ / ٤٩٤)

عن الحسن، قال: «لا بأس أن يتناول الرجل المصحف إذا كان في وعائه أو في علاقته» .

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٧٤٢٣ ج ٢/ ١٤٠)

عن القاسم يعني الأعرج، قال: «رأيت سعيد بن جبير قرأ في المصحف، ثم ناول غلاما له مجوسيا بعلاقته» . (مصنف ابن أبي شيبة رقم ٧٤٢٤ ج٢/ ١٤٠)

(٤٠٤)عن الأعرج، قال: سمعت عميرا مولى ابن عباسرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: أقبلت أنا وعبداللّٰہبن يسار، مولى ميمونة زوج النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَحتى دخلنا على أبي جهيم بن الحارث بن الصمة الأنصاري، فقال أبو الجهيم الأنصاري «أقبل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من نحو بئر جمل فلقيه رجل فسلم عليه فلم يرد عليه النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتى أقبل على الجدار، فمسح بوجهه ويديه، ثم رد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» (صحيح البخاري رقم ٣٣٧ ج١/ ٧٥صحيح مسلم رقم ٣٦٩ ج ١/ ٢٨١)

قال ابن نجيم رَحِمَهُ اللَّهُ: قال النووي في شرح مسلم: وهذا الحديث محمول على أنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان عادما للماء حال التيمم، فإن التيمم مع وجود الماء لا يجوز للقادر على استعماله . اهـ وعلى أصولنا لا حاجة إلى هذا الحمل، فإن عندنا ما يفوت لا إلى خلف يجوز التيمم له مع وجود الماء كصلاة الجنازة ولا شك أن رد السلام منه بناء على أنه صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَلا يذكراللّٰہتعالى إلا على ☜

[١]وإن توضأ على السيلان وصلى على الانقطاع وتم الانقطاع باستيعاب الوقت الثانى أعاد (عالمگيرى ص: ٤١، ج:١) مطبوعه كوئٹه الفصل الرابع فى أحكام الحيض الخ-

[٢]لايجوز لهما وللجنب والمحدث مس المصحف إلا بغلاف متجاف عنه كالخريطة الخ- (عالمگيرى ص:٣٩، ج:١) مطبوعه كوئٹه الفصل الرابع فى أحكام الحيض الخ.

(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۴۱-۲۴۲)

## پیشاب کے بعد قطرہ آنے سے وضو کا حکم

**سوال:** مجھے دوسال سے پیشاب کے بارے میں خلل ہوتا آرہاہے وہ یہ کہ جب پیشاب کرتاہوں اور پانی سے صاف کرنے کے بعد دو تین بار کبھی زیادہ قطرے پیشاب کے نکلتے ہیں لیکن وہ قطرے نکلنے کے بعد پھر دوبارہ پیشاب کو جانے تک نکلتے نہیں، کبھی کبھی پانی کے بغیر کپڑے سے صاف کرے تووہ قطرے نہیں نکلتے، یہ سلس البول کی طرح نکلتے نہیں بلکہ جب پیشاب کو جاتاہوں اس کے بعد نکلتاہے ایک دن میں دس مرتبہ پیشاب کرنے گیاتو پھر دس مرتبہ ہی وہ قطرے نکلتے ہیں اس کیلئے کئی علاجوں سے ناکام ہوگیا اوراس سے اطمینان سے عبادت نہیں کرسکتاہوں اب جوبات ہے کہ پیشاب کے بعد وضو کرتاہوں اس وقت یاوضو سے فارغ ہونے کے بعد نکلتاہے تو یہ وضو فی المذہب الشافعی ادا ہوگیا یانہیں؟ اورایک وضو سے کئی فرض کی نماز پڑھ سکتاہوں اور وقت آنے سے پہلے نماز کیلئے اس حالت میں وضو کرسکتاہوں یانہیں؟

---

طهارة بل عندنا ما هو أعم من ذلك، وهو أن ما ليست الطهارة شرطا في فعله وحله، فإنه يجوز التيمم له مع وجود الماء كدخول المسجد للمحدث ولهذا قال في المبتغى بالغين المعجمة ويجوز التيمم لدخول مسجد عند وجود الماء وكذا للنوم فيه . اهـ (البحر الرائق ج١/ ١٥٨)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** سلس البول نہیں جس کی وجہ سے آدمی شرعی معذور ہو جاتا ہے۔[١] اس لئے وضو کے بعد جب پیشاب کا قطرہ نکل آئے گا تو وضو باقی نہیں رہے گا دوبارہ وضو کی ضرورت پیش آئے گی وضو کے بعد جب قطرے نہ آئیں تو اس وضو سے متعدد نمازیں پڑھ سکتے ہیں وقت سے پہلے بھی وضو کر سکتے ہیں، قطرے سے تحفظ کیلئے ڈھیلا یا کپڑا بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]صاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه ... إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة وحكمه الوضوء لا غسل ثوبه لكل فرض (شامی نعمانیه ص:٢٠٣/ ١، باب الحيض، مطلب فی أحكام المعذور) (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٣٩-٢٤٠)

تقریباً اسی طرح مختصراً (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٢-٢٦٣) میں بھی ہے۔

## قطرہ کے مریض کے لیے نماز پڑھنے کا آسان طریقہ

**سوال:** چہل قدمی اور اوپر سے نیچے چلنے کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ بند نہ ہوتا ہو تو کیا کرنا چاہیے۔ اس صورت میں نماز میں کوئی خلل آئے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** چہل قدمی وغیرہ کوئی قید نہیں۔ اکثر اس سے استبراء حاصل ہو جاتا ہے۔ اصل میں مقصود یہ ہے کہ قطرہ ٹپکنے سے اطمینان حاصل ہو جائے، جب تک اطمینان حاصل نہ ہو وضو شروع کرنا صحیح نہیں(٤٠٥) جس کو بہت دیر تک قطرہ آتا ہو اس کو چاہیے کہ وقت

(٤٠٥)عن عيسى بن يزداد اليماني، عن أبيه، قال: قال رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إذا بال أحدكم فلينتر ذكره ثلاث مرات (سنن ابن ماجه رقم ٣٢٦ ج١/ ١١٨)هذا الحديث وان كان ضعيفا ☜

لكن يشهد له حديث ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا الآتي عند الشيخين .

عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: مر النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بحائط من حيطان المدينة، أو مكة، فسمع صوت إنسانين يعذبان في قبورهما، فقال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يعذبان ، وما يعذبان في كبير» ثم قال: « بلى ، كان أحدهما لا يستتر من بوله، وكان الآخر يمشي بالنميمة». ثم دعا بجريدة، فكسرها كسرتين، فوضع على كل قبر منهما كسرة، فقيل له: يا رسول اللّٰہ لم فعلت هذا؟ قال: «لعله أن يخفف عنهما ما لم تيبسا» أو: «إلى أن ييبسا»(صحيح البخاري رقم ٢١٦ ج١/ ٥٣ صحيح مسلم رقم ٢٩٢ ج١/ ٢٤٠)

وأما قول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يستتر من بوله فروي ثلاث روايات يستتر بتائين مثناتين ويستنزه بالزاءوالهاء ويستبرئ بالباء الموحدة والهمزة وهذه الثالثة في البخاري وغيره وكلها صحيحة ومعناها لا يتجنبه ويتحرز منه . (شرح النووي على مسلم ج٣/ ٢٠١)

قال القسطلاني : وفي رواية ابن عساكر لا يستبرئ بموحدة ساكنة من الاستبراء أي لا يستفرغ جهده بعد فراغه منه، وهو يدل على وجوب الاستنجاء لأنه لما عذب على استخفافه بغسله وعدم التحرّز منه دلّ على أن من ترك البول في مخرجه ولم يستنج منه حقيق بالعذاب.

(شرح القسطلاني ج١/ ٢٨٧)

أشارالمصنف رَحِمَهُ اللَّهُ إلى وجوب الاستنجاء والأولى بالماء فإن فقد فبالمدر ونحوها(مرتب جامع الفتاوی عفا اللّٰہ عنه وعفاه)

وفي دليل الفالحين : (فكان لا يستبرىء من بوله) أي: لا يطلب البراءة منه، فأخذ بعضهم منه وجوب الاستبراء، وأن تركه من الكبائر، وهو قويّ من حيث الدليل، لكن الذي عليه أصحابنا ندبه، وحمل الحديث ونحوه على من تيقن عدم انقطاع البول إلا بالتنحنح فيجب، والاستحباب على من لم يكن كذلك . (دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين ج٨/ ٣٦٦)

سے پہلے پیشاب کرلیا کرے یا پیشاب کے سوراخ کے اندر کوئی چیز روئی وغیرہ اس طرح داخل کردے کہ اس کا اندرونی حصہ پیشاب کے قطرہ کو جذب کرلے اور تری باہر نہ آنے پائے۔

قال فی شرح التنویر: یجب الاستبراء بمشي أو تنحنح أو نوم علی شقه الأیسر و یختلف بطباع الناس. وقال فی الشامیة: أما نفس الاستبراء حتی یطمئن قلبه بزوال الرشح فهو فرض وهو المراد بالوجوب و لذا قال الشرنبلالی یلزم الرجل الاستبراء حتی یزول أثر البول و یطمئن قلبه و قال عبرت باللزوم لکونه أقوی من الواجب لأن هذا یفوت الجواز لفوته فلا یصح له الشروع فی الوضوء حتی یطمئن بزوال الرشح اه قلت و من کان بطیئ الاستبراء فلیفتل نحو ورقة مثل الشعیرة و یحتشی بها فی الإحلیل فإنها تتشرب ما بقی من أثر الرطوبة التی یخاف خروجها و ینبغی أن یغیبها فی المحل لئلا تذهب الرطوبة إلی طرفها الخارج .١ه ( ردالمحتار ج١/ ٣١٩) فقط واللہ تعالی أعلم ٢٨ صفر سنه ١٤٩٢ ه

(احسن الفتاوی ج۲/۷۲)

## آپریشن کے بعد پیشاب کے قطرات کا آنا

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا پیشاب رک گیا تھا لہٰذا اس کا آپریشن کروایا ہے، آپریشن کو تقریباً پانچ چھ دن ہوگئے ہیں، اب میری حالت یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر بیٹھتا ہوں یا پھر لیٹتا ہوں تو ایک دو قطرے نکل جاتے ہیں یا پھر سونے کی حالت میں نکل جاتے ہیں جس کا مجھے احساس نہیں ہوتا ابھی غبارہ بھی استعمال نہیں کرسکتا کیونکہ ابھی زخم ہیں، لہٰذا آنجناب سے عرض ہے کہ بیٹھ کر نماز ادا کرنے اور کپڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ سے پہلے یہ سمجھئے کہ آپ معذور کب شمار ہوسکتے ہیں تو اس کیلئے ایک نماز کا مکمل وقت اس طرح گزر جائے کہ آپ کو وضو سے فراغت کے بعد پیشاب

کے قطرات آنے کی وجہ سے اس قدر موقع نہ ملے کہ آپ فرض نماز پڑھ سکیں تو آپ معذور سمجھے جائیں گے(٤٠٦)،اور اس وقت تک معذور شمار کیے جائیں گے جب تک ایک نماز کے مکمل وقت میں ایک دفعہ بھی آپ کا عذر پایا جائے۔اس صورت حال کے پیش نظر آپ فی الحال معذور کے حکم میں نہیں ہیں،لہٰذا ان کپڑوں میں نماز کی ادائیگی صحیح نہیں بلکہ پاک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا ضروری ہے(٤٠٧)،البتہ اگر کھڑے ہونے سے قطرات آتے ہوں یا کسی اور وجہ سے کھڑے نہ ہوسکتے ہوں تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے(٤٠٨)۔

لما فی الدر المختار (١/ ٣٠٦) :(و إن سال على ثوبه ) فوق الدرهم (جاز له أن لا يغسله

---

(٤٠٦) (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث(الدر المختار١/٣٠٥)

(٤٠٧)تطهير النجاسة واجب من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه " لقوله تعالى: {وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ} [المدثر:٤] (الهداية ج١/ ٣٦)

عن أسماءرَضِيَٱللَّهُعَنْهَا قالت: جاءت امرأة النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ فقالت: أرأيت إحدانا تحيض في الثوب، كيف تصنع؟ قال: «تحته، ثم تقرصه بالماء، وتنضحه، وتصلي فيه» .

(صحيح البخاري رقم ٢٢٧ ج١/ ٥٥)

(٤٠٨)ومتى قدر المعذور على رد السيلان برباط أو حشو أو كان لو جلس لا يسيل ولو قام سال وجب رده وخرج برده عن أن يكون صاحب عذر بخلاف الحائض إذا منعت الدرور فإنها حائض واختلفوا في المستحاضة إذا احتشت قيل كصاحب العذر وقيل كالحائض، كذا في السراج ويجب أن يصلي جالسا بإيماء إن سال بالميلان لأن ترك السجود أهون من الصلاة مع الحدث(البحرالرائق ج١ص٢٢٧ فتح القدير ج ١ ص ١٨٥)

إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها) أى الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترک غسله هوالمختار للفتوى .وفى الدر المختار(١/ ٣٠٥): ( إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة) ...(ولو حكما) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم (وهذا شرط) العذر (فى حق الابتداء وفى) حق (البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت) ولو مرة(وفى) حق الزوال يشترط (استيعاب الانقطاع) تمام الوقت (حقيقة) لأنه الانقطاع الكامل...وفى الدر المختار(١/ ٣٠٨،٣٠٧):يجب رد عذره أو تقليله بقدر قدرته ولو بصلاته موميا وبرده لا يبقى ذا عذر . (نجم الفتاوی ج٢/١٧٢-١٧٣)

تقریباً اسی طرح مختصراً (نجم الفتاوی ج٢/١٧٦) میں بھی ہے۔

## معذور کی وضو کی ایک صورت کا حکم

**سوال:** مجھ کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ یا نمی آجانے کا شک رہا کرتا ہے، مثلاً پیشاب کے آدھ گھنٹہ پیچھے وضو کرنے بیٹھا پس دوران وضو میں خیال ہوا کہ پیشاب کے مقام پر نمی آگئی، یا آنا چاہتی ہے، اس کا امتحان کرنے کے لیے کہ آیا درحقیقت نمی آگئی یا نہیں، ڈھیلے سے دیکھا، پس بعض اوقات ڈھیلے میں نمی یعنی بھیگا پن معلوم ہوا اور بعض اوقات نہیں، اس نمی آجانے کے اندیشہ سے تقریباً نماز سے ڈیڑھ یا دو گھنٹے پہلے خواہ پیشاب لگے یا نہ لگے، پیشاب کرلیا کرتا ہوں تاکہ نماز اطمینان کے ساتھ ہو، اور اگر کسی وقت ڈیڑھ یا دو گھنٹے پہلے پیشاب کرنے کا اتفاق نہ ہوا تو پھر پیشاب لگنے پر بھی نماز سے فارغ ہونے تک روکنا پڑتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس قطرہ کی وجہ سے طبیعت میں الجھن سی رہتی ہے، پس ارشاد فرمائیں کہ آیا یہ ضروری ہے کہ قطرہ کا گمان ہونے کی حالت میں ہمیشہ وضو مکرر کرلینا چاہیے، یا گمان ہونے پر ہر وقت دیکھ لینا چاہیے، یا قطرہ آجانے کی جانب بالکل دھیان ہی نہ کرنا چاہیے، غرض جو حکم شرعی ہو یا

شرعاً کوئی آسان شکل ہو اس سے خاکسار کو آگاہ فرمائیں اور یہ امر بھی قابل گزارش ہے کہ بندہ کو دو گھنٹے یا سوا دو گھنٹہ پیچھے پیشاب کی حاجت ہوا کرتی ہے، پس اگر کسی وقت بھول گیا اور جماعت میں گھنٹہ یا پون گھنٹہ باقی ہو اتو بڑی مشکل وتکلیف پیش آتی ہے۔ فقط والسلام

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** قال فی مراقی الفلاح یلزم الرجل الاستبراء والمراد طلب براءة المخرج عن أثر الرشح حتی یزول أثر البول بزوال البلل الذی یظهر علی الحجربوضعه علی المخرج وحینئذ یطمئن قلبه علیٰ حسب عادته إما بالمشی أو التنحنح أوالاضطجاع علیٰ شقه الأیسر أو غیره بنقل أقدام وركض وعصر ذكره برفق لاختلاف عادات الناس فلایقید بشیئ اه وفی حاشیة الطحطاوی عن المضمرات ومتی وقع فی قلبه أنه صارطاهراً جاز له أن یستنجی (ویتوضأ) لأن كل أحد أعلم بحاله (ص ٢٦) وقال فی الدر: یستحب للرجل إن رابه الشیطان أن یحتشی ویجب إن كان لاینقطع إلابه قدر ما یصلی اه (ص ١٥٥ ج ١) وقال الشامی فی باب الاستنجاء وجدناه نافعاً جدًا لقطع التقاطر.

صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ وضو کرنے سے پہلے اگر استنجاء کیا ہو تو دفع تقاطر کی جو تدبیر تجربہ میں نافع ہوئی ہو خواہ چلنا پھرنا یالیٹنا وغیرہ ان تدابیر سے دفع تقاطر کا اطمینان کیاجائے، اور جب اطمینان ہوجائے کہ اب قطرہ آنا بند ہوگیا، اس کے بعد وضو کیاجائے اس کے بعد اگر پھر شبہ قطرہ آنے کا ہو تو ہاتھ ڈال کر دیکھ لیاجائے، اگر انگلی پر نمی معلوم ہو تو وضو دوبارہ کرلیاجائے ورنہ نہیں، اگر کسی وقت نماز کے قریب استنجے کی ضرورت ہو اور پیشاب کے روکنے میں ضرر طبی کا اندیشہ ہو تو

پیشاب کو روکنا نہ چاہیے(٤٠٩)، بلکہ پیشاب کرکے رفع قطرہ کی تدبیر کی جائے، اور کچھ دیر ٹہلنے چلنے پھرنے کے بعد وضو کرلیا جائے پھر نماز شروع کردیں، اس کے بعد اگر قطرہ کا شبہ ہو تو ہاتھ سے دیکھ لیا جائے، اگر معلوم ہو کہ نمی آئی ہے تو وضو دوبارہ کیا جائے ورنہ نماز پڑھتا رہے، جس کو قطرہ کا وسوسہ زیادہ آتا ہو اس کے لیے یہ تدبیر مفید ہے کہ عضو خاص کے اندر کسی قدر روئی رکھ لیا کرے، اس سے قطرہ بند ہو جاتا ہے اور روئی کو سوراخ سے ملا ہوا نہ رکھے، بلکہ ذرا سوراخ سے نیچے کو یعنی اندر کو رکھے، اس صورت میں روئی کے تر ہونے سے وضو باطل نہ ہوگا، جب تک سوراخ کے منہ پر تری نہ آجائے اور اگر روئی سوراخ کے متصل ہوگی تو باہر کا حصہ تر ہو جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا، کما ذکرہ فی الدر (۱۵۴ج۱)۱۸صفر۱۳۴۴ھ (امداد الاحکام ج۱/۳۷۲-۳۷۴)

## بار بار پیشاب آتا ہو تو وضو کیسے کرے؟

**سوال:** میری عمر تہتر برس ہے بار بار پیشاب آتا ہے صبح کو ایک ڈیڑھ گلاس پانی دوا کے طور پر پیتا ہوں ظاہر ہے کہ پیشاب بار بار آئے گا۔ اگر پانی نہیں پیتا تو جوڑوں میں درد کا امکان ہے۔ کئی سال سے یہ تکلیف ہے اب کھانسنے پر یا کسی ایسی جگہ پر گزرنے سے جو کہ سڑک کی سطح سے نیچے ہو تو

---

(٤٠٩)عند عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حديثا وكان القاسم رجلا لحانة وكان لأم ولد، فقالت له عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ما لك لا تحدث كما يتحدث ابن أخي هذا، أما إني قد علمت من أين أتيت هذا أدبته أمه، وأنت أدبتك أمك، قال: فغضب القاسم وأضب عليها، فلما رأى مائدة عائشة، قد أتي بها قام، قالت: أين؟ قال: أصلي، قالت: اجلس، قال: إني أصلي، قالت: اجلس غدر، إني سمعت رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «**لا صلاة بحضرة الطعام، ولا هو يدافعه الأخبثان**» .

(صحيح مسلم رقم ٥٦٠ ج ١/ ٣٩٣)

پیشاب کا قطرہ نکل جاتا ہے۔رات کو سوتا ہوں تو شبہ رہتا ہے کہ شاید کوئی قطرہ نکل گیا ہو،رات کئی مرتبہ اٹھتا ہوں اس خیال سے کہ قطرہ نکل گیا ہو تو پاک کرلوں۔عرصہ کئی سال سے صبح سویرے نچلا دھڑ اپنا اچھی طرح سے دھو کر پاک کرتا ہوں،پھر وضو کرتا ہوں پھر نماز پڑھتا ہوں اور پھر نوافل و وظائف کے لئے کئی بار وضو کرتا ہوں اور پیشاب بھی رک رک کر آتا ہے،دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس بیماری کی وجہ سے اور پیشاب کی وجہ سے اور پیشاب بار بار کرنے کی وجہ سے وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** بہتر یہ ہے کہ آپ لنگوٹ باندھ لیا کریں اس سے قطرہ سوراخِ ذکر سے باہر نہیں آئے گا۔اگر کسی وقت آ بھی جائے تو صرف کپڑا بدل لینا کافی ہو گا۔استنجاء کر کے وضو کر لیں،نچلا دھڑ پورا دھونے کی ضرورت نہیں۔بار بار وضو کرنے کی صورت میں دِقّت ہو تو جلدی جلدی بھی کر سکتے ہیں لیکن فرائضِ وضو کا بہر حال اہتمام رہے۔(خیر الفتاوی ج ۲/۶۴-۶۵)

اور فتاوی محمودیہ میں ہے:

مسجد میں پیشاب نکلنے کا اندیشہ ہو تو مسجد میں نہ جائیں(٤١٠)،مکان پر ہی ادا کر لیا کریں۔[١]

---

(٤١٠)لأن فيه تلويث المسجد الذى أمر بتطهيرها .

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «أمر رسول اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ببناء المساجد في الدور، وأن تنظف، وتطيب» . (سنن الترمذي ت شاكر رقم ٥٩٤ ج٢/ ٤٨٩)

عن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا «أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتها بيده يعني النخامة أو البزاق ثم لطخها بالزعفران، دعا به» قال: فلذلك صنع الزعفران في المساجد.

(صحيح ابن خزيمة رقم ١٢٩٥ ج٢/ ٢٧٠)[التعليق] إسناده صحيح .

[١]وأكل نحو ثوم ويمنع منه وكذا كل موذٍ (الدرالمختار على هامش الشامی) قال الإمام العيني في شرحه على صحيح البخاري قلت علة النهى أذى الملائكة وأذى المسلمين (شامی نعمانيه ص ٤ ٤ ٤ج١) مطلب في الغرس في المسجد .

(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۴۰-۲۴۱)

## قطرہ آنے کے بعد کیا عضو کا دھونا لازم ہے!

**سوال:** پیشاب اور استنجاء سے فارغ ہونے کے بعد اگر پیشاب کا قطرہ نکلا تو اس کے ایک دو قطرے کی وجہ سے بھی ذکر کا دھونا ضروری ہے یا وضو کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ایک شخص کو پیشاب کے قطرے نکلنے کی ایسی شکایت ہے کہ استنجاء بالماء کے بعد وہ احتیاطاً اپنے احلیل(ذکر)میں روئی کا ٹکڑا رکھ دیتا ہے۔ایک دو گھنٹہ کے بعد پیشاب کا قطرہ آنا بند ہو جاتا ہے مگر اس روئی پر کچھ قطرہ نظر آتا ہے اب اس کا حال یہ ہے کہ روئی نکالنے کے بعد جب ذکر کو دھوتا ہے تو اس سے تری لگنے کی وجہ سے پھر قطرہ آنا شروع ہو جاتا ہے تو کیا ایسے آدمی کیلئے اس کی اجازت ہے کہ روئی پر قطرہ نظر آنے کے باوجود ذکر کو نہ دھو کر وضو کر کے نماز پڑھ لے کیونکہ جب دھوتا ہے تو پھر قطرہ آنے لگتا ہے اور اگر نہیں دھوتا ہے تو قطرہ نہیں نکلتا ہے۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** پانی سے پاک کرنا اعلیٰ بات ہے جبکہ وہ قطرہ اس کے بدن پر نہ لگا ہو(٤١١) اگر لگ گیا ہو تو پانی سے پاک کرنے کی تاکید ہے(٤١٢)۔[١]ایسا آدمی اب پانی سے نہ

---

(٤١١)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قال: " نزلت هذه الآية في أهل قباء: قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا۟ ﴾التوبة: ١٠٨"قال: «كانوا يستنجون بالماء، فنزلت فيهم ☜

دھوئے(٤١٣)۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]"وغسله بالماء أحب،ويجب غسل المحل بالماء إن تعدت النجاسة المخرج" (البحرالرائق ص:٢ ٤١-٢ ٤٢، ج:١، مطبوعه كراچی- اٰخر باب الأنجاس قبيل كتاب الصلاة- (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٤٥)

اور فتاوی محمودیہ میں دوسری جگہ لکھتے ہیں:

اگر وہ شخص شرعاً معذور ہے تو اس کو اب دوبارہ عضو دھونے کی ضرورت نہیں اور یہ لنگی بدلنا بھی واجب نہیں(٤١٤)[١] بلکہ محض تقلیل نجاست کیلئے ہے اگر وہ شرعاً معذور نہیں تو اس کو عضو دھونا

---

هذه الآية»( أبو داود رقم ٤٤ ج١/ ١١ سنن الترمذي رقم ٣١٠٠ ج٥/ ٢٨٠) صحيح

(٤١٢) أما طهارة الثوب وطهارة البدن عن النجاسة الحقيقية فلقوله تعالى:﴿ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ ﴾ [المدثر: ٤]وإذا وجب تطهير الثوب فتطهير البدن أولى(بدائع الصنائع ج١/ ١١٤)

(٤١٣)لأن فيه حرج والحرج مدفوع قال اللّٰه تَعَالَىٰ:﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَٰهِيمَ ۚ ﴾ الحج: ٧٨

(٤١٤) عن هشام بن عروة قال كانت بي دماميل فسألت أبي عنها فقال إن كانت ترقأ فاغسلها وتوضأ وإن كانت لا ترقأ فتوضأ وصل فإن خرج شيء فلا تبال فإن عمر قد صلى وجرحه يثعب دما . (مصنف عبد الرزاق رقم ٥٧٨ ج١ / ١٥٠)

عن هشام بن عروة، عن أبيه، أن المسور بن مخرمة، أخبره، أنه دخل على عمر بن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا من الليلة التي طعن فيها. فأيقظ عمر لصلاة الصبح. فقال عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: نعم. ولا حظ في الإسلام لمن ترك الصلاة. فصلى عمر، وجرحه يثعب دما.

☜

بھی ضروری ہے اور وضو کا اعادہ بھی لازم ہے محض لنگی بدلنا کافی نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١](قوله وحكمه) أي العذر أوصاحبه (الوضوء لاغسل ثوبه) أي إن لم يفد كما يأتى متناً (ونحوه) كالبدن والمكان الخ- (الشامى نعمانيه ص٣٠٣ج١) مطلب في أحكام المعذور)باب الحيض- (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٣٨-٢٣٩)

تقریباً اسی طرح مختصراً (ج٨/٢٣٨)و(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٥-٢٦٦) میں بھی ہے۔

وضاحت: عضوء کا دھونا یا کپڑے کا دھونا اس وقت ضروری ہے جبکہ نجاست قدر درہم سے تجاوز کر گئی ہو۔ اگر قدر درہم سے کم ہے تو دھونا ضروری نہیں افضل ہے۔ بہر حال قدر درہم سے کم میں بھی دھونے کا اہتمام کر لینا چاہئے تا کہ کراہت سے بچ جائے۔ (مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنہ وعفاہ)

## احلیل میں مرض کی وجہ سے کرسف رکھے اور وہ تر ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال: زید کو مرض سلسل بول ہے اس کی وجہ سے وہ احلیل میں کرسف رکھتا ہے اور کرسف سوراخ میں اس قدر اندر رہتا ہے کہ باہر سے نظر نہیں آتا، ایسی صورت میں زید ہر نماز کے وقت وضو

---

(موطأ مالك رقم ١١٧ ج٢/ ٥٣)

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللَّهِ إني امرأة أستحاض، فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، اجتنبي الصلاة أيام محيضك، ثم اغتسلي، وتوضئي لكل صلاة، وإن قطر الدم على الحصير» (سنن ابن ماجه رقم ٦٢٤ ج١/ ٢٠٤)

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: «اعتكفت مع رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امرأة من أزواجه، فكانت ترى الدم والصفرة والطست تحتها وهي تصلي» .( صحيح البخاري رقم٣١٠ ج١/ ٦٩)

کرے یا جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کرکے باہر آجائے اس وقت وضو جدید کرے اور وہ بلاوضو تلاوت کرسکتا ہے یانہ؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس صورت میں جس وقت قطرہ کرسف سے تجاوز کرکے باہر آجاوے اس وقت وضو ٹوٹے گا[١]۔اور مس مصحف کے لئے وضو شرط ہے(٤١٥) اور حفظ پڑھنے کے لئے وضو شرط نہیں ہے(٤١٦)۔[٢]فقط۔

---

(٤١٥)قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ﴿٧٩﴾ ﴾ الواقعة: ٧٩

في المطهرين أربعة أقوال: أحدها: أنهم المطهرون من الأحداث، قاله الجمهور. فيكون ظاهر الكلام النفي، ومعناه النهي.(زاد المسير في علم التفسير ج٤/ ٢٢٨)

عن عبداللہبن أبي بكر بن حزم :أن في الكتاب الذي كتبه رسولاللہصَلَّىٰٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَلعمرو بن حزم أن لا يمس القرآن إلا طاهر . (الموطأ للإمام مالك رقم٤٦٩ ج١ / ١٩٩)

(٤١٦)عن عبداللہبن سلمة، قال: دخلنا على على رَضِيَٱللَّهُعَنْهُ، أنا ورجلان رجل منا، ورجل من بني أسد، قال: فبعثهما لحاجة وقال: «إنكما علجان فعالجا عن دينكما» ، قال: ثم دخل المخرج ثم خرج، فدعا بماء فغسل يديه، ثم جعل يقرأ القرآن، فكأنا أنكرنا فقال: «كأنكما أنكرتما، كان رسولاللہصَلَّىٰٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يقضي الحاجة، ويقرأ القرآن، ويأكل اللحم، ولم يكن يحجبه عن قراءته شيء ليس الجنابة.» هذا حديث صحيح الإسناد، والشيخان لم يحتجا بعبداللہبن سلمة، فمدار الحديث عليه، وعبداللہبن سلمة غير مطعون فيه " . (المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم ٥٤١ ج١/ ٢٥٣)[التعليق من تلخيص الذهبي: صحيح]

عن عليرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ قال: كان رسولاللہصَلَّىٰٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يقرئنا القرآن على كل حال ما لم يكن جنبا.حديث على حديث حسن صحيح . (سنن الترمذي ت بشار رقم١٤٦ ١/ ٢١٤)

[١]لوحشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر هذا لو القطنة عالية أو محاذية لرأس الإحليل وإن متسفلة عنه لا ينقص وكذا الحكم فى الدبرو الفرج الداخل و إن ابتل الطرف الداخل لا ينقض (الدر المختار على هامش ردالمحتار الوضوء ج١ ص ١٣٨-ط-س-ج١ص١٣٨)ظفير-

[٢]لا تحل قراءة القرآن للجنب (درمختار) قيد بالجنب لأن قراءة المحدث تحل بدون الطهارة (رد المحتار باب التيمم ص ٢٢٩ج١) ولا تكره قراءة القران للمحدث ظاهرا أي على ظهر لسانه حفظا بالإ جماع (غنية المستملى ص ٥٧ وص ٥٨)(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۷۶)

اسی طرح(امداد الاحکام ج۱/۳۷۱-۳۷۲)میں ہے۔

## پیشاب کے بعد قطرہ آنے کا یقین ہو تو ڈھیلہ سے استنجاء ضروری ہے

**سوال:** پیشاب کے بعد استنجاء کے لئے ڈھیلہ نہ لیا جائے تو کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک؟ اسی طرح اس کی نماز اور وضو درست ہو گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** پیشاب کا قطرہ آنے کا یقین ہونے کے باوجود ڈھیلہ نہ لیوے تو ایسی صورت میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔[١]ڈھیلے وغیرہ سے استنجاء کر کے اطمینان حاصل ہو جانے کے بعد وضو کر کے نماز پڑھے۔فقط واللہ اعلم بالصواب۔

[١]ولذا قال الشرنبلالى يلزم الرجل الاستبرآء حتى يزول أثر البول ويطمئن قلبه وقال عبرت باللزوم لكونه أقوى من الواجب لأن هذا يفوت الجواز لفوته فلا يصح له الشروع فى الوضوء حتى يطمئن بزوال الرشح (شامى فصل فى الا ستنجآء مطلب فى الفرق بين الا ستبرآء والا ستنقاء والا ستنجآء ج-١ ص٤٤٣) (فتاوی رحیمیہ ج۴/۶۷)

## اگر قطرہ آنے کا احتمال ہو تو کیا کرے

سوال: ایک شخص کو نماز میں کبھی کبھی محسوس ہوتا ہے کہ ذکر سے پیشاب کا قطرہ نکل رہا ہے مگر یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ نماز کی حالت میں معائنہ کی کوئی شکل نہیں ہے تو کیا یہ شخص محض اس خیال کی وجہ سے نماز کو چھوڑ کر دوبارہ وضو کرلے اور اگر نماز کو جاری رکھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر تجربہ ہے کہ یہ صرف متخیل ہے، واقعۃً قطرہ نہیں تو نماز کو توڑنے کی ضرورت نہیں(٤١٧) اگر تجربہ ہے کہ واقعۃً قطرہ ہے تو نماز کو توڑ کر دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے(٤١٨)[١]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(٤١٧)عن أبي بكر بن عبد اللّٰهأن عبداللّٰهبن محمد مولى أسلم حدثه، أن النبي صَلَّىاللّٰهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ جاءه رجل فقال له: إنه يخيل إلي إذا كنت أصلي أنه يخرج من إحليلي الشيء، أو يخرج مني الريح أفأقطع صلاتي؟ قال: «لا، إنما ذلك من الشيطان، يدخل في إحليل أحدكم حتى يخيل إليه أنه يخرج منه الريح، فإذا وجد أحدكم ذلك فلا يقطع صلاته حتى يجد بللا، أو ريحا، أو يسمع صوتا» .

(مصنف عبد الرزاق الصنعاني رقم ٥٣٥ ج١/ ١٤١)

وعن أبي هريرة رَضِيَاللّٰهُعَنْهُ: أن رسولاللّٰهصَلَّىاللّٰهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ إذا كان أحدكم في المسجد فوجد ريحا بين أليتيه فلا يخرج حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا- (سنن الترمذي رقم ٧٥ ج١ / ١٠٩ سنن أبي داود رقم ١٧٧ ج١ / ٦٩) قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح.

(٤١٨)عن أبي هريرة رَضِيَاللّٰهُعَنْهُ يقول: قال رسول اللّٰهصَلَّىاللّٰهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ : «لا تقبل صلاة من أحدث حتى يتوضأ» قال رجل من حضرموت ما الحدث يا أبا هريرة قال: فساء أو ضراط. (البخاري ١/ ٣٩)

☜

[١]كما ينقض لو حشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر (الدرالمختار على الشامی ص٢٨٠ ج١، زكريا) شامی كراچی ص:١ ٤٨، ج:١، كتاب الطهارة، مطلب نواقض الوضوء. (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٤٦)

اور فتاوی محمودیہ میں مزید ہے:

جب قطرہ آئے فوراًنیت توڑدے اور یہ اس وقت ہے کہ قطرہ کا آنا یقین سے معلوم ہو جائے اور محض شبہ سے کچھ نہیں ہوتا نہ نماز ٹوٹتی ہے نہ وضو۔

اور شبہ کا علاج[١] یہ ہے کہ وضو کے بعد رومالی پر پانی کا چھینٹا دے لیا کرے(٤١٩) لیکن اتنا خیال رہے کہ اگر قطرہ آیا تو نماز اور وضو ٹوٹنے کے علاوہ رومالی بھی ناپاک ہو جائے گی۔

[١]عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: إذا توضأ أحدكم، فليأخذ حفنة من ماء فلينضح بها فرجه، فإن أصابه شيء فليقل إن ذلك منه. (المطالب العالية محققا ٢/ ٣٤٥)

---

قوله فساء أو ضراط قال ابن بطال: إنما اقتصر على بعض الأحداث لأنه أجاب سائلا سأله عن المصلي يحدث في صلاته فخرج جوابه على ما سبق المصلي من الإحداث في صلاته لأن البول والغائط ونحوهما غير معهود في الصلاة وقال الخطابي: لم يرد بذكر هذين النوعين تخصيصهما وقصر الحكم عليهما بل دخل في معناه كل ما يخرج من السبيلين. (عمدة القاري ٢/ ٢٤٥)

(٤١٩)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: جاءني جبريل، فقال: يا محمد، إذا توضأت فانتضح. هذا حديث غريب. وسمعت محمدا، يقول: الحسن بن علي الهاشمي منكر الحديث (سنن الترمذي ١/ ١٠٤)

ومع ذلك فهو لم يشتد ضعفه لتعدد طرقه السابقة فيكون حجة في فضائل الأعمال.

(حاشية المشكوة ص٤٤)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب تم میں کوئی شخص وضو کرے ایک چلو پانی لے کر شرم گاہ پر چھینٹا دے دے پس اگر کوئی چیز اس کو پہنچے تو کہہ دے یہ اسی سے ہے۔

الانتضاح هو أن يأخذ قليلا من الماء فيرش به مذاكيره بعد الوضوء لينتفى عنه الوسواس (هامش سنن ترمذى ص ٩ج١) مطبوعه رشيديه دهلى، باب فى النضح بعد الوضوء-

(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۴۳-۲۴۴)

تقریباً اسی طرح (فتاوی محمودیہ ج۸/۲۴۲-۲۴۳) میں بھی ہے۔

## کیا کثیر الاحتلام معذور ہے

**سوال:** زید احتلام شدید کے مرض میں مبتلا ہے، تقریباً ہر روز ہی احتلام ہوتا ہے، بدن کے اعتبار سے کمزور اور لاغر ہے، ہر روز سردی کے موسم میں غسل کرنا بہت دشوار ہے، اگر غسل نہ کرے اور نماز پڑھے تو طبعی کراہیت محسوس ہوتی ہے ایسی صورت میں شرعی معذور کا حکم ہوگا یا نہیں؟

کشف الحاجہ ترجمہ مالابدمنہ میں ہے کہ اگر کسی نمازی کا سارا بدن اور کپڑا ناپاک ہے اور وہ بے چارہ پانی کے استعمال پر قدرت نہیں رکھتا تو اس کو اس ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنی جائز ہے بشرطیکہ ستر ڈھانکنے کے بقدر کپڑا میسر نہ ہو ص۱۹، اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مالابدمنہ کے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص بیمار ہے مثلاً دستوں کا عارضہ ہے یا اس کو کوئی زخم ہے جس سے ہر وقت رطوبت جاری رہتی ہے وہ نہ خود اپنے کپڑوں کو پاک کر سکتا ہے نہ وضو کر سکتا ہے صاحب فراش ہے تو وہ ایسی ہی حالت میں نماز ادا کرے، یا

ایک لنگی مستقلاً نماز کے لئے تجویز کرلیں(٤٢٠) کہ جب ضرورت ہو اور سب کپڑے ناپاک ہوں تو اس کو استعمال کرلیا کریں بغیر نماز کے اس کو نہ استعمال کریں، مبادا وہ ناپاک ہو جائے، پھر احتلام سے جو نجاست بدن پر لگے اس کو پاک کرلیں،[١] اگر غسل سے مرض پیدا ہو جائے یا مرض میں شدت ہو جائے تو تیمم کر کے نماز ادا کرلیا کریں(٤٢١) طبعی کراہت کا خیال نہ کریں۔[٢]

---

(٤٢٠) عن عمه عمران بن طلحة، عن أمه حمنة بنت جحش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت رسول اللهﷺ أستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش فقلت: يا رسول اللهﷺ إني امرأة أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما ترى فيها قد منعتني الصلاة والصوم. فقال: «أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم». قالت: هو أكثر من ذلك. قال: «فاتخذي ثوبا». فقالت: هو أكثر من ذلك إنما أثج ثجا. قال رسول اللهﷺ: «سآمرك بأمرين أيهما فعلت أجزأ عنك من الآخر، وإن قويت عليهما فأنت أعلم». قال لها: «إنما هذه ركضة من ركضات الشيطان فتحيضي ستة أيام أو سبعة أيام في علم اللهﷺ ، ثم اغتسلي حتى إذا رأيت أنك قد طهرت، واستنقأت فصلي ثلاثا وعشرين ليلة أو أربعا وعشرين ليلة وأيامها وصومي، فإن ذلك يجزئك، وكذلك فافعلي في كل شهر كما تحيض النساء، وكما يطهرن ميقات حيضهن وطهرهن، وإن قويت على أن تؤخري الظهر وتعجلي العصر فتغتسلين وتجمعين بين الصلاتين الظهر والعصر، وتؤخرين المغرب وتعجلين العشاء، ثم تغتسلين وتجمعين بين الصلاتين فافعلي، وتغتسلين مع الفجر فافعلي، وصومي إن قدرت على ذلك». قال رسول اللهﷺ: «وهذا أعجب الأمرين إلي»(سنن أبي داود رقم ٢٨٧ ج١/ ٧٦)

(٤٢١) قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡرَبُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمۡ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعۡلَمُواْ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغۡتَسِلُواْۚ وَإِن كُنتُم مَّرۡضَىٰٓ أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوۡ جَآءَ أَحَدٞ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ أَوۡ ☜

[١]مالابدمنه ص ٢٣، قبيل كتاب الصلاة-

[٢]اگر مصلی بر آب قادر نباشد به سبب خوف حدوث بیماری یادرنگ درشفایازیادت مرض۔۔۔ تیمم کند. (مالابدمنه ص٢٣)(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٣٦-٢٣٧)

## جس کی منی برابر نکلتی رہتی ہو اس کا حکم

**سوال:** زید کو ہر وقت منی آتی رہتی ہے شروع شروع میں تمام نماز کے اوقات میں نہیں آتی تھی لیکن اب تقریباً تمام نماز کے اوقات میں آتی رہتی ہے لیکن نماز کے پورے وقت میں نہیں آتی بلکہ وقت کے کسی حصہ میں آگئی اور کسی حصہ میں رک گئی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک دووقت خالی بھی چلاجاتاہے لیکن وہ وقت بھی مشتبہ رہتاہے لیکن ایسابہت کم ہوتاہے کہ ایک دووقت خالی گذرے ایسے شخص کے بارے میں شریعت کاکیاحکم ہے؟ ایسے شخص کومعذور شرعی کہہ سکتے ہیں یانہیں؟اورایسا شخص اسی حالت میں نمازپڑھ سکتاہے، کئی کئی مرتبہ وضوکرنا پڑتاہے جوصورت ہو تحریر فرمائیں۔

---

لَمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا فَٱمۡسَحُواْ بِوُجُوهِكُمۡ وَأَيۡدِيكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوّٗا غَفُورًا ﴿٤٣﴾ [النساء: ٤٣]

عن عمرو بن العاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: احتلمت في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فأشفقت أن أغتسل فأهلك، فتيممت، ثم صليت بأصحابي الصبح، فذكروا ذلك للنبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال: "يا عمرو صليت بأصحابك وأنت جنب؟ " فأخبرته بالذي منعني من الاغتسال، وقلت: إني سمعت اللَّهَ يقول: وَلَا تَقْتُلُوٓاْ أَنفُسَكُمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمۡ رَحِيمٗا فضحك رسول اللَّهِ ولم يقل شيئا (أبو داود ١/ ٢٤٩)

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ان حالات میں یہ شخص شرعاً معذور نہیں ہر مرتبہ خروج منی اس کے حق میں ناقض وضو ہے(٤٢٢) بدن کو پاک صاف کرکے روئی اندر رکھ لے، اس طرح نماز پڑھ لے جب روئی پر تری ظاہر ہوگئی تب وضو ٹوٹے گا اور حکم لگایا جائے گا ناقض وضو ہونے کا.[١]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]ينقض لوحشا إحليله بقطنة وابتل الطرف الظاهر (الدرالمختار ص:٤٨١، ج:١ مطبوعه كراچی مطلب نواقض الوضوء. (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٤٦-٢٤٧)

## تقاطر مذی ہو تو وہ معذور ہے

**سوال:** زید کو دو دن تک مذی کے قطرات نکلتے ہوں پھر دو دن بند ہو کر پھر یہ مرض شروع ہو جاتا ہے، کیا یہ بیماری میں شمار کیا جائے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر بحالت قیام نماز پڑھتے وقت رکوع وسجود میں مذی کے

---

(٤٢٢)الأمر بالتطهير يتناول الجنب لقوله تَعَالَىٰ:وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُواْ والجنب في اللغة من خرج منه المني على وجه الشهوة ، يقال أجنب الرجل : إذا قضى شهوته من المرأة ، فالأمر بالتطهير يتناول من خرج منه المني على وجه الشهوة ، وغيره ليس في معناه فلا يقاس عليه ولا يلحق به . (العناية شرح الهداية ج١ / ٧٦)

عن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال : كنت رجلا مذاء فقال لي رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إذا رأيت المذي فاغسل ذكرك وتوضأ وضوءك للصلاة وإذا فضخت الماء فاغتسل . إسناده صحيح .

(سنن النسائي رقم ١٩٣ ج١ / ١١١)

قطرات نکلتے ہیں اور بیٹھ کر نہیں نکلتے تو نماز بیٹھ کر پڑھنی چاہیے[١] اگر دوروز یہ حالت رہتی ہے کہ نماز پڑھنے کا وقت بغیر قطرات کے نہیں ملتا تو وہ دو دن میں معذور ہے پھر جب یہ حالت نہیں رہتی تو وہ معذور نہیں رہتا۔[٢] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

[١]أما إذا كان يمكنه رده بجلوس فى الفرض و نحوه وجب رده به و خرج عن أن يكون صاحب عذر الخ طحطاوى على المراقى ص١١٩ قبيل باب الأنجاس، مطبوعه مصرى- وكذا لوسال عند القيام يصلى قاعداً الخ (شامى زكريا ص٥٠٨ ج١ )

[٢]وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة إن استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة الخ، درمختار ص:٥٠ ٤، ج:١، كتاب الطهارة، باب الحيض، فى أحكام المعذور. **(فتاوی محمودیہ ج۸/۲۳۷)**

## سیلانُ الرحم کا حکم

**سوال:** اگر کسی عورت کو براہِ فرج سفیدی آتی رہتی ہے، اکثر وبیشتر چلتے پھرتے جب چاہے نکل آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ اور کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے یا نہیں؟ جب کہ نماز کا وقت باقی نہ رہتا ہو اور بار بار یہ صورت ہوتی ہو تو ادائیگیٔ نماز کس طرح ہوگی؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ سفیدی ناپاک ہے اس سے وضو بھی دوبارہ کرنا ہوگا(٤٢٣) اور

(٤٢٣)لأنه خارج من السبيلين وهم أجمعوا على أن الخارج من السبيلين ينقض الوضوءسواء كان نادرا أومعتادا،قليلا أو كثيرا،نجسا أو طاهرا، إلا مالكا فإنه لايرى النقض بالنادر كالدود والحصى وغيره-(كما في إجماع الائمة الأربعة واختلافهم لابن هبيرة ج١ / ٨٧)

کپڑا بھی نجس ہو جائے گا، اس لئے کپڑا اندر رکھ لیا جائے، ہاں اگر اس کی اتنی کثرت ہو کہ نماز کا پورا وقت اس طرح گذر جائے کہ اس کو وضو کر کے نماز پڑھنے کا موقع ہی نہ ملے (٤٢٤) مسلسل سفیدی آتی رہے، مثلاً مغرب کا پورا وقت ڈیڑھ گھنٹہ ہے، اتنے وقت میں اس کو چند منٹ بھی سفیدی سے فراغت نہیں ملی کہ وہ وضو کر کے تین رکعت پڑھ سکے تو وہ ایسی حالت میں شرعاً معذور ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب نماز کا وقت آئے تو وضو کر لے، اسی وضو سے وقت کے اندر فرض، سنت، نفل سب پڑھ لے[١]۔ سفیدی آنے سے نہ تجدید وضو کی ضرورت ہو گی نہ کپڑے پر ناپاکی کا حکم لگے گا۔ پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے تو دوبارہ وضو کر لے۔ پھر جب کسی ایک نماز کا پورا وقت بغیر سفیدی کے گذر جائے گا تو معذور ہونے کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

[١]یتوضأ لوقت کل فرض ویصلی به فیه ما شاء من فرض ونفل وینقضه خروج الوقت الخ (شرح وقایه ص١٢٠ج١، حکم الاستحاضة- (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٤٨-٢٤٩)

## اور فتاوی محمودیہ میں مزید ایک اور سوال اور اس کا جواب:

**سوال:** اگر کسی عورت کو لیکوریا کی بیماری ہو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے سفید لیس دار پانی نکلتا رہتا ہو تو کیا اس صورت میں اس کا وضو باقی رہے گا اور کیا وہ اس سے نماز یا قرآن شریف کی تلاوت کر سکتی ہے؟ اور یہ کہ نماز میں مادہ نکل آئے تو کیا اس کو دوبارہ لوٹانا پڑے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایسی عورت ایک دفعہ اندازہ کر لے کہ اگر ایک نماز کا پورا وقت

(٤٢٤) (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث(شامي ١/ ٣٠٥)

اس کو اس مادہ کے جاری ہونے کی حالت میں گذر جائے اور نماز ادا کرنے کی فراغت نہ ملے تو وہ شرعاً معذور ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت شروع ہونے کے بعد وضو کرے پھر اس وضو سے فرض سنت نفل سب کچھ وقت کے اندر پڑھ سکتی ہے اس مادہ کی وجہ سے وضو ٹوٹنے کا حکم نہیں دیا جائے گا جب وقت ختم ہو کر دوسرا وقت شروع ہو جائے تو دوبارہ وضو کرے، تتوضأ المستحاضة ومن به عذر كسلس بول أو استطلاق بطن وانفلات ريح ورعاف وجرح لايرقأ لوقت كل فرض ويصلون به ما شاءوا من الفرائض والنوافل ويبطل وضوء المعذورين بخروج الوقت الخ (كذا في مراقى الفلاح ) فقط واللہ تعالیٰ أعلم (فتاوی محمودیہ ج۸/۲۴۹-۲۵۰)

## مرض سیلان میں حفاظت وضو کی مفید تدبیر

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل سوالات میں کسی عورت کو پانی خارج ہوتا ہے لیکن اس کو یہ بالکل پتہ نہیں چلتا کہ پانی کس وقت اور کب آتا ہے جب تک کہ وہ اسے دیکھتی نہیں کبھی تو کم بہتا ہے اور کبھی زیادہ، نماز شروع کرنے سے پہلے اس نے دیکھا تو کچھ بھی ناپاکی نظر نہ آئی لیکن نماز کے دس منٹ بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا جو کہ کھال کے اندر تھا اور اس سے شلوار گیلی نہیں ہوئی تھی، نماز تقریبا پون گھنٹہ تک جاری رہی پچیس منٹ بعد دیکھا تو پانی نکلا ہوا تھا، آیا اس صورت میں نماز ہو گی یا نہیں؟

جبکہ اسے یہ ہر گز خبر نہیں کہ یہ پانی دوران نماز خارج ہوا تھا یا کہ بعد از فراغت نماز، اگر اس سے نماز ٹوٹی ہے تو کیا ساری نماز جو اس وقت پڑھی گئی تھی۔ لوٹائے یا صرف فرض نماز؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب نماز کے اندر وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو نماز ہو جائے گی

(٤٢٥)۔ ایسی مریضہ شرمگاہ کے اندر اسفنج رکھ لیا کرے یہ پانی کو جذب کرتا رہے گا(٤٢٦)، جب تک اسفنج کے اس حصہ پر رطوبت نہیں آئے گی جو شرمگاہ کے گول سوراخ سے باہر ہے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۱۰ شوال سنہ ۹۷ھ۔ (احسن الفتاوی ج ۲/۷۹-۸۰)

## معذور کی نماز کا حکم اور کپڑوں کے پاک کرنے کا طریقہ

**سوال:** اگر کوئی شخص اس قدر معذور ہو جائے کہ چار رکعت کی تعداد تک بھی خالی از عذر نہیں رہتا، اب دو وجہ ہیں، ایک یہ کہ سلسل البول کے عارضہ میں مبتلا ہے، اب اگر وہ شخص دو تہبند بھی رکھے تو بھی لاچار ہے، اگر اب ہر چار رکعت کے لیے تہبند علیحدہ بنائے تو بھی حرج عظیم ہے، اور جس قدر مقدار چار رکعت میں کپڑا ناپاک ہو رہا ہے وہ ہر دفعہ دھونا پڑے گا یا نہ؟ اسی طرح ریح والا ہر چار رکعت کی مقدار میں جو مبتلا ہو جاتا ہے، وہ ہر چار رکعت کے بعد وضو کی تجدید کرے یا نہ کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایسا معذور جو چار رکعت بھی بدون عذر کے نہ پڑھ سکے اس کو ہر وقت تازہ وضو کرنا چاہیے، وقت کے اندر اندر اس وضو سے بہت سی نمازیں پڑھ سکتا ہے، گو وہ

---

(٤٢٥)لأن اليقين لايزول بالشك فعن سعيد بن المسيب، ح وعن عباد بن تميم، عن عمه، أنه شكا إلى رسول اللهﷺ الرجل الذي يخيل إليه أنه يجد الشيء في الصلاة؟ فقال: «لا ينفتل أو لا ينصرف حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا» . (صحيح البخاري رقم ١٣٧ ج١/ ٣٩)

(٤٢٦)عن أمه حمنة بنت جحش رضي الله عنها قالت: كنت أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فأتيت رسول اللهﷺ أستفتيه وأخبره، فوجدته في بيت أختي زينب بنت جحش، فقلت: يا رسول اللهﷺ، إني أستحاض حيضة كثيرة شديدة، فما ترى فيها، قد منعتني الصلاة والصوم؟ قال: "أنعت لك الكرسف، فإنه يذهب الدم" قالت: هو أكثر من ذلك، قال: "فاتخذي ثوبا"(سنن أبي داود ٢٠٩/١)

عذر جاری ہو پس ریح والا جو اتنا وقت بھی ریح سے خالی نہیں پاتا، جس میں وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے معذور شرعی ہے(٤٢٧) اس کو ہر چار رکعت کے بعد تجدید وضو کی ضرورت نہیں، ایسے ہی سلسل البول والا اور اگر وضو اور فرض نماز کی مقدار اس عذر سے خالی وقت ملتا ہو تو وہ معذور شرعی نہیں رہا، کپڑا پاک کرنے کا حکم تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر کپڑے کا دھونا مفید ہوتا ہو کہ اگر کپڑا دھو کر نماز پڑھے تو نماز کے درمیان میں وہ دوبارہ ناپاک نہ ہوتا ہو تب تو اس کے ذمہ دھونا واجب ہے اور اگر مفید نہ ہو یعنی یہ حالت ہو کہ کپڑا دھو کر نماز پڑھنے سے درمیان نماز کے وہ پھر ناپاک ہو جاتا ہو تو دھونا واجب نہیں(٤٢٨) قال فی حاشیة مراقی الفلاح: وفی النوازل إن کان لوغسله تنجس ثانیاً قبل الفراغ من الصلوٰة جاز أن لایغسله و إلا فلا قال هو المختار .اه (ص ٨٦) مگر جب نجاست بہت زیادہ جمع ہو جایا کرے تو دن میں ایک بار دھو لیا جائے۔

(امداد الاحکام ج ۱/ ۳۷۲)

## اور فتاوی دار العلوم دیوبند میں ہے:

**سوال:** جس شخص کو قطرہ وغیرہ آتا ہو اور وہ معذور ہو۔ جب اس نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو کپڑا دھو لیا۔ لیکن پھر کپڑا ناپاک ہو گیا تو دوبارہ اس کو کپڑا دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** معذور اگر ایسا ہے کہ اگر وہ کپڑے کو دھوئے تو خیال ہے کہ نماز

---

(٤٢٧)(إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا یجد في جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلي فیه خالیا عن الحدث(الدرالمختار ۱/ ۳۰۵)

(٤٢٨) قد مرت الآثار المتعلقة بهذه المسئلة.(مرتب جامع الفتاوی)

سے فارغ ہونے سے پہلے پھر نجس ہو جاوے گا۔ تو دھونے کی ضرورت نہیں[١] دوسرے وقت کے لئے دھونا ضروری ہے۔ فقط۔

[١]و إن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لو غسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلاة ولا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترک غسله هو المختار للفتوىٰ (الدر المختار ط-س-ج١ص٣٠٦) ظفير-(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٥ بعنوان: اگر فارغ ہونے سے پہلے کپڑے ناپاک ہونے کا اندیشہ ہو تو کیا کرے؟)

اور نجم الفتاوی میں ہے:

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مجھے کافی عرصے سے پیشاب کرنے کے بعد وقفے وقفے سے قطرے آتے ہیں کیا میں ہر مرتبہ وضو کیا کروں اور کپڑوں کو پاک کروں یا شریعت کی طرف سے اس میں کچھ چھوٹ ہے؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** اگر آپ کو یہ قطرے اس تسلسل سے آرہے ہیں کہ درمیان میں اتنا وقفہ بھی نہیں ملتا کہ ایک وقت کی فرض نماز ادا کر سکیں۔ تو اس صورت میں آپ معذورین میں شامل ہیں۔ جن کا حکم یہ ہے کہ ہر فرض نماز کے وقت وضو کر لیا کریں(٤٢٩)۔ اور پھر اس وضو سے اس ایک وقت میں جتنے چاہیں فرائض اور نوافل ادا کریں اور تلاوت قرآن کریم کر لیں۔ (اس ایک

(٤٢٩) حديث فاطمة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: «توضئي لوقت كل صلاة.» ولأنه وضوء يبيح النفل، فيبيح الفرض، كوضوء غير المستحاضة، وحديثهم محمول على الوقت، كقول النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أينما أدركتك الصلاة فصل» أي وقتها.(المغني لابن قدامة ج١/ ٢٦٥)

وقت کے درمیان میں جتنے بھی قطرے آجائیں آپ پاک ہی رہیں گے۔ بشرطیکہ کوئی اور سبب وضو کو توڑنے کا نہ پایا جائے) یہاں تک کہ وقت ختم ہو جائے، یعنی جیسے ہی اس فرض نماز کا وقت ختم ہو گا تو آپ کا وضو بھی ختم ہو جائے گا۔ اور پھر اگلی نماز کیلئے دوبارہ وضو کرنا ہو گا۔

اور اگر یہ قطرے کپڑوں پر گرے ہوئے ہوں تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ وہ کس تسلسل سے نکل رہے ہیں۔ اگر اتنا بھی وقت نہ ملے کہ، اگر بالفرض نماز شروع کرنے سے پہلے کپڑے کو دھویا۔ مگر دورانِ نماز، وہ قطرے اسی طرح کپڑوں میں نکل آئیں۔ تو اس صورت میں آپ پر ان قطروں کا دھونا واجب نہ ہو گا، اگرچہ یہ قطرے مقدارِ درہم سے تجاوز ہی کیوں نہ کر جائیں۔ اور اگر آپ کو یہ گمان ہے کہ ان قطروں کو دھونے کے بعد، یہ دورانِ نماز مزید نہ نکلیں گے۔ تو اس صورت میں ان کا دھونا واجب ہے۔ اور اگر ان قطروں میں مقدارِ نماز کے برابر تسلسل نہیں ہے تو آپ معذورین میں شامل نہیں ہیں۔ اس لئے آپ کا وضو اِن قطروں سے ٹوٹ جائے گا۔ اور کپڑے بھی ناپاک ہو جائیں گے اور ان کا دھونا (جبکہ وہ مقدار درہم سے تجاوز کر جائیں) واجب ہو گا۔

وفی تنویر الأبصار مع الدر(١/ ٣٠٥):(وصاحب عذر من به سلس) بول لا يمكنه إمساكه.....(و إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة) بأن لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث (ولوحكماً) لأن الانقطاع اليسير ملحق بالعدم.....(وحكمه الوضوء)لا غسل ثوبه ونحوه (لكل فرض)اللام للوقت كما فی لدلوک الشمس (ثم يصلی)به (فيه فرضا ونفلا) فدخل الواجب بالأولىٰ ( فإذا خرج الوقت بطل ) أی ظهر حدثه السابق.....(و إن سال علی ثوبه) فوق الدرهم (جاز له أن لايغسله إن كان لوغسله تنجس قبل الفراغ منها) أی الصلاة (وإلا) يتنجس قبل فراغه (فلا) يجوز ترک غسله هو المختار للفتوىٰ -

وفی الهندية (١/ ٤١): المستحاضة ومن به سلس البول... يتوضئون لوقت كل صلاة،

ویصلون بذالک الوضوء فی الوقت ماشاءوا من الفرائض و النوافل... ویبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق ...إذا كان به جرح سائل وقد شد عليه خرقة فأصابها الدم أكثر من قدر الدرهم أو أصاب ثوبه إن كان بحال لوغسله يتنجس ثانياً قبل الفراغ من الصلاة، جاز أن لا يغسله وصلى قبل أن يغسله وإلا فلا هذا هو المختار(٤٣٠)۔

(نجم الفتاوی ج ۲/۱۷۳-۱۷۴)

تقریباً اسی طرح مختصراً دوسری جگہ (نجم الفتاوی ج ۲/۱۷۴-۱۷۶) اور (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۱/۲۶۴) میں بھی ہے۔

## بواسیر میں مبتلا شخص جس کے کپڑے ہمیشہ ناپاک رہتے ہوں کیسے نماز پڑھے؟

**سوال:** ایک شخص مرض بواسیر میں مبتلا ہے ہر وقت مسے باہر نکلے رہتے ہیں گھڑی گھڑی انگلی سے دبا کر اندر کرتا رہتا ہے اور نیز فوطہ پر پھوڑا نکلا تھا جو ٹوٹ گیا ہے ایک سوراخ نیچے ہوا ہے اور دوسرا

---

(٤٣٠) وفی الشامیة (١/ ٣٠٥): (قوله فی حق الابتداء) أی فی حق ثبوته ابتداء (قوله فی جزء من الوقت) أی من كل وقت بعد ذلک الاستيعاب... (قوله وفی حق الزوال) أی زوال العذر وخروج صاحبه عن كونه معذوراً (قوله تمام الوقت حقيقة) أی بأن لا يوجد العذر فی جزء منه أصلا فيسقط العذر من أول الانقطاع، حتی لو انقطع فی أثناء الوضوء أو الصلاة ودام الانقطاع إلی آخر الوقت الثانی يعيد، ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلی آخره- فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلی ثم إن انقطع فی أثناء الوقت الثانی يعيد تلک الصلاة، وإن استوعب الوقت الثانی لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض ـ ... وذكر فی البحر عن السراج أنه لو انقطع بعد الفراغ من الصلاة أو بعد القعود قدر التشهد لايعيد لزوال العذر بعد الفراغ .

اوپر ہے دونوں ہر وقت جاری رہتے ہیں اور جب ہوا کھلتی ہے تو نیچے والے سوراخ سے بھی نکلتی ہے لنگی بدل کر نماز پڑھتا ہے جب بھی نجاست سے کچھ نہ کچھ کپڑے آلودہ ہو جاتے ہیں اور مریض کے پاس کوئی ایسا آدمی نہیں جو ہر وقت کپڑے دھو سکے ایسی صورت میں مریض نماز کس طرح ادا کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** مریض کے پاس اگر کوئی آدمی نہیں ہے تو وہ جہاں تک خود صفائی اور پاکی پر قادر ہو وہاں تک کرے اس کے بعد خدا تعالیٰ کے عفو و کرم پر نظر رکھے(٤٣١)[١]

**محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ**

[١]فإذا فاتت القدرة سقط التكليف فهذا جملة ما يتعلق من المسائل بآية الوضوء

( التفسير الكبير، المائدة : ٦، ١١/ ١٦ ٤، ط دار الكتب العلمية تهران)

**(کفایت المفتی ج ۲/ ۳۲۲)**

**وضاحت:** یہ ابھی گذر گزر چکا ہے کہ مریض کی یہ حالت ہو کہ کپڑا دھو کر نماز پڑھنے سے درمیان نماز کے پھر وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ تو دھونا واجب نہیں۔(مرتب جامع الفتاوی)

## مریض جریان سے متعلق سوال اور اس کا جواب

**سوال:** خاکسار مرض جریان میں مبتلا ہے اور ایسی حالت میں ہے کہ ہر وقت کپڑا خراب رہتا ہے۔ نہا کر بھی پاک رہنا مشکل ہے۔ اب فرمایئے کہ نماز کیسے ادا کروں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایسی حالت میں آپ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لیا کریں

---

(٤٣١)لقوله تَعَالَىٰ:﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَاۚ ﴾ البقرة: ٢٨٦ قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ ﴾ التغابن: ١٦

غسل کی ضرورت نہیں، یہ ودی وغیرہ ہے منی نہیں ہے۔ اس میں وضو لازم ہوتا ہے، اور نماز کے لئے دوسرا کپڑا رکھیں۔ اگر نماز کی حالت میں بھی قطرہ آوے تو نماز پوری کر لیں نماز صحیح ہو جاتی ہے بعد نماز کے اس پاجامہ کو اگر قطرہ لگا ہو، دھو کر رکھ دیں دوسری نماز کے وقت پھر اس کو پہن کر وضو کر کے نماز پڑھیں بہر حال نماز ایسی حالت میں پڑھتے رہیں وہ نماز صحیح ہے۔[١] فقط۔

**وضاحت:** کیونکہ یہ شخص معذور ہے اور معذور کا وضو اسی عذر سے وقت کے اندر نہیں ٹوٹتا۔ (مرتب)

[١]وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلا ق بطن أو انفلات ريح إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضاء ويصلى فيه خاليا عن الحدث وحكمه الوضوءلا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض.

(الدر المختارمطلب أحكام المعذور ج١ ص ٢٨١-ط-س-ج١ص٣٠٥)ظفير -

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٦)

## مریض کے ناپاک کپڑے بدلنا مشکل ہو تو ویسے ہی نماز پڑھے

**سوال:** ہسپتال میں بدن اور کپڑوں کی طہارت کبھی تو یقینی طور پر نہیں ہوتی اور کبھی نامکمل اور مشتبہ ہوتی ہے تو کیا ایسی صورت میں بہر حال نماز پڑھ لینی چاہیے یا قضا کر دی جائے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** ایسے مریض کو اسی حالت میں نماز پڑھ لینا چاہیے۔ مریض تحته ثياب نجسة و كلما بسط شيئا تنجس من ساعته صلى على حاله و كذا لو لم يتنجس إلا أنه يلحقه مشقة بتحريكه - ( رد المحتار ج١/ ٥٦٣)

فقط واللہ تعالی أعلم ٢٤ محرم سنه ١٣٩٥ ه (احسن الفتاوی ج٢/٧٥)

یہی مسئلہ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٣-٢٦٤)و(١/٢٧٣) میں بھی مذکور ہے۔

## معذورین کے کپڑے کب تک پاک شمار ہوں گے ؟

**سوال:** درمختار صفحہ ۲۱۳ پر ایک مسئلہ معذورین کے بیان میں آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے (و حکمه الوضوء)لا غسل ثوبه و نحوه الخ اس میں شبہ یہ باقی رہا کہ غسل ثوب کا بالتفصیل کوئی عرصہ نہیں بتایا کہ کب تک نہ دھویا جائے اور ثوب معذورین کب تک پاک ہی کے حکم میں رہے گا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** آپ نے درمختار کی عبارت وحکمه الوضوء لا غسل ثوبه کے متعلق دریافت فرمایا ہے کہ کپڑا کب تک نہ دھویا جائے اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ اگر دھونے کے بعد دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور اگر دوبارہ نجس ہونے کا اندیشہ ہو تو دھونا واجب نہیں دوسرا قول یہ ہے کہ اگر دھوکر ادائے نماز کا موقعہ مل سکتا ہے یعنی دوبارہ ناپاک ہونے سے پہلے نماز ادا کر سکتا ہے تو دھونا واجب ہے ورنہ نہیں تیسرا قول یہ ہے کہ دھونے کے بعد نماز کے وقت کے اندر ناپاک ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو تو دھونا واجب ہے اور نماز کے وقت کے اندر دوبارہ ناپاک ہو جائے تو دھونا واجب نہیں درمختار نے قول ثانی کو مختار للفتویٰ کہا ہے اس کی تصریح وحکمه الوضوء کے پانچ سطر کے بعد و إن سال علی ثوبه میں موجود ہے[١]

[١]و إن سال على ثوبه فوق الدرهم جاز له أن لا يغسله إن كان لوغسله تنجس قبل الفراغ منها أي الصلوٰة وإلا يتنجس قبل فراغه فلا يجوز ترک غسله هو المختار للفتوىٰ وكذا مريض لا يبسط ثوبه إلا تنجس فوراً له تركه ( تنوير الأبصار و شرحه) قال المحقق فى الشامية ( قوله هو المختار للفتوىٰ ) و قيل لا يجب غسله أصلاً و قيل إن كان مقيدا بأن لا يصيبه مرة أخرىٰ يجب و إن كان يصيبه المرة بعد الأخرىٰ فلا.....لكن فيها عن الزاهدى أيضاً عن قاضى صدر : أنه لو يبقىٰ طاهراً إلىٰ أن يفرغ من الصلوٰة ولايبقىٰ إلىٰ أن يخرج الوقت فعندنا يصلى بدون غسله خلافاً للشافعى ....

لأن الرخصة عندنا مقدرة بخروج الوقت ( مطلب فی أحكام المعذور ١/ ٣٠٦، ٣٠٧، ط سعيد )(کفایت المفتی ج۲/۳۲۴-۳۲۵)

## حکم نماز برائے مریض کہ معذور باشد از تطہیر لباس وبدن

(ایسے مریض معذور کی نماز کا حکم جو لباس اور بدن کو پاک کر کے نماز پڑھنے پر قادر نہیں)

**سوال:** میں ایک ہفتہ سے بخار اور کھانسی، نزلہ زکام میں مبتلا ہوں، میرا چھوٹا بچہ صرف پانچ مہینہ کا ہے جو ہر روز رات کے وقت پیشاب سے میرا جسم ناپاک کر دیتا ہے، باوجود حفاظت کے بھی اس کی نجاست سے بچنا غیر ممکن ہے، بیماری سے قبل میں ہر روز جسم کے ناپاک حصہ کو گرم پانی سے پاک کر لیا کرتی تھی اور کپڑے بدل کر نماز پڑھ لیا کرتی تھی، لیکن جس دن سے میں بیمار ہوئی ہوں بدن کو پاک کرنے سے مجبور ہوں ایک دو روز ایسی حالت میں بھی پاک کیا تو بیماری نے طول پکڑ لیا، چھوٹا بچہ بھی بیمار ہو گیا، اب میں جناب کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ ایسی حالت میں تیمم جائز ہے یا نہیں، اور اگر تیمم کیا جائے تو کس طرح، آیا مٹی پر ہاتھ مار کر جسم کے ناپاک حصہ کو مل لینا کافی ہے یا صرف غسل ووضو تیمم کروں، اس شش وپنج میں میری کئی روز سے نمازیں قضا ہو رہی ہیں جس سے میری طبیعت سخت پریشان ہے، ایک ایک وقت کی نماز چھوٹنے سے دل بے قرار ہے، باقی کیا عرض کروں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** ایسی حالت میں نماز ہرگز قضا نہ کریں(٤٣٢) بلکہ ناپاکی سے بچنے کی

---

(٤٣٢)عن هشام بن عروة، عن أبيه، أن المسور بن مخرمة، أخبره، أنه دخل على عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ من الليلة التي طعن فيها. فأيقظ عمر لصلاة الصبح. فقال عمر: نعم. ولا حظ في الإسلام لمن ترك الصلاة. فصلى عمر، وجرحه يثعب دما. (موطأ مالك أرقم ١١٧ ج٢/ ٥٣)

☜

پوری تدبیر کریں(٤٣٣)، بچہ کے رات کو لنگر باندھ دیا کریں، اس سے ناپاکی ماں کے اوپر نہ آئے گی، اور اس کے بعد بھی تھوڑی بہت ناپاکی لگے تو اگر گرم پانی سے پاک کرنا مضر نہ ہو تو گرم پانی سے دھوئیں، اور یہ بھی مضر ہو تو اسی طرح نماز پڑھ لیں، نماز درست ہو جائے گی، اور کپڑوں کا یہ انتظام کیا جائے کہ نماز کے واسطے ایک پاک جوڑا الگ رکھ لیں جو صرف نماز کے وقت پہن لیا، پھر اتار دیا، اور یہ ممکن نہ ہو تو کپڑوں کی ناپاکی کے ساتھ بھی نماز پڑھ لیا کرے جبکہ دھونا اور بھیگا کپڑا بدن پر رہنا مضر ہو، قال فی شرح المنیة: إن الرجل ( وفی حکمه المرأة) إذا کان علیٰ جسده نجاسة وهو مسافر قید به باعتبار الغالب وإلا فلا فرق بین المسافر وغیره ولیس معه ماء أومائع مزیل أو کان معه وهویخاف العطش (وفی حکمه ازدیاد المرض) حالا أو مآلاً علیٰ نفسه أو من تلزمه مؤنته فإنه لایلزمه إزالة تلک النجاسة ویجوز له أن یصلی بها(ص ١٩٥)

واللہ أعلم، ٣ شعبان ١٣ ٤٥ه (امداد الاحکام ج١/٣٧٤-٣٧٥)

---

عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إلى النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقالت: يا رسول اللہ إني امرأة أستحاض، فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق وليس بالحيضة، اجتنبي الصلاة أيام محيضك، ثم اغتسلي، وتوضئي لكل صلاة، وإن قطر الدم على الحصير» (سنن ابن ماجه رقم ٦٢٤ ج١/ ٢٠٤)

(٤٣٣) قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ البقرة: ٢٨٦ قَالَ تَعَالَىٰ: ﴿ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ ﴾ التغابن: ١٦

# معذور کے وضو کا حکم وطریقہ

**سوال:** کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ بندہ گیس کی بیماری میں مبتلا ہے جس کی وجہ سے پیٹ میں گیس پیدا ہوتی ہے۔(۱) بعض اوقات بڑے پیشاب سے فارغ ہو کر وضو کرتا ہوں لیکن اسی وقت پیٹ کے اندر گیس کی بیماری کی وجہ سے ہوا خارج ہونے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے بڑی مشکل سے ہوا کو روکتا ہوں، کیا اب دوبارہ ہوا خارج کر کے وضو بنانا چاہیے، یا اسی وضو سے نماز پڑھنی چاہیے، کیا یہ معذور کے حکم ہیں آتا ہے یا نہیں؟

(۲) میں ہر نماز کے وقت اپنی کوشش کر کے ہوا خارج کرتا ہوں پھر وضو کر کے نماز پڑھتا ہوں لیکن ہوا کا دباؤ پھر بھی کم نہیں ہوتا، اور نماز میں شک پڑتا ہے کہ وضو ٹوٹ گیا، کیا اس بارے میں میں معذور کے حکم میں آتا ہوں؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** (۱) آپ بیماری کے زور کے وقت وضو کرنے کے متصل انفراداً نماز پڑھا کریں، البتہ اگر آپ معذور شرعی ہیں تو وقت داخل ہونے کے بعد وضو کیا کریں اور اس وضو سے وقت خارج ہونے تک نمازیں پڑھا کریں، یہ بیماری ناقض وضو نہ ہوگی۔

(۲) معذور شرعی وہ ہے کہ فرض نماز کا وقت گزر جائے اور یہ شخص اتنا موقع نہ پائے کہ اس میں مختصر وضو اور نماز سے فراغت حاصل کرے، اس کو ابتدائے عذر کہا جاتا ہے[۱]۔وھو الموفق

[۱]قال العلامة حصكفی رَحِمَهُ ٱللَّهُ: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه إمساكه أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة أو بعينه رمد... إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بأن لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث ولو حكماً... ثم يصلی به فيه فرضاً ونفلاً فدخل الواجب بالأولیٰ فإذا خرج الوقت بطل أي ظهر حدثه السابق(الدرالمختار ص۲۱۲،۲۱۳ ج۱)(**فتاوی فریدیہ ج۲/۵۰-۵۱**)

## معذور شخص بلاوضو نماز پڑھناچاہے

**سوال:** ایک شخص بڑی تکلیف میں ہے، استنجاء کرنے میں بھی بڑی تکلیف ہے، بڑھاپا ہے اور اوٹے پر سے گر جانے کی وجہ سے زخم آگئے ہیں، طہارت کے لئے پورا پورا اطمینان نہیں ہوتا، استنجے میں رانوں پر پانی گرتا ہے، اوپر سے وضو بھی نہیں ہو سکتا، کوئی وضو میں اعانت کرے تو تب ہی وضو ہو سکتا ہے، پانچوں وقت کسی کا حاضر رہنا بھی مشکل ہے، اس لئے کہ حالت غریبی کی ہے لہذا وضو میں بڑی تکلیف ہوتی ہے تو مذکورہ شخص نماز پڑھے یا نہیں؟ اور وضو کر کے ہی پڑھے یا تیمم سے پڑھ سکتا ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورتِ مسئولہ میں نماز ضرور پڑھے، نماز ساقط نہیں ہوتی، وضو کرانے والا موجود نہ ہو تو تیمم سے نماز پڑھے(٤٣٤)۔[١] اور اگر وضو کرنا ممکن ہو یا وضو کرانے والا

---

(٤٣٤)لقول اللّٰہ تعالیٰ: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَقۡرَبُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنتُمۡ سُكَٰرَىٰ حَتَّىٰ تَعۡلَمُواْ مَا تَقُولُونَ وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّىٰ تَغۡتَسِلُواْۚ وَإِن كُنتُم مَّرۡضَىٰٓ أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوۡ جَآءَ أَحَدٞ مِّنكُم مِّنَ ٱلۡغَآئِطِ أَوۡ لَـٰمَسۡتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ فَتَيَمَّمُواْ صَعِيدٗا طَيِّبٗا فَٱمۡسَحُواْ بِوُجُوهِكُمۡ وَأَيۡدِيكُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورٗا ﴿٤٣﴾ ﴾ النساء: ٤٣

(فَلَمۡ تَجِدُواْ مَآءٗ ) الأسباب التي لا يجد المسافر معها الماء هي إما عدمه جملة أو عدم بعضه، وإما أن يخاف فوات الرفيق، أو على الرحل بسبب طلبه، أو يخاف لصوصا أو سباعا، أو فوات الوقت، أو عطشا على نفسه أو على غيره، وكذلك لطبيخ يطبخه لمصلحة بدنه، فإذا كان أحد هذه الأشياء تيمم وصلى. (تفسير القرطبي ٥/ ٢٢٨)

☜

موجود ہو تو وضو سے نماز پڑھے(٤٣٥)، فقط واللہ اعلم بالصواب۔

[١]وشرطه ستة...فقد الماء قال فی الشامیة تحت قوله وفقد المآء أي ولو حكماً يشمل نحو المرض فافهم شامی باب التيمم . ج-١ ص ٢٣٠.(فتاوی رحیمیہ ج۴/۶۵)

## معذور وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال:** ایک شخص کو پیشاب میں قطرہ آتا ہے اور ہر وقت آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ شخص ہر نماز کے واسطے تازہ وضو کرتا ہے، مغرب کے وقت اس کی ایک یا دو رکعت جماعت سے فوت ہو جاتی ہے ایسے وقت میں وقت سے پہلے وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب کہ وہ شخص معذور ہے تو اس کو قبل از وقت وضو کرنا درست نہیں ہے، بس وقت کے بعد ہی وضو کرے۔ اگرچہ جماعت فوت ہو جائے۔[١]

[١]وصاحب عذر (إلى قوله) حكمه الوضوء لكل فرض اللام للوقت ثم يصلى به فيه

---

عن جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه، ثم احتلم فسأل أصحابه فقال: هل تجدون لي رخصة في التيمم؟ فقالوا: ما نجد لك رخصة وأنت تقدر على الماء فاغتسل فمات، فلما قدمنا على النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أخبر بذلك فقال: «قتلوه قتلهم اللَّهُ ألا سألوا إذ لم يعلموا فإنما شفاء العي السؤال، إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر أو» يعصب « شك موسى على جرحه خرقة، ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده»: حسن دون قوله إنما كان يكفيه .

(سنن أبي داود رقم ٣٣٦ ج١/ ٩٣)

(٤٣٥)التيمم بدل فإذا قدر على الأصل بطل البدل كالشيخ الفاني إذا فدى أو أحج ثم قدر على الصوم و الحج بنفسه . (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ١/ ٦٠)

فرضا ونفلا فإذا خرج الوقت بطل (الدر المختار على هامش ردالمحتارأحكام المعذور ص ٢٨٠ ج ١-ط-س-ج ١ ص ٣٠٥-٣٠٦)ظفير- (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ١/٢٦٦)

## معذور کے لئے وضو باقی رہنے کا حکم اور یہ کہ اسی وضو سے اداو قضاء نماز پڑھ سکتا ہے

**سوال:** زید کو قضا نمازیں بہت سی رہی ہوئی پڑھنی ہیں اور اُس کا وضو نہیں ٹھہرتا ہے اُس کو وضو ٹوٹ جانے کا مرض ہے اب وہ ایک ہی وضو سے پانچ چار نمازیں اکٹھا پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جب تک ایک وقت کسی نماز کا باقی ہے اُس کا وضو رہے گا اُس میں جتنی قضا نمازیں چاہے پڑھے(٤٣٦)۔ (امداد الفتاویٰ ج ١/٩)

## نماز کے وقت نکسیر جاری ہو جائے تو کیا کرے؟

**سوال:** نماز کا وقت شروع ہو جانے کے بعد کسی کے نکسیر جاری ہوئی اور آخر وقت تک بند نہیں ہوئی تو نماز کس طرح پڑھے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر دخول وقت کے بعد کسی کو عذر نکسیر وغیرہ پیش آیا تو وہ آخر وقت تک انتظار کرے، اگر نکسیر جاری برابر ہے تو اسی حالت میں وضو و نماز ادا کرے اور اگر دوسرے وقت عذر کا استیعاب رہا تو اعادہ لازم نہیں۔ ورنہ اعادہ لازم ہے،[١] شامی فقط۔

[١]ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلى أخره فإن لم ينقطع يتوضأ ويصلى ثم إن

---

(٤٣٦)(قوله: ثم يصلي به) أي: بالوضوء فيه أي: في الوقت (قوله: فرضا) أي: أي فرض كان نهر أي: فرض الوقت أو غيره من الفوائت(شامي ١/ ٣٠٦)

انقطع فی أثناء الوقت الثانی یعید تلک الصلوٰۃ و إن استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذر من وقت العروض(ردالمحتار ج۱ ص ۲۸۱-ط-س-ج۱ص۳۰۵)ظفیر-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۶۳)

## معذور کے لئے آخر وقت میں نماز ادا کرنے کا حکم

**سوال:** اگر نماز مغرب کے قریب کہیں چوٹ لگ جائے یا کوئی چھوٹا دانہ ٹوٹ جائے اور دونوں حالتوں میں خون نکل آئے اور خون بند نہ ہو بلکہ ذرا ذرا سا پانی نکلتا رہے۔ ایسی حالت میں مغرب کا وقت نہایت مختصر ہوتا ہے نماز کس طرح ادا کی جائے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** فی ردالمحتار فی أحکام المعذور ولوعرض بعد دخول وقت فرض انتظر إلیٰ اٰخرہ فإن لم ینقطع یتوضأ ویصلی ثم إن انقطع فی أثناء الوقت الثانی یعید تلک الصّلوٰۃ و إن استوعب الوقت الثانی لا یعید لثبوت العذرحینئذ من وقت العروض. اھ اس سے معلوم ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں آخر وقت میں نماز پڑھے پھر اگر عشاء کے وقت وہ بند ہو گیا اور ختم وقت عشاء تک بند رہا تو مغرب کی نماز پھر لوٹادے۔

(امداد الفتاویٰ ج۱/۲۶)

## معذور کا وضو کب تک رہتا ہے؟

**سوال:** ایک آدمی جس کا ریح کے خارج ہونے سے وضو پانچ منٹ میں نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات تو مکمل وضو کا وقفہ بھی نہیں ملتا۔ اسے ریح تنگ کرتی ہے۔

۱: کیا وہ اسی حالت میں وضو کرے؟

۲: وہ وضو تہجد اور صبح کی نماز کے لئے کافی ہو گا یا صبح کی نماز کے لئے جدید وضو کرے؟

۳:اگر صبح کو وضو کیا نماز کے بعد تلاوت وذکر میں مصروف رہا یا کسی دنیاوی کام میں کیا اشراق کے لئے دونوں صورتوں میں جدید وضو کرنا ہو گا یا وہی صبح کی نماز والا وضو کافی ہو گا؟

۴: نماز کے لئے وضو کیا، نماز کے بعد دیگر عبادت بھی اس وضو سے کر سکتا ہے؟ مثلاً وظائف وغیرہ۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر ریح اتنی دیر بھی نہیں رکتی کہ وضو کرکے دو یا چار رکعت فرض ادا کرلے تو یہ شخص شرعاً معذور بن جاتا ہے۔ فرض نماز کے وقت کے اختتام پر یہ شخص بے وضو ہو گا۔ وقت کے اندر فرض، نفل، تلاوت اور دیگر جملہ وظائف کر سکتا ہے۔

ویبطل الوضوء عند خروج وقت المفروضة بالحدث السابق.(الهنديه : ج ١ : ص ٢١)

ائمہ کے اختلاف کے پیشِ نظر بہتر یہ ہے کہ تہجد کے وضو سے فجر کی نماز نہ پڑھے اگرچہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تہجد کے وضو سے فجر کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے

لو توضأ المعذور لصلوة العيد له أن يصلى الظهر به عند أبي حنيفه رَحِمَهُ ٱللَّهُ و محمد رَحِمَهُ ٱللَّهُ و هو الصحيح لأنها بمنزلة صلوة الضحىٰ.(الهنديه : ج ١ : ص ٢١)

فجر کے وضو سے اشراق کی نماز نہ پڑھے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۵،۹،۷ ۱۴۰ھ

الجواب الصحیح: بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ رئیس الافتاء، (خیر الفتاوی ج ۲/۵۱)

## معذور اشراق کے وضو سے ظہر پڑھ سکتا ہے

**سوال:** کوئی معذور آدمی ہے اس نے وضو کرکے فجر پڑھی، پھر طلوع آفتاب کے بعد وضو کرکے اشراق پڑھی، کچھ دیر کے بعد اسی وضو سے چاشت پڑھی کیا ہو گئی؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** چاشت ہو گئی، بلکہ اسی وضو سے ظہر بھی پڑھ سکتا ہے۔ کیونکہ معذور کا وضو وقت کے خروج سے ٹوٹتا ہے۔ اس لئے ظہر کا وقت ختم ہونے تک فرائض نوافل جو

چاہے پڑھے۔

قال فی التنویر ثم یصلی فیه فرضا و نفلا فإذا خرج الوقت بطل و فی الشرح و أفاد أنه لو توضأ بعد الطلوع و لو لعید أو ضحی لم یبطل إلا بخروج وقت الظهر ( رد المحتار ج١/ ٢٨٢) فقط واللہ تعالی أعلم ٢٠ ربیع الآخر سنه ١٣٩٤ هجری

(احسن الفتاوی ج ۲/۷۸)

## طہارت وغیرہ سے معذور شخص کے وضو اور نماز کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے ایک جاننے والے بہت زیادہ بیمار ہیں انہیں ہر وقت پیمپر لگا ہوا ہوتا ہے اور پیشاب کیلئے تھیلی لگی ہوئی ہوتی ہے۔ کئی بیٹے ہیں جو کہ مالی لحاظ سے بہت بہتر ہیں، مگر خاص خیال نہیں رکھتے انہیں نماز پڑھنے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ براہ کرم اس حالت میں ان کیلئے نماز پڑھنے کا طریقہ بتلادیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورتِ مسئولہ میں دو شقیں ہیں:

**پہلی شق معذور شخص کی نماز پڑھنے کے بیان میں ہے:**

ایسا شخص جسے پیشاب کے قطرے تسلسل کے ساتھ آتے ہوں کہ فرض نماز کا پورا وقت اس میں گزر جائے یا جس کا پیٹ جاری ہو جائے یا کوئی اور زخم جو مستقل رستا رہے۔ شریعت کی اصطلاح میں معذور کہلاتا ہے(٤٣٧)۔ اور صورت مسئولہ میں مریض شخص جسے پیشاب کی تھیلی لگی ہوئی ہے۔ شرعاً یہ

---

(٤٣٧ ) (وصاحب عذر من به سلس) بول لا یمکنه إمساکه (أو استطلاق بطن أو انفلات ریح أو استحاضة) أو بعینه رمد أو عمش أو غرب، وکذا کل ما یخرج بوجع ولو من أذن وثدي ☜

بھی معذور ہی کے حکم میں ہے اور اس قسم کے معذور کا حکم یہ ہے کہ ہر وقت کی نماز کیلئے ابتداء دخول وقت میں وضو کرادیا جائے اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیں۔ کپڑے وغیرہ دھونے کی کوئی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر پیمپر دور کرنے میں مشقت زیادہ ہو تو اسی حالت میں نماز پڑھ لے۔

**دوسری شق نماز پڑھنے کے طریقے کے بیان میں ہے:**

اگر مریض وضو کرنے پر قادر ہو یا کوئی اور شخص معاونت کرنے والا موجود ہو جیسے خادم اور اس کی اولاد وغیرہ تو یہ لوگ مریض کو وضو کرائیں اور پھر مریض قبلہ رُخ بیٹھ کر کہ اس کے پاؤں قبلہ رُخ ہوں سر کے اشارے سے نماز پڑھ لے۔ اگر بیٹھنا ممکن نہ ہو تو کم از کم تکیہ رکھ کر تھوڑا سا اونچا کردیں۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو نماز پڑھ لے۔ اور اگر زیادتی مرض کی وجہ سے مریض وضو پر قادر نہ ہو تو تیمم کرا کے نماز اسی مذکورہ بالا طریقے پر پڑھ لے۔ اور تیمم کی نیت مریض پر لازم ہو گی۔

لما فی الهندية(١/ ١٣٦):و إن تعذر القعود أومأ بالركوع والسجود مستلقيا على ظهره وجعل رجليه إلى القبلة، وينبغى أن يوضع تحت رأسه وسادة حتى يكون شبيه القاعد ليتمكن من الإيماء بالركوع والسجود، و إن اضطجع على جنبه ووجهه إلى القبلة وأومأ جاز والأول أولىٰ-

وفی الشامية مع الدر(١/ ٢٣٣): من عجز عن استعمال الماء... أو لمرض يشتد أو يمتد بغلبة ظن أو قول حاذق مسلم ولو بتحرک أولم يجد من يوضئه فإن وجد ولو بأجرة مثل

---

وسرة (إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة)بأن لا يجد في جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلي فيه خاليا عن الحدث(الدرالمختار١/ ٣٠٥)

وله ذلک لایتیمم فی ظاهر المذهب کما فی البحر .

وفی الشامیة قوله ولو بتحرک الخ... ولا فرق عندنا بین أن یشتد بالتحرک کالمبطون أو بالاستعمال کالجدری قوله أو لم یجد الخ أي أو کان لا یخاف الاشتداد ولا الامتداد لکنه لا یقدر بنفسه ولم یجد من یوضئه قوله کما فی البحر حاصل ما فیه أنه إن وجد خادماً أي من تلزمه طاعته کعبده وولده وأجیره لایتیمم اتفاقاً، و إن وجد غیره ممن لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا یتیمم أیضاً بلا خلاف الخ-

وفی الهندیة(١/ ٤١):المستحاضة ومن به سلس البول أو استطلاق البطن أو انفلات الریح أو رعاف دائم أو جرح لا یرقأ یتوضئون لوقت کل صلاة ویصلون بذلک الوضوء فی الوقت ما شاءوامن الفرائض والنوافل...ویبطل الوضوء عندخروج وقت المفروضة بالحدث السابق هکذافی الهدایة وهوالصحیح . (نجم الفتاوی ج۲/۱۷۱-۱۷۲)

## بیس رکعت تک جس کا وضو رہے وہ معذور نہیں ہے

**سوال:** مریض سلسل بول یا نکسیر یا ریاح، جس کو بارہ ۱۲، پندرہ ۱۵، بیس ۲۰ رکعت سے زیادہ وضو نہ ٹھیر سکتا ہو، اور مہلت تمام شب و روز میں کسی وقت اس سے زیادہ نہ ملتی ہو، وہ ہر وقت بغرض تلاوت یا پڑھانے طلباء قرآن شریف کے تیمم سے چھو سکتا ہے یا نہیں، اور سجدۂ تلاوت پڑھ کر یا سن کر تیمم سے کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وہ شخص معذور شرعی نہیں ہے[١]اس کو قران شریف کا

چھونا(٤٣٨) اور سجدۂ تلاوت بدون وضو کے درست نہیں ہے(٤٣٩)۔[٢]

[١]شرط ثبوت العذر ابتداء أن يستوعب استمراره وقت الصلاة كاملا كالانقطاع لا يثبت ما لم يستوعب الوقت كله (عالمگیری ص ٣٨ ج١-ط-ماجديه ج١ص٧٠)ظفير-

[٢]ويجب بسبب تلاوة الخ بشروط الصلوٰة المتقدمة (درمختار) ولهذا لا يجوز أداؤها بالتيمم إلا أن لايجد ماء الخ(ردالمحتارباب سجود تلاوة ص ٧١٨ج١)ظفير

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٦٤-٢٦٥)

---

(٤٣٨) عن حكيم بن حزام رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لما بعثه واليا إلى اليمن قال: «لا تمس القرآن إلا وأنت طاهر» هذا حديث صحيح الإسناد، ولم يخرجاه. ووافقه الذهبى

(المستدرك على الصحيحين للحاكم رقم ٦٠٥١ ج٣/ ٥٥٢)

قال ابن حجر رَحِمَهُ اللَّهُ:وفي الباب عن ابن عمرروا ه الدارقطني والطبراني وإسناده لا بأس به ذكر الأثرم أن أحمد احتج به (التلخيص الحبير ط العلمية١/ ٣٦١)

(٤٣٩)عن مصعب بن سعد، قال: دخل عبد اللَّهِ بن عمر على ابن عامر يعوده وهو مريض فقال: ألا تدعو اللَّهَ لي يا ابن عمر؟ قال: إني سمعت رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «لا تقبل صلاة بغير طهور ولا صدقة من غلول، وكنت على البصرة».(صحيح مسلم ج١/ ٢٠٤)

وأجمعت الأمة على تحريم الصلاة بغير طهارة من ماء أو تراب ولا فرق بين الصلاة المفروضة والنافلة وسجود التلاوة والشكر وصلاة الجنازة إلا ما حكي عن الشعبي ومحمد بن جرير الطبري من قولهما تجوز صلاة الجنازة بغير طهارة وهذا مذهب باطل وأجمع العلماء على خلافه .

(شرح النووي على مسلم ج٣/ ١٠٣)

## معذور کے وضو اور نماز سے متعلق سوال اور اس کا جواب

**سوال:** اگر بیٹھ کر استنجاء کیا جائے لیکن استنجاء کے بعد ایک قطرہ سے بھی کچھ کم حصہ پھر باہر نکل آتا ہے، تو کیا ایسی صورت میں نماز ادا کی جاسکتی ہے اور طہارت باقی رہتی ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** بہتر یہی ہے کہ وہ اس حصہ کو دھولے، تاہم اگر پیشاب اتنی کم مقدار میں نکلا جس کا آپ نے ذکر کیا ہے اور دوبارہ استنجاء کے بغیر وضو کرکے آپ نے نماز پڑھ لی تو نماز ادا ہو جائے گی، کیوں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر نجاست ایک درہم کو پہنچ جائے تو اس کو دھونا واجب ہے اور اس سے کم ہو تو اسے دھونا ضروری نہیں(٤٤٠):

---

(٤٤٠)عن الزهري قال: «إذا كان قدر الدرهم أعاد» .

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٣٩٦١ ج١/ ٣٤٥)

قال العلامة الشامي :ولنا أن القليل عفو إجماعا إذ الاستنجاء بالحجر كاف بالإجماع وهو لا يستأصل النجاسة والتقدير بالدرهم مروي عن عمر وعلي وابن مسعود وهو مما لا يعرف بالرأي فيحمل على السماع . (رد المختار على الدر المختار ج١ / ٣١٦)

عن قتادة قال: في الثوب يصيبه الدم قال: «إن كان فاحشا انصرف، وإن كان قليلا لم ينصرف» قال: وكان يقول: «موضع الدرهم فاحش».(مصنف عبد الرزاق رقم ١٤٥٦ ج١/ ٣٧٣)

عن سعيد بن المسيب رَحِمَهُ ٱللَّهُ«أنه كان لا ينصرف من الدم حتى يكون مقدار الدرهم» .

(مصنف ابن أبي شيبة رقم ٣٩٥٧ ج١/ ٣٤٤)

عن إبراهيم، أنه قال: «المني، والدم، والبول، إذا كان مقدار الدرهم، أعاد الصلاة، وإذا كان أقل من ذلك لم يعد» . (الآثار لأبي يوسف رقم ١٠ ص: ٤)

" و إن كان أقل من قدر الدرهم لايجب غسله عند أبى حنيفة وأبى يوسف" [١]

جس شخص کو اس طرح کا عارضہ ہو، اسے چاہیے کہ پانی کا استعمال کرنے سے پہلے کھڑا ہو جائے یا کوئی ایسا عمل کرے جس سے پیشاب کے قطرات پوری طرح نکل آئیں، پھر پانی کا استعمال کرلے۔

[١]بدائع الصنائع:١/ ٤٠- (کتاب الفتاوی ج٢/٤٦-٤٧)

## معذورین کے لئے مختصر ترین نماز

**سوال:** بندہ پیٹ کی تکلیف کا دائمی مریض ہے ریاح خارج ہوتی رہتی ہیں اگر وضو کے بعد ریاح کو اتنی دیر روک لیا جائے کہ نماز مکمل پڑھی جاسکے تو پیٹ میں تکلیف پیدا ہو کر دل کی طرف آجاتی ہے اگر ریاح کو نہ روکا جائے تو کئی دفعہ وضو ٹوٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے نماز دُھرانی پڑتی ہے۔یہ صورت متواتر پریشان کُن ہے۔شرعی لحاظ سے بندہ معذور ہے یا نہیں؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** وضو کر کے اگر صرف نماز کی فرض رکعتیں بغیر وضو ٹوٹے پڑھ سکتے ہوں تو آپ شرعاً معذور نہیں ہوں گے۔ گو اس دوران ریاح کو معمولی طور پر روکنا بھی پڑے یہ فرض رکعتیں بھی اس طرح سے پڑھیں کہ صرف نماز کے فرض وواجبات ادا ہو جائیں گو سنن ومستحبات رہ جائیں اس طرح یہ رکعتیں مزید مختصر ہو جائیں گی۔

مثلاً قیام میں صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ کوثر یا اخلاص رکوع سجود میں ایک ایک دفعہ تسبیح اور التحیات کے بعد اللهم صل على محمد وعلى اٰل محمد مختصر درود اور اللهم اغفرلي دعاء کافی ہے۔تیسری اور چوتھی رکعت کے قیام میں صرف تین تین مرتبہ سبحان اللہ گو سورۃ فاتحہ نہ پڑھیں۔امید ہے کہ اس طرح سے آپ باوضو نماز پڑھ سکیں گے۔اگر اس میں بھی دشواری ہو تو تفصیل لکھ کر دوبارہ جواب حاصل کرلیں۔ (خیر الفتاوی ج٢/٦٣-٦٤)

# معذور کی نماز وامامت

**سوال:**(الف)میں ایک مرض میں عرصۂ دراز سے مبتلاہوں اوروہ ہے کثرتِ ریاح کاخروج ہر۲،۳منٹ پر خروج ریاح ہوتا رہتاہے، توکیا میں فجر کے وضوسے نمازِ اشراق اور تلاوت قرآن پاک کر سکتاہوں؟یعنی ہواکوروک کر رکھوں اور باوضورہوں۔

(ب) جس گاؤں میں رہتاہوں اس میں معمولی پڑھے لکھے لوگ ہیں، اکثر قراءتِ نماز میں غلط پڑھتے ہیں، اعضاء وضوخشک رہ جاتے ہیں، اوراس کی پرواہ نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے پیچھے میری نماز درست ہوگی یانہیں؟اگر نہیں توپنجگانہ نماز کی امامت کر سکتاہوں یانہیں؟یعنی جب تک امامت کروں ہواکوزبردستی روکے رکھوں، اگر نہیں کر سکتاتوگھر میں نماز اداکروں؟ نیز اس حالت میں نمازِ تراویح کی امامت صحیح ہوگی یانہیں؟

**الجواب حامداًومصلیاًومسلماً:**(الف)جو شخص شرعاًمعذورہے اس کوہر وقت کی نماز کے لیے وضوضروری ہے، پھروقت ختم ہونے سے اس کاوضوباقی نہیں رہے گا، فجر کاوضوسورج نکلنے سے ختم ہوجائے گا، اشراق کے لئے علیحدہ وضوکی ضرورت ہوگی، پھر اس وضوسے نوافل اور تلاوت کی اجازت ہوگی، حتی کہ ظہر کے لئے بھی جدید وضوکی ضرورت نہیں ہوگی، الا یہ کہ اس عذر کے علاوہ کوئی اور حدث پیش آجائے۔[١](٤٤١)

---

(٤٤١) وفي شرح الطحاوي: روى أبو حنيفة عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال لفاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وتوضئي لوقت كل صلاة» ذكره ☜

(ب) اگر امام کی طہارت کامل نہ ہو، اعضاء وضو خشک رہ جائیں، یا نماز میں قرأت کی غلطی سے فساد آجائے اور امام اصلاح نہ کرے تو ایسے امام کے پیچھے نماز درست نہیں اور صاحب عذر بھی امامت نہیں کر سکتا(٤٤٢) لہٰذا تنہا نماز پڑھنے میں وہ شرعاً معذور ہے۔[٢] ترک جماعت کی وعید میں وہ نہیں آئے گا' اسی طرح نمازِ تراویح بھی درست نہیں ہوئی، ایسی حالت میں تراویح بھی تنہا پڑھی جائے۔ [٣] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[١]يتوضأ لوقت كل فرض ويصلى به فيه ما شاء من فرض ونفل وينقضه خروج الوقت الخ (شرح وقاية ص١٢٠) مطبوعه ياسر نديم ديوبند- باب الحيض.

[٢]ولاطاهر بمعذور الخ ولا قادر على ركوع وسجود بعاجز عنهما الخ-(الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص:٣٨٩، ج:١ باب الإمامة

[٣]فلا تجب على مريض الخ - (الدرالمختار على الشامى نعمانيه ص ٣٦٣ج١) باب الإمامة. (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٣٤-٢٣٥)

---

محمد في الأصل معضلا. وقال ابن قدامة في المغني: وروي في بعض ألفاظ حديث فاطمة بنت أبي حبيش رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا «وتوضئي لوقت كل صلاة»(فتح القدير ١/ ١٧٩)

(٤٤٢)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الإمام ضامن، والمؤذن مؤتمن، اللهم أرشد الأئمة، واغفر للمؤذنين». حديث صحيح.

(سنن الترمذي ت شاكر رقم ٢٠٧ ج١/ ٤٠٢)

## نامردی کی وجہ سے طلاء استعمال کرتا ہے اور ڈاکٹر پانی سے بالکل منع کرتا ہے تو وہ نماز کیسے پڑھے؟

**سوال:** کوئی شخص مرض سستی کی وجہ سے طلائے نامردی استعمال کرتا ہے اور پانی لگانے سے طبیب منع کرتا ہے بلکہ شراب سے عضو تناسل کو دھلواتا ہے۔ اس صورت میں وہ استنجاء کرنے اور حالت احتلام میں غسل کرنے سے مجبور ہے۔ وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** حرام اور نجس چیز کے ساتھ دوا کرنا اس وقت درست ہے کہ طبیب مسلم حاذق یہ کہے کہ اس دوا میں شفاء ہے اور اس کا بدل دوا حلال سے نہ ہو سکے(٤٤٣)۔ قال

---

(٤٤٣) عن أبي الدرداء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « إن اللَّهَ أنزل الداء والدواء، وجعل لكل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام» . (سنن أبي داود رقم ٣٨٧٤ ٤/ ٧)

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: « نهى رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الدواء الخبيث »: صحيح .

(سنن أبي داود رقم ٣٨٧٠ ج٤/ ٧)

عن علقمة بن وائل، عن أبيه ذكر طارق بن سويد أو سويد بن طارق سأل النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن الخمر، فنهاه، ثم سأله فنهاه، فقال له: يا نبي اللَّهِ إنها دواء، قال النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: « لا، ولكنها داء» (سنن أبي داود رقم ٣٨٧٣ ج٤/ ٧)صحيح

قال الإمام البيهقي بعد نقل حديث أبي الدرداء و أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: وهذان الحديثان إن صحا فمحمولان على النهي عن التداوي بالمسكر، أو على التداوي بكل حرام في غير حال الضرورة، ليكون جمعا بينهما وبين حديث العرنيين . (السنن الكبرى للبيهقي ج١٠/ ٩)

☜

فی النهاية وفی التهذيب يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوی إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه.الخ -[١]

پس اگر شرط مذکور پائی جاوے تو استعمال شراب کا بغرض صحت درست ہے، اور نماز بھی اس حالت میں درست ہے، ورنہ درست نہیں۔ فقط۔

[١]ردالمحتار باب المتفرقات (فی كتاب البيوع) جلد رابع ص ٢٩٨-ط-س ج١ص٢٢٨- ١٢ظفير- (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٧٠-٢٧١)

## سجدہ کرنے سے اگر خون نکلے تو کیا ایسا شخص معذور ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے گھٹنے میں پھوڑا ہے وہ جب بھی سجدے کیلئے گھٹنہ نیچے لگاتا ہے اس پھوڑے سے خون نکلنا شروع ہو جاتا ہے ایسی حالت میں نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا ہے، کیا ایسا شخص معذور کے حکم میں داخل ہے کہ ایک وضو سے مکمل نماز پڑھ لے ورنہ تو نماز پڑھنا بہت مشکل ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جیسا کہ سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ خون صرف سجدے میں

---

قال الشوكاني: قال ابن رسلان في شرح السنن : والصحيح من مذهبنا يعني الشافعية جواز التداوي بجميع النجاسات سوى المسكر لحديث العرنيين في الصحيحين حيث أمرهم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالشرب من أبوال الإبل للتداوي ، قال: وحديث الباب محمول على عدم الحاجة بأن يكون هناك دواء غيره يغني عنه ويقوم مقامه من الطاهرات(نيل الأوطار ج٨/ ٢٣٤)

قال العيني بعد نقل حديث(إن اللَّهَ تعالى لم يجعل شفاء أمتي فيما حرم عليها):أنه محمول على حالة الاختيار، وأما حالة الاضطرار فلا يكون حراما كالميتة للمضطر.(عمدة القاري ٣/ ١٥٥)

گھٹنا ٹیکنے سے نکلتا ہے ایسا شخص معذور کے حکم میں داخل نہیں ہوتا بلکہ آپ بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھیں اور اگر دوران نماز کسی وجہ سے خون جاری ہو گیا تو دوبارہ نئے سرے سے وضو کرنا ہو گا۔

لما فی الدر المختار(١/ ٣٠٨،٣٠٧):یجب رد عذره أو تقلیله بقدر قدرته ولو بصلاته مومیا وبرده لا یبقی ذا عذر . (نجم الفتاوی ج٢/١٧٣)

## مرض کی وجہ سے زخم لگوایا اور نماز کے پورے وقت تک خون جاری رہا تو کیا کرے؟

**سوال:** کسی شخص نے فساد خون کے دفع کرنے کے لئے اپنی ساق میں ایسا زخم کر لیا کہ زخم کرتے ہی خون جاری ہو گیا اور پورا ایک وقت نماز کا خون جاری رہا۔ مگر زخم کو تازہ رکھنے کے لئے نیم کی لکڑی کی ایک چھوٹی سی گوٹی اس کے اندر داخل کر کے اوپر سے دوچار تہ کپڑے کی اور ایک پٹی بھی باندھ لی، جس کی وجہ سے کبھی کبھی کچھ خون یا پیپ جاری ہوتی ہے۔ کبھی دو تین وقت تک خون بند رہتا ہے، اور کبھی ایک وقت کے اندر دو تین مرتبہ خون یا پیپ جاری ہوتا ہے، آیا یہ شخص معذور شمار کیا جائے گا یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** درمختار میں ہے:وصاحب عذر الخ إن استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بأن لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا عن الحدث الخ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة . الخ (ج١ص٣٠٥)

اس عبارت سے معذور کے متعلق جو کچھ تفصیل تھی ظاہر ہو گئی۔ پس ابتداءً جبکہ نماز کے ایک وقت کامل میں خون جاری رہا تو وہ شخص معذور ہو گیا، اور پھر جب تک تمام وقت میں انقطاع حقیقۃً نہ ہو گا، وہ شخص معذور ہی رہے گا۔ اور معذور شخص غیر معذورین کا امام نہیں ہو سکتا۔[١] فقط۔

[١]ولا طاهر بمعذور(الدر المختار باب الإمامة ط-س-ج١ص٥٧٨)ظفیر-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٧١-٢٧٢)

## اگر صاحب عذر کسی تدبیر اور علاج سے اس عذر کا انقطاع کر دے تو وہ معذور رہے گا یا نہیں؟

**سوال:** جس عورت کو پیشاب یا خون استحاضہ کے قطرات کا نزول رہتا ہو وہ کسی تدبیر سے خارج نہ ہونے دے۔ اور وضو کر کے نماز پڑھتی رہے تو اس کا وضو اور نماز درست ہو گی؟ اور یہ تدبیر حیض میں بھی کار گر ہو سکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** وضو اور نماز صحیح ہو جائے گی۔ لیکن یہ تدبیر حیض میں کامیاب نہ ہو گی اور نماز پڑھنا درست نہ ہو گا۔ فتاویٰ خیریہ میں ہے۔ سئل فی الحمصة اللتی توضع علی الکی ثم تربط بما یمنع السیلان هل یکون صاحبها صاحب عذر أم لا ؟ (أجاب) لایکون صاحب عذر کما هو صریح کلام الخلاصة وغیره وصاحب الجرح لو منع الجرح من السیلان یخرج من أن یکون صاحب الجرح السائل فأفاد أن کل صاحب عذر إذا منع نزوله بدواء أو غیره خرج عن کونه صاحب عذر بخلاف الحائض (فتاویٰ خیریة ج١ ص ٥ کتاب الطهارة مطلب فی الحمصة علی الکی الخ ) خلاصہ یہ کہ اگر کوئی صاحب عذر کسی تدبیر اور علاج سے اس عذر کا انقطاع کر دے تو وہ شخص معذور نہ رہے گا۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب)
(فتاوی رحیمیہ ج٤/٦٥)

## زخم سے مواد رستا رہتا ہے اس حالت میں ظہر کے وضو سے عصر کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

**سوال:** میری پنڈلی میں ایک پھوڑا تھا جس میں سوراخ ہو کر مواد خارج ہو گیا وہ سوراخ ابھی باقی ہے اور اس میں سے رقیق مواد خارج ہو رہا ہے، زخم کی شکل نہیں ہے سوائے شب اور صبح کے اس پر گیلی

مٹی پلٹس کی طرح باندھی جارہی ہے۔ مٹی باندھ کر ظہر۔ عصر۔ مغرب کے واسطے وضو کرتا ہوں، عشاء اور فجر کے وقت کپڑے کی گدی بنا کر باندھ دی جاتی ہے، تو ظہر کے وضو سے عصر کی، یا عصر کے وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہوں بلا پٹی کھولے جب کہ وضو باقی ہو؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر اس سوراخ میں سے ہر وقت کچھ کچھ مواد نکلتا رہتا ہے، تو وہ شخص معذور ہے اس کو ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں ہے، وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے، دوسری وقت کے لئے پھر تازہ وضو کرنا چاہیے۔ در مختار میں ہے وحکمه الوضوء لکل فرض الخ فإذا خرج الوقت بطل الخ -[١]اور معذور کی تعریف یہ ہے کہ ابتداءً اس کو ایسی نوبت آئی ہو کہ تمام وقت میں اتنی دیر کو بھی مواد نکلنا نہ رکا ہو۔ جس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکے، در مختار میں ہے وصاحب عذر من به سلس بول الخ أو بعينه رمد الخ (أي ويسيل منه الدمع شامی) إن استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بأن لا يجد فی جميع وقتها زمنا يتوضأ ويصلی فيه خاليا عن الحدث الخ وهذا فی حق الابتداء وفی حق البقاء كفی وجود ه فی جزء من الوقت ولو مرة الخ-[٢]فقط-

[١]الدر المختار علی هامش ردالمحتارباب الحيض مطلب فی أحكام المعذور ج١ ص ٢٨١وج١ ص٢٨٢-ط-س-ج١ص٣٠٥- ١٢ظفير-

[٢]الدرالمختار باب الحيض مطلب فی أحكام المعذور-ط-س-ج١ص٣٠٥- ١٢ظفير-

(فتاوی دارالعلوم دیوبند ج۱/۲۷۲)

## غسل جمعہ کے بجائے معذور یا غیر معذور تیمم کرلے تو مؤدی بالسنۃ ہو گا یا نہیں؟

**سوال:** کئی روز سے ایک جزئی کی تلاش میں ہوں۔ ملی نہیں اس لیے حضرت کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر نظر سے گزری ہو یا استاذی مولانا ظفر احمد صاحب کو مل سکے تو حضرت ممنون

فرمادیں، غسل جمعہ کی بجائے اگر معذور یا غیر معذور تیمم کرلے تو مؤدی بالسنۃ ہو گا یا نہیں، مالکیہ وشافعیہ میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، مالکیہ کے نزدیک یہ غسل معلل بالرائحة الكريهة ہے، اس لیے تیمم اس کے قائم مقام نہیں اور شافعیہ کے نزدیک معلل بأكمل الطهارتين ہے، اس لیے تیمم کافی ہے، حنفیہ کی عبارات سے دونوں کا علت ہونا معلوم ہوتا ہے، بعض فقہاء پہلی علت کی بناء پر شب جمعہ کے غسل کو بھی کافی لکھتے ہیں اور بعض اس کی علت على أكمل الطهارتين فرماتے ہیں، اس لیے کلیہ سے بھی حکم نہیں نکلتا۔ زکریا کاندھلوی سہارنپور، ۱۵ر مضان ۱۳۴۷ھ

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس وقت تک اس مسئلہ میں کوئی جزئیہ صریحہ نہیں ملا، مگر احادیث واقوال فقہیہ سے راجح یہ ہے کہ امر غسل جمعہ میں اصل علت تنظیف ہے اور گو تنظیف دوسرے ایام میں بھی ہو سکتی ہے، مگر جمعہ کی تخصیص بوجہ اس کے یوم الاجتماع ہونے کے ہے۔

وهو علة تخصيصه بيوم العيد أيضا وهو الظاهر من قول صاحب الهدايه وبه ورد التصريح فى حديث عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (٤٤٤) وابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (٤٤٥) فى بدء الغسل اور جب راجح یہ

---

(٤٤٤) عن عائشة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: كان الناس مهان أنفسهم، فيروحون إلى الجمعة بهيئتهم، فقيل لهم: «لو اغتسلتم» . (سنن أبي داود رقم ٣٥٢ ج ١/ ٩٧ واللفظ له )

(شرح معاني الآثار رقم ٧٠٩ ج١/ ١١٧)

(٤٤٥) عن عكرمة، أن أناسا من أهل العراق جاءوا فقالوا: يا ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أترى الغسل يوم الجمعة واجبا؟ قال: لا، ولكنه أطهر، وخير لمن اغتسل، ومن لم يغتسل فليس عليه بواجب، وسأخبركم كيف بدء الغسل كان الناس مجهودين يلبسون الصوف ويعملون على ظهورهم، وكان مسجدهم ضيقا مقارب السقف إنما هو عريش فخرج رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في يوم ☜

علت ہے تو تیمم اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا، نہ معذور کے لیے نہ غیر معذور کے لیے،

هذا ما ظهر لی واللہ تعالیٰ أعلم .۱۹ر مضان ۱۳۴۷ھ (امداد الاحکام ج۱/۳۵۹-۳۶۰)

## جنبی غسل سے معذور ہے نہ وضو سے پس وہ نماز وضو سے پڑھے یا تیمم سے

**سوال:** جب معذور جو غسل کرنے سے عاجز اور غسل سے مرض کی زیادتی کا احتمال ہے اور وضو کرنے میں کچھ ضرر نہیں پس وہ وضو کر کے نماز پڑھے یا تیمم کر کے ؟

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** جبکہ وضو کرنے سے عاجز نہیں ہے تو تیمم جنابت کرے اور وضو کر کے نماز ادا کرے۔ واللہ واعلم

حرره محمد عبد الحي بن محمد عبد الحليم أبو الحسنات

أصاب المجيب كتبه أضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفى عنه (مجموعۃ الفتاوی ج۱/۱۴۸)

## مجبور سجدہ کے لئے آگے کوئی چیز رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال:** مریض یا حاملہ جو سجدہ پر قادر نہ ہو تو آگے کوئی چیز رکھ کر، اس پر سجدہ کرنا درست ہے یا نہ؟ یا اشارہ کر کے سجدہ کرے؟

---

حار وعرق الناس في ذلك الصوف حتى ثارت منهم رياح آذى بذلك بعضهم بعضا، فلما وجد رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تلك الريح قال: «أيها الناس إذا كان هذا اليوم فاغتسلوا، وليمس أحدكم أفضل ما يجد من دهنه وطيبه» قال ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ثم جاء اللہ بالخير ولبسوا غير الصوف، وكفوا العمل ووسع مسجدهم، وذهب بعض الذي كان يؤذي بعضهم بعضا من العرق (سنن أبي داود رقم ٣٥٣ ج١/ ٩٧ شرح معاني الآثار رقم ٧٠٧ ج١/ ١١٦)

**الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً:** جو مریض سجدہ نہ کرسکے وہ اشارہ کرے۔ سجدہ کے آگے کوئی چیز نہ رکھے(٤٤٦)۔[١]فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[١]و إن تعذرا ليس تعذرهما شرطا بل تعذر السجود كاف لا القيام أومأ قاعدا الخ ويجعل سجوده أخفض من ركوعه لزوما ولا يرفع إلىٰ وجهه شيئا يسجد عليه فإنه يكره تحريما(الدر المختار ط-س-ج٢ص٩٨)(**فتاوی دارالعلوم دیوبند ج١/٢٧٣**)

---

(٤٤٦)عن جابر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، عاد مريضا ، فرآه يصلي على وسادة ، فأخذها ، فرمى بها ، فأخذ عودا ليصلي عليه ، فأخذه فرمى به ، وقال : " صل على الأرض إن استطعت ، وإلا فأوم إيماء ، واجعل سجودك أخفض من ركوعك " لفظ حديث أبي سهل ، وفي رواية أبي نصر : " إن أطقت أن تصلي على الأرض ، وإلا " هذا الحديث يعد في أفراد أبي بكر الحنفي ، وقد تابعه عبد الوهاب بن عطاء ، عن الثوري ، وهذا يحتمل أن يكون في وسادة مرفوعة إلى جبهته ، ويحتمل أن يكون في وسادة موضوعة ، مرتفعة عن الأرض جدا ، واللَّهُ أعلم

(معرفة السنن والآثار للبيهقي (موافق) رقم ١١٦١ ج٣/ ٢٢٤)

رواه البيهقي ، وصحح أبو حاتم وقفه.(شرح البلوغ للصنعاني ج ١ / ٣٢٣)

عن علقمة قال : دخلت مع عبداللَّهِ على أخيه عتبة نعوده وهو مريض فرأى مع أخيه مروحة يسجد عليها فانتزعها منه عبداللَّهِ وقال اسجد على الأرض فإن لم تستطع فأوم إيماء واجعل السجود أخفض من الركوع -(سنن البيهقي الكبرى رقم ٣٤٨٨ ج٢ / ٣٠٧)

أخبرنا مالك حدثنا نافع أن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال : إذا لم يستطع المريض السجود أومى برأسه . قال محمد : وبهذا نأخذ ولا ينبغي له أن يسجد على عود ولا شيء يرفع إليه .

(الموطأ للإمام محمد رقم ٢٧٩ ج ٢ / ٤٣)

## جس کا کان بہتا ہو اس کے وضو اور نماز کا حکم

**سوال:** زید کا کان ہمیشہ بہتا رہتا ہے، اس حال میں اس کی نماز درست ہو گی یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جس شخص کو کان بہنے کا عارضہ ہے اور ہر وقت کان بہتا ہے، اس کو ہر وقت کی نماز کے لئے تازہ وضوء کرنا چاہیے۔ جب تک اس نماز کا وقت رہے گا کان بہنے سے اس کا وضوء نہیں ٹوٹے گا، نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وضوء ٹوٹ جائے گا[١]

فقط، واللہ تعالی اعلم ۲۵/۹/۱۳۷۱ھ

[١]( وصاحب عذر من به سلس بول) لا يمكنه إمساكه ( أو استطلاق بطن أو انفلات ريح أو استحاضة ) أو بعينه رمد أو عمش أو غرب ، و كذا كل مايخرج بوجع ولو من أذن و ثدى و سرة ( إن استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة ) بأن لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضأ و يصلى فيه خاليا عن الحدث..... ( وحكمه الوضوء ) لا غسل ثوبه و نحوه ( لكل فر ض ).....( ثم يصلى ) به ( فيه فرضا و نفلا )..... ( فإذا خرج الوقت بطل ) (الدر المختار ، مطلب فى أحكام المعذور ١/ ٥٠ ٤- ٥٠٥)

(فتاوی امارت شرعیہ ج۲/۷۱)

## پانی پیر پر مضر ہو تو مسح کی صورت

**سوال:** میرے پیر کے اوپری حصہ پر آدھے سے زائد جگہ پر ایکزما ہو گیا، کھجلی ہوتی ہے اور پانی پڑنے سے مواد بھی ہو جاتا ہے، ڈاکٹر پانی کو مضر بتاتے ہیں، وضو کرنے میں پہلے بقیہ حصہ کو جب دھوتا ہوں تو چونکہ وہ درمیان میں ہے اس لئے پانی سے بچت نہیں ہو پاتی، اس لئے دریافت طلب یہ ہے کہ کیا پیر کو نہ دھوؤں؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسح کر لو، تو مسح کی ترکیب نہیں معلوم

ہے، اس سے مطلع فرمائیں۔

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** جس حصۂ قدم پر پانی مضر ہے اس پر مسح کر لیا جائے یعنی تر ہاتھ پھیر لیا جائے اور بقیہ کو دھو لیا جائے اس طرح کہ وہاں پانی نہ پہنچے(٤٤٧)[١]۔ فقط واللہ اعلم

[١]ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة مع فرجتها في الأصح إن ضره الماء أو حلها ومنه أن لايمكنه ربطها بنفسه ولايجد من يربطها. انكسر ظفره فجعل عليه دواء أو وضعه على شقوق رجله دواء أجرى الماء عليه إن قدر وإلا مسحه وإلا تركه . الخ (الدرالمختار مع الشامی نعمانیه ص:١٨٦، ج:١، باب المسح على الخفين- مطلب فی لفظ كل إذا دخلت على منكر الخ **(فتاوی محمودیہ ج٨/٢٥٠)**

## مقطوع الیدین کیسے استنجاء ووضو کرے؟

**سوال:** ایک شخص جس کے دونوں ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہیں، تو وہ پیشاب، پاخانہ کر کے کس طرح پاکی حاصل کریگا؟ کیا دوسرے کو یہ حق ہو گا کہ وہ اس کے مخرج کو اپنے ہاتھ سے پاک کرے؟ اگر نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو وہ اس صورت میں کیا کرے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر وہ پانی استعمال نہیں کر سکتا تو جوازِ نماز کیلئے دوسرے سے

---

(٤٤٧) عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «إن الدين يسر، ولن يشاد الدين أحد إلا غلبه(صحيح البخاري ١/ ١٦)

عن نافع قال: انكسر إصبع ابن عمر فألقمها مرارة فكان يتوضأ ويمسح عليها.

(الطب النبوي لأبي نعيم الأصفهاني ٢/ ٤٨٧)

مخرج دھلوانے پر شرعاً مجبور ومکلّف نہیں، بغیر پانی استعمال کئے ہوئے اسکی نماز درست ہوگئی[١]۔ ایسی مجبوری کی حالت میں وضو کی جگہ صرف چہرہ کو کسی جگہ دیوار وغیرہ پر کسی طرح مسح کرے کہ چہرہ کا تیمم ہو جائے(٤٤٨)، اس کی بھی قدرت نہ ہو تو ویسے ہی نماز پڑھ لے(٤٤٩)[٢]

---

(٤٤٨)قال في المبسوط : قلت أرأيت رجلا مقطوع اليدين من المرفقين فأراد أن يتيمم هل يمسح على وجهه ويمسح على موضع القطع قال نعم قلت فإن مسح وجهه وترك موضع القطع قال لا يجزيه قلت فإن صلى هكذا أياما قال عليه أن يمسح موضع القطع ويستقبل الصلاة قلت فإن كان القطع في اليدين من المنكب قال عليه أن يمسح وجهه وليس عليه أن يمسح موضع القطع قلت وكذلك لو كان القطع من فوق المرفق دون المنكب قال نعم قلت فإن كان القطع من المفصل قال عليه أن يمسح وجهه وذراعيه قلت وكذلك لو كان دون المرفق قال نعم قلت فإن لم يفعل وصلى هكذا أياما قال عليه أن يمسح ذلك ويعيد الصلوات كلها .

(الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني ج ١/ ١٢٢ ١٢٣ )

(٤٤٩)قَالَ تَعَالَىٰ:﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَآ ﴾ البقرة: ٢٨٦

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «دعوني ما تركتكم، إنما هلك من كان قبلكم بسؤالهم واختلافهم على أنبيائهم، فإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه، وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم » .(صحيح البخاري رقم ٧٢٨٨ ج٩/ ٩٤ ، صحيح مسلم رقم ١٣٣٧ ج٤/ ١٨٣٠ ،واللفظ للبخاري)

رجل مقطوع اليدين والرجلين سقط عنه هذان الفرضان وبقي عليه غسل الوجه ومسح الرأس، فإن لم يكن معه من يوضئه أو ييممه سقط عنه ذلك أيضا لأن قوله:فَاغْسِلُوا وَامْسَحُوا مشروط بالقدرة عليه فإذا فاتت القدرة سقط التكليف.(تفسير النيسابوري ٢/ ٥٥٨)

**وضاحت:** ہاں اس کی منکوحہ یہ خدمت کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اور اس کو اس پر ثواب بھی ملے گا اس کو ایسا کرنا افضل بھی ہے۔

[١]الرجل المريض إذا لم يكن له امرأة ولا أمة وله ابن أو أخ وهو لا يقدر على الوضوء فإنه يؤضئه ابنه أو أخوه غير الاستنجاء فإنه لايمس فرجه وسقط عنه الاستنجاء، الهندية ص٥٠،ج١، الباب السابع فى النجاسة وأحكامها، الفصل الثالث في الاستنجاء

[٢]ولوشلت يداه يمسح يده على الأرض ووجهه على الحائط ويجزيه(الهندية ص٢٦ج١، الباب الرابع في التيمم) (فتاوی محمودیہ ج٨/٢٤٧-٢٤٨)

## معذور وضو کرانے کے لئے ملازم رکھ سکتا ہو تو رکھنا ضروری ہے

**سوال:** بارہ سال کے لڑکے کا کمر سے لے کر نیچے کا حصہ بالکل بے حس ہے، لیٹا ہوا خود اُٹھ کر نہیں بیٹھ سکتا اور کمزور بھی اس قدر کہ ایک پانی کا گلاس خود اٹھا کر چارپائی سے نہیں پی سکتا۔ پاخانہ، پیشاب بھی دوسرا آدمی اس کو کراتا ہے وہ قریب البلوغ ہے اور خوب سمجھدار ہے اس پر نماز کا کیا حکم ہے؟ کپڑا بالکل پاک نہیں رہتا، وضو بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال نماز پڑھ لے یا اسے وضو کرانا ضروری ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اس لڑکے پر بعد از بلوغ نماز فرض ہو گی(٤٥٠) گھر کے لوگوں

---

(٤٥٠)عن على رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: "رفع القلم عن ثلاثة:عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل "حديث صحيح

( سنن أبي داود رقم ٤٤٠٣ ج٤/ ١٤١)

میں سے کوئی آدمی اس کا وضو کر دیا کرے۔ اگر اس لڑکے کی مِلک میں کوئی مال یا جائداد ہو تو وضو کرانے کے لئے ایک تنخواہ دار آدمی مقرر کر دیا جائے یعنی خادم کا انتظام کر دیا جائے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو سکتی ہوں تو یہ لڑکا تیمم کر کے نماز ادا کر لیا کرے۔ حاصل یہ ہے کہ نماز کے وقت کوئی وضو کرانے والا ہو تو وضو کرانا ضروری ہے ورنہ تیمم کر کے نماز ادا کرنا جائز ہو گا۔

و إن وجد غيره ممن لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا يتيمم أيضاً بلاخلاف. (شامی:ج١،ص٢١٥) (خیر الفتاوی ج٢/٤٨)

## بوقت معذوری بائیں ہاتھ سے وضو میں کام لینا

**سوال:** ایک شخص کا ہاتھ ایسا ہے کہ جس سے تمام کام کر سکتا ہے مگر ہاتھ منہ تک نہیں پہنچتا۔ ایک ہاتھ یعنی بائیں ہاتھ سے منہ دھوتا ہے کان کا مسح بائیں طرف تو کر لیتا ہے کیا داہنے کان کا مسح بھی بائیں ہاتھ سے کر لے یا صرف بائیں کان کا مسح بلحاظ سنت ضروری ہو گا داہنے کا ساقط ہو جائے گا؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہاں داہنے کا بھی بائیں ہاتھ سے کر لے۔

(امداد الفتاویٰ ج١/٩)

## حکم استنجاء ووضو مریض رعشہ جو وضو اور استنجے پر قادر نہ ہو

**سوال:** میرے بدن میں رعشہ ہے جس کی وجہ سے چھوٹا بڑا استنجاء بھی پوری طرح نہیں ہو سکتا ہے، اور وضو بھی باوجود کوشش کے پوری طرح نہیں ہو سکتا، کہیں سے خشک بھی رہ جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** صورت مسئولہ میں اس شخص کو چاہیے کہ ڈھیلے سے استنجاء کرلیا کرے(٤٥١) رعشہ پانی کا لوٹا اٹھانے سے تو مانع ہو گا، مگر ڈھیلے کے اٹھانے سے مانع نہ ہو گا، پس ڈھیلوں سے استنجاء کرلیا کرے اور وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرلیا کرے بشرطیکہ سائل صاحب اولاد و صاحبِ زوجہ نہ ہو اور خدمت کے لیے نوکر رکھنے پر بھی قادر نہ ہو، یا صاحب اولاد و زوجہ ہو اور وہ اس کو وضو اور استنجاء کرانے پر راضی نہ ہوں اور اگر بیوی اس پر راضی ہو کہ وضو اور استنجاء کرادے تو پھر اس کو تیمم جائز نہیں(٤٥٢)، اور بعض صورتوں میں صرف ڈھیلے سے استنجاء بھی جائز نہیں یعنی جبکہ نجاست اپنے مخرج سے تجاوز کر جائے اور بیوی استنجاء کرانے پر راضی ہو(٤٥٣)۔

قال فی الدر باب التیمم أولمرض یشتد أو یمتد بغلبة ظن أوقول حاذق مسلم ولو بتحرک أولم یجد من یوضئه فإن وجد ولو بأجرمثل وله ذلک لایتیمم فی ظاهرالمذهب کما فی البحر.اه قال الشامي: حاصل ما فیه أنه إن وجد خادما أي من تلزمه طاعته کعبده وولده

---

(٤٥١)عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال:اتبعت النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وخرج لحاجته، فكان لا يلتفت، فدنوت منه فقال:«ابغني أحجارا أستنفض بها أو نحوه ولا تأتني بعظم، ولا روث، فأتيته بأحجار بطرف ثيابي، فوضعتها إلى جنبه، وأعرضت عنه، فلما قضى أتبعه بهن» .

(صحيح البخاري رقم ١٥٥ ج١/ ٤٢)

(٤٥٢)لأنه قادر على الأصل وإن كان بإعانة غيره فلا يجوزالعمل بالخليفة.(مرتب )

(٤٥٣)عن عبد الملك بن عمير، قال: قال علي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إن من كان قبلكم كانوا يبعرون بعرا وإنكم تثلطون ثلطا فأتبعوا الحجارة بالماء-(مصنف ابن أبي شيبة رقم ١٦٣٤ ج١/ ١٤٢)

قال الحافظ ابن حجر:أخرجه ابن أبي شيبة والبيهقي بإسناد حسن.(الدراية ١/ ٩٧)

وأجيره لايتيمم اتفاقا و إن وجد غيره ممن لواستعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لايتيمم أيضاً بلاخلاف وقيل علىٰ قوله يتيمم وعلىٰ قولهما لا كالخلاف فى مريض لا يقدر على الاستقبال أو التحول من الفراش النجس ووجد من يوجهه أويحوله. الخ

(ص ٢ ٤٠ج ١)

**تنبیہ: استنجاء میں بیوی اور باندی کے سوا کسی اور سے مدد لینا جائز نہیں، ہاں وضو(٤٥٤) وغسل(٤٥٥)**

---

(٤٥٤)عن أبي الدرداء رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «أن رسول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قاء، فتوضأ»، فلقيت ثوبان في مسجد دمشق، فذكرت ذلك له، فقال: صدق، أنا صببت له وضوءه .وقد جود حسين المعلم هذا الحديث، وحديث حسين أصح شيء في هذا الباب.(سنن الترمذي رقم ٨٧ ج١/ ١٤٢)

(٤٥٥)عن إبراهيم بن عبد اللهِ بن حنين، عن أبيه، أن عبداللهِ بن العباس، والمسور بن مخرمة، اختلفا بالأبواء فقال: عبد اللهِ بن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يغسل المحرم رأسه، وقال المسور: لا يغسل المحرم رأسه، فأرسلني عبد اللهِ بن العباس إلى أبي أيوب الأنصاري رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فوجدته يغتسل بين القرنين، وهو يستر بثوب، فسلمت عليه، فقال: من هذا؟ فقلت: أنا عبد اللهِ بن حنين رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أرسلني إليك عبد اللهِ بن العباس، أسألك كيف كان رسول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يغسل رأسه وهو محرم؟ فوضع أبو أيوب يده على الثوب، فطأطأه حتى بدا لي رأسه، **ثم قال: لإنسان يصب عليه: اصبب، فصب على رأسه،** ثم حرك رأسه بيديه فأقبل بهما وأدبر، وقال: «هكذا رأيته صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يفعل» . (صحيح البخاري رقم ١٨٤٠ ج٣/ ١٦ ،صحيح مسلم رقم ١٢٠٥ ج ٢/ ٨٦٤،موطأ مالك ت الأعظمي رقم ١١٥٤ ج٣/ ٤٦٥ واللفظ للبخاري)

میں اولاد اور نوکر (٤٥٦)سب سے مدد لیناجائز بلکہ ایسے معذور پر واجب ہے لیکن غسل میں پردہ کااہتمام لنگی وغیرہ سے لازم وضروری ہے(٤٥٧)،٢٥ربیع الاول ١٣٤٧ھ(امداد الاحکام ج١/٣٧٥)

---

(٤٥٦)عروة بن المغيرة بن شعبة، أخبره أن المغيرة بن شعبةرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ «أخبره أنه غزا مع رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ تبوك» قال: المغيرة «فتبرز رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ قبل الغائط فحملت معه إداوة قبل صلاة الفجر، فلما رجع رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَإلي أخذت أهريق على يديه من الإداوة وغسل يديه ثلاث مرات ثم غسل وجهه، ثم ذهب يخرج جبته عن ذراعيه، فضاق كما جبته فأدخل يديه في الجبة، حتى أخرج ذراعيه من أسفل الجبة، وغسل ذراعيه إلى المرفقين، ثم توضأ على خفيه»، ثم أقبل قال: المغيرة «فأقبلت معه حتى نجد الناس قد قدموا عبد الرحمن بن عوف فصلى لهم فأدرك رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ إحدى الركعتين فصلى مع الناس الركعة الآخرة، فلما سلم عبد الرحمن بن عوف قام رسول ٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يتم صلاته فأفزع ذلك المسلمين فأكثروا التسبيح فلما قضى النبي صَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَصلاته أقبل عليهم» ثم قال: «أحسنتم» أو قال: «قد أصبتم» يغبطهم أن صلوا الصلاة لوقتها(صحيح مسلم رقم ٢٧٤ ج١/ ٣١٧)

(٤٥٧)عن عبد الرحمن بن أبي سعيد الخدريرَضِيَٱللَّهُعَنْهُ، عن أبيه، أن رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ قال:«لا ينظر الرجل إلى عورة الرجل، ولا المرأة إلى عورة المرأة، ولا يفضي الرجل إلى الرجل في ثوب واحد، ولا تفضي المرأة إلى المرأة في الثوب الواحد»(صحيح مسلم رقم ٣٣٨ ج١/ ٢٦٦)

عن أبي النضر مولى عمر بن عبيد ٱللَّهُ أن أبا مرة مولى أم هانئ بنت أبي طالب، أخبره أنه سمع أم هانئ بنت أبي طالب، تقول: ذهبت إلى رسولٱللَّهصَلَّىٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ عام الفتح، فوجدته يغتسل وفاطمة ابنته تستره، قالت: فسلمت عليه، فقال: «من هذه» ، فقلت: أنا أم هانئ بنت أبي طالب فقال: «مرحبا بأم هانئ»، فلما فرغ من غسله، قام فصلى ثماني ركعات ملتحفا في ثوب واحد، فلما ☜

## وضو پر قدرت نہ رکھنے والا تیمم سے نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

**سوال:** اگر کوئی شخص وضو پر قدرت نہیں رکھتا اور اس کی بیوی یا خادم موجود ہے جو اسے وضو کرا سکے تو کیا اس پر وضو فرض ہے یا تیمم بھی کر سکتا ہے اور اگر تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** اگر اس کی بیوی یا خادم موجود ہے جو اسے وضو کرا سکتے ہیں تو اس پر وضو فرض ہے(٤٥٨) چنانچہ اگر اس صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہو گی۔

البحر الرائق میں ہے:

و إن وجد خادما كعبده وولده وأجيره لا يجزئه التيمم اتفاقاً كما نقله فى المحيط و إن وجد

---

انصرف، قلت: يا رسول اللّٰهُ زعم ابن أمي أنه قاتل رجلا قد أجرته، فلان ابن هبيرة، فقال رسول اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : « قد أجرنا من أجرت يا أم هانئ »قالت أم هانئ: وذاك ضحى.

(صحيح البخاري رقم ٣٥٧ ج١/ ٨٠)

عن ميمونة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قالت: «سترت النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو يغتسل من الجنابة، فغسل يديه، ثم صب بيمينه على شماله، فغسل فرجه وما أصابه، ثم مسح بيده على الحائط أو الأرض، ثم توضأ وضوءه للصلاة غير رجليه، ثم أفاض على جسده الماء، ثم تنحى، فغسل قدميه»

(صحيح البخاري رقم ٢٨١ ج ١/ ٦٤)

(٤٥٨) قال العلامة العيني رَحِمَهُ اللّٰهُ: وإن كان أقطع اليدين فوجد من يوضئه متبرعا لزمه ذلك لأنه قادر عليه وإن لم يجد من يوضئه إلا بأجر يقدر عليه لزمه أيضا كما يلزمه شراء الماء.

(عمدة القاري ٢/ ٢٣٣)

غیرخادمه من لو استعان به أعانه ولو زوجته فظاهر المذهب أنه لا يتيم.( ١/ ١ ٤٠)

**شامی میں ہے:**

إن ظاهر المذهب أنه لا يجوز له التيمم إن كان لو استعان بالزوجة تعينه و إن لم يكن ذلك واجبا عليها.(شامی ١/ ٢٣٤)

(بحر میں اگرچہ دوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ بیوی سے استعانت کی صورت میں اگر مدد نہیں مانگی تو تیمم جائز ہے لیکن مبسوط کا قول زیادہ بہتر ہے اور وہ اس صورت میں بھی تیمم نہیں کر سکتا کیونکہ بیوی عموماً اعانت کرتی ہے)واللہ اعلم (فتاوی دارالعلوم زکریاج ١/ ٤٧٢-٤٧٣)

## مفلوج جو وضو اور تیمم پر قادر نہ ہو، کے وضو کا حکم

**سوال:** ایک شخص مفلوج ہے اور بالکل معذور ہے نہ خود کھا سکتا ہے نہ طہارت وغیرہ کر سکتا ہے کیا وہ بغیر وضو کے نماز پڑھ سکتا ہے؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ شخص اگر نہ خود وضو یا تیمم پر قادر ہے اور نہ دوسرا شخص اس کیلئے وضو یا تیمم کرانے والا ہے تو یہ شخص بغیر طہارۃ کے نماز پڑھ سکتا ہے[١] اور دیگر عبادات میں بہر حال مشغول رہ سکتا ہے(٤٥٩)(ماخوذ از ردالمحتار وکبیری)۔ وھو الموفق

وضاحت: دیگر عبادتوں سے بظاہر وہ عبادات مراد ہیں جن کے لئے طہارۃ شرط نہیں۔

[١]قال العلامة الحصكفي رَحِمَهُ ٱللَّهُ: والمحصور فاقد أي الماء والتراب ...وكذا العاجز عنهما

---

(٤٥٩) قالت عائشة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا: «كان النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يذكر ٱللَّهَ على كل أحيانه» .

(صحيح البخاري ١/ ١٢٩ ، صحيح مسلم رقم ٣٧٣ ج ١/ ٢٨٢)

لمرض يؤخرها عنده .الدرالمختار (١/ ٢٧٢)

(وقالا:يتشبه)بالمصلين وجوبا،فيركع ويسجد،إن وجد مكانا يابسا وإلايومئ قائما ثم يعيد كالصوم(به يفتى وإليه صح رجوعه) أي الإمام كما في الفيض،وفيه أيضا (مقطوع اليدين والرجلين إذا كان بوجهه جراحة يصلي بغيرطهارة) ولا يتيمم (ولايعيد على الأصح) (الدرالمختار على هامش ردالمحتار ص١٨٥ جلد١ باب التيمم) (فتاوی فریدیہ ج۲/۴۴)

## جو عورت غسل سے معذور ہو اس سے مباشرت کرنا

**سوال:** ایک شخص کی بیوی دائم المرض ہے غسل سے معذور رہتی ہے اور کمزور بہت ہے غسل سے تکلیف ہو جاتی ہے مگر خاوند ضرورۃ ہمبستر ہو گیا اور بیوی سے کہا کہ غسل کی نیت سے تیمم کر کے نماز پڑھتی رہے تاوقتیکہ غسل نہ کر سکے۔ تو کیا یہ جائز ہو گا ایسی حالت میں خاوند کا ہمبستر ہونا اور بیوی کا تیمم کے ساتھ نمازیں ادا کرنا؟ بینوا توجروا

**الجواب حامداً و مصلیاً و مسلماً:** یہ صورت جائز ہے شوہر کے لئے ہمبستر ہونا بھی جائز اور بیوی کے لئے تیمم سے نماز پڑھنا بھی جائز ہے(٤٦٠)۔ واللہ تعالی اعلم (اضافہ)

(امداد المفتین ج۲/۲۴۴-۲۴۵)

---

(٤٦٠)قال اللہ تعالی ﴿ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰٓ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ ٱلْغَآئِطِ أَوْ لَـٰمَسْتُمُ ٱلنِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوا۟ مَآءً فَتَيَمَّمُوا۟ صَعِيدًا طَيِّبًا فَٱمْسَحُوا۟ بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٤٣﴾ ﴾ النساء: ٤٣ فأباح التيمم للمرضى مطلقا ولم يفرق فيهم بين أن يجب الغسل أو الوضوء عليهم من غير قصد وبين يوجبوا على أنفسهم قصدًا وعمدًا(مرتب جامع الفتاوی عفا اللہ عنه وعافاه)